اپنی دُنیا بنانے کے لئے دین کی مدد کیجئے

از: حکیم الامت محقق دوراں حضرت علامہ اشرف علی صاحب تھانوی

کی

مُکمل اسلامی انسائیکلوپیڈیا د

دین کی باتیں

جو

آپ کی زندگی کے ہر شعبہ میں آپ کی رہنمائی کرے گی، جو بڑی بڑی فقہ کی کتابوں کا نچوڑ ہے جو اس دورِ کفر اور بیدینی میں لہو ولعب سے نفرت اور نیکی وسچائی کا راستہ بتائے گی، جو یوم پیدائش سے مرنے تک دین کو مضبوط، عقائد کو پختہ، ایمان کو مستحکم اور جسم وروح کو روشن اور منور بنائے گی، یہ کتاب تقریباً دو ہزار مسائل پر مشتمل ہے اس میں بہشتی زیور کے تمام مسائل آگئے ہیں، یہ کتاب درحقیقت اسلامی زندگی کے ضابطہ اور قانون کی کتاب ہے۔

ملنے کا پتہ:-

دینی بک ڈپو، اُردو بازار، جامع مسجد دہلی ۶

قیمت مجلد پلاسٹک کور: بارہ روپے

منیجر دینی بک ڈپو اُردو بازار دہلی نے شائع کیا

قیمت مجلد پلاسٹک کور ۱۲ روپے علاوہ محصول ڈاک

فہرست مضامین

دیباچہ

عرضِ ناشر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید صاحبؒ مدظلہ العالی کی تازہ تصنیف ماہِ رمضان، شائع کرنے کے بعد میرے پاس کوئی دوسری نئی کتاب آپ حضرات کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے نہ تھی جس کا مجھے افسوس تھا لیکن عرصہ دراز سے میرے ذہن میں بار بار یہ خیال آتا تھا کہ فقہ کی کوئی ایسی جامع اور معتبر کتاب شائع کروں جس کے مسائل قابلِ اعتماد اور مستند بھی ہوں اور مسلمانوں کے لئے مفید بھی۔

دوست احباب کے مشورہ کے بعد نظرِ انتخاب حکیم الامت حضرت مولانا مولوی اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ کی مشہور عالم کتاب بہشتی زیور و بہشتی گوہر پر پڑی، بس خدا کا نام لے کر اس کتاب کو بالکل نئی ترتیب سے، نئے انداز اور سلیس و عام فہم زبان میں فقہی ترتیب کے ساتھ مرتب کر لیا گیا، اب یہ کتاب عورتوں کے لئے خاص نہ رہی، بلکہ فقہ کی ایک بالکل نئی کتاب بن گئی جس کا نام ”دین کی باتیں“ تجویز کیا گیا ہے۔

آخر میں اپنے ان دوست احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس کتاب کے سلسلے میں میری امداد کی، اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

نیاز مند: محمد سعید غفرلہٗ

نوٹ: سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید صاحب کے بڑے صاحبزادے مولانا محمد سعید صاحبؒ کا بھی انتقال ہو چکا ہے کتاب کا مطالعہ کرنے والوں سے درخواست ہے کہ ان دونوں حضرات کے لئے دعائے خیر فرمائیں۔

۷۸۶

اپنی بات

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ کی مشہور عالم کتاب بہشتی زیور و بہشتی گوہر کو نئی ترتیب سے نئے انداز اور سلیس و عام فہم زبان میں فقہی ترتیب کے ساتھ مرتب کر لیا گیا۔ اب یہ کتاب عورتوں کے لیے خاص نہ رہی بلکہ فقہ کی ایک بالکل نئی کتاب بن گئی۔ جس کا نام 'دین کی باتیں' تجویز کیا گیا۔ یہ کتاب تقریباً بیس سال سے ہزاروں کی تعداد میں سیکڑوں مرتبہ شائع ہو چکی ہے، اور عوام نے اس کتاب کو بہت پسند کیا۔ یہ ہمارے ادارے کی مشہور و معروف کتابوں میں سے ہے۔

اب الحاج شمشیر علی خاں راؤ چیرمین انٹرنیشنل اسلامی تبلیغی مشن برطانیہ نے ہماری توجہ اس کتاب کی جانب دلوائی۔ اُنھوں نے ہم کو لکھا کہ اس کتاب کو دوبارہ نظر ثانی کر کے آفسٹ کی کتابت کرا کر اچھا کاغذ و بائنڈنگ کے ساتھ چھاپو تو برطانیہ میں بھی بہت پسند کی جائے گی۔ ہم نے اُن کی رائے سے اتفاق کیا اور یہ نظر ثانی شدہ نیا ایڈیشن آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ آفسٹ کی طباعت، سفید کاغذ و مضبوط جلد سے مزین یہ کتاب پیش خدمت ہے، اور اب مرد اور عورتیں دونوں برابر اپنے دین اور دُنیا کے معاملات میں استفادہ کر کے سچے اور پکے مسلمان بن جائیں۔ ہم امید کرتے ہیں کتاب کا مطالعہ کرنے والے حضرات کتاب کو ہر لحاظ سے پسند فرمائیں گے۔ نیز اپنے بچوں کی تعلیم کے سلسلہ میں داخلِ نصاب کر کے شروع ہی سے ان کو اسلام اور شرعِ محمدی پر چلنے کی عادت پڑے۔ والسلام

فقیر زادہ: ارشد سعید کان اللہ لہٗ

دینی بک ڈپو دہلی

ایک بہت ضروری استفسار اور اس کا جواب

از: حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیانِ شرع متین مسائلِ ذیل میں:

بیّنوا و توجروا

(۱) مثلاً لڑکیاں ہندوستان میں ہیں اور ان کے شوہر اس ہنگامہ ۱۹۴۷ء میں پاکستان چلے گئے، آمد و رفت کا سلسلہ حکومت کی وجہ سے تقریباً مسدود ہے نہ لڑکیاں وہاں جا سکتی ہیں اور نہ ان کے شوہر وہاں سے آسکتے ہیں۔

(۲) شوہر جو کہ پاکستان میں ہیں وہ اپنی ہندوستانی بیویوں کے لئے نہ خرچ بھیجتے ہیں نہ ان کی خبر گیری کرتے ہیں۔

(۳) شوہر لاپتہ ہیں چار سال ہو گئے، کچھ خبر نہیں کہ زندہ ہیں یا شہید ہو گئے۔

(۴) ایسی عورتیں کیا کریں کم از کم کتنی مدت کے بعد ان کو فسخ نکاح کی شرعی طور پر اجازت مل سکتی ہے۔

(۵) فسخ نکاح کا حکم کونسا حاکم دے سکتا ہے؟

الجواب

ایسی عورتیں عدالت میں مقدمہ کر کے اپنے نکاح فسخ کرالیں اگر غیر مسلم حاکم نکاح فسخ کرے تو پھر مسلمان پنچایت سے بھی فسخ کرائیں اس کے بعد عدت گذار کر آزاد ہوں گی اور دوسرا نکاح کر سکیں گی۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

کشفِ حالُ الموتیٰ والقبور

اَلمعرُوف بہ

موت کا جھٹکا

سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید صاحب کی یہ آخری اور جامع تصنیف ہے اس کتاب کو پڑھ کر دنیا ہی میں موت کے بعد کے رقت انگیز کوائف وحالات کا نقشہ سامنے آجائے گا، اور بے خبر انسان اپنی زندگی سنوارنے کی فکر میں لگ جائیں گے احوال برزخ، مومن کی رُوح قبض کرنے کا الگ انداز، کافر کی جان نکالنے کا جدا طریقہ، جان کنی کا مؤثر اور رقت انگیز بیان، مومن و کافر کی اموات پر آسمان و زمین کا مختلف تاثر، نکیرین کے سوالات پر دونوں کے الگ الگ جوابات علیین وسجیین میں رُوحوں کا اجتماع، نیکوں کی رُوحوں میں باہم مبارکبادیاں اور بدوں میں سوگواریاں، بہت سے صحابہ کرام، ائمہ عظام، اور بزرگان دین نے نزع کے عالم میں اپنی آپ بیتی بیان کردی۔ جن کو سُن کر رونگٹے ہوجائیں، دل لرز جائیں اور آنکھیں اشکبار ہو جائیں قبر اور برزخ کے حالات پر اس سے زیادہ جامع اور مکمل کتاب آج تک شائع نہیں ہوسکی۔ یہ چار سَو صفحات کی ضخیم کتاب ہے اور اپنے موضوع پر تمام روایات و آثار کی جامع ہے۔ اس کتاب کا مطالعہ آپ کو بڑی بڑی کتابوں کے مطالعہ سے بے نیاز کردے گا۔

قیمت: مجلد ۲۰ روپے علاوہ محصول ڈاک

دینی بک ڈپو، اُردو بازار، جامع مسجد دھلی ۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الطہارت

وضو کا بیان

وضو کرنے والے کو چاہیئے کہ وضو کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ کر کے کسی اونچی جگہ بیٹھے اور وضو شروع کرتے وقت بسم اللہ کہے، سب سے پہلے تین دفعہ پہنچوں تک ہاتھ دھوئے، پھر تین دفعہ کلّی کرے اور مسواک کرے اگر مسواک نہ ہو تو انگلی سے اپنے دانت صاف کرلے اور اگر روزہ دار ہو تو غرارہ نہ کرے، پھر تین بار ناک میں پانی ڈالے اور بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرے۔ لیکن جس کا روزہ ہو وہ جتنی دور تک نرم گوشت ہے اس سے اوپر پانی نہ لے جائے، پھر تین دفعہ منہ دھوئے، سر کے بالوں سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک اور اس کان کی لَو سے اس کان کی لَو تک سب جگہ پانی بہہ جائے۔ پھر تین بار داہنا ہاتھ کہنی سمیت دھوئے، پھر بایاں ہاتھ کہنی سمیت تین دفعہ دھوئے اور ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر خلال کرے، اور انگوٹھی چھلّا وغیرہ جو کچھ ہاتھ میں پہنے ہو ہلالے، پھر ایک مرتبہ سارے سر کا مسح کرے، پھر کان کا مسح کرے، کان کے اندر کی طرف کلمہ کی انگلی سے اور کان کے اوپر کی طرف کا انگوٹھوں سے مسح کرے لیکن گلے کا مسح نہ کرے۔ کان کے مسح کے لئے نیا پانی لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ سر کے مسح سے جو بچا ہوا پانی ہاتھ میں لگا ہے وہی کافی ہے اور تین بار داہنا پاؤں ٹخنے سمیت دھوئے پھر بایاں پاؤں ٹخنے سمیت تین دفعہ دھوئے اور بائیں ہاتھ کی چھنگلیا سے پیر کی انگلیوں کا خلال کرے، پیر کی داہنی چھنگلیا سے شروع کرے اور بائیں چھنگلیا پر ختم کرے یہ وضو کرنے کا مسنون طریقہ ہے لیکن اس میں بعضی چیزیں فرض ہیں

بعضی سُنّت اور بعضی مستحب ہیں۔

مسئلہ: وضو میں فرض فقط چار چیزیں ہیں، ایک مرتبہ سارا منہ دھونا، ایک دفعہ کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ دھونا، ایک بار چوتھائی سر کا مسح کرنا، ایک ایک مرتبہ ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں دھونا، بس فرض اتنا ہی ہے۔ اس میں سے اگر ایک چیز بھی چھوٹ جائے گی یا کوئی بال برابر بھی سوکھی رہ جائے گی تو وضو نہ ہوگا۔

مسئلہ: پہلے پہونچوں تک دونوں ہاتھ دونوں ہاتھ دھونا، بسم اللہ کہنا، کلّی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، مسواک کرنا، سارے سر کا مسح کرنا، ہر عضو کو تین تین مرتبہ دھونا، کانوں کا مسح کرنا، ہاتھ اور پیر کی انگلیوں کا خلال کرنا، یہ سب باتیں سُنّت ہیں اور ان کے سوا اور جو باتیں ہیں وہ سب مستحب ہیں۔

مسئلہ: جب یہ چار عضو جن کا دھونا فرض ہے دُھل جائیں گے تو وضو ہو جائے گا، چاہے وضو کا قصد ہو یا نہ ہو جیسے کوئی نہاتے وقت سارے جسم پر پانی بہائے اور وضو نہ کرے یا حوض میں گر پڑے یا پانی برستے میں باہر کھڑا ہو جائے اور وضو کے یہ اعضا دُھل جائیں تو وضو ہو جائے گا لیکن ثواب وضو کا نہ ملے گا۔

مسئلہ: سُنّت یہی ہے کہ اسی طرح وضو کرے جس طرح ہم نے اوپر بیان کیا ہے اور اگر کوئی الٹا وضو کرلے کہ پہلے پاؤں دھو ڈالے پھر مسح کرے پھر دونوں ہاتھ دھوئے پھر منہ دھو ڈالے یا اور کسی طرح الٹ پلٹ کر کے وضو کرے تو بھی وضو ہو جاتا ہے لیکن سُنّت کے موافق وضو نہیں ہوتا اور گناہ کا خوف ہے۔

مسئلہ: اسی طرح اگر بایاں ہاتھ یا بایاں پاؤں پہلے دھویا تب بھی وضو ہو گیا لیکن مستحب کے خلاف ہے۔

مسئلہ: ایک عضو کو دھو کر دوسرے عضو کو دھونے میں اتنی دیر نہ لگائے کہ پہلا عضو خشک ہو جائے بلکہ اس کے خشک ہونے سے پہلے پہلے دوسرا عضو دھو ڈالے۔

مسئلہ: ہر عضو کے دھوتے وقت یہ بھی سُنّت ہے کہ اس پر ہاتھ پھیر لے تاکہ کوئی جگہ خشک نہ رہے۔

مسئلہ: منہ دھونے کے بعد داڑھی کا دو تین بار خلال کرے۔

مسئلہ: جو جگہ رخسار اور کان کے درمیان ہے اس کا دھونا فرض ہے۔

مسئلہ: ٹھوڑی کا دھونا فرض ہے بشرطیکہ ڈاڑھی کے بال اس پر نہ ہوں۔ یا ہوں تو اس قدر کم ہوں کہ کھال نظر آئے۔

مسئلہ: ہونٹ کا جو حصہ کہ ہونٹ بند ہونے کے بعد دکھائی دیتا ہے اس کا دھونا فرض ہے۔

مسئلہ: داڑھی یا مونچھ یا بھویں اگر اس قدر گھنی ہوں کہ کھال نظر نہ آئے تو اس کھال کا دھونا جو چھپی ہوئی ہے فرض نہیں ہے بلکہ بالوں پر سے پانی بہا دینا کافی ہے۔

مسئلہ: بھویں یا داڑھی یا مونچھ اس قدر گھنی ہوں کہ اس کے نیچے کی جلد چھپ جائے اور نظر نہ آئے تو ایسی صورت میں اس قدر بالوں کا دھونا واجب ہے جو حد چہرہ کے اندر ہوں، باقی جو بال حد مذکورہ سے آگے بڑھ گئے ہوں ان کا دھونا واجب نہیں۔

مسئلہ: وقت سے پہلے ہی وضو کرنا مستحب ہے۔

مسئلہ: جب تک کوئی مجبوری نہ ہو خود اپنے ہاتھ سے وضو کرے کسی اور سے پانی نہ ڈلوائے اور وضو کرنے میں دنیا کی کوئی بات چیت نہ کرے اور پانی کتنا ہی فراغت کا کیوں نہ ہو چاہے دریا کے کنارے پر ہو لیکن پانی تب بھی ضرورت سے زیادہ خرچ نہ کرے اور نہ پانی میں بہت کمی کرے کہ اچھی طرح دھونے میں دقت نہ ہو۔ نہ کسی عضو کو تین مرتبہ سے زیادہ دھوئے اور منہ دھوتے وقت پانی کا چھینٹا زور سے منہ پر نہ مارے نہ پھنکار مار کر چھینٹیں اڑائے اور نہ اپنے منہ اور آنکھوں کو بہت زور سے بند کرے کہ یہ سب باتیں مکروہ اور منع ہیں۔

مسئلہ: کسی عورت کی انگوٹھی، چھلے، چوڑی، کنگن، ناک کی کیل وغیرہ اگر ڈھیلی ہوں کہ بغیر ہلائے بھی ان کے نیچے پانی پہنچ جائے تب بھی ان کا ہلا لینا مستحب ہے اور اگر ایسے تنگ ہوں کہ بغیر ہلائے پانی نہ پہنچنے کا گمان ہو تو ان کو ہلا کر اچھی طرح پانی پہنچا دینا ضروری اور واجب ہے۔

مسئلہ: اگر کسی کے ناخن کے اوپر آٹا لگ کر سوکھ گیا اور اس کے نیچے پانی

نہیں پہنچا تو وضو نہیں ہوا، جب یاد آئے اور آٹا دیکھے تو چھڑا کر پانی ڈال لے اور اگر کوئی نماز پڑھ لی تو اُس کو لوٹائے۔

مسئلہ: جب وضو کر چکے تو سورہ اِنَّا اَنزَلْنَا اور یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ	اے اللہ! کر دے مجھ کو توبہ کرنے والوں میں
وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ ط	سے اور کر دے مجھ کو گناہوں سے پاک ہونے
وَاجْعَلْنِیْ مِنْ عِبَادِكَ الصَّالِحِیْنَ ط	والے لوگوں میں سے اور کر دے مجھ کو نیک بندوں
وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِیْنَ لَا خَوْفٌ	میں سے اور کر دے مجھ کو اُن لوگوں میں سے جن
عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ط	کو دونوں جہان میں کچھ خوف نہیں۔

مسئلہ: جب وضو کر چکے تو دو رکعت نماز تحیۃ الوضو پڑھے۔ حدیث شریف میں اس کا بڑا ثواب آیا ہے۔

مسئلہ: اگر ایک نماز کے لئے وضو کیا، پھر دوسری نماز کا وقت آگیا اور ابھی وضو ٹوٹا نہیں تو اسی وضو سے دوسری نماز پڑھنا جائز ہے اور اگر تازہ وضو کرے تو بہت بڑا ثواب آیا ہے۔

مسئلہ: جب ایک دفعہ وضو کر لیا اور ابھی وہ ٹوٹا نہیں تو جب تک اس وضو سے کوئی عبادت نہ کر لے اس وقت تک دوسرا وضو کرنا مکروہ اور منع ہے۔

مسئلہ: کسی کے ہاتھ یا پاؤں پھٹ گئے اور اس میں موم روغن یا اور کوئی دوا بھر لی اور اس کے نکالنے سے ضرر ہوگا تو اس کو بلا نکالے اوپر ہی اوپر پانی بہا دیا تو وضو درست ہے۔

مسئلہ: وضو کرتے وقت ایڑی پر یا کسی اور جگہ پانی نہیں پہنچا، اور جب پورا وضو ہو چکا تب معلوم ہوا کہ فلاں جگہ سوکھی ہے تو وہاں پر فقط ہاتھ پھیر لینا کافی نہیں ہے بلکہ پانی بہانا ضروری ہے۔

مسئلہ: اگر ہاتھ پاؤں وغیرہ میں کوئی پھوڑا ہے یا اور کوئی ایسی بیماری ہے کہ اس پر پانی ڈالنے سے نقصان ہوتا ہے تو پانی نہ ڈالے، وضو کرتے وقت

صرف بھیگا ہوا ہاتھ پھیر لے اس کو مسح کہتے ہیں اور اگر یہ بھی نقصان دہ ہو تو ہاتھ بھی نہ پھیرے اتنی جگہ چھوڑ دے۔

مسئلہ: اگر زخم پر پٹی بندھی ہو اور پٹی کھول کر زخم پر مسح کرنے سے نقصان ہو یا پٹی کھولنے باندھنے میں بڑی دقت اور تکلیف ہو تو پٹی کے اوپر مسح کر لینا درست ہے۔

مسئلہ: ہڈی کے ٹوٹ جانے کے وقت بانس کی کھپچیاں رکھ کے ٹکھٹی بنا کر باندھتے ہیں اس کا بھی یہی حکم ہے کہ جب تک ٹکھٹی نہ کھول سکے ٹکھٹی کے اوپر ہاتھ پھیر لیا کرے اور فصد کی پٹی کا بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ: ٹکھٹی اور پٹی وغیرہ میں بہتر تو یہ ہے کہ ساری ٹکھٹی پر مسح کرے اور اگر ساری پر نہ کرے بلکہ آدھی سے زائد پر کرے تو بھی جائز ہے اگر آدھی یا آدھی سے کم پر کرے تو جائز نہیں۔

مسئلہ: اگر ٹکھٹی یا پٹی کھل کر گر پڑے اور زخم ابھی اچھا نہیں ہوا تو پھر باندھ لے اور وہی پہلا مسح باقی ہے پھر مسح کرنے کی ضرورت نہیں اور اگر زخم اچھا ہو گیا کہ اب باندھنے کی ضرورت نہیں ہے تو مسح ٹوٹ گیا اب اتنی جگہ دھو کر نماز پڑھے دوبارہ وضو کرنا ضروری نہیں۔

مسئلہ: مسجد کے فرش پر وضو کرنا درست نہیں۔

وضو توڑنے والی چیزوں کا بیان

مسئلہ: پاخانہ، پیشاب اور ہوا جو پیچھے سے نکلے اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اگر آگے یا پیچھے سے کوئی کیڑا جیسے کینچوا، کنکری وغیرہ نکلے تو بھی وضو ٹوٹ گیا۔

مسئلہ: اگر کسی کے کوئی زخم ہو اور اس میں سے کوئی کیڑا نکلے یا کان سے یا زخم میں سے کچھ گوشت کا حصہ کٹ کر گر پڑا اور خون نہیں نکلا تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ: اگر کسی نے کوئی فصد لی یا نکسیر پھوٹی یا چوٹ لگی اور خون نکل آیا یا بدن بھر میں کہیں سے خون نکلا یا پیپ نکلی تو وضو جاتا رہا، البتہ اگر زخم کے منہ ہی پر ہے

آگے نہ بڑھے تو وضو نہیں گیا، اگر کسی کے سوئی چُبھ گئی اور خون نکل آیا اور بہا نہیں ہے تو وضو نہیں ٹوٹتا اور جو ذرا بھی اپنی جگہ سے بہہ پڑا تو وضو ٹوٹ گیا۔

مسئلہ: اگر کسی نے اپنی ناک میں انگلی ڈالی پھر جب اس کو نکالا تو انگلی میں خون کا دھبہ معلوم ہوا لیکن وہ خون بس اتنا ہی ہے کہ انگلی میں تو ذرا سا لگ جاتا ہے لیکن بہتا نہیں تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ: کسی کی آنکھ کے اندر کوئی دانہ وغیرہ تھا وہ پھوٹ گیا اور اس کا پانی بہہ کر آنکھ میں پھیل گیا لیکن باہر نہیں نکلا تو اس کا وضو نہیں ٹوٹتا، اور اگر آنکھ کے باہر
بہہ کر آنکھ میں پھیل گیا لیکن باہر نہیں نکلا تو اس کا وضو نہیں ٹوٹتا، اور اگر آنکھ کے باہر
پانی نکل پڑا تو وضو ٹوٹ گیا، اسی طرح اگر کان کے اندر دانہ ہو اور پھوٹ جائے تو جب تک خون پیپ سوراخ کے اندر اس جگہ تک رہے جہاں پانی پہنچانا غسل کرتے وقت فرض نہیں ہے تب تک وضو نہیں جاتا اور جب ایسی جگہ پر بہہ کر آجائے جہاں پانی پہنچانا فرض ہے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ: کسی نے اپنے پھوڑے یا چھالے کے اوپر کا چھلکا نوچ ڈالا اور اس کے نیچے خون یا پیپ دکھائی دینے لگا لیکن وہ خون پیپ کسی طرف نکل کے بہا نہیں تو وضو نہیں ٹوٹا اور جو بہہ پڑا تو وضو ٹوٹ گیا۔

مسئلہ: کسی کے پھوڑے میں بڑا گھاؤ ہو گیا تو جب تک خون و پیپ اس سوراخ کے اندر ہی اندر رہے، باہر نکل کر بدن پر نہ آئے اُس وقت تک وضو نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ: اگر پھوڑے پھنسی کا خون آپ سے نہیں نکلا بلکہ اسے دبا کے نکالا تب بھی وضو ٹوٹ جائے گا جب کہ وہ خون بہہ جائے۔

مسئلہ: کسی کے زخم سے ذرا سا خون نکلنے لگا اس نے کپڑے سے صاف کر لیا پھر ذرا سا نکلا پھر اس نے صاف کر ڈالا اسی طرح کئی دفعہ کیا تو دل میں سوچے اگر ایسا معلوم ہو کہ صاف نہ کیا جاتا تو بہہ پڑتا تو وضو ٹوٹ جائے گا اور اگر ایسا معلوم ہو کہ صاف نہ کیا جاتا تب بھی نہ بہتا تو وضو نہ ٹوٹے گا۔

مسئلہ: اگر کسی کے تھوک میں خون معلوم ہو تو اگر تھوک کا رنگ سپیدی

یا زردی مائل ہے تو وضو نہیں گیا اور اگر خون زیادہ اور رنگ سرخی مائل ہے تو وضو ٹوٹ گیا۔

مسئلہ: اگر دانت سے کوئی چیز کاٹی اور اس چیز پر خون کا دھبہ معلوم ہوا، یا دانت میں خلال کیا اور خلال میں خون کی سرخی دکھائی دی لیکن تھوک میں بالکل خون کا رنگ معلوم نہیں ہوتا تو وضو نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ: اگر مچھر یا کھٹمل نے خون پی لیا تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ: کسی کے کان میں درد ہوتا ہے اور پانی نکلا کرتا ہے تو یہ پانی نجس ہے اس کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جائے گا، جب کان کے سوراخ سے نکل کر اس جگہ تک آجائے جس کا دھونا غسل کرتے وقت فرض ہے ایسے ہی اگر آنکھیں دُکھتی اور کھٹکتی ہوں تو پانی بہنے اور آنسو نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اگر آنکھیں نہ دُکھتی ہوں نہ ان میں کچھ کھٹک ہو تو آنسو نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ: اگر عورت کی چھاتی سے پانی نکلتا ہے اور درد بھی ہوتا ہے تو وہ بھی نجس ہے اس سے وضو جاتا رہے گا۔

مسئلہ: اگر قے ہوئی اور اس میں کھانا یا پانی یا پت نکلے تو اگر منہ بھر کر قے ہوئی تو وضو ٹوٹ گیا اور اگر منہ بھر کے قے نہیں ہوئی تو وضو نہیں ٹوٹا اور منہ بھر کر قے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ مشکل سے منہ میں رُکے، اور اگر قے میں نرا بلغم نکلا تو وضو نہیں گیا چاہے جتنا ہو اور اگر قے میں خون نکلے تو اگر پتلا اور بہتا ہوا ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا اور اگر جما ہوا ٹکڑے ٹکڑے گرے اور منہ بھر کر ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا اور اگر کم ہو تو نہ جائے گا۔

مسئلہ: اگر تھوڑی تھوڑی کر کے کئی دفعہ قے ہو لیکن سب ملا کر اتنی ہے کہ اگر ایک دفعہ میں کرتا تو منہ بھر کر ہو جاتی تو اگر ایک ہی متلی برابر باقی رہی تو وضو ٹوٹ گیا اور اگر ایک ہی متلی برابر باقی نہیں رہی تو وضو نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ: لیٹے لیٹے آنکھ لگ گئی یا کسی چیز سے ٹیک لگا کر بیٹھے بیٹھے سو گیا اور ایسی غفلت ہو گئی کہ اگر وہ ٹیک نہ ہوتی تو گر پڑتا تو وضو جاتا رہا اور اگر نماز میں بیٹھے بیٹھے یا کھڑے کھڑے سو جائے تو وضو نہیں گیا اور اگر سجدے میں سو جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ: اگر نماز سے باہر بیٹھے بیٹھے سوئے اور اپنا چوتڑ ایڑی سے دبا لے اور دیوار وغیرہ کسی چیز سے ٹیک نہ لگائے تو وضو نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ: بیٹھے ہوئے نیند کا ایسا جھونکا آیا کہ گر پڑا تو اگر گر کر فوراً ہی آنکھ کھل گئی ہو تو وضو نہیں گیا اور جو گرنے کے ذرا دیر بعد آنکھ کھلی تو وضو جاتا رہا اور اگر بیٹھا جھومتا رہا گرا نہیں تب بھی وضو نہیں گیا۔

مسئلہ: اگر بے ہوشی ہوگئی یا جنون سے عقل جاتی رہی تو وضو جاتا رہا چاہے بے ہوشی اور جنون تھوڑی دیر رہا ہو۔ ایسے ہی اگر تمباکو وغیرہ کوئی نشہ کی چیز کھالی اور اتنا نشہ ہو گیا کہ اچھی طرح چلا نہیں جاتا اور قدم اِدھر اُدھر بہکتا اور ڈگمگاتا ہے تو بھی وضو جاتا رہا۔

مسئلہ: اگر نماز میں اتنے زور سے ہنسی نکل گئی کہ اس نے آپ بھی اپنی آواز سُن لی اور اس کے آس پاس والوں نے بھی سُن لی، اس سے بھی وضو ٹوٹ گیا اور نماز بھی ٹوٹ گئی اور اگر ایسا نہ ہو کہ اپنے کو تو آواز سُنائی دے مگر سب پاس والے نہ سُن سکیں، اگرچہ بہت ہی پاس والا سُن لے اس سے نماز ٹوٹ جائے گی، وضو نہ ٹوٹے گا، اور اگر ہنسی میں فقط دانت کھل گئے آواز بالکل نہیں نکلی تو وضو نہ ٹوٹا نہ نماز گئی۔

مسئلہ: ہاتھ لگانے سے یا یوں ہی خیال کرنے سے اگر آگے کی راہ سے پانی آجائے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اس پانی کو مذی کہتے ہیں۔

مسئلہ: بیماری کی وجہ سے جو لیس دار پانی آگے کی طرف سے آتا ہو تو وہ پانی نجس ہے اور اس کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ: پیشاب یا مذی کا قطرہ سوراخ سے باہر نکل آیا لیکن ابھی اس کھال کے اندر ہے جو اوپر ہوتی ہے تب بھی وضو ٹوٹ گیا۔

مسئلہ: مرد کے پیشاب کے مقام سے جب عورت کا پیشاب کا مقام مل جائے اور کچھ کپڑا وغیرہ بیچ میں آڑ نہ ہو تو وضو ٹوٹ جاتا ہے ایسے ہی اگر دو عورتیں آپس میں اپنی شرمگاہیں ملائیں تب بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ: اگر کسی شخص کی کانچ باہر نکل آئے تو اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ: منی اگر بغیر شہوت خارج ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا. مثلاً کسی اونچے مقام سے گر پڑا اور اس صدمے سے منی خارج ہو گئی۔

مسئلہ: وضو کے بعد ناخن کٹوائے یا زخم کے اوپر کی مُردہ کھال نوچ ڈالی تو وضو میں کوئی نقصان نہیں آیا۔

مسئلہ: وضو کے بعد کسی کا ستر دیکھ لیا یا اپنا ستر کھُل گیا یا ننگے ہو کر نہایا اور ننگے ہی ننگے وضو کیا تو اس کا وضو درست ہے پھر وضو دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔

مسئلہ: جس چیز کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے وہ چیز نجس ہوتی ہے اور جس سے وضو نہیں ٹوٹتا وہ نجس بھی نہیں، تو اگر ذرا سا خون نکلا کہ زخم کے منہ سے بہا نہیں یا ذرا سی قے ہوتی منہ بھر کر نہیں ہوئی تو یہ خون اور قے نجس نہیں ہے اگر کپڑے یا بدن میں لگ جائے اس کا دھونا واجب نہیں اور اگر منہ بھر کر قے ہوئی یا خون زخم سے بہہ گیا تو وہ نجس ہے اس کا دھونا واجب ہے اور اگر اتنی قے کر کے کٹورے یا لوٹے کو منہ لگا کر کلّی کے واسطے پانی لیا تو وہ برتن ناپاک ہو جائے گا اس لئے چُلّو سے پانی لینا چاہیئے۔

مسئلہ: چھوٹا لڑکا جو دودھ ڈالتا ہے اس کا بھی یہی حکم ہے۔ اگر منہ بھر کر نہ ہو تو نجس نہیں ہے اور جب منہ بھر کر ہو تو نجس ہے۔ اگر عورت بغیر اس کے دھوئے نماز پڑھے گی تو نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ: اگر وضو کرنا تو یاد ہے اور اس کے بعد وضو ٹوٹنا اچھی طرح یاد نہیں کہ وضو ٹوٹا ہے یا نہیں تو اس کا وضو باقی سمجھا جائے گا۔ اسی سے نماز درست ہے لیکن دوبارہ وضو کر لینا بہتر ہے۔

مسئلہ: جس کو وضو کرنے میں شک ہو کہ فلانا عضو دھویا یا نہیں تو وہ عضو پھر دھو لینا چاہیئے اور اگر وضو کرنے کے بعد شک ہوا تو کچھ پرواہ نہ کرے وضو ہو گیا۔ البتہ اگر یقین ہو جائے کہ فلانی بات رہ گئی تو اس کو کر لے۔

مسئلہ: جنازے کی نماز اور تلاوت کے سجدے میں قہقہہ لگانے سے وضو نہیں جاتا بالغ ہو یا نابالغ ہو۔

مسئلہ: بے وضو قرآن مجید کا چھونا درست نہیں ہے ہاں اگر ایسے کپڑے

سے چھولے جو بدن سے جدا ہو تو درست ہے کُرتہ کے دامن سے جب کہ پہنے ہوئے ہو چھونا درست نہیں اور اگر کلام مجید کھُلا ہوا رکھا ہے اور اُس کو دیکھ دیکھ کر پڑھا لیکن ہاتھ نہیں لگایا یہ بھی درست ہے۔ اسی طرح بے وضو ایسے تعویذ اور ایسی طشتری کا چھونا بھی درست نہیں ہے جس میں قرآن کی آیت لکھی ہو۔

معذور کے احکام

جس کی ایسی نکسیر پھوٹی ہو کہ کسی طرح بند نہیں ہوتی یا کوئی ایسا زخم ہے کہ کہ برابر بہتا رہتا ہے کسی وقت بہنا بند نہیں ہوتا یا پیشاب کی بیماری ہے کہ ہر وقت قطرہ آتا رہتا ہے اتنا وقت نہیں ملتا کہ وضو سے نماز پڑھ سکے تو ایسے شخص کو معذور کہتے ہیں اس کا حکم یہ ہے کہ ہر نماز کے وقت وضو کر لیا کرے۔ جب تک وضو رہے گا تب تک اس کا وضو باقی رہے گا۔ اس کی مثال یہ ہے کہ کسی کی نکسیر پھوٹی کہ کسی طرح بند نہیں ہوتی اُس نے ظہر کے وقت وضو کر لیا تو جب تک ظہر کا وقت رہے گا اس کا وضو نہ ٹوٹے گا جب یہ وقت چلا گیا دوسری نماز کا وقت آگیا تو اب دوسرے وقت دوسرا وضو کرنا چاہیئے۔ اسی طرح ہر نماز کے وقت وضو کر لیا کرے اور اس وضو سے فرض، نفل جو نماز چاہے پڑھے۔

مسئلہ: اگر فجر کے وقت وضو کیا تو آفتاب نکلنے کے بعد اس وضو سے نماز نہیں پڑھ سکتا، دوسرا وضو کرنا چاہیئے، اور جب آفتاب نکلنے کے بعد وضو کیا تو اس وضو سے ظہر کی نماز پڑھنا درست ہے، ظہر کے وقت نیا وضو کرنے کی ضرورت نہیں ہے جب عصر کا وقت آئے گا تب نیا وضو کرنا پڑے گا۔

مسئلہ: کسی کے ایسا زخم تھا کہ ہر وقت بہا کرتا تھا اس نے وضو کیا پھر دوسرا زخم پیدا ہو گیا اور بہنے لگا تو وضو ٹوٹ گیا پھر سے وضو کرے۔

مسئلہ: آدمی معذور جب بنتا ہے اور یہ حکم اس وقت لگاتے ہیں کہ جب پورا ایک نماز کا وقت اسی طرح گذر جائے کہ خون برابر بہا کرے اور اتنا بھی وقت نہ ملے کہ اس وقت کی نماز طہارت سے پڑھ سکے، اگر اتنا وقت مل گیا کہ اس میں طہارت

سے نماز پڑھ سکتا ہے تو اس کو معذور نہ کہیں گے۔ البتہ جب پورا ایک وقت اسی طرح گذر گیا کہ اس کو طہارت سے نماز پڑھنے کا موقع نہیں ملا یہ معذور ہو گیا، اب اس کا وہی حکم ہے کہ ہر وقت نیا وضو کر لیا کرے، پھر جب دوسرا وقت آئے تو اس میں ہر وقت خون کا بہنا شرط نہیں ہے بلکہ وقت بھر میں اگر ایک دفعہ بھی خون آ جایا کرے اور سارے وقت بند رہے تو بھی معذور رہے گا۔ ہاں اگر اس کے بعد ایک پورا وقت ایسا گذر جائے جس میں خون بالکل نہ آئے تو اب معذور نہیں رہا اب اس کا حکم یہ ہے کہ جتنی دفعہ خون نکلے گا وضو ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ: ظہر کا وقت ہو گیا تھا تب زخم وغیرہ کا خون بہنا شروع ہوا تو آخیر وقت تک انتظار کرے اگر بند ہو جائے تو خیر، نہیں تو وضو کر کے نماز پڑھ لے پھر اگر عصر کے پورے وقت میں اسی طرح بہا کیا کہ نماز پڑھنے کی مہلت نہیں ملی تو اب عصر کا وقت گذرنے کے بعد معذور ہونے کا حکم لگا دیں گے اور عصر کے وقت کے اندر ہی اندر بند ہو گیا تو وہ معذور نہیں ہے، جو نمازیں اتنے وقت میں پڑھی ہیں وہ درست نہیں ہوئیں پھر سے پڑھے۔

مسئلہ: ایسے معذور نے پیشاب یا پاخانہ کی وجہ سے وضو کیا اور جس وقت وضو کیا تھا اس وقت خون بند تھا جب وضو کر چکا تب خون آیا تو اس خون کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جائے گا۔ البتہ جو وضو نکسیر وغیرہ کے سبب سے کیا ہے خاص وہ وضو نکسیر کی وجہ سے نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ: اگر یہ خون وغیرہ کپڑے میں لگ جائے تو دیکھو اگر ایسا ہو کہ نماز ختم کرنے سے پہلے ہی لگ جائے گا تو اس کا دھونا واجب نہیں ہے اور اگر یہ معلوم ہو کہ اتنی جلدی نہ بھرے گا بلکہ نماز طہارت سے ادا ہو جائے گی تو دھو ڈالنا واجب ہے اگر ایک روپیہ سے بڑھ جائے تو بے دھوئے نماز نہ ہو گی۔

غسل کا بیان

مسئلہ: غسل کرنے والے کو چاہئے کہ پہلے پہنچوں تک دونوں ہاتھ دھوئے

پھر استنجے کی جگہ دھوئے پھر جہاں بدن پر نجاست لگی ہو پاک کرے پھر وضو کرے اور اگر کسی چوکی یا پتھر پر غسل کرتا ہو تو وضو کرتے وقت پیر بھی دھولے اور اگر ایسی جگہ ہو کہ پیر بھر جائیں گے اور غسل کے بعد پھر دھونے پڑیں گے تو سارا وضو کرے مگر پیر نہ دھوئے پھر وضو کے بعد تین مرتبہ اپنے سر پر پانی ڈالے اس طرح کہ سارے بدن پر پانی بہہ جائے پھر اس جگہ سے ہٹ کر پاک جگہ میں آئے اور پیر دھوئے اور اگر وضو کے وقت پیر دھو لئے ہوں تو اب دھونے کی حاجت نہیں۔

مسئلہ: پہلے سارے بدن پر اچھی طرح ہاتھ پھیر لے تب پانی بہائے تاکہ سب جگہ پانی اچھی طرح پہنچ جائے بدن کہیں سوکھا نہ رہے۔

مسئلہ: غسل کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ نہ کرے اور پانی بہت زیادہ نہ بہائے اور نہ بہت کم لے کہ اچھی طرح غسل نہ کر سکے اور ایسی جگہ غسل کرے کہ اس کو کوئی نہ دیکھے اور غسل کرتے وقت باتیں نہ کرے اور غسل کے بعد کسی کپڑے سے اپنا بدن صاف کر ڈالے اور بدن ڈھکنے میں بہت جلدی کرے۔

مسئلہ: غسل کا طریقہ جو ہم نے ابھی بیان کیا ہے سُنت کے موافق ہے۔ اس میں بعض چیزیں فرض ہیں اور بعض چیزیں سُنت ہیں۔ فرض فقط تین چیزیں ہیں۔ (۱) اس طرح کُلّی کرنا کہ سارے منہ میں پانی پہنچ جائے۔ (۲) ناک میں پانی ڈالنا جہاں تک ناک نرم ہے۔ (۳) سارے بدن پر پانی پہنچانا۔

مسئلہ: اگر تنہائی کی جگہ ہو جہاں کوئی نہ دیکھ پائے تو ننگے ہو کر نہانا بھی درست ہے چاہے کھڑے ہو کر نہائے یا بیٹھ کر اور چاہے غسل خانہ کی چھت پٹی ہو یا نہ پٹی ہو لیکن بیٹھ کر نہانا بہتر ہے اور ناف سے لے کر گھٹنے کے نیچے تک کسی کے سامنے بدن کھولنا گناہ ہے۔ اکثر عورتیں دوسری عورت کے سامنے بالکل ننگی ہو کر نہاتی ہیں۔ یہ بڑی بُری اور بے غیرتی کی بات ہے۔

مسئلہ: جب سارے بدن پر پانی پڑ جائے اور کُلّی کرلے اور ناک میں پانی ڈال لے تو غسل ہو جائے گا۔ چاہے غسل کرنے کا ارادہ ہو یا نہ ہو تو اگر پانی برستے میں ٹھنڈک کی غرض سے کھڑا ہو گیا یا حوض وغیرہ میں گر پڑا اور سب بدن بھیگ گیا اور

کُلّی بھی کرلی اور ناک میں پانی ڈال لیا تو غسل ہو گیا۔ نہاتے وقت کلمہ یا اور کوئی دعا نہ پڑھنا بہتر ہے۔

مسئلہ: اگر بدن میں بال برابر بھی کوئی جگہ سوکھی رہ جائے گی تو غسل نہ ہوگا اسی طرح اگر غسل کرتے وقت کُلّی کرنا بھول گیا یا ناک میں پانی نہیں ڈالا تو بھی غسل نہیں ہوا۔

مسئلہ: اگر غسل کے بعد یاد آئے کہ فلاں جگہ سوکھی رہ گئی تھی تو پھر سے نہانا واجب نہیں بلکہ جہاں سوکھا رہ گیا تھا اسی کو دھولے اور اگر کلّی کرنا بھول گیا ہو تو اب کرلے اگر ناک میں پانی نہ ڈالا تو اب ڈال لے، غرض یہ کہ جو چیز رہ گئی ہو اب کرلے، نئے سرے سے غسل کرنے کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ: اگر کسی عورت کو بیماری کی وجہ سے سر پر پانی ڈالنا نقصان کرے اور سر کو چھوڑ کر سارا بدن دھولے تب بھی غسل درست ہو گیا لیکن جب اچھی ہو جائے تو اب سر دھو ڈالے، پھر سے نہانے کی ضرورت نہیں ہے۔

مسئلہ: پیشاب کی جگہ آگے کی کھال کے اندر پانی پہنچانا غسل میں فرض ہے، اگر پانی نہ پہنچے گا تو غسل نہ ہوگا۔

مسئلہ: اگر عورت کے سر کے بال گندھے ہوئے نہ ہوں تو سب بال بھگونا اور ساری جڑوں میں پانی پہنچانا فرض ہے۔ ایک بال بھی سوکھا رہ گیا یا ایک بال کی جڑ میں پانی نہیں پہنچا تو غسل نہ ہوگا، اور اگر بال گندھے ہوئے ہوا تو بالوں کا بھگونا معاف ہے۔ البتہ سب جڑوں میں پانی پہنچانا فرض ہے ایک جڑ بھی سوکھی نہ رہنے پائے اگر بغیر کھولے سب جڑوں میں پانی نہ پہنچ سکے تو کھول ڈالے، اور بالوں کو بھی بھگو دے۔

مسئلہ: عورت کو چاہیئے کہ نتھ، بالیوں اور انگوٹھی چھلّوں کو خوب ہلالے کہ پانی سوراخوں میں پہنچ جائے اور اگر بالیاں نہ پہنے اور غسل صحیح نہ ہو۔

مسئلہ: اگر ناخن میں آٹا لگ کر سوکھ گیا اور اس کے نیچے پانی نہیں پہنچا تو غسل نہیں ہوا، جب یاد آئے اور آٹا دیکھے تو آٹا چھڑا کر پانی ڈال لے اور اگر پانی پہنچانے سے پہلے کوئی نماز پڑھ لی ہو تو اس کو لوٹالے۔

مسئلہ: ہاتھ پیر پھٹ گئے اور اس میں موم روغن یا اور کوئی دوا بھر لی تو اس کے اوپر سے پانی بہا لینا درست ہے۔

مسئلہ: کان اور ناف میں بھی خیال کر کے پانی پہنچانا چاہیے۔ پانی نہ پہنچے گا تو غسل نہ ہوگا۔

مسئلہ: اگر نہاتے وقت کُلّی نہیں کی لیکن خوب منہ بھر کے پانی پی لیا کہ سارے منہ میں پانی پہنچ گیا تو بھی غسل ہو گیا البتہ اگر اس طرح پانی نہ پیے کہ سارے منہ میں پانی پہنچے تو یہ پینا کافی نہیں ہے۔ کُلّی کر لینا چاہیے۔

مسئلہ: اگر سر کے بالوں میں یا ہاتھ پیروں میں تیل لگا ہوا ہے کہ بدن پر پانی اچھی طرح نہیں ٹھہرتا بلکہ پڑتے ہی ڈھلک جاتا ہے تو اس کا کوئی حرج نہیں ہے۔ غسل ہو جائے گا۔

مسئلہ: اگر دانتوں کے بیچ میں چھالیہ کا ٹکڑا پھنس گیا تو اس کو خلال سے نکال ڈالے اگر اس کی وجہ سے دانتوں میں پانی نہ پہنچے گا تو غسل نہ ہوگا۔

مسئلہ: ماتھے پر افشاں چُنی ہے یا بالوں میں اتنا گوند لگا ہے کہ بال اچھی طرح نہ بھیگیں گے تو گوند خوب چھڑا ڈالے اور افشاں دھو ڈالے۔ اگر گوند کے نیچے پانی نہ پہنچے گا اوپر ہی اوپر بہہ جائے گا تو غسل نہ ہوگا۔

مسئلہ: اگر کسی عورت نے مسّی کی دھڑی جمائی ہے تو اس کو چھڑا کر کُلّی کرے ورنہ غسل نہ ہوگا۔

مسئلہ: کسی کی آنکھیں دکھتی ہیں اس لئے اس کی آنکھوں سے کیچڑ بہت نکلا اور ایسا سوکھ گیا کہ اگر اس کو نہ چھڑائے گا تو اس کے نیچے آنکھ کے کوئے پر پانی نہ پہنچے گا تو اس کا چھڑا ڈالنا واجب ہے۔ بے اس کے چھڑائے نہ وضو درست ہے نہ غسل۔

مسئلہ: جس پر نہانا واجب ہے۔ اگر وہ نہانے سے پہلے کچھ کھانا پینا چاہے تو پہلے اپنے ہاتھ اور منہ دھو لے اور کُلّی کر لے تب کھائے۔

جن چیزوں سے غسل واجب ہوتا ہے اُن کا بیان

مسئلہ: سوتے یا جاگتے میں جب جوانی کے جوش کے ساتھ منی نکل آئے تو غسل واجب ہو جاتا ہے چاہے کسی طرح نکلے۔

مسئلہ: جب مرد کے پیشاب کے مقام کی سُپاری اندر چلی جائے اور چھپ جائے تو بھی غسل واجب ہو جاتا ہے چاہے منی نکلے یا نہ نکلے، مرد کی سپاری آگے کی راہ میں گئی ہو یا پیچھے کی راہ میں گئی ہو تب بھی غسل واجب ہے لیکن پیچھے کی راہ میں کرنا اور کرانا بڑا گناہ ہے۔

مسئلہ: اگر آنکھ کھلی اور کپڑے یا بدن پر منی لگی ہوئی دیکھی تو بھی غسل کرنا واجب ہے چاہے سوتے میں کوئی خواب دیکھا ہو یا نہ دیکھا ہو لیکن فقط مذی نکلنے سے غسل واجب نہیں ہوتا، البتہ وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ: جب حیض کا خون بند ہو جائے تو غسل کرنا واجب ہے اور نفاس کے خون بند ہونے پر بھی غسل کرنا واجب ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ چار چیزوں سے غسل واجب ہوتا ہے۔ (۱) جوش کے ساتھ منی نکلنا (۲) مرد کی سپاری کا اندر چلا جانا (۳) حیض (۴) اور نفاس کے خون کا بند ہو جانا۔

مسئلہ: چھوٹی لڑکی سے اگر کسی مرد نے صحبت کی جو ابھی جوان نہیں ہوئی ہے تو اس پر غسل واجب نہیں ہے لیکن عادت ڈالنے کے لئے اس سے غسل کرانا چاہیئے۔

مسئلہ: سوتے میں صحبت کرنے کا خواب دیکھا اور مزہ بھی آیا لیکن آنکھ کھلی تو دیکھا کہ منی نہیں نکلی ہے تو اس پر غسل واجب نہیں ہے البتہ اگر منی نکل آئی تو غسل واجب ہے اور اگر کپڑے یا بدن پر کچھ بھیگا بھیگا معلوم ہو تب بھی غسل کرنا واجب ہے۔

مسئلہ: بیماری کی وجہ سے یا اور کسی وجہ سے آپ ہی آپ منی نکل آئی مگر جوش اور خواہش بالکل نہیں تھی تو غسل واجب نہیں ہوا، البتہ وضو ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ: میاں بیوی دونوں ایک پلنگ پر سو رہے تھے جب اُٹھے تو چادر پر منی کا دھبہ دیکھا اور سوتے میں خواب کا دیکھنا نہ مرد کو یاد ہے نہ عورت کو، تو دونوں نہالیں

احتیاط اسی میں ہے۔

مسئلہ: اگر کسی شخص کی ختنہ نہ ہوئی ہو اور اس کی منی خاص حصّے کے سوراخ سے باہر نکل کر اس کھال کے اندر رہ جائے جو ختنہ میں کاٹ ڈالی جاتی ہے تو اس پر غسل فرض ہو جائے گا۔

مسئلہ: اگر کوئی مرد اپنے خاص حصّے کو کپڑے وغیرہ سے لپیٹ کر داخل کرے تو اگر جسم کی حرارت محسوس ہو تو غسل فرض ہو جائے گا۔ مگر احتیاط یہ ہے کہ جسم کی حرارت محسوس ہو یا نہ ہو غسل فرض ہو جائے گا۔

جن صورتوں میں غسل فرض نہیں

مسئلہ: منی اگر اپنی جگہ سے بشہوت جدا نہ ہو اگرچہ باہر نکل آئے غسل فرض نہ ہوگا۔ مثلاً کوئی اونچے سے گر پڑا اور اس صدمے سے اس کی منی بغیر شہوت کے نکل آئی تو غسل فرض نہ ہوگا۔

مسئلہ: اگر کوئی مرد کسی کمسن عورت کے ساتھ جماع کرے تو غسل فرض نہ ہوگا۔ بشرطیکہ منی نہ گرے۔

مسئلہ: اگر کوئی مرد اپنے خاص حصّے کا جزو مقدار سر حشفہ سے کم داخل کرے تب بھی غسل فرض نہ ہوگا۔

مسئلہ: مذی اور ودی کے نکلنے سے غسل فرض نہیں ہوتا۔

مسئلہ: استحاضہ سے غسل فرض نہیں ہوتا۔

مسئلہ: اگر کسی شخص کو منی جاری رہنے کا مرض ہو تو اس منی کے نکلنے سے غسل فرض نہ ہوگا۔

مسئلہ: حقنہ (عمل) کے مشترک حصّے میں داخل ہونے سے غسل فرض نہیں ہوتا۔

مسئلہ: اگر کوئی مرد اپنا خاص حصّہ کسی عورت یا مرد کی ناف میں داخل کرے اور منی نہ نکلے تو اس پر غسل فرض نہ ہوگا۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص خواب میں اپنی منی گرتے ہوئے دیکھے اور منی گرنے کی

لذت بھی اس کو محسوس ہو مگر کپڑوں پر تری یا کوئی اور اثر معلوم نہ ہو تو غسل فرض نہ ہوگا۔

جن صورتوں میں غسل واجب ہے

(۱) اگر کوئی کافر اسلام لائے اور حالتِ کفر میں اُس کو حدثِ اکبر ہو تو اس پر بعد اسلام لانے کے نہانا واجب ہے۔

(۲) اگر کوئی شخص پندرہ برس کی عمر سے پہلے بالغ ہو جائے اور اس کو پہلی بار احتلام ہو تو اس پر احتیاطاً غسل واجب ہے اور اس کے بعد جو احتلام ہو یا پندرہ برس کی عمر کے بعد احتلام ہو تو اس پر غسل فرض ہے۔

(۳) مسلمان مرد کی لاش کو نہلانا مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے۔

جن صورتوں میں غسل سُنّت ہے

مسئلہ: جمعہ کے دن نماز فجر کے بعد سے جمعہ تک ان لوگوں کو غسل کرنا سُنّت ہے جن پر نماز جمعہ واجب ہے۔

مسئلہ: عیدین کے دن بعد فجر ان لوگوں کو غسل کرنا سُنت ہے جن پر عیدین کی نماز واجب ہے۔

مسئلہ: حج یا عمرہ کے احرام کے لئے غسل کرنا سُنّت ہے۔

مسئلہ: حج کرنے والے کو عرفہ کے دن بعد زوال کے غسل کرنا سُنت ہے۔

جن صورتوں میں غسل کرنا مستحب ہے

مسئلہ: اسلام لانے کے لئے غسل کرنا مستحب ہے اگر حدثِ اکبر سے پاک ہو۔

مسئلہ: کوئی مرد یا عورت جب پندرھویں برس کی عمر کو پہنچے اور اس وقت تک کوئی علامت جوانی کی اس میں نہ پائی جائے تو اس کو غسل کرنا مستحب ہے۔

مسئلہ: مُردے کو نہلانے کے بعد غسال کو غسل کرنا مستحب ہے۔

مسئلہ: شب برات یعنی شعبان کی پندرھویں رات کو غسل کرنا مستحب ہے۔

مسئلہ: مدینہ منورہ میں داخل ہونے کے لئے غسل کرنا مستحب ہے۔

مسئلہ: مزدلفہ میں ٹھہرنے کے لئے دسویں تاریخ کی صبح کو بعد طلوع فجر کے غسل کرنا مستحب ہے۔

مسئلہ: طواف زیارت کے لئے غسل مستحب ہے۔

مسئلہ: کنکری پھینکنے کے وقت غسل مستحب ہے۔

مسئلہ: نماز کسوف، خسوف اور استسقاء کے لئے غسل مستحب ہے۔

مسئلہ: خوف اور مصیبت کی نماز کے لئے غسل مستحب ہے۔

مسئلہ: سفر سے واپس آنے کے بعد غسل مستحب ہے۔

مسئلہ: مجلس عامہ میں جانے کے لئے اور نئے کپڑے پہننے کے لئے غسل کرنا مستحب ہے۔

مسئلہ: جس کو قتل کیا جاتا ہو اس کو غسل کرنا مستحب ہے۔

مسئلہ: جس پر نہانا واجب ہے اگر وہ نہانے سے پہلے کچھ کھانا پینا چاہے تو پہلے اپنے ہاتھ اور منہ دھولے اور کلی کرلے تب کھائے پئے اگر بے ہاتھ منہ دھوئے کھا پی لے تب بھی کوئی گناہ نہیں ہے۔

کس پانی سے وضو کرنا اور نہانا درست ہے اور کس سے نہیں

مسئلہ: آسمان سے برسے ہوئے پانی، نالے، ندی، چشمے، کنویں، تالاب، اور دریاؤں کے پانی سے وضو اور غسل کرنا درست ہے، چاہے میٹھا پانی ہو یا کھاری ہو۔

مسئلہ: کسی درخت یا پھل یا پتوں سے نچوڑے ہوئے عرق سے وضو کرنا درست نہیں اسی طرح جو پانی تربوز سے نکلتا ہے اس سے اور گنے وغیرہ کے رس سے وضو اور غسل درست نہیں ہے۔

مسئلہ: جس پانی میں کوئی اور چیز مل گئی ہو یا پانی میں کوئی چیز پکائی گئی ہو اور ایسا ہو گیا ہو کہ بول چال میں اس کو پانی نہیں کہتے بلکہ اس کا کچھ اور نام ہو گیا تو اس سے وضو اور غسل جائز نہیں۔ جیسے شربت، شیرہ، شوربا، سرکہ، گلاب

اور عرق گاؤزبان وغیرہ۔

مسئلہ: جس پانی میں کوئی پاک چیز پڑ گئی اور پانی کے رنگ مزے یا بُو میں فرق آگیا، لیکن وہ چیز پانی میں پکائی نہیں گئی، نہ پانی کے پتلے ہونے میں کچھ فرق آیا جیسے کہ بہتے ہوئے پانی میں کچھ ریت ملی ہوئی ہوتی ہے یا پانی میں زعفران پڑ گیا اور اس کا بہت خفیف سا رنگ آگیا یا صابن پڑ گیا تو وضو اور غسل درست ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی چیز پانی میں ڈال کر پکائی گئی اس سے رنگ یا مزہ وغیرہ بدلا تو اس پانی سے وضو درست نہیں۔ البتہ اگر ایسی چیز پکائی گئی جس سے میل کچیل خوب صاف ہو جاتا ہے اور اس کے پکانے سے پانی گاڑھا نہ ہوا ہو، تو اس سے وضو درست ہے۔ جیسے مُردہ کو نہلانے کے لئے بیری کے پتے پکاتے ہیں تو اس میں کچھ حرج نہیں۔ البتہ اگر اتنے زیادہ ڈال دیا کہ پانی گاڑھا ہو گیا تو اس سے وضو اور غسل درست نہیں۔

مسئلہ: کپڑا رنگنے کے لئے زعفران گھولا یا پڑیا گھولی تو اس پانی سے وضو دُرست نہیں۔

مسئلہ: اگر پانی میں دودھ مل گیا تو اگر دودھ کا رنگ پانی میں اچھی طرح آگیا ہے تو وضو درست نہیں اور اگر دودھ بہت کم تھا کہ رنگ نہیں آیا تو وضو درست ہے۔

مسئلہ: جنگل میں کہیں تھوڑا پانی ملا تو جب تک اس کی نجاست کا یقین نہ ہو جائے تب تک اس سے وضو کرے فقط اس وہم پر نہ چھوڑے کہ شاید یہ نجس ہو اگر اس کے ہوتے ہوئے تیمم کرے گا تو تیمم نہ ہوگا۔

مسئلہ: کسی کنویں وغیرہ میں درخت کے پتے گر پڑے اور پانی میں بدبُو آنے لگی رنگ اور مزہ بھی بدل گیا تو بھی اس سے وضو درست ہے۔ جب تک کہ پانی اسی طرح پتلا باقی رہے۔

مسئلہ: جس طرح پانی میں نجاست پڑ جائے اس سے وضو، غسل درست

نہیں چاہے وہ نجاست تھوڑی ہو یا بہت ہو۔ البتہ اگر بہتا ہوا پانی ہو تو وہ نجاست کے پڑنے سے ناپاک نہیں ہوتا، جب تک کہ اس کے رنگ یا مزے یا بُو میں فرق نہ آئے اگر فرق آگیا تو بہتا ہوا پانی بھی نجس ہو جائے گا۔ پانی گھاس، تنکے، پتے وغیرہ کو بہالے جائے وہ بہتا پانی ہے چاہے کتنا ہی آہستہ آہستہ بہتا ہو۔

مسئلہ: بڑا بھاری حوض جو دس ہاتھ لمبا اور دس ہاتھ چوڑا ہو اور اتنا گہرا ہو کہ اگر چُلّو سے پانی اٹھائیں تو زمین نہ کھُلے یہ بھی بہتے ہوئے پانی کے مثل ہے۔ ایسے حوض کو دَہ در دَہ کہتے ہیں اگر اس میں ایسی نجاست پڑ جائے جو پڑ جانے کے بعد دکھائی نہیں دیتی۔ جیسے پیشاب، خون، شراب وغیرہ تو چاروں طرف وضو کرنا درست ہے جدھر چاہے وضو کرے اور اگر ایسی نجاست پڑ جائے جو دکھلائی دیتی ہو تو جدھر پڑی ہو اس طرف وضو نہ کرے اس کے سوا جس طرف چاہے کرے البتہ اگر بڑے حوض میں اتنی نجاست پڑ جائے کہ رنگ یا مزہ بدل جائے یا بدبُو آنے لگے تو نجس ہو جائے گا۔

مسئلہ: حوض جو بیس ۲۰ ہاتھ لمبا اور پانچ ہاتھ چوڑا یا پچیس ہاتھ لمبا اور چار ہاتھ چوڑا ہو، وہ حوض بھی دَہ در دہ کے مثل ہے۔

مسئلہ: اگر پانی آہستہ آہستہ بہتا ہو تو بہت جلدی جلدی وضو نہ کرے تاکہ جو دھوون گرتا ہے وہی ہاتھ میں نہ آجائے۔

مسئلہ: وہ دَہ در دَہ حوض میں جہاں پر دھوون گرا ہے اگر وہیں سے پھر پانی اُٹھالے تو بھی جائز ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی کافر لڑکا، بچہ اپنا ہاتھ پانی میں ڈال دے تو پانی نجس نہیں ہوتا، البتہ اگر معلوم ہو جائے کہ اس کے ہاتھ میں نجاست لگی تھی تو ناپاک ہو جائے گا لیکن چونکہ چھوٹے بچوں کا کچھ اعتبار نہیں اس لئے اس کے ہاتھ ڈالے ہوئے پانی سے وضو نہ کرنا بہتر ہے۔

مسئلہ: جس پانی میں ایسی جاندار چیز مر جائے جس کے بہتا ہوا خون نہیں ہوتا یا باہر مر کر پانی میں گر پڑے تو پانی نجس نہیں ہوتا۔ جیسے مچھر، مکھی، بھِڑ، تتیا،

بچھو، شہد کی مکھی یا اسی قسم کی اور جو چیز ہو۔

مسئلہ: جس کی پیدائش پانی کی ہو اور ہر دم پانی ہی میں رہا کرتی ہو اس کے مرجانے سے پانی خراب نہیں ہوتا۔ پاک رہتا ہے جیسے مچھلی، مینڈک، کچھوا وغیرہ۔

مسئلہ: جو چیزیں پانی میں رہتی ہو لیکن اس کی پیدائش پانی کی نہ ہو تو اس کے مرجانے سے پانی خراب اور نجس ہو جاتا ہے جیسے بطخ، مرغابی۔

مسئلہ: دھوپ میں گرم ہوئے پانی سے سفید داغ ہو جانے کا ڈر ہے اس لئے اس سے وضو اور غسل نہیں کرنا چاہیئے۔

مسئلہ: مُردار کی کھال جب دھوپ میں سُکھا ڈالیں یا کچھ دوا وغیرہ لگا کر درست کرلیں تو پاک ہو جاتی ہے، اس پر نماز پڑھنا درست ہے اور مشک وغیرہ بنا کر اس میں پانی رکھنا بھی درست ہے لیکن سُور کی کھال پاک نہیں ہوتی اور آدمی کی کھال سے کام لینا اور برتنا بہت گناہ ہے۔

مسئلہ: کتا، بندر، بلی اور شیر وغیرہ جن کی کھال بنانے سے پاک ہو جاتی ہے۔ بسم اللہ کہہ کر ذبح کرنے سے بھی کھال پاک ہو جاتی ہے۔ چاہے بنائی ہو یا بے بنائی ہو۔ البتہ ذبح کرنے سے ان کا گوشت پاک نہیں ہوتا اور اس کا کھانا درست نہیں۔

مسئلہ: مردار کے بال، سینگ، ہڈی اور دانت یہ سب چیزیں پاک ہیں اگر پانی میں پڑ جائیں تو نجس نہ ہوگا۔ البتہ اگر ہڈی اور دانت وغیرہ پر اس مردار جانور کی کچھ چکنائی وغیرہ لگی ہو تو وہ نجس ہے اور پانی بھی نجس ہو جائے گا۔

مسئلہ: آدمی کی ہڈی اور بال پاک ہیں لیکن ان کو برتنا اور کام میں لانا جائز نہیں بلکہ عزت سے کسی جگہ دفن کر دینا چاہیئے۔

پانی کے استعمال کے احکام

ایسے ناپاک پانی کا استعمال جس کے تینوں وصف یعنی مزہ، بُو، اور رنگ نجاست کی وجہ سے بدل گئے ہوں کسی طرح بھی درست نہیں نہ جانوروں کو پلانا درست ہے، نہ مٹی وغیرہ میں ڈال کر گارا بنانا جائز ہے۔

مسئلہ: دریا، ندی اور وہ تالاب جو کسی کی زمین میں نہ ہو اور وہ جس کو بنانے والے نے وقف کردیا ہو تو اس پانی سے عام لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ کسی کو اس کے استعمال سے منع کرے۔

مسئلہ: کسی شخص کی مملوک زمین میں کنواں یا چشمہ یا حوض یا نہر ہو تو دوسرے لوگوں کو پانی پینے یا جانوروں کو پانی پلانے یا وضو غسل اور کپڑے دھونے کے لئے پانی لینے سے یا گھڑے بھر کر اپنے درخت یا کیاری میں ڈالنے سے کوئی منع نہیں کر سکتا کیونکہ پانی میں سب کا حق ہے۔ البتہ اگر جانوروں کی کثرت کی وجہ سے پانی ختم ہونے کا یا نہر وغیرہ کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو تو روکنے کا اختیار ہے۔ البتہ اپنے کھیت کو یا باغ کو پانی دینا بدون اس کی اجازت کے دوسرے لوگوں کو جائز نہیں اس سے ممانعت کر سکتا ہے۔ یہی حکم ہے خودرو گھاس کا اور جس قدر نباتات بے تنہ ہیں سب گھاس کے حکم میں ہیں۔ البتہ تنہ دار درخت زمین والے کی مملوک ہیں۔

مسئلہ: دریا تالاب کنویں وغیرہ سے جو شخص اپنے کسی برتن میں مثل گھڑے مشک وغیرہ کے پانی بھرے تو اس پانی کا مالک ہو جائے گا۔ اس پانی سے بغیر اس شخص کی اجازت کے کسی کو استعمال کرنا درست نہیں۔

مسئلہ: لوگوں کے پینے کے لئے جو پانی رکھا ہو جیسے گرمیوں میں راستوں پر پانی رکھ دیتے ہیں اس سے وضو درست نہیں۔ ہاں اگر زیادہ ہو تو مضائقہ نہیں اور جو پانی وضو کے واسطے رکھا ہو اس سے پینا درست ہے۔

مسئلہ: اگر کنویں میں بکرے کی ایک دو مینگنی گر جائیں اور وہ ثابت نکل آئیں تو وہ کنواں ناپاک نہیں ہوتا خواہ وہ کنواں جنگل کا ہو یا بستی کا اور من ہو یا نہ ہو۔

کنویں کا بیان

مسئلہ: جب کنویں میں کچھ نجاست گر پڑے تو کنواں ناپاک ہو جاتا ہے اور پانی کھینچ ڈالنے سے پاک ہو جاتا ہے، چاہے تھوڑی نجاست گرے یا بہت ساری پانی نکالنا چاہیئے۔ جب سارا پانی نکل جائے گا تو پاک ہو جائے گا۔ کنویں کے اندر کنکر، دیوار وغیرہ

کے دھونے کی ضرورت نہیں۔ وہ سب آپ ہی آپ پاک ہو جاتا ہے۔ اسی طرح رسّی ڈول جس سے پانی نکالا ہے کنوئیں کے پاک ہونے سے آپ ہی آپ پاک ہو جائے گا۔ فائدہ: سب پانی نکالنے کا یہ مطلب ہے کہ اتنا نکالیں کہ پانی ٹوٹ جائے اور آدھا ڈول بھی نہ بھرے۔

مسئلہ: کنوئیں میں کبوتر یا چڑیا کی بیٹ گر پڑی تو نجس نہیں ہوا اور مرغی اور بطخ کی بیٹ سے نجس ہو جاتا ہے اور سارا پانی نکالنا واجب ہے۔

مسئلہ: کتا، بلی، گائے، بکری پیشاب کر دے یا اور کوئی نجاست گرے تو سب پانی نکالنا چاہیئے۔

مسئلہ: اگر آدمی، کتا یا بکری یا اس کے برابر کوئی جانور گر کے مر جائے تو سارا پانی نکالا جائے اور اگر باہر مرے پھر کنوئیں میں گرے تب بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی جاندار چیز کنوئیں میں مر جائے اور پھول جائے یا پھٹ جائے تب بھی سب پانی نکالا جائے، چاہے چھوٹا جانور ہو چاہے بڑا۔

مسئلہ: اگر چوہا، چڑیا یا اسی کے برابر کوئی چیز گر کر مر گئی لیکن پھولی پھٹی نہیں تو بیس ۲۰ ڈول نکالنا واجب ہے اور تیس ۳۰ ڈول نکال ڈالیں تو بہتر ہے۔ لیکن پہلے چوہا نکال لیں تب پانی نکالنا شروع کریں۔

مسئلہ: بڑی چھپکلی جس میں بہتا ہوا خون ہو اس کا حکم بھی یہی ہے اور جس میں بہتا ہوا خون نہ ہو اس کے مرنے سے ناپاک نہیں ہوتا۔

مسئلہ: اگر کبوتر یا مرغی یا بلی یا اسی کے برابر کوئی چیز گر کر مر جائے اور پھولے پھٹے نہیں تو چالیس ۴۰ ڈول نکالنا واجب ہے اور ساٹھ ڈول نکالنا بہتر ہے۔

مسئلہ: جس کنوئیں پر جو ڈول پڑا رہتا ہے اسی حساب سے نکالنا چاہیئے اور اگر اتنے بڑے ڈول سے نکالا جس میں بہت پانی سماتا ہو تو اس کا حساب لگا لینا چاہیئے۔

مسئلہ: اگر کنوئیں میں اتنا بڑا سوت ہے کہ سب پانی نہیں نکل سکتا جیسے جیسے پانی نکالتے ہیں ویسے ویسے اس میں سے اور پانی نکلتا ہے تو جتنا پانی اس میں اس وقت موجود ہے اندازہ کر کے اسی قدر نکال ڈالیں ورنہ تین سو ڈول نکلوا دیں۔

مسئلہ: کنوئیں میں مرا ہوا چوہا یا اور کوئی جانور نکلا اور یہ معلوم نہیں کب سے

گرا ہے اور وہ ابھی پھولا پھٹا بھی نہیں ہے تو جن لوگوں نے اس کنویں سے وضو کیا ہے وہ ایک دن ایک رات کی نمازیں دہرائیں اور اس پانی سے جو کپڑے دھوئے ہیں ان کو بھی دھونا چاہیئے اور اگر پھول گیا ہے یا پھٹ گیا ہے تو تین دن تین رات کی نمازیں ہرانی چاہئیں، اور بعضے عالموں نے یہ کہا ہے کہ جس وقت کنویں کا ناپاک ہونا معلوم ہوا ہے اسی وقت سے ناپاک سمجھیں گے اس سے پہلے کی نماز، وضو سب درست ہے۔

مسئلہ: جس کو نہانے کی ضرورت ہے وہ ڈول ڈھونڈنے کے واسطے کنویں میں اترا اور اس کے بدن اور کپڑے پر آلودگی و نجاست نہیں ہے تو کنواں ناپاک نہ ہوگا۔ ایسے ہی اگر کافر اترا اور اس کے کپڑے اور بدن پر نجاست نہ ہو تب بھی کنواں پاک ہے البتہ اگر نجاست لگی ہو تو ناپاک ہو جائے گا اور سب پانی نکالنا پڑے گا۔

مسئلہ: کنویں میں بکری یا چوہا گر گیا اور زندہ نکل آیا تو پانی پاک ہے۔

مسئلہ: چوہے کو بلی نے پکڑا اور اس کے دانت لگنے سے زخمی ہو گیا پھر اس سے چھوٹ کر اسی طرح خون میں بھرا ہوا کنویں میں گر پڑا تو سارا پانی نکالا جائے گا۔

مسئلہ: چوہا گندی نالی سے نکل کر بھاگا اور اس کے بدن میں نجاست بھرا ہوا کنویں میں گر پڑا تو سب پانی نکالا جائے، چاہے چوہا کنویں میں مر جائے یا زندہ نکلے۔

مسئلہ: چوہے کی دم کٹ کر گر پڑی تو سارا پانی نکالا جائے اسی طرح وہ چوہا جس میں بہتا ہوا خون ہو اس کی دم گرنے سے بھی سب پانی نکالا جائے۔

مسئلہ: جس چیز کے گرنے سے کنواں ناپاک ہوا ہے اگر وہ چیز باوجود کوشش کے نہ نکل سکے تو دیکھنا چاہیئے کہ چیز کیسی ہے۔ اگر وہ چیز ایسی ہے کہ خود تو پاک ہوتی ہے لیکن ناپاکی لگنے سے ناپاک ہو گئی ہے جیسے ناپاک کپڑا۔ ناپاک گیند، ناپاک جوتا، تب تو اس کا نہ نکالنا معاف ہے۔ ویسے ہی پانی نکال ڈالیں اور اگر وہ چیز ایسی ہے کہ خود ناپاک ہے جیسے مردہ جانور، چوہا وغیرہ تو جب تک یہ یقین نہ ہو جائے کہ یہ گل سڑ کر مٹی ہو گیا ہے تو اس وقت کنواں پاک نہیں ہو سکتا، اور جب یہ یقین ہو جائے اس وقت سارا پانی نکال دیں کنواں پاک ہو جائے گا۔

مسئلہ: جتنا پانی کنویں میں سے نکالنا ضروری ہو چاہے ایک دم سے نکالیں چاہے تھوڑا تھوڑا کر کے کئی دفعہ نکالیں ہر طرح پاک ہو جائے گا۔

بے وضو ہونے کی حالت کے احکام

مسئلہ: قرآن مجید اور پاروں کے پورے کاغذ کا چھونا مکروہ تحریمی ہے۔ خواہ اس موقع کو چھوئے جس میں آیت لکھی ہے یا اس موقع کو جو سادہ ہے اور اگر پورا قرآن نہ ہو بلکہ کسی کاغذ، کپڑے یا جھلی وغیرہ پر قرآن کی ایک پوری آیت لکھی ہوئی ہو باقی حصہ سادہ ہو تو سادہ جگہ کا چھونا جائز ہے جبکہ آیت پر ہاتھ نہ لگے۔

مسئلہ: ایک آیت سے کم لکھنا مکروہ نہیں اگر کتاب وغیرہ میں لکھنے اور قرآن شریف میں ایک آیت سے کم لکھنا بھی جائز ہے۔

مسئلہ: نابالغ بچوں کو حدثِ اصغر کی حالت میں بھی قرآن مجید کا چھونا مکروہ نہیں۔

حدثِ اکبر کے احکام

مسئلہ: جس پر غسل فرض ہو اس کو مسجد میں داخل ہونا حرام ہے، ہاں اگر کوئی سخت ضرورت ہو تو تیمم کر کے جائز ہے۔

مسئلہ: عیدگاہ میں اور مدرسہ اور خانقاہ وغیرہ میں جانا جائز ہے۔

مسئلہ: حیض و نفاس کی حالت میں عورت کی ناف اور زانو کو دیکھنا یا اس سے اپنے جسم کو ملانا جب کوئی کپڑا اور درمیان میں نہ ہو، اور جماع کرنا حرام ہے۔

مسئلہ: حیض و نفاس کی حالت میں عورت کا بوسہ لینا اور جھوٹا پانی وغیرہ پینا او اس سے لپٹ کر سونا اور اس کی ناف اور ناف کے اوپر اور زانو اور زانو کے نیچے کے جسم سے اپنے جسم کو ملانا، اگرچہ کپڑا درمیان میں نہ ہو، اور ناف اور زانو کے درمیان کپڑے کے ساتھ ملانا جائز ہے بلکہ حیض کی وجہ سے علیحدہ ہو کر سونا یا اس کے اختلاط سے بچنا مکروہ ہے۔

جانوروں کے جھوٹے کا بیان

مسئلہ: آدمی کا جھوٹا پاک ہے، چاہے بے دین ہو یا ناپاک ہو، عورت حیض سے ہو یا نفاس میں ہو، ہر حال میں پاک ہے۔ اسی طرح پسینہ بھی ان سب کا پاک ہے۔

مسئلہ: کُتّے کا جھوٹا نجس ہے۔ اگر کسی برتن میں منہ ڈال دے تو تین مرتبہ دھونے سے پاک ہو جائے گا۔ چاہے مٹی کا برتن ہو، چاہے تانبہ وغیرہ کا لیکن بہتر یہ ہے کہ سات مرتبہ دھوئے اور ایک مرتبہ مٹی لگاکر مانجھ بھی ڈالے تاکہ خوب صاف ہو جائے۔

مسئلہ: سوّر کا جھوٹا نجس ہے، اسی طرح شیر، بھیڑیا، بندر، گیدڑ وغیرہ جتنے چیر پھاڑ کر کھانے والے جانور ہیں سب کا جھوٹا نجس ہے۔

مسئلہ: بلّی کا جھوٹا پاک تو ہے لیکن مکروہ ہے، لہٰذا اور پانی ہوتے ہوئے اس سے وضو نہ کرے۔ ورنہ کرلے۔

مسئلہ: دودھ سالن وغیرہ میں بلّی نے منہ ڈال دیا تو اگر اللہ نے سب کچھ دیا ہو تو اسے نہ کھائے، اور اگر غریب آدمی ہو تو کھالے پھر اس میں کچھ حرج اور گناہ نہیں اور مکروہ بھی نہیں ہے۔

مسئلہ: بلّی نے چوہا کھایا اور فوراً آکر برتن میں منہ ڈال دیا تو وہ نجس ہو جائے گا اور جو تھوڑی دیر ٹھہر کر منہ ڈالے کہ اپنا منہ زبان سے چاٹ چکی ہو تو نجس نہ ہوگا بلکہ مکروہ ہی رہے گا۔

مسئلہ: کھلی ہوئی مرغی جو ادھر اُدھر گندی چیزیں اور پلیدی کھاتی پھرتی ہے اس کا جھوٹا مکروہ ہے اور جو مرغی بند رہتی ہو اس کا جھوٹا مکروہ نہیں بلکہ پاک ہے۔

مسئلہ: شکار کرنے والے پرندے جیسے شکرہ، باز وغیرہ ان کا جھوٹا مکروہ ہے لیکن جو پالتو ہو اور مردار نہ کھائے نہ اس کی چونچ میں نجاست کا شبہ ہو اس کا جھوٹا پاک ہے۔

مسئلہ: حلال جانور جیسے مینڈھا، بکری، بھیڑ، گائے، بھینس، ہرنی وغیرہ اور حلال چڑیاں جیسے مینا، طوطا، فاختہ، گوریّا ان سب کا جھوٹا پاک ہے۔ اسی طرح گھوڑے کا جھوٹا بھی پاک ہے۔

مسئلہ: جو چیزیں گھر میں رہا کرتی ہیں جیسے سانپ، بچھو، چوہا، چھپکلی وغیرہ ان کا جھوٹا مکروہ ہے۔

مسئلہ: اگر چوہا روٹی کُتر کر کھالے تو بہتر یہ ہے کہ اس جگہ سے ذراسی توڑ ڈالے تب کھائے۔

مسئلہ: گدھے اور خچر کا جھوٹا پاک تو ہے لیکن وضو ہونے میں شک ہے سو اگر کہیں

فقط گدھے، خچر کا جھوٹا پانی ملے اور اسکے سوا اور پانی نہ ملے تو وضو بھی کرے اور تیمم بھی کرے۔

مسئلہ: جن جانوروں کا جھوٹا نجس ہے ان کا پسینہ بھی نجس ہے اور جن کا جھوٹا پاک ہے ان کا پسینہ بھی پاک ہے اور جن کا جھوٹا مکروہ ہے ان پسینہ بھی مکروہ ہے اور گدھے و خچر کا پسینہ پاک کپڑے اور بدن پر لگ جائے تو دھونا واجب نہیں ہے۔ لیکن دھوڈالنا بہتر ہے۔

مسئلہ: کسی نے بلی پالی وہ پاس آکر بیٹھتی ہے اور ہاتھ وغیرہ چاٹتی ہے، تو جہاں چاٹے یا اس کا لعاب لگے تو اس کو دھوڈالنا چاہیئے، اگر نہ دھویا اور یوں ہی رہنے دیا تو مکروہ اور بُرا کیا۔

مسئلہ: غیر مرد کا جھوٹا کھانا اور پانی عورت کے لئے مکروہ ہے جبکہ جانتی ہو کہ یہ اس کا جھوٹا ہے اور اگر معلوم نہ ہو تو مکروہ نہیں۔

تیمم کا بیان

مسئلہ: اگر کوئی جنگل میں ہے اور بالکل معلوم نہیں کہ پانی کہاں ہے نہ وہاں کوئی ایسا آدمی ہے جس سے دریافت کرے تو ایسے وقت میں تیمم کرلے اور اگر کوئی سچا آدمی مل گیا اور اس نے ایک میل شرعی کے اندر اندر پانی کا پتہ بتایا یا کسی نشانی سے خود اس کا جی کہتا ہے کہ یہاں ایک میل شرعی کے اندر اندر کہیں پانی ضرور ہے تو پانی کا اس قدر تلاش کرنا کہ اس کو اور اس کے ساتھیوں کو کسی قسم کی تکلیف اور حرج نہ ہو تو بے ڈھونڈے تیمم کرنا درست نہیں ہے اور اگر خوب یقین ہے کہ پانی ایک میل شرعی کے اندر ہے، تو پانی لانا واجب ہے۔ میل شرعی نو فرلانگ کا ہوتا ہے۔

مسئلہ: اگر پانی کا پتہ چل گیا اور پانی ایک میل سے دور ہے تو اتنی دور جاکر پانی لانا واجب نہیں ہے بلکہ تیمم کرلینا درست ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی آبادی سے ایک میل کے فاصلہ پر ہو اور ایک میل سے قریب کہیں پانی نہ ملے تو بھی تیمم کرلینا درست ہے چاہے مسافر ہو یا مسافر نہ ہو۔

مسئلہ: اگر راہ میں کنواں تو مل گیا مگر لوٹا اور رسی کسی کے پاس نہیں ہے اس

لئے کنوئیں سے پانی نکال نہیں سکتا تو بھی تیمم درست ہے۔

مسئلہ: اگر کہیں پانی مل گیا لیکن بہت تھوڑا ہے تو اگر اتنا ہو کہ ایک دفعہ منہ اور دونوں ہاتھ اور دونوں پیر دھو سکے تو تیمم کرنا درست نہیں ہے بلکہ ایک ایک دفعہ ان چیزوں کو دھولے اور سر کا مسح کرلے اور اگر اتنا بھی نہ ہو تو تیمم کرلے۔

مسئلہ: اگر بیماری کی وجہ سے پانی نقصان کرتا ہو کہ اگر وضو یا غسل کرے گا تو بیماری بڑھ جائے گی یا دیر میں اچھا ہوگا، تب بھی تیمم درست ہے لیکن اگر ٹھنڈا پانی نقصان کرتا ہو اور گرم پانی نقصان نہ کرے تو گرم پانی سے وضو غسل کرنا واجب ہے البتہ اگر ایسی جگہ ہے کہ گرم پانی نہیں مل سکتا تو تیمم کرنا درست ہے۔

مسئلہ: اگر پانی قریب ہے تو عورت کا مردوں سے شرم کی وجہ سے یا پردہ کی وجہ سے پانی لینے کو نہ جانا اور تیمم کرلینا درست نہیں۔ ایسا پردہ جس میں شریعت کا کوئی حکم چھوٹ جائے ناجائز اور حرام ہے، البتہ لوگوں کے سامنے ہاتھ منہ نہ کھولے۔

مسئلہ: جب پانی سے وضو نہ کرسکے برابر تیمم کرتا رہے چاہے جتنے دن گزر جائیں کچھ خیال و وسوسہ دل میں نہ لائے جتنی پاکی وضو اور غسل کرنے سے ہوتی ہے اتنی ہی پاکی تیمم سے بھی ہو جاتی ہے۔

مسئلہ: اگر پانی مول بکتا ہے تو اگر اس کے پاس دام نہ ہوں تو تیمم کرلینا درست ہے اور اگر دام پاس ہوں اور ضرورت سے زیادہ بھی ہیں تو خریدنا واجب ہے البتہ اگر بہت گراں بیچے تو خریدنا واجب نہیں تیمم کرلینا درست ہے۔

مسئلہ: اگر کہیں اتنی سردی پڑتی ہو کہ نہانے سے مرجانے یا بیمار ہو جانے کا خوف ہو، اور رضائی، لحاف وغیرہ کوئی ایسی چیز بھی نہیں کہ نہا کر اس میں گرم ہو جائے تو اس وقت تیمم کرلینا درست ہے۔

مسئلہ: اگر کسی کے آدھے سے زیادہ بدن پر زخم ہوں یا چیچک نکلی ہو تو نہانا واجب نہیں بلکہ تیمم کرلے۔

مسئلہ: اگر کسی میدان میں تیمم کر کے نماز پڑھ لی اور پانی وہاں سے قریب ہی تھا لیکن اس کو خبر نہ تھی کہ تیمم اور نماز دونوں درست ہیں، دہرانا ضروری نہیں۔

مسئلہ: اگر سفر میں کسی اور کے پاس پانی ہو تو بے مانگے ہوئے تیمم کر لینا درست نہیں۔

مسئلہ: اگر زمزم کا پانی زمزمی میں بھرا ہوا ہے تو تیمم کرنا درست نہیں زمزمیوں کو کھول کر اس پانی سے نہانا اور وضو کرنا واجب ہے۔

مسئلہ: کسی کے پاس پانی تو ہے لیکن راستہ خراب ہے کہ کہیں پانی نہیں مل سکتا اس لئے راہ میں پیاس کے مارے تکلیف اور ہلاکت کا خوف ہے تو وضو نہ کرے تیمم کر لینا درست ہے۔

مسئلہ: اگر غسل کرنا نقصان کرتا ہو اور وضو نقصان نہ کرے تو غسل کی جگہ تیمم کر لے، پھر اگر غسل کے تیمم کے بعد وضو ٹوٹ جائے تو وضو کے لئے تیمم نہ کرے۔ بلکہ وضو کرنا چاہیئے۔

مسئلہ: تیمم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ پاک زمین پر مارے اور سارے منہ کو مل لے۔ پھر دوسری مرتبہ زمین پر دونوں ہاتھ مارے اور دونوں ہاتھوں کو کہنی سمیت ملے تیمم ہو گیا۔ عورت چوڑیوں، کنگن وغیرہ کے درمیان اچھی طرح ملے اگر ناخن برابر بھی کوئی جگہ چھوٹ جائے گی تو تیمم نہ ہوگا۔ انگلیوں میں خلال بھی کر لے۔

مسئلہ: مٹی پر ہاتھ مار کے ہاتھ جھاڑ ڈالے تاکہ بانہوں اور منہ پر بھبھوت نہ لگ جائے اور صورت نہ بگڑے۔

مسئلہ: زمین کے سوا اور جو چیز مٹی کی قسم سے ہو اس پر بھی تیمم درست ہے جیسے مٹی، ریت، پتھر، گچ چونا، ہڑتال، سرمہ، گیرو وغیرہ اور جو چیز مٹی کی قسم سے نہ ہو اس سے تیمم درست نہیں جیسے سونا چاندی، رانگا گیہوں، لکڑی، کپڑا، اناج وغیرہ۔

مسئلہ: جو چیز نہ تو آگ میں جلے اور نہ گلے وہ چیز مٹی کی قسم سے ہے اس پر تیمم کرنا درست ہے اور جو چیز جل کر راکھ ہو جائے اس پر تیمم درست نہیں۔ اسی طرح راکھ پر بھی تیمم درست نہیں۔

مسئلہ: تانبے کے برتن، تکیئے، گدے وغیرہ کپڑے پر تیمم کرنا درست نہیں، مٹی کے گھڑے، بدھنے پر تیمم درست ہے، چاہے اس میں پانی بھرا ہو یا نہ ہو۔ لیکن اگر اس پر (لک)، روغن بھرا ہوا ہو تو تیمم درست نہیں۔

مسئلہ: اگر زمین پر پیشاب وغیرہ کوئی نجاست پڑ گئی اور دھوپ سے سوکھ گئی اور بدبو بھی جاتی رہی تو وہ زمین پاک ہو گئی اس پر نماز درست ہے۔ لیکن اس زمین پر تیمم کرنا درست نہیں، جب معلوم ہو کہ یہ زمین ایسی ہے اور اگر معلوم نہ ہو تو وہم نہ کرے۔

مسئلہ: جس طرح وضو کی جگہ تیمم درست ہے اسی طرح غسل کی جگہ بھی مجبوری کے وقت تیمم درست ہے، وضو اور غسل کے تیمم میں کوئی فرق نہیں دونوں کا ایک ہی طریقہ ہے۔

مسئلہ: تیمم کے لئے تیمم کا ارادہ ہونا ضروری ہے۔ تیمم کرتے وقت اپنے دل میں بس اتنا ارادہ کر لے کہ میں پاک ہونے کے لئے تیمم کرتا ہوں یا نماز پڑھنے کے لئے تیمم کرتا ہوں تو تیمم ہو جائے گا۔

مسئلہ: اگر ایک نماز کے لئے تیمم کیا دوسرے وقت کی نماز بھی اس سے پڑھنا درست ہے اور قرآن مجید کا چھونا بھی اسی تیمم سے درست ہے۔

مسئلہ: کسی کو نہانے کی بھی ضرورت ہے اور وضو بھی نہیں ہے تو ایک ہی تیمم کرے الگ الگ تیمم کرنے کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ: کسی نے تیمم کر کے نماز پڑھ لی پھر پانی مل گیا تو نماز کا دوہرانا واجب نہیں۔ وہی نماز درست ہو گئی۔

مسئلہ: اگر پانی ایک میل شرعی سے دور نہیں لیکن وقت بہت تنگ ہے۔ کہ اگر پانی لینے جائے گا تو وقت جاتا رہے گا تو بھی تیمم درست نہیں ہے۔ پانی لا کر وضو کرے اور قضا پڑھے۔

مسئلہ: پانی موجود ہوتے وقت قرآن کو چھونے کے لئے تیمم کرنا درست نہیں۔

مسئلہ: اگر آگے چل کر پانی ملنے کی امید ہو تو بہتر ہے کہ اول وقت نماز نہ پڑھے بلکہ پانی کا انتظار کرے لیکن اتنی دیر نہ لگائے کہ وقت مکروہ ہو جائے۔

مسئلہ: اگر پانی پاس ہے لیکن یہ ڈر ہے کہ اگر ریل پر سے اترے گا تو ریل چل دے گی تب بھی تیمم درست ہے، یا سانپ وغیرہ کوئی جانور پانی کے پاس ہے جس سے پانی نہیں مل سکتا تو بھی تیمم درست ہے۔

مسئلہ: اسباب کے ساتھ پانی بندھا تھا لیکن یاد نہ رہا اور تیمم کر کے نماز پڑھ

لی پھر یاد آیا تو اب نماز کا دوہرانا واجب نہیں۔

مسئلہ: اگر وضو کا تیمم ہے تو وضو کے موافق پانی ملے گا تب تیمم ٹوٹے گا۔ اگر پانی کم ملا تو تیمم نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ: اگر راستہ میں پانی ملا لیکن اس کو پانی کی کچھ خبر نہ ہوئی کہ یہاں ہے تو بھی تیمم نہیں ٹوٹتا۔ اسی طرح اگر راستہ میں پانی ملا اور معلوم بھی ہو گیا لیکن ریل پر سے اُتر نہ سکا تو بھی تیمم نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ: اگر بیماری کی وجہ سے تیمم کیا تو جب بیماری جاتی رہے تو تیمم ٹوٹ جائے گا۔ اب وضو کرنا اور غسل کرنا واجب ہے۔

مسئلہ: پانی نہیں ملا اس وجہ سے تیمم کر لیا، پھر ایسی بیماری ہو گئی جس سے پانی نقصان کرتا ہے اب اور پانی مل گیا، تو اب وہ تیمم باقی نہیں رہا جو پانی نہ ملنے کی وجہ سے کیا تھا، پھر سے تیمم کرے۔

مسئلہ: اگر نہانے کی ضرورت تھی اس لئے غسل کیا لیکن ذرا سا بدن سوکھا رہ گیا اور پانی ختم ہو گیا تو ابھی وہ پاک نہیں ہوا اس کو تیمم کر لینا چاہیئے۔ جب کہیں نہانے کو پانی ملے تو اتنی سوکھی جگہ دھولے پھر سے نہانے کی ضرورت نہیں ہے۔

مسئلہ: کسی کا کپڑا یا بدن نجس ہے اور وضو کی بھی ضرورت ہے اور پانی تھوڑا ہے تو بدن اور کپڑا دھولے اور وضو کے عوض تیمم کرلے۔

مسئلہ: کنویں سے پانی نکالنے کی کوئی چیز نہ ہو، یا پانی مٹکے وغیرہ میں ہو اور کوئی چیز پانی نکالنے کی نہ ہو اور مٹکا جھکا کر بھی پانی نہ لے سکتا ہو اور ہاتھ نجس ہوں اور کوئی دوسرا شخص ایسا نہ ہو جو اس کے ہاتھ دھلا دے ایسی حالت میں تیمم درست ہے۔

مسئلہ: اگر وہ عذر جس کی وجہ سے تیمم کیا گیا ہے آدمیوں کی طرف سے ہو تو جب وہ عذر جاتا ہے تو جس قدر نمازیں اس تیمم سے پڑھی ہیں سب دوبارہ پڑھنا چاہئیں مثلاً کوئی شخص جیل خانہ میں ہو اور جیل کے ملازم اس کو پانی نہ دیں یا کوئی اس سے کہے کہ اگر تو وضو کرے گا تو میں تجھ کو مار دوں گا تو اس تیمم سے جو نماز پڑھی ہے اس کو دوہرانا پڑے گا۔

مسئلہ: ایک مقام سے اور ایک ڈھیلے سے چند آدمی یکے بعد دیگرے تیمم

کریں تو درست ہے۔

مسئلہ: جو شخص پانی اور مٹی دونوں کے استعمال پر قادر نہ ہو خواہ پانی اور مٹی نہ ہونے کی وجہ سے یا بیماری سے تو اس کو چاہیئے کہ نماز بلا طہارت پڑھ لے پھر اس کو طہارت سے لوٹا لے مثلاً کوئی شخص ریل میں ہو اور نماز کا وقت آجائے اور پانی اور مٹی کا برتن یا گرد و غبار نہ ہو اور نماز کا وقت جاتا ہو تو ایسی حالت میں بلا طہارت نماز پڑھ لے۔

مسئلہ: جس شخص کو اخیر وقت تک پانی ملنے کا یقین یا گمان غالب ہو اس کو نماز کے اخیر وقتِ مستحب تک پانی کا انتظار کرنا مستحب ہے مثلاً کوئی شخص ریل پر سوار ہو اور یقیناً یا ظناً معلوم ہو کہ اخیر وقت تک ایسے اسٹیشن پر پہنچ جائے گی جہاں پانی مل سکتا ہے تو انتظار مستحب ہے۔

موزوں پر مسح کرنے کا بیان

اگر چمڑے کے موزے وضو کرکے پہن لے اور پھر وضو ٹوٹ جائے تو دوسرا وضو کرتے وقت موزوں پر مسح کر لینا درست ہے اور اگر موزہ اتار کر پیر دھو لیا کرے تو یہ سب سے بہتر ہے۔

مسئلہ: اگر موزہ اتنا چھوٹا ہو کہ ٹخنے موزے کے اندر چھپے ہوئے نہ ہوں تو اس پر مسح درست نہیں۔ اسی طرح اگر بغیر وضو کئے موزہ پہن لیا تو اس پر مسح درست نہیں۔ موزہ اتار کر پیروں کو دھونا چاہیئے۔

مسئلہ: مسافرت میں تین دن تین رات تک موزوں پر مسح کرنا درست ہے اور جو مسافرت میں نہ ہو اس کو ایک دن اور ایک رات تک، اور جس وقت وضو ٹوٹا ہے، اس وقت سے ایک دن رات یا تین دن رات کا حساب کیا جائے گا۔ جس وقت موزہ پہنا ہے اس کا اعتبار نہ کریں جیسے کسی نے ظہر کے وقت وضو کر کے موزہ پہنا پھر سورج ڈوبنے کے وقت وضو ٹوٹا تو اگلے دن کے سورج ڈوبنے تک مسح کرنا درست ہے اور مسافرت میں تیسرے دن سورج ڈوبنے تک۔ جب سورج ڈوب گیا تو اب مسح کرنا درست نہیں رہا۔

مسئلہ: اگر کوئی ایسی بات ہو گئی جس سے نہانا واجب ہو گیا تو موزہ اتار کر نہائے غسل کے ساتھ موزے پر مسح کرنا درست نہیں۔

مسئلہ: موزے کے اوپر کی طرف مسح کرے تلوے کی طرف نہیں۔

مسئلہ: موزے پر مسح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہاتھ کی پوری انگلیاں تر کر کے آگے کی طرف موزے پر رکھ دے اور ہتھیلی موزے سے الگ رکھے پھر ان کو کھینچ کر ٹخنے کی طرف لے جائے۔

مسئلہ: اگر کوئی الٹا مسح کرے یعنی ٹخنے کی طرف کھینچ کر انگلیوں کی طرف لائے تو بھی جائز ہے لیکن مستحب کے خلاف ہے، ایسے ہی اگر لمبائی میں مسح نہ کرے بلکہ موزے کی چوڑائی میں مسح کرے تو بھی درست ہے، لیکن مستحب کے خلاف ہے۔

مسئلہ: اگر تلوے کی طرف یا ایڑی پر یا موزے کے اغل بغل مسح کرے تو یہ مسح درست نہیں ہوا۔

مسئلہ: اگر پوری انگلیوں کو موزے پر نہیں رکھا بلکہ فقط انگلیوں کا سرا موزے پر رکھ دیا اور انگلیاں کھڑی رکھیں تو یہ مسح درست نہیں ہوا۔

مسئلہ: مسح میں مستحب تو یہی ہے کہ ہتھیلی کی طرف سے مسح کرے اور اگر ہتھیلی کے اوپر کی طرف سے مسح کرے تو بھی درست ہے۔

مسئلہ: اگر کسی نے موزہ پر مسح نہیں کیا لیکن پانی برستے وقت باہر نکلا یا بھیگی گھاس میں چلا جس سے موزہ بھیگ گیا تو مسح ہو گیا۔

مسئلہ: ہاتھ کی تین انگلیوں بھر ہر موزہ پر مسح فرض ہے اس سے کم میں مسح درست نہ ہوگا۔

مسئلہ: جو چیز وضو توڑ دیتی ہے اس سے مسح بھی ٹوٹ جاتا ہے، اور موزوں کے اتار دینے سے بھی مسح ٹوٹ جاتا ہے مثلاً اگر کسی کا وضو نہ ٹوٹا ہو لیکن اس نے موزے اتار ڈالے تو مسح جاتا رہا۔ اب وہ دونوں پیر دھولے وضو کرنے کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ: اگر ایک موزہ اتار ڈالا تو دوسرا موزہ بھی اتار کر دونوں پاؤں کا دھونا واجب ہے۔

مسئلہ: اگر مسح کی مدت پوری ہو گئی تو بھی مسح جاتا رہا۔ اگر وضو نہ ٹوٹا تو موزے اتار کر دونوں پاؤں دھولے۔ پورے وضو کا دہرانا واجب نہیں، اگر وضو ٹوٹ گیا ہو تو موزے اتار کر پورا وضو کرلے۔

مسئلہ: موزہ پر مسح کرنے کے بعد کہیں پانی میں پیر پڑ گیا اور موزہ ڈھیلا تھا۔

اس لئے موزے کے اندر پانی چلا گیا اور سارا پاؤں یا آدھے سے زیادہ پاؤں بھیگ گیا تو بھی مسح جاتا رہا، دوسرا بھی موزہ اُتار دے اور دونوں پیر اچھی طرح دھوئے۔

مسئلہ: جو موزہ اتنا پھٹ گیا ہو کہ چلنے میں پیر کی چھوٹی تین انگلیوں کے برابر کھل جاتا ہے تو اس پر مسح درست نہیں اور اگر اس سے کم کھلتا ہو تو مسح درست ہے۔

مسئلہ: اگر ایک موزہ میں دو انگلیوں کے برابر پیر کھل جاتا ہے اور دوسرے موزے میں ایک انگلی کے برابر تو کچھ حرج نہیں مسح جائز ہے، اور اگر ایک ہی موزہ کئی جگہ سے پھٹا ہے اور سب ملا کر تین انگلیوں کے برابر کھل جاتا ہے تو مسح جائز نہیں اور اگر سب ملا کر بھی پوری تین انگلیوں کے برابر نہیں ہوتا تو مسح درست ہے۔

مسئلہ: کسی نے موزہ پر مسح کرنا شروع کیا اور ابھی ایک دن رات گذرنے نہ پایا تھا کہ مسافر ہو گیا تو تین دن تین رات تک مسح کرتا رہے۔

مسئلہ: جرابوں پر مسح کرنا درست نہیں البتہ اگر ان پر چمڑا چڑھا دیا گیا ہو یا سارے موزے پر چمڑا نہ چڑھایا ہو بلکہ مردانہ جوتے کی شکل پر لگا دیا گیا ہو یا بہت سنگین اور سخت ہوں کہ بغیر کسی چیز کے باندھے ہوئے آپ ہی آپ ٹھہرے رہتے ہوں اور ان کو پہن کر تین چار میل راستہ بھی چل سکتا ہو تو ان سب صورتوں میں جراب پر بھی مسح درست ہے۔

مسئلہ: برقعہ اور دستانوں پر مسح درست نہیں۔

مسئلہ: بوٹ پر مسح کرنا جائز ہے بشرطیکہ پورے پیر کو مع ٹخنوں کے چھپائے اور اس کا چاک تسموں سے اس طرح بندھا ہو کہ پیر کی اس قدر کھال نظر نہ آئے جو مسح کو مانع ہو۔

مسئلہ: کسی نے تیمم کی حالت میں موزے پہنے ہوں تو جب وضو کرے تو ان موزوں پر مسح نہیں کر سکتا اس لئے کہ تیمم طہارت کاملہ نہیں۔

مسئلہ: غسل کرنے والے کو مسح جائز نہیں خواہ غسل فرض ہو یا سنت یعنی اس طرح پر کہ پیروں کو اونچا رکھ کر خود بیٹھے اور باقی جسم کو دھوئے اور پیروں پر مسح کرے یہ درست نہیں ہے۔

مسئلہ: معذور کا وضو جیسے نماز کا وقت جانے سے ٹوٹ جاتا ہے ویسے ہی اس کا مسح بھی باطل ہو جاتا ہے، اس کو موزے اُتار کر دھونا واجب ہے۔

حیض اور استحاضہ کا بیان

عورت کو ہر مہینے میں جو آگے کی راہ سے معمولی خون آتا ہے اس کو حیض کہتے ہیں۔

مسئلہ: کم سے کم حیض کی مدت تین دن تین رات ہے اور زیادہ سے زیادہ دس دن اور دس رات ہے۔ کسی کو تین دن تین رات سے کم خون آیا وہ حیض نہیں ہے بلکہ استحاضہ ہے اور اگر دس دن رات سے زیادہ دن آیا ہے وہ بھی استحاضہ ہے۔

مسئلہ: اگر تین رات سے ذرا بھی کم ہو تو وہ حیض نہیں، جیسے جمعہ کو سورج نکلتے وقت خون آیا اور دوشنبہ کو سورج نکلنے سے ذرا پہلے بند ہو گیا تو وہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔

مسئلہ: حیض کی مدت کے اندر سرخ، زرد، سبز، خاکی یعنی مٹیالا سیاہ جس رنگ کا خون آئے سب حیض ہے، جب تک گدی بالکل سپید نہ دکھائی دے اور جب بالکل سپید دکھائی دے جیسی کہ رکھی گئی تھی تو اب عورت حیض سے پاک ہو گئی۔

مسئلہ: نو برس سے پہلے اور پچپن برس کے بعد کسی عورت کو حیض نہیں آتا اس لئے نو برس سے چھوٹی لڑکی کو جو خون آئے وہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔ اگر پچپن برس کے بعد خون خوب سرخ یا سیاہ ہو تو حیض ہے اور اگر زرد یا سبز یا خاکی رنگ ہو تو حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے البتہ اگر عورت کو اس عمر سے پہلے بھی زرد یا سبز یا خاکی رنگ کا آتا ہو تو پچپن برس کے بعد بھی یہ رنگ حیض کے سمجھے جائیں گے۔

مسئلہ: کسی کو ہمیشہ تین یا چار دن خون آتا پھر کسی مہینے میں زیادہ آگیا لیکن دس دن سے زیادہ نہیں آیا تو وہ سب حیض ہے اور اگر دس دن سے بھی بڑھ گیا تو جتنے دن پہلے سے عادت کے ہیں اتنا تو حیض، باقی سب استحاضہ ہے ان دنوں کی نمازیں قضا پڑھنا واجب ہیں۔

مسئلہ: ایک عورت جس کو کوئی عادت مقرر نہیں ہے کبھی چار دن خون آتا ہے کبھی سات دن۔ اسی طرح بدلتا رہتا ہے، کبھی دس دن بھی آجاتا ہے تو یہ سب حیض ہے۔ ایسی عورت کو کبھی دس رات سے زیادہ خون آئے تو دیکھو اس سے پہلے مہینے میں کتنے دن حیض آیا تھا بس اتنے ہی دن حیض کے ہیں اور باقی سب استحاضہ ہے۔

مسئلہ: کسی کو ہمیشہ چار دن حیض آتا تھا پھر ایک مہینے میں پانچ دن خون آیا، اس کے بعد دوسرے مہینے میں پانچ دن خون آیا تو اس پندرہ دن میں پانچ دن حیض کے ہیں اور دس دن استحاضہ ہے

مسئلہ: کسی لڑکی نے پہلے پہل خون دیکھا تو اگر دس دن یا اس سے کچھ کم آئے تو سب حیض ہے، اور جو دس دن سے زیادہ آئے تو پورے دس دن حیض ہے اور دن زیادہ ہو وہ سب استحاضہ ہے۔

مسئلہ: دو حیض کے درمیان پاک رہنے کی مدت کم سے کم پندرہ دن ہیں اور زیادہ کی کوئی حد نہیں، سو اگر کسی وجہ سے کسی عورت کو حیض آنا بند ہو جائے تو جتنے مہینے تک خون نہ آئے گا پاک رہے گی۔

مسئلہ: اگر کسی کو تین دن رات خون آیا، پھر پندرہ دن تک پاک رہی پھر تین دن رات خون آیا تو تین دن پہلے کے اور تین دن یہ جو پندرہ دن کے بعد کے ہیں حیض کے ہیں اور بیچ میں پندرہ دن پاکی کا زمانہ ہے۔

مسئلہ: اور اگر ایک یا دو دن خون آیا پھر پندرہ دن پاک رہی پھر ایک یا دو دن خون آیا تو بیچ میں پندرہ دن تو پاکی کا ہی زمانہ ہے۔ اِدھر اُدھر ایک یا دو دن خون آیا وہ بھی حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔

مسئلہ: اگر ایک دن یا کئی دن خون آیا پھر پندرہ دن سے کم پاک رہی ہے اس کا کچھ اعتبار نہیں بلکہ یوں سمجھیں گے کہ گویا اوّل سے آخر تک برابر خون جاری رہا۔ تب جتنے دن حیض کے آنے کی عادت ہو اتنے دن تو حیض کے ہیں، باقی سب استحاضہ ہے۔ مثال اس کی یہ ہے کہ کسی کو ہر مہینے کی پہلی اور دوسری اور تیسری تاریخ کو حیض آنے کا معمول ہے پھر کسی مہینے میں ایسا ہوا کہ پہلی تاریخ کو خون آیا پھر چودہ دن پاک رہی پھر ایک دن خون آیا تو ایسا سمجھیں گے کہ گویا سولہ دن برابر خون آتا رہا سو اس میں تین دن اوّل کے تو حیض کے ہیں اور تیرہ دن استحاضہ ہے اور اگر اس کی کچھ عادت نہ ہو بلکہ پہلے پہل خون آیا ہو تو دس دن حیض کے ہیں اور چھ دن استحاضہ ہے۔

مسئلہ: حمل کے زمانہ میں جو خون آئے وہ بھی حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔

چاہے جتنے دن آئے۔

مسئلہ: بچہ پیدا ہونے کے وقت بچہ نکلنے سے پہلے جو خون آئے وہ بھی استحاضہ ہے بلکہ جب تک آدھے سے زیادہ بچہ نہ نکل آئے تب تک جو خون آئے گا اس کو استحاضہ ہی کہیں گے۔

حیض کے احکام کا بیان

مسئلہ: حیض کے زمانہ میں نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا درست نہیں، اتنا فرق ہے کہ نماز تو بالکل معاف ہو جاتی ہے پاک ہونے کے بعد بھی اس کی قضا واجب نہیں ہوتی، لیکن روزہ معاف نہیں ہوتا۔ پاک ہونے کے بعد قضا رکھنا پڑے گا۔

مسئلہ: اگر فرض نماز پڑھنے میں حیض آگیا تو وہ نماز بھی معاف ہو گئی۔ پاک ہونے کے بعد اس کی قضا نہ پڑھے اور اگر نفل یا سنت میں حیض آگیا تو اس کی قضا پڑھنا پڑے گی اور اگر آدھے روزہ کے بعد حیض آیا تو وہ روزہ ٹوٹ گیا، جب پاک ہو تو قضا رکھے۔ اگر نفلی روزہ میں حیض آجائے تو اس کی بھی قضا رکھے۔

مسئلہ: اگر نماز کے آخیر وقت میں حیض آیا اور ابھی نماز نہیں پڑھی تب بھی معاف ہو گئی۔

مسئلہ: حیض کے زمانہ میں مرد کے پاس رہنا یعنی صحبت کرانا بہت بڑا گناہ ہے صحبت کے سوا اور سب باتیں درست ہیں یعنی ساتھ کھانا، پینا، لیٹنا وغیرہ درست ہے۔

مسئلہ: کسی کی عادت پانچ دن کی تھی۔ سو جتنے دن کی عادت تھی اتنے ہی دن خون آیا پھر بند ہو گیا تو جب تک نہا نہ لے تب تک صحبت کرنا درست نہیں، اگر غسل نہ کرے تو جب ایک نماز کا وقت گذر جائے یعنی ایک نماز کی قضا اس کے ذمہ واجب ہو جائے تب صحبت درست ہے اس سے پہلے درست نہیں۔

مسئلہ: اگر عادت پانچ دن کی تھی اور خون چار ہی دن آکے بند ہو گیا تو نہا کے نماز پڑھنا واجب ہے لیکن جب تک پانچ دن پورے نہ ہو لیں تب تک صحبت کرنا درست نہیں کہ شاید پھر خون نہ آجائے۔

مسئلہ: اور اگر پورے دس دن رات حیض آیا تو جب سے خون بند ہوا ہے

اسی وقت سے صحبت کرنا درست ہے چاہے نہا چکی ہو یا ابھی نہ نہائی ہو۔

مسئلہ: اگر ایک یا دو دن خون آکے بند ہو گیا تو واجب نہیں ہے وضو کر کے نماز پڑھے لیکن ابھی صحبت کرنا درست نہیں۔ اگر پندرہ دن گذرنے سے پہلے خون آجائے گا تو اب معلوم ہو گا کہ وہ حیض کا زمانہ تھا، حساب سے حیض کے جتنے دن ہوں ان کو حیض سمجھے اور اب غسل کر کے نماز پڑھے اور اگر پورے پندرہ دن بیچ میں گذر گئے اور خون نہیں آیا تو معلوم ہوا کہ استحاضہ تھا سو ایک دن یا دو دن خون آنے کی وجہ سے جو نمازیں نہیں پڑھیں اب ان کو قضا پڑھنا چاہیے۔

مسئلہ: تین دن حیض آنے کی عادت ہے لیکن کسی مہینے میں ایسا ہوا کہ تین دن پورے ہو چکے اور ابھی خون بند نہیں ہوا تو ابھی غسل نہ کرے نہ نماز پڑھے اگر پورے دس دن رات پر یا اس سے کم میں خون بند ہو جائے تو ان سب دنوں کی نمازیں معاف ہیں کچھ قضا نہ پڑیگی اور یوں کہیں گے کہ عادت بدل گئی ہے اس لیے یہ سب دن حیض کے ہوں گے اور اگر گیارھویں دن بھی خون آیا تو اب معلوم ہوا کہ حیض کے فقط تین ہی دن تھے یہ سب استحاضہ ہے پس گیارھویں دن نہائے اور سات دن کی نمازیں قضا پڑھے اور اب نمازیں نہ چھوڑے۔

مسئلہ: اگر دس دن سے کم حیض آیا اور ایسے وقت خون بند ہوا کہ نماز کا وقت بالکل تنگ ہے کہ جلدی اور پھرتی سے نہا دھو ڈالے تو نہانے کے بعد بالکل ذرا سا وقت بچے گا جس میں صرف ایک دفعہ اللہ اکبر کہہ کر نیت باندھ سکتی ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں پڑھ سکتی تب بھی اس وقت کی نماز واجب ہو جائے گی اور قضا پڑھنا پڑے گی۔ اور اگر اس سے بھی کم وقت ہو تو نماز معاف ہے۔ اس کی قضا پڑھنا واجب نہیں۔

مسئلہ: اگر پورے دس دن رات حیض آیا اور ایسے وقت خون بند ہوا کہ بالکل اتنا وقت ہے کہ ایک دفعہ اللہ اکبر کہہ سکتی ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتی اور نہانے کی بھی گنجائش نہیں تو بھی نماز واجب ہو جاتی ہے اس کی قضا پڑھنا چاہیے۔

مسئلہ: اگر رمضان شریف میں دن کو پاک ہوئی تو اب پاک ہونے کے بعد کچھ کھانا پینا درست نہیں ہے۔ شام تک روزہ داروں کی طرح رہنا واجب ہے لیکن یہ دن روزہ میں شمار نہ ہو گا بلکہ اس کی بھی قضا رکھنی پڑے گی۔

مسئلہ: اور اگر رات کو پاک ہوئی اور پورے دس دن رات حیض آیا ہے تب بھی صبح کا روزہ واجب ہے اور اگر دس دن سے کم حیض آیا ہے تو اگر اتنی رات باقی ہے کہ پھرتی سے غسل کرسکتی ہے تو بھی صبح کا روزہ واجب ہے۔ اگر اتنی رات تو تھی لیکن غسل نہیں کیا تو روزہ نہ توڑے بلکہ روزے کی نیت کرلے اور صبح کو نہالے اور جو اس سے بھی کم رات ہو یعنی غسل بھی نہ کرسکے تو صبح کا روزہ جائز نہیں ہے لیکن دن کو کچھ کھانا پینا بھی درست نہیں بلکہ سارا دن روزہ داروں کی طرح رہے۔ پھر اس کی قضا رکھے۔

مسئلہ: پاک عورت نے رات کو فرج میں گدی رکھ لی جب صبح ہوئی تو اس پر خون کا دھبہ دیکھا تو جس وقت سے دھبہ دیکھا ہے اسی وقت سے حیض کا حکم لگائیں گے۔

استحاضہ[1] کے احکام کا بیان

مسئلہ: استحاضہ کا حکم ایسا ہے جیسے کسی کی نکسیر پھوٹے اور بند نہ ہو ایسی عورت نماز بھی پڑھے، روزہ بھی رکھے، قضا نہ کرنا چاہیئے اور اس سے صحبت کرنا بھی درست ہے۔

نفاس کا بیان

مسئلہ: بچہ پیدا ہونے کے بعد آگے کی راہ سے جو خون آتا ہے اس کو نفاس کہتے ہیں، زیادہ سے زیادہ نفاس کے چالیس دن ہیں اور کم کی کوئی حد نہیں۔ اگر کسی کو ایک آدھ گھڑی خون آکر بند ہو جائے تو وہ بھی نفاس ہے۔

مسئلہ: اگر بچہ پیدا ہونے کے بعد کسی کو بالکل خون نہ آئے تب بھی جننے کے بعد نہانا واجب ہے۔

مسئلہ: آدھے سے زیادہ بچہ نکل آیا لیکن ابھی پورا نہیں نکلا، اس وقت جو خون آئے گا وہ بھی نفاس ہے۔

مسئلہ: کسی عورت کا حمل گر گیا تو اگر بچہ کا ایک آدھ عضو بن گیا ہو تو گرنے

---

[1] استحاضہ کے احکام بالکل معذور کے کی طرح ہیں۔

کے بعد جو خون آئے گا وہ بھی نفاس ہے اور اگر بالکل نہیں بنا بس گوشت ہی گوشت ہے تو یہ نفاس نہیں، پس اگر وہ خون حیض بن سکے اور اگر حیض بھی نہ بن سکے، مثلاً تین دن سے کم آئے یا پاکی کا زمانہ ابھی پورے پندرہ دن نہیں ہوا۔ تو وہ استحاضہ ہے۔

مسئلہ: اگر خون چالیس دن سے بڑھ گیا تو اگر پہلی پہل ہی بچہ ہوا تو چالیس دن نفاس کے ہیں اور جتنا زیادہ آیا ہے وہ استحاضہ ہے پس چالیس دن کے بعد نہا ڈالے اور نماز پڑھنا شروع کر دے، خون بند ہونے کا انتظار نہ کرے اور اگر یہ پہلا بچہ نہیں بلکہ اس سے پہلے جن چکی ہے اور اس کی عادت معلوم ہے کہ اتنے دن نفاس آتا ہے تو جتنے دن نفاس کی عادت ہو اتنے دن نفاس کے ہیں اور جو اس سے زیادہ ہے وہ استحاضہ ہے۔

مسئلہ: کسی کی عادت تیس دن نفاس آنے کی ہے لیکن تیس دن گذر گئے اور ابھی خون بند نہیں ہوا تو ابھی نہ نہائے اور اگر پورے چالیس دن پر خون بند ہو گیا تو یہ سب نفاس ہے اور اگر چالیس دن سے زیادہ ہو جائیں تو فقط تیس دن نفاس کے ہیں اور باقی استحاضہ ہے اس لئے اب فوراً غسل کر ڈالے اور دس دن کی نمازیں قضا پڑھے۔

مسئلہ: اگر چالیس دن سے پہلے خون نفاس بند ہو جائے تو فوراً غسل کر کے نماز پڑھنا شروع کر دے اور اگر غسل نقصان کرے تو تیمم کر کے نماز شروع کر دے، ہرگز کوئی نماز قضا نہ ہونے دے۔

مسئلہ: نفاس میں بھی نماز بالکل معاف ہے اور روزہ معاف نہیں بلکہ قضا رکھنا چاہیئے۔ اور روزہ نماز اور صحبت کرنے کے یہاں بھی وہی مسئلے ہیں جو بیان ہو چکے ہیں۔

مسئلہ: اگر چھ مہینے کے اندر اندر آگے پیچھے دو بچے ہوں تو نفاس کی مدت پہلے بچہ سے لی جائے گی، اگر دوسرا بچہ دس بیس دن یا دو ایک مہینے کے بعد ہوا تو دوسرے بچے سے نفاس کا حساب نہ کریں گے۔

حیض اور نفاس کے احکام کا بیان

مسئلہ: جو عورت حیض سے ہو یا نفاس سے ہو اور جس پر نہانا واجب ہو اس کو مسجد میں جانا اور کعبہ شریف کا طواف کرنا اور کلام مجید کا پڑھنا اور چھونا درست نہیں۔

البتہ اگر کلام مجید جزدان میں لپٹا ہو یا اس پر کپڑے وغیرہ کی چولی چڑھی ہوئی ہو اور جلد کے ساتھ سلی ہوئی نہ ہو بلکہ الگ ہو کہ اتارنے سے اتر سکے تو اس حال میں قرآن مجید کا چھونا اور اٹھانا درست ہے۔

مسئلہ: جس روپیہ پیسہ، طشتری، تعویذ یا کسی اور چیز میں قرآن شریف کی کوئی آیت لکھی ہو اس کو بھی چھونا ان کے لئے درست نہیں۔ البتہ اگر تھیلی یا برتن وغیرہ میں رکھے ہوں تو اس تھیلی اور برتن کو چھونا اور اٹھانا درست ہے۔

مسئلہ: کرتہ کے دامن اور دوپٹہ کے آنچل سے بھی قرآن مجید کو پکڑنا اور اٹھانا درست نہیں، البتہ اگر بدن سے الگ کوئی کپڑا ہو جیسے رومال، تولیہ وغیرہ اس سے پکڑ کے اٹھانا جائز ہے۔

مسئلہ: اگر پوری آیت نہ پڑھے بلکہ آیت کا ذرا سا لفظ یا آدھی آیت پڑھے تو درست ہے لیکن آدھی آیت اتنی بڑی نہ ہو کہ کسی چھوٹی سی آیت کے برابر ہو جائے۔

مسئلہ: اگر الحمد کی پوری سورت دعاء کی نیت سے پڑھے یا اور دعائیں جو قرآن میں آئی ہیں ان کو دعاء کی نیت سے پڑھے تلاوت کے ارادہ سے نہ پڑھے تو درست ہے اس میں کچھ گناہ نہیں جیسے یہ دعاء: رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ اور یہ دعاء رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِیْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا آخر تک جو سورہ بقرہ کے آخر میں لکھی ہے یا اور کوئی دعاء جو قرآن شریف میں آئی ہو، دعاء کی نیت سے پڑھنا درست ہے۔

مسئلہ: دعائے قنوت کا پڑھنا بھی درست ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی عورت لڑکیوں کو قرآن شریف پڑھاتی ہو تو ایسی حالت میں ہجے کروانا درست ہے اور رواں پڑھاتے وقت پوری آیت نہ پڑھے بلکہ ایک ایک دو دو لفظ کے بعد سانس توڑ دے اور کاٹ کاٹ کر کے آیت رواں کہلائے۔

مسئلہ: کلمہ اور درود شریف پڑھنا اور خدائے تعالیٰ کا نام لینا، استغفار پڑھنا یا اور کوئی وظیفہ پڑھنا جیسے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ منع نہیں ہے یہ سب درست ہے۔

مسئلہ: حیض کے زمانے میں مستحب ہے کہ نماز کے وقت وضو کر کے کسی پاک جگہ تھوڑی دیر بیٹھ کر اللہ اللہ کر لیا کرے تاکہ نماز کی عادت چھوٹ نہ جائے اور پاک ہونے کے بعد نماز سے جی گھبرائے نہیں۔

مسئلہ: کسی کو نہانے کی ضرورت تھی اور ابھی نہانے نہ پائی تھی کہ حیض آ گیا تو اب اس پر نہانا واجب نہیں بلکہ جب حیض سے پاک ہو تب نہائے ایک ہی غسل کافی ہو جائیگا۔

نجاست پاک کرنے کا طریقہ

مسئلہ: نجاست کی دو قسمیں ہیں، ایک وہ جس کی نجاست زیادہ سخت ہے، تھوڑی سی لگ جائے تب بھی دھونے کا حکم ہے اس کو نجاستِ غلیظہ کہتے ہیں، دوسری وہ جس کی نجاست ذرا کم اور ہلکی ہے۔ اس کو نجاستِ خفیفہ کہتے ہیں۔

مسئلہ: خون اور آدمی کا پیشاب، منی اور شراب، کتے، بلی کا پاخانہ پیشاب، سوئر کا گوشت اور اس کے بال وہڈی وغیرہ اس کی ساری چیزیں، گھوڑے، گدھے، خچر کی لید اور گائے، بیل، بھینس وغیرہ کا گوبر اور بکری بھیڑ کی مینگنی غرضکہ سب جانوروں کا پاخانہ، مرغی بطخ اور مرغابی کی بیٹ، گدھے، خچر اور سب حرام جانوروں کا پیشاب، پاخانہ بھی نجاستِ غلیظہ ہے۔

مسئلہ: چھوٹے دودھ پیتے بچہ کا پیشاب پاخانہ بھی نجاستِ غلیظہ ہے۔

مسئلہ: حرام پرندوں کی بیٹ اور حلال جانوروں کا پیشاب جیسے بکری، گائے، بھینس وغیرہ اور گھوڑے کا پیشاب نجاستِ خفیفہ ہے۔

مسئلہ: مرغی، بطخ، مرغابی کے سوا اور حلال پرندوں کی بیٹ بھی پاک ہے۔ جیسے کبوتر، چڑیا، مینا وغیرہ اور چمگادڑ کا پیشاب اور بیٹ بھی پاک ہے۔

مسئلہ: نجاستِ غلیظہ میں سے اگر پتلی اور بہنے والی چیز کپڑے یا بدن پر لگ جائے اور وہ اگر پھیلاؤ میں روپیہ کے برابر یا اس سے کم ہو تو معاف ہے، بلا اس کے دھوئے اگر نماز پڑھ لے تو نماز ہو جائے گی لیکن نہ دھونا اور اسی طرح نماز پڑھتے رہنا مکروہ اور برا ہے اور اگر روپیہ سے زیادہ ہو تو وہ معاف نہیں، بے اس کے دھوئے نماز نہ ہوگی، اور اگر نجاست غلیظہ میں سے گاڑھی چیز لگ جائے جیسے پاخانہ اور مرغی وغیرہ کی بیٹ تو اگر وزن میں ساڑھے

چار ماشہ یا اس سے کم ہو تو بے دھوئے نماز درست ہے اور اگر اس سے زیادہ لگ جائے تو بے دھوئے نماز درست نہیں ہے۔

مسئلہ: اگر نجاست خفیفہ کپڑے یا بدن میں لگ جائے تو جس حصّے یا عضو میں لگی ہے اگر اس کے چوتھائی سے کم میں لگی ہو تو معاف ہے اور اگر پورا چوتھائی یا اس سے زیادہ ہو تو معاف نہیں اس کا دھونا واجب ہے، یعنی بے دھوئے ہوئے نماز درست نہیں۔

مسئلہ: نجاست غلیظہ جس پانی میں پڑ جائے وہ بھی نجس غلیظ ہو جاتا ہے اور نجاست خفیفہ پڑ جائے تو وہ بھی نجس خفیف ہو جاتا ہے، چاہے کم پڑے یا زیادہ۔

مسئلہ: کپڑے میں نجس تیل لگ گیا اور ہتھیلی کے گہراؤ یعنی روپے سے کم بھی ہے لیکن دو ایک دن میں پھیل کر زیادہ ہو گیا، تو جب تک روپے سے زیادہ نہ ہو معاف ہے اور جب بڑھ گیا تو معاف نہیں رہا، اب اس کا دھونا واجب ہے۔ بغیر دھوئے ہوئے نماز نہ ہو گی۔

مسئلہ: مچھلی کا خون نجس نہیں ہے اگر لگ جائے تو کچھ حرج نہیں۔ اسی طرح مکھی، کھٹمل، مچھر کا خون بھی نجس نہیں ہے۔

مسئلہ: اگر پیشاب کی چھینٹیں سوئی کی نوک کے برابر پڑ جائیں کہ دیکھنے سے دکھائی نہ دیں تو اس کا کچھ حرج نہیں، دھونا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ: اگر دلدار نجاست لگ جائے جیسے پاخانہ، خون تو اتنا دھوئے کہ نجاست چھوٹ جائے اور دھبّہ جاتا رہے، چاہے جتنی دفعہ میں چھوٹے جب نجاست چھوٹ جائے گی تو کپڑا پاک ہو جائے گا اور اگر بدن میں لگ گئی ہو تو اس کا بھی یہی حکم ہے کم از کم تین مرتبہ ضرور دھوئے۔

مسئلہ: اگر ایسی نجاست ہے کہ کئی دفعہ دھونے اور نجاست کے چھوٹ جانے پر بھی بدبو نہیں گئی یا کچھ دھبّہ رہ گیا تب بھی کپڑا پاک ہو گیا۔ صابون وغیرہ لگا کر دھبہ چھڑانا اور بدبو دور کرنا ضروری نہیں۔

مسئلہ: اگر پیشاب کے مثل کوئی نجاست لگ گئی جو دلدار نہیں ہے تو تین مرتبہ دھوئے اور ہر مرتبہ نچوڑے اور تیسری مرتبہ پوری طاقت لگا کر خوب زور سے نچوڑے تب پاک ہو گا۔ اگر خوب زور سے نہ نچوڑے گا تو کپڑا پاک نہ ہو گا۔

مسئلہ: اگر نجاست ایسی چیز میں لگی ہے جس کو نچوڑ نہیں سکتے جیسے تخت، چٹائی، زیور، برتن، جوتہ تو اس کے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک دفعہ دھو کر ٹھہر جائے۔ جب پانی ٹپکنا بند ہو جائے پھر دھوئے، پھر جب ٹپکنا موقوف ہو تب پھر دھوئے، اسی طرح تین دفعہ دھوئے تو وہ چیز پاک ہو جائے گی۔

مسئلہ: پانی کی طرح جو چیز پتلی اور پاک ہو اس سے بھی نجاست کا دھونا درست ہے جیسے عرق گلاب، سرکہ وغیرہ لیکن گھی، تیل اور دودھ وغیرہ چکنی چیز سے دھونا درست نہیں، وہ چیز ناپاک رہے گی۔

مسئلہ: جوتے اور چمڑے کے موزے میں اگر دلدار نجاست لگ جائے جیسے گوبر، پاخانہ، خون وغیرہ تو زمین پر اتنا رگڑ ڈالے اور گھس دے کہ نجاست کا نام و نشان باقی نہ رہے تو پاک ہو جائے گا۔

مسئلہ: اور اگر پیشاب کی طرح کوئی پتلی نجاست جوتے یا چمڑے کے موزے میں لگ گئی جو دلدار نہیں ہے تو بے دھوئے پاک نہ ہوگا۔

مسئلہ: کپڑا اور بدن فقط دھونے سے ہی پاک ہوتا ہے، چاہے دلدار نجاست لگے یا بے دل کی، کسی اور طرح پاک نہیں ہوتا۔

مسئلہ: آئینہ کا شیشہ، چھری، چاقو، چاندی و سونے کے زیور، پھول، تانبے، لوہے گلٹ، شیشے وغیرہ کی چیزیں اگر نجس ہو جائیں تو خوب صاف کر لینے یا رگڑ دینے یا مٹی سے مانجھ ڈالنے سے پاک ہو جاتی ہیں لیکن اگر نقشین چیزیں ہوں تو بے دھوئے پاک نہ ہوں گی۔

مسئلہ: زمین پر نجاست پڑ گئی پھر ایسی سوکھ گئی کہ نجاست کا نشان بالکل جاتا رہا، نہ تو نجاست کا دھبہ ہے، نہ بدبو آتی ہے تو اس طرح سوکھ جانے سے زمین پاک ہو جاتی ہے لیکن ایسی زمین پر تیمم کرنا درست نہیں البتہ نماز پڑھنا درست ہے جو اینٹیں یا پتھر، چونہ یا گارے سے زمین میں خوب جما دئیے گئے ہوں کہ بے کھودے زمین سے جدا نہ ہو سکیں ان کا بھی یہی حکم ہے کہ سوکھ جانے اور نجاست کا نشان نہ رہنے سے پاک ہو جائیں گے۔

مسئلہ: جو اینٹیں زمین پر فقط بچھا دی گئی ہوں، چونہ یا گارے سے ان کی جڑائی نہیں کی گئی ہے تو وہ سوکھنے سے پاک نہ ہوں گی ان کو دھونا پڑے گا۔

مسئلہ: زمین پر جمی ہوئی گھاس بھی سوکھنے اور نجاست کا نشان جاتے رہنے سے پاک ہو جاتی ہے۔ اگر کٹی ہوئی گھاس ہو تو بے دھوئے پاک نہ ہوگی۔

مسئلہ: نجس چاقو، چھری یا مٹی اور تانبے وغیرہ کے برتن اگر دہکتی آگ میں ڈال دئے جائیں تو بھی پاک ہو جاتے ہیں۔

مسئلہ: نجس مٹی سے جو برتن کمہار نے بنائے تو جب تک وہ کچے ہیں ناپاک ہیں، جب پکائے گئے تو پاک ہو گئے۔

مسئلہ: شہد، شیرہ، گھی یا تیل ناپاک ہو گیا تو جتنا تیل وغیرہ ہو اتنا یا اس سے زیادہ پانی ڈال کر پکائے جب پانی جل جائے تو پھر پانی ڈال کر پکائے اسی طرح تین دفعہ پکانے سے پاک ہو جائے گا۔

مسئلہ: نجس رنگ میں کپڑا رنگا تو پھر اتنا دھوئے کہ پانی صاف آنے لگے تو پاک ہو جائے گا، چاہے کپڑے سے رنگ چھوٹے یا نہ چھوٹے۔

مسئلہ: گوبر کے گنڈے اور لید وغیرہ نجس چیزوں کی راکھ پاک ہے اور ان کا دھواں بھی پاک ہے، روٹی میں لگ جائے تو کچھ حرج نہیں۔

مسئلہ: بچھونے کا ایک کونا نجس ہے اور باقی سب پاک ہے تو پاک کونے پر نماز پڑھنا درست ہے۔

مسئلہ: جس زمین کو گوبر سے لیپا ہو وہ نجس ہے اس پر بغیر کوئی پاک چیز بچھائے نماز درست نہیں۔

مسئلہ: گوبر سے لپی ہوئی زمین اگر سوکھ گئی ہو تو اس پر گیلا کپڑا بچھا کر بھی نماز پڑھنا درست ہے لیکن وہ اتنا گیلا نہ ہو کہ اس زمین کی کچھ مٹی چھوٹ کر کپڑے میں بھر جائے۔

مسئلہ: پیر دھو کر ناپاک زمین پر چلا اور پیر کا نشان زمین پر بن گیا تو اس سے پیر ناپاک نہ ہوگا، ہاں اگر پیر کے پانی سے زمین اتنی بھیگ گئی کہ زمین کی کچھ مٹی یا نجس پانی پیر میں لگ جائے تو نجس ہو جائے گا۔

مسئلہ: جس بچھونے پر سویا اور پسینہ سے وہ کپڑا تر ہو گیا تو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اس کا کپڑا اور بدن ناپاک نہ ہوگا۔

مسئلہ: نجس مہندی ہاتھوں پیروں میں لگائی تو تین دفعہ خوب دھو ڈالنے سے ہاتھ پیر پاک ہو جائیں گے۔ رنگ کا چھڑانا واجب نہیں۔

پاکی ناپاکی کے بعض مسائل

مسئلہ: غلہ گاہنے کے وقت اگر بیل غلہ پر پیشاب کر دیں تو ضرورت کی وجہ سے وہ معاف ہے، یعنی غلہ اس سے ناپاک نہ ہوگا، اور اگر اس وقت کے سوا دوسرے وقت میں پیشاب کریں تو ناپاک ہو جائے گا۔

مسئلہ: کافر کھانے کی جو شے بناتے ہیں اس کو اور اسی طرح اُن کے برتن اور کپڑے وغیرہ کو ناپاک نہ کہیں گے تاوقتیکہ ان کا ناپاک ہونا کسی دلیل یا قرینہ سے معلوم نہ ہو۔

مسئلہ: بعض لوگ جو شیر وغیرہ کی چربی استعمال کرتے ہیں اور اس کو پاک جانتے ہیں یہ درست نہیں، ہاں اگر طبیب حاذق دیندار کی یہ رائے ہو کہ اس مرض کا علاج سوائے چربی کے اور کچھ نہیں تو ایسی حالت میں بعض علماء کے نزدیک درست ہے لیکن نماز کے وقت اس کو پاک کرنا ضروری ہوگا۔

مسئلہ: راستوں کی کیچڑ اور ناپاک پانی معاف ہے بشرطیکہ بدن یا کپڑے میں نجاست کا اثر معلوم نہ ہو، فتویٰ اسی پر ہے۔

مسئلہ: نجاستوں سے جو بخارات اٹھیں وہ پاک ہیں، پھل وغیرہ کے کیڑے پاک ہیں لیکن ان کا کھانا درست نہیں، اگر ان میں جان پڑ گئی ہو، اور گولر وغیرہ سب پھلوں کے کیڑوں کا یہی حکم ہے۔

مسئلہ: کھانے کی چیزیں اگر سڑ جائیں اور بو کرنے لگیں تو ناپاک نہیں ہوتیں، جیسے گوشت، حلوا وغیرہ، مگر نقصان کے خیال سے ان کا کھانا درست نہیں۔

مسئلہ: مُشک اور اس کا نافہ پاک ہے اور اسی طرح عنبر وغیرہ۔

مسئلہ: سوتے میں آدمی کے منہ سے جو پانی نکلتا ہے وہ پاک ہے۔

مسئلہ: گندا انڈا حلال جانور کا پاک ہے بشرطیکہ ٹوٹا نہ ہو۔

مسئلہ: جس پانی سے کوئی نجس چیز دھوئی جائے وہ نجس ہے۔

مسئلہ: مُردہ انسان کو جس پانی سے نہلایا جائے وہ پانی نجس ہے۔

مسئلہ: مُردہ انسان کے مُنہ کا لعاب نجس ہے۔

مسئلہ: سانپ کی کیچلی پاک ہے لیکن اس کی کھال نجس ہے، یعنی وہ جو اس کے بدن سے لگی ہوتی ہے۔

مسئلہ: اکہرے کپڑے میں ایک طرف مقدار معافی سے کم نجاست لگے اور دوسری طرف سرایت کر جائے اور ہر طرف مقدار سے کم ہو لیکن دونوں کا مجموعہ اُس مقدار سے بڑھ جائے تو وہ کم ہی سمجھی جائے گی اور معاف ہوگی، ہاں اگر کپڑا دوہرا ہو اور اس مقدار سے بڑھ جائے تو وہ زیادہ سمجھی جائے گی اور معاف نہ ہوگی۔

مسئلہ: دُودھ دُوہتے وقت دو ایک مینگنی دودھ میں پڑ جائیں یا تھوڑا سا گوبر بقدر دو ایک مینگنی کے گر جائے تو معاف ہے، بشرطیکہ گرتے ہی نکال ڈالا جائے۔

مسئلہ: چار پانچ سال کا ایسا لڑکا جو وضو کو نہیں سمجھتا وہ اگر وضو کرے یا دیوانہ وضو کرے تو یہ پانی مستعمل نہیں۔

مسئلہ: پاک کپڑا، برتن اور نیز دوسری پاک چیزیں جس پانی سے دھوئی جائیں اس سے وضو اور غسل درست ہے، بشرطیکہ پانی کے تین وصفوں میں سے دو وصف باقی ہوں گو ایک وصف بدل گیا ہو، اور اگر دو وصف بدل جائیں تو پھر درست نہیں۔

مسئلہ: مستعمل پانی کا پینا اور کھانے کی چیزوں میں استعمال کرنا مکروہ ہے، اور وضو غسل اس سے درست نہیں، ہاں ایسے پانی سے نجاست کا دھونا درست ہے۔

مسئلہ: زمزم کے پانی سے بے وضو کو وضو نہ کرنا چاہیئے اور اسی طرح وہ شخص جس کو نہانے کی ضرورت ہو اس سے غسل نہ کرے اور اس سے ناپاک چیزوں کا دھونا اور استنجا کرنا مکروہ ہے، ہاں اگر مجبوری ہو اور ضروری طہارت کسی اور طرح بھی حاصل نہ ہو سکتی ہو تو سب باتیں زمزم کے پانی سے جائز ہیں۔

مسئلہ: عورت کے وضو اور غسل کے بچے ہوئے پانی سے مرد کو وضو اور غسل نہ کرنا چاہیئے، بہتر یہی ہے۔

مسئلہ: تنور اگر ناپاک ہو جائے تو اس میں آگ جلانے سے پاک ہو جائے گا۔

بشرطیکہ گرم ہونے کے بعد نجاست کا اثر نہ رہے۔

مسئلہ: ناپاک زمین پر مٹی وغیرہ ڈال کر نجاست چھپا دی جائے اس طرح کہ نجاست کی بو نہ آئے تو مٹی کا اوپر کا حصّہ پاک ہے۔

مسئلہ: ناپاک تیل یا چربی کا صابن بنالیا جائے تو پاک ہو جائے گا۔

مسئلہ: فصد کے مقام یا کسی اور عضو کو جو خون پیپ کے نکلنے سے نجس ہو گیا ہو، اور دھونا نقصان کرتا ہو تو صرف تر کپڑے سے صاف نکلنے لگے کافی ہے اگرچہ رنگ و رنہ ہو۔

مسئلہ: ایسی ناپاک چیز جو چکنی ہو، جیسے تیل، گھی، مُردار کی چربی اگر کسی چیز میں لگ جائے اور اس قدر دھوئی جائے کہ پانی صاف نکلنے لگے تو پاک ہو جائے گی۔ اگرچہ اس ناپاک چیز کی چکناہٹ باقی ہو۔

مسئلہ: ناپاک چیز پانی میں گرے اور اس کے گرنے سے چھینٹیں اڑ کر کسی پر جا پڑیں تو وہ پاک ہیں، بشرطیکہ اس نجاست کا کچھ اثر ان چھینٹوں میں نہ ہو۔

مسئلہ: تیل نجس سر میں ڈال لیا یا بدن میں لگا لیا تو قاعدے کے مطابق تین مرتبہ دھونے سے پاک ہو جائے گا۔

مسئلہ: کُتّے نے آٹے میں منہ ڈال دیا، یا بندر نے جھوٹا کر دیا تو آٹا گندھا ہوا ہو تو جہاں منہ ڈالا ہے اتنا نکال ڈالے باقی کا کھانا درست ہے اگر سوکھا آٹا ہو تو جہاں جہاں اس کے منہ کا لعاب لگا ہو نکال ڈالے باقی سب پاک ہے۔

مسئلہ: کُتّے کا لعاب نجس ہے اور خود کتا نجس نہیں، سو اگر کتا کسی کے کپڑے یا بدن سے چھو جائے تو نجس نہیں ہوتا چاہے کتے کا بدن سوکھا ہو یا گیلا۔

مسئلہ: رومالی بھیگی ہونے کے وقت ہوا نکلے تو اس سے کپڑا نجس نہیں ہوا۔

مسئلہ: اگر لکڑی کا تختہ ایک طرف سے نجس ہے اور دوسری طرف سے پاک ہے تو اتنا موٹا ہے کہ بیچ سے چر سکتا ہے تو اس کو پلٹ کر دوسری طرف نماز پڑھنا درست ہے اور اگر اتنا موٹا نہ ہو تو درست نہیں۔

مسئلہ: دو تہہ کا کوئی کپڑا ہے اور ایک تہہ نجس ہے دوسری پاک ہے تو اگر دونوں تہیں سلی ہوئی ہوں تو پاک تہہ پر بھی نماز پڑھنا درست نہیں۔

استنجے کا بیان

مسئلہ: جب سو کر اٹھے تو جب تک پہنچوں تک ہاتھ نہ دھولے اس وقت تک پانی میں ہاتھ نہ ڈالے، چاہے ہاتھ پاک ہو، چاہے ناپاک ہو۔ اگر پانی چھوٹے برتن میں رکھا ہو، جیسے لوٹا، آبخورہ تو اسے بائیں ہاتھ سے اٹھا کر دائیں ہاتھ پر ڈالے اور تین دفعہ دھوئے، پھر برتن داہنے ہاتھ میں لے کر بایاں ہاتھ تین دفعہ دھوئے اور اگر چھوٹے برتن میں پانی نہ ہو، بڑے مٹکے وغیرہ میں ہو تو کسی آبخورے یا گلاس وغیرہ سے نکال لے لیکن انگلیاں پانی میں نہ ڈوبنے پائیں۔

مسئلہ: جو نجاست آگے یا پیچھے کی راہ سے نکلے اسے استنجا کرنا سنت ہے۔

مسئلہ: اگر نجاست بالکل ادھر ادھر نہ لگے اور اس لئے پانی سے استنجا نہ کرے بلکہ پتھر یا ڈھیلے سے استنجا کرلے اور اتنا صاف کر ڈالے کہ نجاست بالکل جاتی رہے تو بھی جائز ہے لیکن یہ بات صفائی مزاج کے خلاف ہے، البتہ اگر پانی نہ ہو یا کم ہو تو مجبوری ہے۔

مسئلہ: ڈھیلے سے استنجا کرنے کا کوئی خاص طریقہ نہیں ہے بس اتنا خیال رکھے کہ نجاست ادھر ادھر نہ پھیلنے پائے اور بدن خوب صاف ہو جائے۔

مسئلہ: ڈھیلے سے استنجا کرنے کے بعد پانی سے استنجا کرنا سنت ہے لیکن اگر نجاست ہتھیلی کے گہراؤ یعنی روپیہ سے زیادہ پھیل جائے تو ایسے وقت میں پانی سے دھونا واجب ہے، بے دھوئے نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ: پانی سے استنجا کرے تو پہلے دونوں ہاتھ پہنچوں تک دھولے پھر تنہائی کی جگہ جا کر بدن ڈھیلا کر کے بیٹھے اور اتنا دھوئے کہ دل کہنے لگے کہ اب بدن پاک ہو گیا۔

مسئلہ: ہڈی اور نجاست جیسے گوبر، لید وغیرہ اور کوئلہ، کنکر، شیشہ، پکی اینٹ، کھانے کی چیز اور کاغذ سے اور داہنے ہاتھ سے استنجا کرنا برا اور منع ہے، ایسا نہ کرنا چاہیئے۔

مسئلہ: کھڑے کھڑے پیشاب کرنا منع ہے۔

مسئلہ: پیشاب، پاخانہ کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ اور پیٹھ کرنا منع ہے۔

مسئلہ: چھوٹے بچے کو قبلہ کی طرف بٹھلا کر ہگانا اور مُتانا بھی مکروہ اور منع ہے۔

مسئلہ: استنجے کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا درست ہے اور وضو کے بچے ہوئے پانی سے استنجا بھی درست ہے لیکن نہ کرنا بہتر ہے۔

مسئلہ: جب پاخانہ پیشاب کو جائے تو پاخانے کے دروازے سے باہر بسم اللہ کہے اور یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ۔ — اے اللہ میں شیاطین سے اور شیاطینی باتوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

اور ننگے سر نہ جائے اور کسی انگوٹھی وغیرہ پر اللہ، رسول اللہ کا نام ہو تو اس کو اتار ڈالے، اور پہلے بایاں پیر رکھے اور اندر خدا کا نام نہ لے اور اگر چھینک آئے تو فقط دل ہی دل میں "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" کہے زبان سے کچھ نہ کہے، نہ وہاں کچھ بولے نہ بات کرے، پھر جب نکلے تو داہنا پیر باہر نکالے اور دروازے سے نکل کر یہ دعا پڑھے:

غُفْرَانَکَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ۔ — خدایا میں تجھ سے اپنی بخشش چاہتا ہوں اور خدایا میں تیرا شکر ادا کرتا ہوں کہ تو نے تکلیف پہنچانیوالی چیز کو مجھ سے دور کر دیا اور مجھے عافیت عطا فرمائی۔

اور استنجے کے بعد بائیں ہاتھ کو صابن سے مل کر دھولے۔

پیشاب پاخانہ کے وقت جن امور سے بچنا چاہیئے

بات کرنا، بلا ضرورت کھانسنا، کسی آیت، حدیث یا اور متبرک چیز کا پڑھنا، ایسی چیز جس پر خدا یا نبی یا کسی فرشتے وغیرہ کا نام یا کوئی آیت یا حدیث یا دعا لکھی ہوئی ہو اپنے ساتھ رکھنا، البتہ اگر ایسی چیز جیب میں ہو یا تعویذ کپڑے وغیرہ میں لپٹا ہوا ہو تو کراہیت نہیں، بلا ضرورت کھڑے ہو کر یا لیٹ کر پاخانہ پیشاب کرنا، تمام کپڑے اتار کر برہنہ ہو کر پاخانہ پیشاب کرنا، چاند، سورج کی طرف پاخانہ پیشاب کے وقت منہ یا پیٹھ کرنا مکروہ ہے۔ نہر یا تالاب وغیرہ کے کنارے پاخانہ پیشاب کرنا مکروہ ہے، اگرچہ نجاست اس میں نہ گرے، اور اسی طرح ایسے درخت کے نیچے جس کے سایہ میں لوگ بیٹھے ہوں اور اسی طرح پھل پھول والے درخت کے نیچے اور جاڑوں میں جس جگہ دھوپ لینے کو لوگ بیٹھتے ہوں، جانوروں

کے درمیان میں، مسجد اور عیدگاہ کے اس قدر قریب جس کی بدبو سے نمازیوں کو تکلیف ہو، قبرستان میں یا ایسی جگہ جہاں لوگ وضو یا غسل کرتے ہوں، راستے میں اور ہوا کے رخ پر سوراخ میں، اور قافلہ یا کسی مجمع کے قریب مکروہ تحریمی ہے۔

حاصل یہ ہے کہ:

ایسی جگہ جہاں لوگ اُٹھتے بیٹھتے ہوں اور ان کو تکلیف ہو اور ایسی جگہ جہاں سے نجاست بہہ کر اپنی طرف آئے مکروہ ہے۔

جن چیزوں سے اِستنجا دُرست نہیں

ہڈی، کھانے کی چیزیں، لید اور کل ناپاک چیزیں، وہ ڈھیلا یا پتھر جس سے ایک دفعہ استنجا ہو چکا ہو، پختہ اینٹ، ٹھیکری، شیشہ، کوئلہ، چونا، لوہا وغیرہ، اور ایسی چیزوں سے استنجا کرنا جو نجاست کو صاف نہ کریں جیسے سرکہ وغیرہ، وہ جانور جس کو جانور وغیرہ کھاتے ہوں جیسے بھس اور گھاس وغیرہ اور ایسی چیزیں جو قیمت دار ہوں خواہ تھوڑی قیمت ہو یا بہت جیسے کپڑا، عرق وغیرہ، آدمی کے اجزا جیسے بال، ہڈی، گوشت وغیرہ، مسجد کی چٹائی یا کوڑا یا جھاڑو وغیرہ، درختوں کے پتے، کاغذ، خواہ لکھا ہو یا سادہ، زمزم کا پانی، روئی اور تمام ایسی چیزیں جن سے انسان یا ان کے جانور نفع اٹھائیں، ان تمام چیزوں سے استنجا مکروہ ہے۔

جن چیزوں سے اِستنجا دُرست ہے

پانی، مٹی کا ڈھیلا، پتھر، بے قیمت کپڑا، اور کل وہ چیزیں جو پاک ہوں، اور نجاست کو دور کر دیں، بشرطیکہ مال اور محترم نہ ہوں۔

کتابُ الصَّلٰوۃ

نماز کا بیان

اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز کا بہت بڑا رتبہ ہے، کوئی عبادت اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز سے زیادہ پیاری نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پہ پانچ وقت کی نمازیں فرض کر دیں ہیں ان کے پڑھنے کا بڑا ثواب ہے، ان کے چھوڑنے سے بڑا گناہ ہوتا ہے، حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی اچھی طرح سے وضو کیا کرے اور خوب دل لگا کر اچھی طرح نماز پڑھا کرے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے چھوٹے چھوٹے گناہ سب بخش دے گا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نماز دین کا ستون ہے سو جس نے نماز کو اچھی طرح پڑھا اس نے دین کو ٹھیک رکھا اور جس نے اس ستون کو گرا دیا (یعنی نماز نہ پڑھی) اس نے دین برباد کر دیا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت میں سب سے پہلے نمازی ہی کی پوچھ ہوگی اور نمازیوں کے ہاتھ پاؤں اور منہ قیامت میں آفتاب کی طرح چمکتے ہوں گے۔ اولاد جب سات برس کی ہو جائے تو ماں باپ کو حکم ہے کہ ان سے نماز پڑھوائیں اور جب دس برس کی ہو جائے تو مار کر نماز پڑھوائیں۔ اور نماز کا چھوڑنا کبھی کسی وقت دُرست نہیں ہے۔

نماز کے وقتوں کا بیان

مسئلہ: پچھلی رات کو صبح ہوتے وقت پورب کی طرف یعنی جدھر سے سورج نکلتا ہے آسمان کی لمبائی پر کچھ سپیدی دکھائی دیتی ہے، پھر تھوڑی دیر میں آسمان کے کنارے پر چوڑائی میں سپیدی معلوم ہوتی ہے اور آناً فاناً بڑھتی جاتی ہے اور تھوڑی دیر میں بالکل اُجالا ہو جاتا ہے تو جب سے چوڑی سپیدی دکھائی دے تب سے فجر کی نماز کا وقت

شروع ہو جاتا ہے اور آفتاب نکلنے تک باقی رہتا ہے، جب آفتاب کا ذرا سا کنارہ نکل آتا ہے تو فجر کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔

مسئلہ: دوپہر ڈھل جانے سے ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہے، سورج نکل کر جتنا اونچا ہوتا جاتا ہے ہر چیز کا سایہ گھٹتا جاتا ہے بس جب گھٹنا موقوف ہو جائے اُس وقت ٹھیک دوپہر کا وقت ہے، پھر جب سایہ بڑھنا شروع ہو جائے تو سمجھو کہ دن ڈھل گیا بس اسی وقت سے ظہر کا وقت شروع ہوتا ہے اور جتنا ٹھیک دوپہر کو ہوتا ہے اس کو چھوڑ کر جب تک ہر چیز کا سایہ دُونا نہ ہو جائے اس وقت تک ظہر کا وقت رہتا ہے، مثلاً ایک ہاتھ لکڑی کا سایہ ٹھیک دوپہر کو چار اُنگل تھا تو جب تک دو ہاتھ چار اُنگل نہ ہو، تب تک ظہر کا وقت ہے اور جب دو ہاتھ اور اُنگل ہو گیا تو عصر کا وقت آگیا اور عصر کا وقت سورج ڈوبنے تک باقی رہتا ہے، لیکن جب سورج کا رنگ بدل جائے اور دھوپ زرد پڑ جائے، اس وقت عصر کی نماز پڑھنا مکروہ ہے اگر کسی وجہ سے اتنی دیر ہو گئی تو خیر پڑھ لے قضا نہ کرے لیکن پھر کبھی اتنی دیر نہ کرے اور اس عصر کے سوا اور کوئی نماز ایسے وقت درست نہیں ہے، نہ قضا نہ نفل کچھ نہ پڑھے۔

مسئلہ: جب سورج ڈوب گیا تو مغرب کا وقت آگیا، پھر جب تک پچھم کی آسمان کے کنارے پر سُرخی باقی ہے تب تک مغرب کا وقت رہتا ہے لیکن مغرب کی نماز میں دیر نہ کرے کہ تارے خوب چمک جائیں، اتنی دیر کرنا مکروہ ہے، پھر جب وہ سُرخی جاتی رہے تو عشاء کا وقت شروع ہو گیا اور صبح ہونے تک باقی رہتا ہے لیکن آدھی رات کے بعد عشاء کا وقت مکروہ ہو جاتا ہے اور ثواب کم ملتا ہے اس لئے اتنی دیر کر کے نماز نہ پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ تہائی رات جانے سے پہلے ہی پڑھ لے۔

مسئلہ: گرمی کے موسم میں ظہر کی نماز میں جلدی نہ کرے، گرمی کی تیزی کا وقت جاتا رہے تب پڑھنا مستحب ہے اور جاڑوں میں اوّل وقت نماز پڑھ لینا مستحب ہے۔

مسئلہ: اور عصر کی نماز ذرا اتنی دیر کر کے پڑھنا بہتر ہے کہ وقت آنے کے بعد اگر کچھ نفلیں پڑھنا چاہے تو پڑھ سکے، کیونکہ عصر کے بعد تو نفلیں پڑھنا درست نہیں، چاہے گرمی کا موسم ہو یا جاڑے کا، دونوں کا ایک ہی حکم ہے لیکن اتنی دیر نہ کرے کہ سورج میں زردی آجائے اور دھوپ کا رنگ بدل جائے، اور مغرب کی نماز

ہیں جلدی کرنا اور سورج ڈوبتے ہی پڑھ لینا مستحب ہے۔

مسئلہ: جو کوئی تہجد کی نماز پچھلی رات کو اٹھ کر پڑھا کرتا ہو تو اگر پکا بھروسہ ہو کہ آنکھ ضرور کھلے گی تو اس کو وتر کی نماز تہجد کے بعد پڑھنا بہتر ہے لیکن اگر آنکھ کھلنے کا اعتبار نہ ہو اور سو جانے کا ڈر ہو عشا کے بعد سونے سے پہلے وتر پڑھ لینا چاہیئے۔

مسئلہ: بدلی کے دن فجر، ظہر اور مغرب کی نماز ذرا دیر کر کے پڑھنا بہتر ہے اور عصر کی نماز میں جلدی کرنا مستحب ہے۔

مسئلہ: سورج نکلتے وقت اور ٹھیک دوپہر کو اور سورج ڈوبتے وقت بھی پڑھ لے اور ان تینوں وقتوں میں سجدۂ تلاوت بھی مکروہ اور منع ہے۔

مسئلہ: فجر کی نماز پڑھ لینے کے بعد جب تک سورج نکل کر اونچا نہ ہو جائے نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے البتہ سورج نکلنے سے پہلے قضا نماز پڑھنا درست ہے اور سجدۂ تلاوت بھی درست ہے اور جب سورج نکل آیا تو جب تک ذرا روشنی نہ آجائے قضا نماز پڑھنا بھی درست نہیں، ایسے ہی عصر کی نماز پڑھ لینے کے بعد نفل پڑھنا جائز نہیں، البتہ قضا نماز اور سجدہ کی آیت کا سجدہ درست ہے لیکن جب دھوپ پھیکی پڑ جائے تو یہ بھی درست نہیں۔

مسئلہ: فجر کے وقت سورج نکل آنے کے ڈر سے جلدی کے مارے فقط فرض پڑھ لئے تو اب جب تک سورج اونچا اور روشن نہ ہو جائے تب تک سنت نہ پڑھے۔

مسئلہ: جب صبح ہو جائے اور فجر کا وقت آجائے تو دو رکعت سنت اور دو رکعت فرض کے سوا اور کوئی نفل نماز پڑھنا درست نہیں یعنی مکروہ ہے، البتہ قضا نمازیں پڑھنا اور سجدہ کی آیت پر سجدہ کرنا درست ہے۔

مسئلہ: اگر فجر کی نماز پڑھنے میں سورج نکل آیا تو نماز نہیں ہوئی، سورج میں روشنی آجانے کے بعد قضا پڑھے اور اگر عصر کی نماز پڑھنے میں سورج ڈوب گیا تو نماز ہو گئی، قضا نہ پڑھے۔

مسئلہ: عشاء کی نماز پڑھنے سے پہلے سونا مکروہ ہے۔ نماز پڑھ کے سونا چاہیئے لیکن کوئی مرض سے یا سفر سے بہت تھکا ماندہ ہو اور کسی سے کہہ دے کہ مجھ کو نماز کے وقت جگا دینا اور دوسرا وعدہ کر لے تو سو رہنا درست ہے۔

مسئلہ: مردوں کے لئے مستحب ہے کہ فجر کی نماز ایسے وقت شروع کریں کہ روشنی خوب پھیل جائے اور اس قدر وقت باقی ہو کہ اگر نماز پڑھی جائے اور اس میں چالیس پچاس آیتوں کی تلاوت اچھی طرح کی جائے اور بعد نماز کے اگر کسی وجہ سے نماز کا اعادہ کرنا چاہیں تو اسی طرح چالیس پچاس آیتیں اس میں پڑھ سکیں اور عورتوں کو ہمیشہ اور مردوں کو حالتِ حج میں مزدلفہ میں فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھنا مستحب ہے۔

مسئلہ: جمعہ کی نماز کا بھی وہی وقت ہے جو ظہر کی نماز کا ہے لیکن جمعہ کی نماز ہمیشہ اوّل وقت پڑھنا سُنّت ہے، جمہور کا یہی قول ہے۔

مسئلہ: عیدین کی نماز کا وقت آفتاب کے اچھی طرح نکل آنے کے بعد شروع ہوتا ہے، دوپہر سے پہلے تک رہتا ہے، آفتاب کے اچھی طرح نکل آنے سے یہ مقصود ہے کہ آفتاب کی زردی جاتی رہے اور روشنی ایسی تیز ہو جائے کہ نظر نہ ٹھہرے۔ آفتاب بقدر ایک نیزے کے بلند ہو جائے عیدین کی نماز کا جلد پڑھنا مستحب ہے مگر عید الفطر کی نماز اوّل وقت سے کچھ دیر میں پڑھنی چاہیئے۔

مسئلہ: جب امام خطبہ کے لئے اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہو، اور خطبہ جمعہ کا ہو یا عیدین کا یا حج وغیرہ کا تو ان وقتوں میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: جب فرض نماز کی تکبیریں کہی جاتی ہوں اس وقت بھی نماز مکروہ ہے۔ ہاں اگر فجر کی سنتیں نہ پڑھی ہوں اور کسی طرح یہ یقین یا ظن غالب ہو جائے تو ایک رکعت جماعت سے مل جائے گی تو فجر کی سنتوں کا پڑھ لینا مکروہ نہیں یا جو سنّتِ مؤکدہ شروع کر دی ہو تو اس کو پورا کر لے۔

مسئلہ: نماز عیدین کے قبل خواہ گھر میں ہو خواہ عیدگاہ میں نماز نفل مکروہ ہے اور نماز عیدین کے بعد فقط عیدگاہ میں مکروہ ہے۔

اَذان کا بیان

مسئلہ: اگر کسی ادا نماز کے لئے اذان کہی جائے تو اس کے لئے اس نماز کے وقت کا ہونا ضروری ہے، اگر وقت آنے سے پہلے اذان دی جائے تو صحیح نہ ہوگی۔ بعد وقت آنے

کے پھر اس کا اعادہ کرنا ہوگا خواہ وہ اذان فجر کی ہو یا کسی اور وقت کی۔

مسئلہ: اذان اور اقامت کا عربی زبان میں انھیں خاص الفاظ سے کہنا ضروری ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منقول ہے۔

مسئلہ: مؤذن کا مرد ہونا ضروری ہے، عورت کو اذان دینا درست نہیں اگر کوئی عورت اذان دے تو اس کا اعادہ کرنا چاہیئے، اور اگر بغیر اعادہ کئے ہوئے نماز پڑھ لی جائے گی تو گویا بے اذان کے پڑھی گئی۔

مسئلہ: مؤذن کا صاحب عقل ہونا بھی ضروری ہے اور اگر کوئی ناسمجھ بچہ یا مجنوں یا مست اذان دے تو معتبر نہ ہوگی۔

مسئلہ: اذان کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ اذان دینے والا دونوں حدثوں سے پاک ہو کر کسی اونچے مقام پر مسجد سے علیحدہ قبلہ رو کھڑا ہو، اور اپنے دونوں کانوں کے سوراخوں کو کلمہ کی انگلی سے بند کر کے اپنی طاقت کے موافق بلند آواز سے ان کلمات کو کہے اَللّٰہُ اَکْبَرُ چار بار پھر اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دو مرتبہ پھر اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ دو بار پھر حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ ط دو مرتبہ پھر حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ دو مرتبہ پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ دو مرتبہ پھر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ط ایک مرتبہ اور حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ کہتے وقت اپنے منہ کو داہنی طرف اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہتے وقت اپنے منہ کو بائیں طرف پھیر لیا کرے اس طرح کہ سینہ اور قدم قبلہ سے نہ پھرنے پائیں اور فجر کی نماز میں بعد حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ ط بھی دو مرتبہ کہے پس کل الفاظ اذان کے پندرہ ہوئے اور فجر کی اذان میں سترہ اور اذان کے الفاظ کو گانے کے طور پر نہ ادا کرے، تمام الفاظ ٹھہر ٹھہر کر کہے۔

مسئلہ: اقامت کا طریقہ بھی یہی ہے، صرف فرق اس قدر ہے کہ اذان مسجد سے باہر کہی جاتی ہے اور اقامت مسجد کے اندر، اور اذان بلند آواز سے کہی جاتی ہے اور اقامت پست آواز سے، اور اقامت میں اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ ط نہیں کہا جاتا بلکہ بجائے اس کے پانچوں وقت میں قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ ط دو مرتبہ کہے اور اقامت کہتے وقت کانوں کے سوراخوں کا بند کرنا بھی نہیں، اور اقامت میں حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ ط اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہتے وقت دائیں بائیں جانب منہ پھیرنا بھی نہیں ہے۔

اذان واقامت کے احکام

مسئلہ: سب فرض عین نمازوں کے لئے ایک بار اذان کہنا مردوں پر سنتِ موکدہ ہے، مسافر ہو یا مقیم، جماعت کی نماز ہو یا تنہا، ادا نماز ہو یا قضاء، اور نماز جمعہ کے لئے دوبارہ اذان کہنا چاہیئے۔

مسئلہ: اگر نماز کسی ایسے سبب سے قضا ہوئی ہو جس میں عام لوگ مبتلا ہوں تو اس کی اذان اعلان کے ساتھ دی جائے۔

مسئلہ: مسافر کے لئے اگر اس کے تمام ساتھی موجود ہوں تو اذان مستحب ہے سنت موکدہ نہیں۔

مسئلہ: جو شخص اپنے گھر میں نماز پڑھے تنہا یا جماعت سے اسکے لئے اذان اور اقامت دونوں مستحب ہیں، بشرطیکہ محلہ کی مسجد میں اذان اور اقامت ہو چکی ہو، اس لئے کہ محلہ کی اذان اور اقامت تمام محلہ والوں کے لئے کافی ہے۔

مسئلہ: جس مسجد میں اذان اور اقامت کے ساتھ نماز ہو چکی ہو اس میں اگر نماز پڑھی جائے تو اذان اور اقامت کا کہنا مکروہ ہے۔ ہاں اگر اس مسجد میں کوئی مؤذن اور امام مقرر نہ ہو تو مکروہ نہیں بلکہ افضل ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص ایسے مقام پر جہاں جمعہ کی نماز کے شرائط پائے جاتے ہوں اور جمعہ ہوتا ہو، ظہر کی نماز پڑھے تو اس کو اذان واقامت کہنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: عورتوں کو اذان اور اقامت کہنا مکروہ ہے خواہ جماعت سے نماز پڑھیں یا تنہا۔

مسئلہ: فرضِ عین نمازوں کے سوا اور کسی نماز کے لئے اذان واقامت مسنون خواہ فرضِ کفایہ ہو جیسے جنازہ کی نماز یا واجب جیسے وتر و عیدین یا نفل ہو، جیسے اور نمازیں۔

مسئلہ: جو شخص اذان سنے مرد ہو یا عورت، پاک ہو یا ناپاک، اس پر اذان کا جواب دینا مستحب ہے، یعنی جو لفظ مؤذن کی زبان سے سنے وہی کہے۔ مگر حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کے جواب میں لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کہے اور اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْم کے جواب میں صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ کہے اور بعد اذان درود شریف پڑھ کر یہ

یہ دعا پڑھے: اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّآمَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَآئِمَةِ اٰتِ سَيِّدَنَا مُحَمَّدَنِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًانِ الَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ط

مسئلہ: جمعہ کی پہلی اذان سن کر تمام کاموں کو چھوڑ کر جمعہ کی نماز کے لئے جامع مسجد جانا واجب ہے۔ خرید و فروخت یا کسی اور کام میں مشغول ہونا حرام ہے۔

مسئلہ: اقامت کا جواب دینا بھی مستحب ہے واجب نہیں اور قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ کے جواب میں اَقَامَهَا اللّٰهُ وَاَدَامَهَا کہے۔

مسئلہ: آٹھ صورتوں میں اذان کا جواب نہ دینا چاہیئے۔ (۱) نماز کی حالت میں (۲) خطبہ سننے کی حالت میں خواہ خطبہ جمعہ کا ہو یا کسی اور چیز کا (۳، ۴) حیض اور نفاس میں، یعنی ضروری نہیں (۵) علم دین پڑھنے پڑھانے کی حالت میں (۶) جماع کی حالت میں (۷) پیشاب پاخانے کی حالت میں (۸) کھانا کھانے کی حالت یعنی ضروری نہیں۔ ہاں بعد ان چیزوں کی فراغت کے اگر اذان ہوئے زیادہ زمانہ نہ گزرا ہو، تو جواب دینا چاہیئے ورنہ نہیں۔

اَذان واقامت کے سُنن و مُستحبّات

اذان اور اقامت کے سُنن دو قسم کے ہیں۔ بعض مؤذن کے متعلق ہیں بعض اذان اور اقامت کے متعلق ہیں:

(۱) مؤذن کا مرد ہونا۔ عورت کی اذان و اقامت مکروہ تحریمی ہے۔

(۲) مؤذن کا عاقل ہونا۔ مجنوں اور مست اور ناسمجھ بچے کی اذان اور اقامت مکروہ ہے اور ان کی اذانوں کا اعادہ کرلینا چاہیئے، نہ اقامت کا۔

(۳) مؤذن کا مسائلِ ضروریہ اور نماز کے اوقات سے واقف ہونا۔ اگر جاہل آدمی اذان دے تو اس کو مؤذن کے برابر ثواب نہ ملے گا۔

(۴) مؤذن کا پرہیز گار اور دیندار ہونا، لوگوں کے حال سے خبردار رہنا، جو لوگ جماعت میں نہ آتے ہوں ان کو تنبیہ کرنا یعنی اگر خوف نہ ہو کہ مجھ کو کوئی ستائے گا۔

(۵) مؤذن کا بلند آواز ہونا۔

(۶) اذان کا کسی اونچے مقام پر مسجد سے علیحدہ کہنا اور اقامت کا مسجد کے اندر کہنا۔ مسجد کے اندر اذان کہنا مکروہ تنزیہی ہے۔ ہاں جمعہ کی دوسری اذان کا مسجد کے اندر منبر کے سامنے کہنا مکروہ نہیں بلکہ تمام اسلامی شہروں میں معمول ہے۔

(۷) اذان کا کھڑے ہو کر کہنا۔ اگر کوئی شخص بیٹھے بیٹھے اذان کہے تو مکروہ ہے اور اس کا اعادہ کرنا چاہیئے، ہاں اگر مسافر سوار ہو یا مقیم، اذان صرف اپنی نماز کے لئے کہے تو پھر اعادہ کی ضرورت نہیں۔

(۸) اذان کا بلند آواز سے کہنا اگر صرف اپنی نماز کے لئے کہے تو اختیار ہے مگر پھر بھی زیادہ ثواب بلند آواز میں ہوگا۔

(۹) اذان کہتے وقت کانوں کے سوراخوں کو انگلیوں کو بند کرنا مستحب ہے۔

(۱۰) اذان کے الفاظ کا ٹھہر ٹھہر کر ادا کرنا اور اقامت کا جلد جلد سنت ہے یعنی اذان کی تکبیروں میں ہر دو تکبیر کے بعد اس قدر سکوت کرے کہ سننے والا اس کا جواب دے سکے اور تکبیر کے علاوہ اور الفاظ میں ہر ایک لفظ کے بعد اسی قدر سکوت کر کے دوسرا لفظ کہے۔

(۱۱) اذان میں حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ کہتے وقت دائیں طرف کو منہ پھیرنا اور حَیَّ عَلَی الفلاح کہتے وقت بائیں طرف کو منہ پھیرنا سنت ہے مگر سینہ اور قدم قبلہ سے نہ پھرنے پائیں۔

مسئلہ: اذان اور اقامت کا قبلہ رُو ہو کر کہنا۔ بغیر قبلہ رُو ہونے کے اذان و اقامت کہنا مکروہ تنزیہی ہے۔

مسئلہ: اذان کہتے وقت حدثِ اکبر سے پاک ہونا سنت ہے اور دونوں حدثوں سے پاک ہونا مستحب ہے اور اقامت کہتے وقت دونوں حدثوں سے پاک ہونا سنت ہے اگر حدثِ اکبر کی حالت میں کوئی شخص اذان کہے تو مکروہ تحریمی ہے اور اس اذان کا اعادہ مستحب ہے۔ اسی طرح اگر کوئی حدثِ اکبر یا حدثِ اصغر کی حالت میں اقامت کہے تو وہ مکروہ تحریمی ہے مگر اقامت کا اعادہ مستحب نہیں۔

(۱۴) اذان اور اقامت کے الفاظ کا ترتیب وار کہنا سنت ہے۔

(۱۵) اذان اور اقامت کی حالت میں کوئی دوسرا کلام نہ کرنا خواہ وہ سلام یا

سلام کا جواب ہی کیوں نہ ہو۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص اذان کا جواب دینا بھول جائے اور بعد اذان ختم ہونے کے خیال آئے تو اگر زیادہ زمانہ نہ گزرا ہو تو جواب دے دے ورنہ نہیں۔

مسئلہ: اقامت کے کہنے کے بعد اگر زیادہ زمانہ گزر جائے اور جماعت قائم نہ ہو تو اقامت کا اعادہ کرنا چاہیئے، ہاں اگر تھوڑی سی دیر ہو جائے تو کچھ ضرورت نہیں۔ اگر اقامت ہو جائے اور امام نے فجر کی سنتیں نہ پڑھی ہوں اور پڑھنے میں مشغول ہو جائے تو یہ زمانہ زیادہ فصل نہ سمجھا جائے گا اور اقامت کا اعادہ نہ کیا جائے گا۔

مسئلہ: اگر مؤذن اذان دینے کی حالت میں مر جائے یا بے ہوش ہو جائے یا اس کی آواز بند ہو جائے یا بھول اور کوئی بتلانے والا نہ ہو یا اس کو حدث ہو جائے اور وہ اس کو دور کرنے کے لئے چلا جائے تو اذان کا نئے سرے سے اعادہ کرنا سنتِ مؤکدہ ہے۔

مسئلہ: اگر کسی کو اذان یا اقامت کہنے کی حالت میں حدث اصغر ہو جائے تو بہتر یہ ہے کہ اذان یا اقامت پوری کرے پھر حدثِ اصغر کو دور کرنے جائے۔

مسئلہ: ایک مؤذن کا دو مسجدوں میں اذان دینا مکروہ ہے جس مسجد میں فرض پڑھے وہیں اذان دے۔

مسئلہ: جو شخص اذان دے، اقامت بھی اسی کا حق ہے۔ ہاں اگر وہ اذان دیکر کہیں چلا جائے یا کسی دوسرے کو اجازت دیدے تو دوسرا بھی کہہ سکتا ہے۔

مسئلہ: کئی مؤذنوں کا ایک ساتھ اذان کہنا جائز ہے۔

مسئلہ: موذن کو چاہیئے کہ جس جگہ اقامت کہنا شروع کرے وہیں ختم کرے۔

مسئلہ: اذان اور اقامت کے لئے نیت شرط نہیں۔ ہاں ثواب بغیر نیت کے نہیں ملتا اور نیت یہ ہے کہ دل میں یہ ارادہ کرے کہ میں یہ اذان محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور ثواب کے لئے کہتا ہوں اور کچھ مقصود نہیں۔

نماز کی شرطوں کا بیان

مسئلہ: نماز کے شروع کرنے سے پہلے کئی چیزیں واجب ہیں، اگر وضو نہ ہو

تو وضو کرے۔ نہانے کی ضرورت ہو تو غسل کرے۔ بدن یا کپڑے پر کوئی نجاست لگی ہو تو اس کو پاک وصاف کرے جس جگہ نماز پڑھنی ہے وہ جگہ بھی پاک ہونی چاہیئے۔ عورت فقط منہ اور دونوں ہتھیلی اور دونوں پیر کے سوا سر سے پیر تک سارا بدن خوب ڈھانک لے۔ قبلہ کی طرف منہ کرے جس نماز کو پڑھنا چاہتا ہے اس کی نیت یعنی دل سے ارادہ کرے۔ وقت آنے کے بعد نماز پڑھے۔ یہ سب چیزیں نماز کے لئے شرط ہیں اگر ان میں سے ایک چیز بھی چھوٹ جائے گی تو نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ: عورت کو باریک تن زیب یا جالی وغیرہ کا بہت باریک دوپٹہ اوڑھ کر نماز پڑھنا درست نہیں۔

مسئلہ: اگر نماز پڑھتے وقت عورت کی چوتھائی پنڈلی یا چوتھائی ران یا چوتھائی بازو کھل جائے اور اتنی دیر کھلی رہے جتنی دیر میں تین بار سبحان اللہ کہہ سکے تو نماز جاتی رہی پھر سے پڑھے اور اگر اتنی دیر نہیں لگی بلکہ کھلتے ہی ڈھک لیا تو نماز ہوگئی۔ اسی طرح جتنے بدن کا ڈھانکنا واجب ہے اس میں سے چوتھائی عضو کھل جائے گا تو نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ: جو لڑکی ابھی جوان نہیں ہوئی اگر اُس کی اوڑھنی سرک گئی اور اس کا سر کھُل گیا تو اس کی نماز ہوگئی۔

مسئلہ: اگر کپڑے یا بدن پر کچھ نجاست لگی ہے لیکن پانی کہیں نہیں ملتا تو اسی طرح نجاست کے ساتھ نماز پڑھ لے۔

مسئلہ: اگر کسی کے پاس بالکل کپڑا نہ ہو تو ننگا نماز پڑھے لیکن ایسی جگہ پڑھے کہ کوئی دیکھ نہ سکے اور کھڑے ہو کر نہ پڑھے بلکہ بیٹھ کر پڑھے اور رکوع سجدہ کو اشارے سے ادا کرے۔

مسئلہ: سافرت میں کسی کے پاس تھوڑا سا پانی ہے اگر نجاست دھوتا ہے تو وضو کے لئے نہیں بچتا اور اگر وضو کرے تو نجاست پاک کرنے کے لئے پانی نہ بچے گا تو اس پانی سے نجاست دھو ڈالے پھر وضو کے لئے تیمم کر لے۔

مسئلہ: ظہر کی نماز پڑھی، لیکن جب پڑھ چکا تب معلوم ہوا کہ جس وقت نماز پڑھی تھی اس وقت ظہر کا وقت نہیں رہا تھا بلکہ عصر کا وقت آگیا تھا تو اب پھر قضا پڑھنا واجب نہیں بلکہ وہی نماز جو پڑھی ہے قضا میں آجائے گی۔

مسئلہ: اور اگر وقت آجانے سے پہلے ہی نماز پڑھ لی تو نماز نہیں ہوئی۔

مسئلہ: زبان سے نیت کرنا ضروری نہیں ہے۔ بلکہ دل میں جب اتنا سوچ لے کہ میں آج کی ظہر کی فرض نماز پڑھتا ہوں اور اگر سنت پڑھتا ہو تو یہ سوچ لے کہ ظہر کی سنت پڑھتا ہوں بس اتنا خیال کر کے اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لے تو نماز ہو جائے گی جو لمبی چوڑی نیت لوگوں میں مشہور ہے اس کا کہنا کچھ ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ: اگر زبان سے نیت کہنا چاہے تو اتنا کہہ لینا کافی ہے، نیت کرتا ہوں آج کے ظہر کے فرض کی اللہ اکبر، یا نیت کرتا ہوں ظہر کی سنتوں کی اللہ اکبر۔

مسئلہ: اگر دل میں تو یہی خیال ہے کہ میں ظہر کی نماز پڑھتا ہوں لیکن ظہر کی جگہ زبان سے عصر کا وقت نکل گیا تو بھی نماز ہو جائے گی۔

مسئلہ: اگر بھولے سے چار رکعت کی جگہ چھ رکعت یا تین رکعت زبان سے نکل جائے تو بھی نماز ہو جائے گی۔

مسئلہ: اگر کئی نمازیں قضا ہو گئیں اور قضا پڑھنے کا ارادہ کیا تو وقت مقرر کر کے نیت کرے یعنی یوں نیت کرے کہ میں فجر کے فرض کی قضا پڑھتا ہوں۔ اگر ظہر کی قضا پڑھنا ہو تو یوں نیت کرے کہ ظہر کے فرض کی قضا پڑھتا ہوں۔ اگر فقط اتنی نیت کر لی کہ میں قضا نماز پڑھتا ہوں اور خاص اس وقت کی نیت نہیں کی تو قضا صحیح نہ ہو گی پھر سے پڑھنا پڑے گی۔

مسئلہ: اگر کئی دن کی نمازیں قضا ہو گئیں تو دن تاریخ بھی مقرر کر کے نیت کرنا چاہئے۔ جیسے کسی کی سنیچر، اتوار، پیر اور منگل چار دن کی نمازیں جاتی رہیں تو اب فقط اتنی نیت کرنا کہ میں فجر کی نماز پڑھتا ہوں درست نہیں ہے بلکہ یوں نیت کرے کہ سنیچر کی فجر کی قضا پڑھتا ہوں پھر ظہر پڑھتے وقت کہے، سنیچر کی ظہر کی قضا پڑھتا ہوں اسی طرح کہتا جائے۔ اگر کئی مہینے یا کئی سال کی نمازیں قضا ہوں تو مہینے اور سال کا بھی نام لے اور کہے کہ فلاں سال کے فلاں مہینے کی فلاں تاریخ کی فجر کی قضا پڑھتا ہوں بغیر اس طرح نیت کئے قضا صحیح نہیں ہوتی۔

مسئلہ: اگر کسی کو دن تاریخ مہینہ سال کچھ یاد نہ ہوں تو یوں نیت کرے کہ فجر کی نمازیں جتنی میرے ذمہ قضا ہیں ان میں سے جو سب سے اول ہے اس کی قضا پڑھتا ہوں

یا ظہر کی جتنی نمازیں میرے ذمہ قضا ہیں ان میں سے سب سے اوّل ہے اس کی قضا پڑھتا ہوں، اسی طرح نیت کر کے برابر قضا پڑھتا رہے جب دل گواہی دے دے کہ اب سب نمازیں جتنی باقی رہی تھیں، سب کی قضا پڑھ چکا ہوں تو قضا پڑھنا چھوڑ دے۔

مسئلہ: سنت اور نفل کی نماز میں فقط اتنی نیت کر لینا کہ میں نماز پڑھتا ہوں سنت ہونے اور نفل ہونے کی کچھ نیت نہیں کی تو بھی درست ہے مگر سنت تراویح کی نیت کر لینا احتیاط کی بات ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی چادر اس قدر بڑی ہو کہ اس کا نجس حصہ نماز پڑھنے والے کے اُٹھنے بیٹھنے سے جنبش نہ کرے تو کچھ حرج نہیں۔ اگر نماز پڑھنے والے کے جسم پر کوئی ایسی نجس چیز ہو جو اپنی جائے پیدائش میں ہو اور خارج میں اس کا اثر موجود نہ ہو تو کچھ حرج نہیں اس لئے کہ اس کا خون اسی جگہ ہے جہاں پیدا ہوا ہے خارج میں اس کا کچھ اثر موجود نہیں۔

مسئلہ: نماز پڑھنے کی جگہ نجاستِ حقیقیہ سے پاک ہونا چاہیئے۔ ہاں اگر نجاست بقدر معافی ہو تو کوئی حرج نہیں، نماز پڑھنے کی جگہ سے وہ مقام مراد ہے جہاں نماز پڑھنے والے کے پیر رہتے ہیں اور اسی طرح سجدہ کرنے کی حالت میں جہاں گھٹنے اور ہاتھ اور پیشانی اور ناک رہتی ہے۔

مسئلہ: اگر صرف ایک پیر کی جگہ پاک ہو اور دوسرے پیر کو اُٹھائے رہے تب بھی کافی ہے۔

مسئلہ: اگر کسی نجس مقام پر کوئی پاک کپڑا بچھا کر نماز پڑھی جائے تو اس میں یہ بھی شرط ہے وہ کپڑا اس قدر باریک نہ ہو کہ اس کے نیچے کی چیز صاف طور پر اس میں سے نظر نہ آئے۔

مسئلہ: اگر نماز پڑھنے کی حالت میں نماز پڑھنے والے کا کپڑا کسی نجس مقام پر پڑتا ہو تو کچھ حرج نہیں۔

مسئلہ: اگر کپڑے کے استعمال سے معذوری بوجہ آدمیوں کے فعل کے ہو تو جب معذوری جاتی رہے گی نماز کا اعادہ کرنا پڑے گا مثلاً کوئی شخص جیل میں ہو اور جیل کے ملازموں نے اس کے کپڑے اتار لئے ہوں اور اگر آدمیوں کی طرف سے نہ ہو تو پھر اعادہ کی

ضرورت نہیں مثلاً کسی کے پاس کپڑے ہی نہ ہوں۔

مسئلہ: اگر کسی کے پاس ایک کپڑا ہو کہ چاہے اس سے اپنے جسم کو چھپالے چاہے اس کو بچھا کر نماز پڑھے تو اس کو چاہیئے کہ اپنے جسم کو چھپالے اور نماز اسی نجس مقام میں پڑھ لے اگر پاک جگہ میسّر نہ ہو۔

جوان ہونے کا بیان

مسئلہ: جب کسی لڑکے کی عمر ۱۶۔ ۱۷ سال ہو جائے یا اس کی لبیں نکل آئیں یا اس کو خواب میں احتلام ہو جائے تو وہ بالغ ہو گیا۔

مسئلہ: جب کسی لڑکی کو حیض آگیا یا اس کے پیٹ رہ گیا، یا اس کی عمر پورے پندرہ برس کی ہو چکی تب بھی وہ جوان سمجھی جائے گی۔ نماز، روزہ وغیرہ شریعت کے سب حکم احکام اس پر لگائے جائیں گے۔

مسئلہ: جوان ہونے کو شریعت میں بالغ ہونا کہتے ہیں۔ نو برس سے پہلے کوئی عورت جوان نہیں ہو سکتی۔ اگر اس کو خون بھی آئے تو وہ حیض نہیں ہے بلکہ استحاضہ ہے۔

قبلہ کی طرف منہ کرنے کا بیان

مسئلہ: اگر کسی ایسی جگہ ہے کہ قبلہ معلوم نہیں ہوتا کہ کس طرف ہے اور نہ وہاں کوئی ایسا آدمی ہے جس سے پوچھ سکے تو اپنے دل میں سوچے، جس طرف دل گواہی دے اس طرف پڑھ لے۔ اگر بے سوچے پڑھ لے گا تو نماز نہ ہو گی بلکہ اگر بعد میں معلوم ہو جائے کہ ٹھیک قبلہ ہی کی طرف پڑھی ہے تب بھی نماز نہیں ہوئی اور اگر وہاں آدمی موجود ہے لیکن عورت نے پردہ اور شرم کی وجہ سے پوچھا نہیں اسی طرح نماز پڑھ لی تو بھی نماز نہیں ہوئی۔ مسئلہ: اگر کوئی بتلانے والا نہ ملا اور دل کی گواہی پر نماز پڑھ لی پھر معلوم ہوا کہ جس طرف نماز پڑھی ہے اس طرف قبلہ نہیں ہے تو بھی نماز ہو گئی۔

مسئلہ: اگر بے رخ نماز پڑھتا تھا پھر نماز ہی میں معلوم ہو گیا کہ قبلہ اس طرف نہیں ہے بلکہ فلانی طرف ہے تو نماز ہی میں قبلہ کی طرف گھوم جائے۔ اب معلوم ہو جانے کے بعد

اگر قبلہ کی طرف نہ پھرے گا تو نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ: کعبہ شریف کے اندر نماز پڑھنے والے کو اختیار ہے، جس طرف چاہے منہ کر کے نماز پڑھے۔

مسئلہ: کعبہ شریف کے اندر فرض نماز بھی درست ہے اور نفل بھی۔

مسئلہ: اگر قبلہ نہ معلوم ہونے کی صورت میں جماعت سے نماز پڑھی جائے تو امام و مقتدی سب کو اپنے غالب گمان پر عمل کرنا چاہیے لیکن اگر کسی مقتدی کا گمان غالب امام کے خلاف ہوگا تو اس کی نماز امام کے پیچھے نہ ہوگی اس لئے کہ وہ امام کے نزدیک غلطی پر ہے اور کسی کو غلطی پر سمجھ کر اس کی اقتدا جائز نہیں۔

فرض نماز پڑھنے کے طریقہ کا بیان

مسئلہ: نماز کی نیت کر کے اللہ اکبر کہے اور اللہ اکبر کہتے وقت اپنے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھائے پھر ناف کے نیچے ہاتھ باندھے اور اپنے دائیں ہاتھ سے بایاں پہنچا پکڑلے اور دعا پڑھے: سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ پھر اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھ کر الحمد پڑھے اور ولا الضالین کے بعد آمین کہے پھر بسم اللہ پڑھ کر کوئی صورت پڑھے پھر اللہ اکبر کہہ کے رکوع میں جائے اور سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ تین یا پانچ یا سات مرتبہ کہے اور رکوع میں ہاتھوں سے گھٹنے پکڑے اور انگلیاں کھلی رکھے، بازو پہلو سے الگ رکھے اور پیروں میں تھوڑا سا فاصلہ رکھے پھر سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہتا ہوا سر کو اٹھائے، خوب سیدھا کھڑا ہو جائے تو پھر اللہ اکبر کہتا ہوا سجدے میں جائے زمین پر پہلے گھٹنے رکھے پھر کانوں کے برابر ہاتھ رکھے پھر دونوں ہاتھوں کے بیچ میں پیشانی رکھے اور سجدے کے وقت پیشانی اور ناک دونوں زمین پر رکھ دے اور ہاتھ پاؤں کی انگلیاں قبلہ کی طرف رکھے اور سجدے میں کم سے کم تین دفعہ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى کہے پھر اللہ اکبر کہتا ہوا اٹھے اور خوب اچھی طرح بیٹھ جائے، تب دوسرا سجدہ اللہ اکبر کہہ کر کرے اور کم سے کم تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى کہہ کے اللہ اکبر کہتا ہوا کھڑا ہو جائے اور زمین پر ہاتھ ٹیک کر نہ اٹھے پھر بسم اللہ

کہہ کر الحمد اور سورت پڑھ کے اسی طرح دوسری رکعت پوری کرے جب دوسرا سجدہ کر چکے تو بائیں پیر کو بچھا کر اس پر بیٹھے اور داہنا پاؤں کھڑا رکھے۔ انگلیاں قبلے کی طرف رکھے پھر پڑھے: اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰاتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ ط اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ط اور جب کلمہ پر پہنچے تو بیچ کی انگلی اور انگوٹھے سے حلقہ بنا کر لَآ اِلٰہَ کہنے کے وقت کلمہ کی انگلی اٹھائے اور اِلَّا اللّٰہُ کہنے کے وقت جھکا دے مگر عقد و حلقہ کی ہیئت کو آخر نماز تک باقی رکھے۔ اگر چار رکعت پڑھنا ہوں تو اس سے زیادہ اور کچھ نہ پڑھے بلکہ فوراً اللہ اکبر کہہ کے اٹھ کھڑا ہو اور دو رکعتیں اور پڑھ لے اور فرض نماز میں پچھلی دو رکعتوں میں الحمد کے ساتھ اور کوئی سورت نہ ملائے جب چوتھی رکعت پر بیٹھے تو پھر التحیات پڑھ کے یہ درود پڑھے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ط اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ط پھر یہ دعا پڑھے رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ط یا یہ دعا پڑھے: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ اَلْاَحْیَآءِ مِنْھُمْ وَالْاَمْوَاتِ ط یا کوئی اور دعا پڑھے جو حدیث یا قرآن میں آئی ہو پھر اپنے داہنی طرف سلام پھیرے اور کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ پھر یہی کہہ کر بائیں طرف سلام پھیرے اور سلام کرتے وقت امام، مقتدیوں، فرشتوں پر سلام کرنے کی نیت کرے، یہ نماز پڑھنے کا طریقہ ہے لیکن ان میں جو فرائض ہیں ان میں سے اگر ایک بات بھی چھوٹ جائے تو نماز نہیں ہوئی چاہے قصداً چھوڑا ہو یا یا بھولے سے دونوں کا ایک حکم ہے اور بعضی چیزیں واجب ہیں کہ ان میں سے اگر کوئی چیز قصداً چھوڑ دے تو نماز نکمی اور خراب ہو جاتی ہے اور پھر سے نماز پڑھنی پڑتی ہے اگر کوئی پھر سے نماز نہ پڑھے تو خیر اتب بھی فرض سر سے اتر جاتا ہے لیکن بہت گناہ ہوتا ہے اور اگر بھولے سے چھوٹ جائے تو سجدہ سہو کر لینے سے نماز ہو جائے گی اور بعضی

چیزیں سنت ہیں اور بعضی مستحب ہیں۔

مسئلہ: نماز میں چھ چیزیں فرض ہیں: (۱) نیت باندھتے وقت اللہ اکبر کہنا (۲) کھڑا ہونا (۳) قرآن مجید میں سے کوئی سورت یا آیت پڑھنا (۴) رکوع کرنا (۵) دونوں سجدے کرنا اور (۶) نماز کے آخیر میں جتنی دیر التحیات پڑھنے میں لگتی ہے اتنی دیر بیٹھنا۔

مسئلہ: یہ چیزیں نماز میں واجب ہیں: (۱) الحمد پڑھنا (۲) اس کے ساتھ کوئی سورت ملانا (۳) ہر فرض کو اپنے موقع پر ادا کرنا، اور پہلے کھڑے ہو کر الحمد پڑھنا پھر (۴) سورت ملانا پھر (۵) رکوع کرنا پھر (۶) سجدے کرنا (۷) دو رکعت پڑھنا (۸) دونوں بیٹھکوں میں التحیات پڑھنا (۹) وتر کی نماز میں دعائے قنوت پڑھنا (۱۰) السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ کر سلام پھیرنا (۱۱) ہر چیز کو اطمینان سے ادا کرنا (۱۲) بہت جلدی نہ کرنا۔

مسئلہ: ان کے سوا جتنی اور باتیں ہیں وہ سب سنت ہیں یا مستحب ہیں۔

مسئلہ: اگر کوئی نماز میں الحمد نہ پڑھے بلکہ کوئی اور آیت یا کوئی اور پوری سورت پڑھے یا فقط الحمد پڑھے اس کے ساتھ کوئی صورت یا کوئی آیت نہ ملائے یا دو رکعت پڑھ کے نہ بیٹھے، بے بیٹھے اور بے التحیات پڑھے تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو جائے یا بیٹھ گیا لیکن التحیات نہیں پڑھی تو ان سب صورتوں میں سر سے فرض تو اتر جائے گا لیکن نماز بالکل نکمی اور خراب ہے۔ پھر سے پڑھنا واجب ہے۔ نہ دہرائے گا تو بڑا گناہ ہوگا۔

مسئلہ: اگر السلام علیکم ورحمۃ اللہ کے وقت سلام نہیں پھیرا بلکہ سلام کا وقت آیا تو کسی سے بول پڑا، باتیں کرنے لگا یا اٹھ کے کہیں چلا گیا اور کوئی ایسا کام کیا جس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے تو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ فرض تو اتر جائے گا لیکن نماز کا دہرانا واجب ہے۔ پھر سے نہ پڑھے گا تو بڑا گناہ ہوگا۔

مسئلہ: اگر پہلے سورت پڑھی پھر الحمد پڑھی تب بھی نماز دہرانا پڑے گی اگر بھولے سے ایسا کیا تو سجدہ سہو کرے۔

مسئلہ: الحمد کے بعد کم سے کم تین آیتیں پڑھنی چاہئیں اگر ایک ہی آیت یا دو آیتیں الحمد کے بعد پڑھے تو اگر وہ ایک آیت اتنی بڑی ہے کہ چھوٹی چھوٹی تین آیتوں

کے برابر ہو جائے تب بھی درست ہے۔

مسئلہ: اگر رکوع سے کھڑا ہو کر سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہا یا رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمُ نہ پڑھے یا سجدے میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی نہ پڑھے یا آخیر کی بیٹھک میں التحیات کے بعد درود شریف نہ پڑھے تو بھی نماز ہو گئی لیکن سُنت کے خلاف ہے اسی طرح اگر درود شریف کے بعد کوئی دُعا نہ پڑھی فقط درود پڑھ کر سلام پھیر دیا، تب بھی نماز درست ہے لیکن سنت کے خلاف ہے۔

مسئلہ: نیت باندھتے وقت ہاتھوں کا اُٹھانا سُنت ہے۔ اگر کوئی نہ اُٹھائے تب بھی نماز درست ہے مگر خلافِ سنت ہے۔

مسئلہ: ہر رکعت میں بسم اللہ پڑھ کر الحمد پڑھے۔

مسئلہ: سجدے کے وقت اگر ناک اور پیشانی دونوں زمین پر نہ رکھے بلکہ فقط پیشانی زمین پر رکھے اور ناک نہ رکھے تب بھی نماز درست ہے اور اگر پیشانی نہیں لگائی فقط ناک زمین پر لگائی تو نماز نہیں ہوئی۔ البتہ اگر کوئی مجبوری ہو تو فقط ناک لگانا بھی درست ہے۔

مسئلہ: اگر رکوع کے بعد اچھی طرح کھڑا نہیں ہوا، ذرا سا سر اٹھا کر سجدہ میں چلا گیا تو نماز پھر سے پڑھے۔

مسئلہ: اگر دونوں سجدوں کے بیچ میں اچھی طرح نہیں بیٹھا، ذرا سا سر اُٹھا کر دوسرا سجدہ کر لیا تو اگر ذرا ہی سر اُٹھایا ہو تو ایک ہی سجدہ ہوا۔ دونوں سجدے ادا نہیں ہوئے اور نماز بالکل نہیں ہوئی اور اگر اتنا اُٹھا کہ قریب قریب بیٹھنے کے ہو گیا ہے تو خیر نماز سر سے اُتر گئی لیکن بڑی نکمی اور خراب ہو گئی۔ اس لئے پھر سے پڑھنی چاہیئے، نہیں تو بڑا گناہ ہو گا۔ مسئلہ: اگر پیال یا روئی کی چیز پر سجدہ کرے تو سر کو خوب دبا کر سجدہ کرے اور اتنا دبائے کہ اس سے زیادہ نہ دب سکے۔ اگر اوپر اوپر ذرا سا اشارہ سے سر رکھ دیا دبایا نہیں تو سجدہ نہیں ہوا۔

مسئلہ: فرض نماز میں پچھلی دو رکعتوں میں اگر الحمد کے بعد کوئی سورت بھی پڑھ گیا تو نماز میں کچھ نقصان نہیں آیا نماز بالکل صحیح ہے۔

مسئلہ: اگر پچھلی دو رکعتوں میں اگر الحمد کے بعد کوئی سورت بھی پڑھ گیا تو

نماز میں کچھ نقصان نہیں آیا نماز بالکل صحیح ہے۔

مسئلہ: اگر پچھلی دو رکعتوں میں الحمد نہ پڑھے بلکہ تین دفعہ سبحان اللہ، سبحان اللہ کہہ لے تو بھی درست ہے لیکن الحمد پڑھ لینا بہتر ہے اور اگر کچھ نہ پڑھے چپکا کھڑا رہے تو بھی کچھ حرج نہیں نماز درست ہے۔

مسئلہ: پہلی دو رکعتوں میں الحمد کے ساتھ سورت ملانا واجب ہے اگر کوئی پہلی رکعتوں میں فقط الحمد پڑھے سورت نہ ملائے تو اب پچھلی رکعتوں میں الحمد کے ساتھ سورت ملانا چاہیئے۔ پھر اگر قصداً ایسا کیا ہے تو نماز پھر سے پڑھے اور بھولے سے ایسا کیا ہے تو سجدہ سہو کرے۔ مسئلہ: نماز میں الحمد اور سورت وغیرہ ساری چیزیں آہستہ اور چپکے سے پڑھے لیکن اس طرح پڑھنا چاہیئے کہ خود اپنے کان میں آواز ضرور آئے اگر اپنی آواز خود اپنے کو بھی سُنائی نہ دے تو نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ: کسی نماز کے لئے کوئی سورت مقرر نہ کرے بلکہ جو جی چاہے پڑھا کرے، سورت مقرر کر لینا مکروہ ہے۔

مسئلہ: دوسری رکعت میں پہلی رکعت سے زیادہ لمبی سورت نہ پڑھے۔

مسئلہ: اگر نماز پڑھنے میں وضو ٹوٹ جائے تو وضو کر کے پھر سے نماز پڑھے۔

مسئلہ: مستحب یہ ہے کہ جب کھڑا ہو تو اپنی نگاہ سجدہ کی جگہ رکھے اور جب رکوع میں جائے تو پاؤں پر نگاہ رکھے اور جب سجدہ کرے تو ناک پر، سلام پھیرتے وقت کندھوں پر نگاہ رکھے اور جب جمائی آئے تو منہ خوب بند کر لے اور اگر کسی طرح نہ رُکے تو ہاتھ کی ہتھیلی کے اوپر کی طرف سے روکے اور جب گلا سہلائے تو جہاں تک ہو سکے کھانسی کو روکے اور ضبط کرے۔

مسئلہ: عورتیں بھی اسی طرح نماز پڑھیں صرف چند مقامات پر ان کو اس کے خلاف کرنا چاہیئے جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

(۱) تکبیر تحریمہ کے وقت مردوں کو چادر وغیرہ سے ہاتھ نکال کر کانوں تک ہاتھ اُٹھانا چاہئیں۔ عورتوں کو ہر حال میں بغیر ہاتھ نکالے ہوئے کندھوں تک اُٹھانا چاہئیں۔ (۲) بعد تکبیر تحریمہ کے مردوں کو ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے چاہئیں اور عورتوں

کو سینہ پر (۳) مردوں کو چھوٹی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنا ئیں کلائی کو پکڑنا اور داہنی تین انگلیاں بائیں کلائی پر بچھانی چاہئیں اور عورتوں کو داہنی ہتھیلی بائیں ہتھیلی کی پشت پر رکھ دینا چاہیئے حلقہ بنانا اور بائیں کلائی کو نہ پکڑنا چاہیئے۔ (۴) مردوں کو اچھی طرح رکوع میں جھک جانا چاہیئے کہ سر اور سُرین اور پشت برابر ہوجائیں اور عورتوں کو اس قدر نہ جھکنا چاہیئے بلکہ صرف اسی قدر جس میں ان کے ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں۔ (۵) مردوں کو رکوع میں انگلیاں کشادہ کر کے گھٹنوں پر رکھنا چاہیئے اور عورتوں کو بغیر کشادہ کئے ہوئے بلکہ ملاکر۔ (۶) مردوں کو سجدے میں پیٹ رانوں سے اور بازو بغل سے جدا رکھنے چاہئیں اور عورتوں کو ملے ہوئے۔ (۷) مردوں کو سجدے میں کہنیاں زمین سے اُٹھی ہوئی رکھنا چاہئیں اور عورتوں کو بچھی ہوئی (۸) مردوں کو سجدے میں دونوں پیر انگلیوں کے بل کھڑے رکھنا چاہئیں اور عورتوں کو نہیں (۹) مردوں کو بیٹھنے کی حالت میں بائیں پیر پر بیٹھنا چاہیئے اور داہنے پیر کو انگلیوں کے بل کھڑا رکھنا چاہیئے اور عورتوں کو بائیں سُرین کے بل بیٹھنا چاہیئے اور دونوں پیر داہنی طرف نکال دینا چاہئیں اس طرح کہ داہنی ران بائیں ران پر جائے اور داہنی پنڈلی بائیں پنڈلی پر (۱۰) عورتوں کو کسی وقت بلند آواز سے قرأت کرنے کا اختیار نہیں بلکہ ان کو ہر وقت آہستہ آواز سے قرأت کرنا چاہیئے۔

قرآن شریف پڑھنے کا بیان

مسئلہ: قرآن شریف کو صحیح صحیح پڑھنا واجب ہے، ہر حرف کو ٹھیک ٹھیک پڑھے، ہمزہ اور عین میں جو فرق ہے اسی طرح بڑی ح اور ہ، ذ ظ ض اور س، ص، ث کو ٹھیک اپنے مخرج سے نکال کر پڑھے، ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف نہ پڑھے۔

مسئلہ: اگر کسی سے کوئی حرف نہیں نکلتا جیسے ح کی جگہ ہ پڑھتا ہے یا ع نہیں نکلتا یا ث س ص سب کو س ہی پڑھتا ہے تو صحیح پڑھنے کی مشق کرنا لازم ہے اگر صحیح پڑھنے کی مشق اور محنت نہ کرے گا تو گنہگار ہوگا اور اس کی کوئی نماز صحیح نہ ہوگی البتہ محنت اگر محنت سے بھی درستی نہ ہو تو لاچاری ہے۔

مسئلہ: اگر ح، ع وغیرہ سب حروف نکلتے تو ہیں ایسی بے پروائی سے پڑھتا

ہے کہ ح کی جگہ ھ اور ع کی جگہ ہمزہ ہمیشہ پڑھ جاتا ہے، کچھ خیال کر کے نہیں پڑھتا تب بھی گنہگار ہے اور نماز صحیح نہیں ہوتی۔

مسئلہ: جو سورت پہلی رکعت میں پڑھی ہے وہی سورت دوسری رکعت میں پھر پڑھ لی تو بھی کچھ حرج نہیں لیکن ایسا کرنا بہتر نہیں۔

مسئلہ: جس طرح کلام مجید میں سورتیں آگے پیچھے لکھی ہیں نماز میں اسی طرح پڑھنا چاہیئے، جس طرح عم کے سپارے میں لکھی ہیں، بے ترتیب نہ پڑھے۔

مسئلہ: جب کوئی سورت شروع کرے تو بے ضرورت اس کو چھوڑ کر دوسری سورت شروع کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: جس کو نماز بالکل نہ آتی ہو، نیا نیا مسلمان ہوا ہو، وہ سب جگہ سُبْحَانَ اللہ، سُبْحَانَ اللہ وغیرہ پڑھتا رہے تو فرض ادا ہو جائے گا، لیکن نماز برابر سیکھتا رہے اگر نماز سیکھنے میں کوتاہی کرے گا تو گنہگار ہو گا۔

جماعت کا بیان

جماعت سے نماز پڑھنا واجب یا سنتِ مؤکدہ ہے، جماعت کم سے کم دو آدمیوں کے مل کر نماز پڑھنے کو کہتے ہیں، اس طرح کہ ایک شخص ان میں تابع ہو اور دوسرا متبوع، متبوع کو امام اور تابع کو مقتدی کہتے ہیں۔

مسئلہ: امام کے سوا ایک آدمی کے شریک نماز ہو جانے سے جماعت ہو جاتی ہے خواہ وہ آدمی مرد ہو یا عورت، غلام ہو یا آزاد، بالغ ہو یا نا سمجھ دار، نابالغ بچہ، ہاں جمعہ و عیدین کی نماز میں کم سے کم امام کے سوا تین آدمیوں کے بغیر جماعت نہیں ہوتی۔

جماعت کی فضیلت اور تاکید

جماعت کی فضیلت اور تاکید میں صحیح احادیث بکثرت وارد ہوئی ہیں جماعت نماز کی تکمیل میں ایک اعلیٰ درجہ کی شرط ہے۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کبھی اس کو ترک نہیں فرمایا حتیٰ کہ حالتِ مرض میں جب آپ کو خود چلنے کی قوت نہ تھی، دو آدمیوں کے

سہارے سے مسجد میں تشریف لے گئے اور جماعت سے نماز پڑھی، تارکِ جماعت پر آپ کو سخت غصہ آتا تھا اور ترکِ جماعت پر سخت سے سخت سزا دینے کو آپ کا جی چاہتا تھا۔

حدیث: نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تنہا نماز پڑھنے سے ایک آدمی کے ساتھ نماز پڑھنا بہتر ہے اور دو آدمیوں کے ساتھ اور بھی بہتر ہے اور جس قدر جماعت ہو، اللہ تعالیٰ کو اسی قدر پسند ہے۔

حدیث: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز عشاء کے وقت اپنے ان اصحاب سے جو جماعت میں مشغول تھے فرمایا کہ لوگ نماز پڑھ پڑھ کر سو رہے ہیں اور تمہارا وہ وقت جو انتظار میں گذرا سب نماز میں محسوب ہوا۔

حدیث: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا، بشارت دو ان لوگوں کو جو اندھیری راتوں میں جماعت کے لئے مسجد جاتے ہیں، اس بات کی کہ قیامت میں ان کے لئے پوری روشنی ہوگی۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ ایک روز آپ نے فرمایا کہ بے شک میرے دل میں یہ ارادہ ہوا کہ کسی کو حکم دوں کہ لکڑیاں جمع کرے پھر اذان کا حکم دوں اور کسی شخص سے کہوں کہ وہ امامت کرے اور میں اُن لوگوں کے گھروں پر جاؤں جو جماعت میں نہیں آتے اور ان کے گھروں کو جلا دوں۔

حدیث: ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ جو شخص اذان سن کر جماعت میں نہ آئے اور اُسے کوئی عذر بھی نہ ہو تو اس کی وہ نماز جو تنہا پڑھی ہو قبول نہ ہوگی۔ صحابہؓ نے پوچھا کہ وہ عذر کیا ہے؟ حضورؐ نے فرمایا خوف یا مرض۔

افسوس! ہمارے زمانے میں ترکِ جماعت ایک عام عادت ہوگئی ہے جاہلوں کا کیا ذکر، ہم بعضے پڑھے لکھے لوگوں کو اس بلا میں مبتلا دیکھ رہے ہیں، یہ لوگ حادیث پڑھتے ہیں اور ان کے معنی بھی سمجھتے ہیں، مگر جماعت کی سخت تاکیدیں ان کے پتھر سے زیادہ سخت دلوں پر کچھ اثر نہیں کرتیں۔

جماعت کے واجب ہونے کی شرطیں

(۱) مرد ہونا۔ عورتوں پر جماعت واجب نہیں۔ (۲) بالغ ہونا۔ نابالغ بچوں پر

جماعت واجب نہیں (۳) آزاد ہونا. غلام پر جماعت واجب نہیں (۴) تمام عذروں سے خالی ہونا. ان عذروں کی حالت میں جماعت واجب نہیں مگر ادا کرلے تو بہتر ہے۔

ترکِ جماعت کے عذر چودہ ہیں:

(۱) لباس بقدر ستر عورت کے نہ پایا جانا (۲) مسجد کے راستہ میں کیچڑ ہو کہ چلنا سخت دشوار ہو (۳) پانی بہت زور سے برستا ہو (۴) سردی سخت ہو کہ باہر نکلنے یا مسجد تک جانے میں کسی بیماری کے پیدا ہو جانے کا یا بڑھ جانے کا خوف ہو (۵) مسجد میں مال و اسباب کے چوری ہو جانے کا خوف ہو (۶) مسجد جانے میں کسی دشمن کے مل جانے کا خوف ہو (۷) مسجد جانے میں کسی قرض خواہ کے مل جانے کا اور اس سے تکلیف پہنچنے کا خوف ہو بشرطیکہ اس کے قرض ادا کرنے پر قادر نہ ہو (۸) اندھیری رات ہو کہ راستہ نہ دکھائی دیتا ہو اور اپنے پاس روشنی کا سامان بھی نہ ہو (۹) رات کا وقت ہو اور آندھی بہت سخت چلتی ہو (۱۰) کسی مریض کی تیمار داری کرتا ہو کہ اس کے جماعت میں چلے جانے سے اس مریض کی تکلیف یا وحشت کا خوف ہو (۱۱) کھانا تیار ہو یا تیاری کے قریب ہو اور بھوک ایسی لگی ہو کہ نماز میں جی نہ لگنے کا خوف ہو۔ (۱۲) پیشاب، پاخانہ زور کا معلوم ہوتا ہو۔ (۱۳) سفر کا ارادہ ہو، اور خوف ہو کہ جماعت سے نماز پڑھنے میں دیر ہو جائے گی، قافلہ نکل جائے گا۔ ریل کا مسئلہ بھی اسی پر قیاس کیا جاسکتا ہے۔ (۱۴) کوئی ایسی بیماری ہو جس کی وجہ سے چل پھر نہ سکے یا نابینا ہو، یا لنجا ہو، یا کوئی پیر کٹا ہوا ہو، لیکن جو نابینا بے تکلف مسجد تک پہنچ سکے اس کو ترکِ جماعت نہ چاہیئے۔

جماعت کے صحیح ہونے کی شرطیں

(۱) مسلمان ہونا. کافر کی جماعت صحیح نہیں (۲) عاقل ہونا، مست، بیہوش، دیوانے کی جماعت صحیح نہیں (۳) مقتدی کو نماز کی نیت کے ساتھ امام کی اقتدا کی بھی نیت کرنی یعنی ارادہ دل میں کرنا کہ میں اس امام کے پیچھے فلاں نماز پڑھتا ہوں (۴) امام اور مقتدی دونوں کے مکان کا متحد ہونا جیسے دونوں ایک ہی مسجد یا ایک ہی گھر میں کھڑے ہوں

مسئلہ: اگر مقتدی مسجد کی چھت پر کھڑا ہو اور امام مسجد کے اندر تو درست ہے

اس لئے کہ مسجد کی چھت مسجد کے حکم میں ہے اور یہ دونوں مکان حکماً متحد سمجھے جائیں گے اسی طرح اگر کسی کی چھت مسجد سے متصل ہو، اور درمیان میں کوئی چیز حائل نہ ہو، تو وہ بھی حکماً مسجد سے متحد سمجھی جائے گی۔ اور اس کے اوپر کھڑے ہو کر اس امام کی اقتداء کرنا جو مسجد میں نماز پڑھا رہا ہے درست ہے۔

مسئلہ: اگر دو صفوں کے درمیان میں کوئی ایسی نہر یا ایسا رہگذر واقع ہو جائے تو اس صف کی اقتداء درست نہ ہوگی جو ان چیزوں کے اس پار ہے۔

مسئلہ: پیادے کی اقتداء سوار کے پیچھے یا ایک سوار کی دوسرے سوار کے پیچھے صحیح نہیں، اس لئے کہ دونوں کے مکان متحد نہیں، ہاں اگر ایک ہی سواری پر دونوں سوار ہوں تو درست ہے۔

(۵) مقتدی اور امام دونوں نماز کا مغائر نہ ہونا۔ اگر مقتدی کی نماز امام کی نماز سے مغائر ہوگی تو اقتداء درست نہ ہوگی۔ مثلاً امام ظہر کی نماز پڑھتا ہو اور مقتدی عصر کی نماز کی نیت کرے یا امام کل کے ظہر کی نماز پڑھتا ہو، اور مقتدی آج کے ظہر کی، البتہ اگر امام فرض پڑھتا ہو اور مقتدی نوافل تو اقتداء صحیح ہے اس لئے کہ امام کی نماز قوی ہے۔

مسئلہ: مقتدی اگر تراویح پڑھنا چاہے اور امام نفل پڑھتا ہو تب بھی اقتداء صحیح نہ ہوگی کیونکہ امام کی نماز ضعیف ہے۔

(۶) امام کی نماز کا صحیح ہونا، اگر امام کی نماز فاسد ہوگی تو سب مقتدیوں کی نماز فاسد ہو جائے گی خواہ یہ فساد نماز ختم ہونے سے پہلے معلوم ہو جائے یا بعد ختم ہونے کے مثل اس کے کہ امام کو وضو نہ تھا اور بعد نماز کے یا اثنائے نماز میں اس کو خیال آیا۔

مسئلہ: امام کی نماز اگر کسی وجہ سے فاسد ہو جائے اور مقتدیوں کو معلوم نہ ہو تو امام پر ضروری ہے کہ اپنے مقتدیوں کو حتی الامکان اس کی اطلاع کر دے تاکہ وہ لوگ اپنی نمازوں کا اعادہ کر لیں، اطلاع آدمی کے ذریعہ سے کی جائے یا خط کے ذریعہ سے۔

(۷) مقتدی کا امام سے آگے نہ کھڑا ہونا خواہ برابر کھڑا ہو یا پیچھے، اگر مقتدی اس سے آگے کھڑا ہو تو اس کی اقتداء درست نہ ہوگی، امام سے آگے کھڑا ہونا اس وقت سمجھا جائے گا جب مقتدی کی ایڑی امام کی ایڑی سے آگے ہو جائے۔

(۸) مقتدی کو امام کے انتقالات کا مثل رکوع، قومے، سجدے، قعدے وغیرہ کا علم ہونا خواہ امام کو دیکھ کر یا کسی مکبر (تکبیر کہنے والے) کی آواز سن کر یا کسی مقتدی کو دیکھ کر، اگر مقتدی کو امام کے انتقالات کا علم نہ ہو، خواہ کسی چیز کے حائل ہو جانے کے سبب سے یا اور کسی وجہ سے تو اقتدار صحیح نہ ہوگی، اور اگر کوئی حائل مثل پردے یا دیوار وغیرہ کے ہو مگر امام کے انتقالات معلوم ہوتے ہوں تو اقتدار درست ہے۔

مسئلہ: اگر امام کا مسافر یا مقیم ہونا معلوم نہ ہو لیکن قرائن سے اس کے مقیم ہونے کا خیال ہو بشرطیکہ وہ شہر یا گاؤں کے اندر ہو اور نماز پڑھائے مسافر کی سی یعنی چار رکعت والی نماز میں دو رکعت پر سلام پھیر دے اور مقتدی کو اس سلام سے امام کے متعلق سہو کا شبہ ہو تو اس مقتدی کو اپنی چار رکعت پوری کر لینے کے بعد حالت کی تحقیق کرنا واجب ہے، کہ امام کا سہو ہوا یا وہ مسافر تھا، اگر تحقیق سے مسافر ہونا معلوم ہوا تو نماز صحیح ہو گئی، اور اگر سہو کا ہونا محقق ہوا تو نماز کا اعادہ کرے۔

مسئلہ: اگر امام کے متعلق مقیم ہونے کا خیال ہے مگر وہ نماز شہر یا گاؤں سے باہر پڑھا رہا ہے اور اس نے چار رکعت والی نماز میں مسافر کی سی نماز پڑھائی اور مقتدی کو امام کے سہو کا شبہ ہوا تو اس صورت میں بھی مقتدی اپنی چار رکعت پوری کرے اور بعد نماز کے امام کا حال معلوم کرلے تو اچھا ہے۔

(۹) مقتدی کو تمام ارکان میں سوائے قرأت کے امام کا شریک رہنا خواہ امام کے ساتھ ادا کرے یا اس کے بعد یا اس سے پہلے بشرطیکہ اسی رکن کے آخیر تک امام اس کا شریک ہو جائے، پہلی صورت کی مثال امام کے ساتھ ہی رکوع وسجدہ وغیرہ کرے، دوسری صورت کی مثال رکوع کر کے کھڑا ہو جائے اس کے بعد مقتدی رکوع کرے، تیسری صورت کی مثال امام سے پہلے رکوع کرے مگر رکوع میں اتنی دیر تک رہے کہ امام کا رکوع اس سے مل جائے۔ (۱۰) مقتدی کی حالت کا امام سے کم یا برابر ہونا۔

مثال: (۱) قیام کرنے والے کی اقتدار قیام سے عاجز کے پیچھے درست ہے شرع میں معذور کا قعود بمنزل قیام ہے۔

(۲) تیمم کرنے والے کے پیچھے خواہ وضو کا ہو یا غسل کا وضو اور غسل کرنے والے

کی اقتدا درست ہے، اس لئے کہ تیمم، وضو اور غسل کا حکم طہارت میں یکساں ہے کوئی کسی سے کم زیادہ نہیں۔ (۳) مسح کرنے والے کے پیچھے خواہ موزوں پر کرتا ہو یا پٹی پر، دھونے والے کی اقتدا درست ہے، اس لئے کہ مسح کرنا اور دھونا دونوں ایک ہی درجہ کی طہارت ہیں۔ (۴) معذور کی اقتدا معذور کے پیچھے درست ہے بشرطیکہ دونوں ایک عذر میں مبتلا ہوں مثلاً دونوں کو سلسل البول ہو یا دونوں کو خروج ریح کا مرض ہو (۵) اُمی کی اقتدا اُمی کے پیچھے درست ہے بشرطیکہ مقتدیوں میں کوئی قاری نہ ہو (۶) عورت یا نابالغ کی اقتدا بالغ مرد کے پیچھے درست ہے۔ (۷) عورت کی اقتدا عورت کے پیچھے درست ہے (۸) نابالغ عورت یا نابالغ مرد کی اقتدا نابالغ مرد کے پیچھے درست ہے۔ (۹) نفل پڑھنے والے کی اقتدا واجب پڑھنے والے کے پیچھے درست ہے، مثلاً کوئی ظہر کی نماز پڑھ چکا ہو اور وہ کسی ظہر کی نماز پڑھنے والے کے پیچھے پڑھے۔ (۱۰) نفل پڑھنے والے کی اقتدا نفل پڑھنے والے کے پیچھے درست ہے۔ (۱۱) قسم کی نماز پڑھنے والے کی اقتدا نفل پڑھنے والے کے پیچھے درست ہے۔ اس لئے کہ قسم کی نماز بھی فی نفسہ نفل ہے، یعنی ایک شخص نے قسم کھائی کہ میں دو رکعت نماز پڑھوں گا اور پھر کسی متنفل کے پیچھے اس نے دو رکعت نماز پڑھ لی تو نماز ہو جائے گی اور قسم بھی پوری ہو جائے گی۔ (۱۲) نذر کی نماز پڑھنے والے کی اقتدا نذر کی نماز پڑھنے والے کے پیچھے درست ہے بشرطیکہ دونوں کی نذر ایک ہو مثلاً ایک شخص کی نذر کے بعد دوسرا شخص کہے کہ میں نے بھی اس چیز کی نذر کی جس کی فلاں شخص نے نذر کی ہے اور اگر یہ صورت نہ ہو بلکہ ایک نے دو رکعت کی مثلاً الگ نذر کی اور دوسرے نے الگ تو ان میں سے کسی کو دوسرے کی اقتدا درست نہ ہو گی۔ حاصل یہ ہے کہ جب امام سے مقتدی کم یا برابر ہو گا تو اقتدا درست ہو جائے گی۔

اب ہم وہ صورتیں لکھتے ہیں کہ جن میں مقتدی امام سے زیادہ ہے، خواہ یقیناً خواہ احتمالاً اور اقتدا درست نہیں۔

(۱) بالغ کی اقتدا خواہ مرد ہو یا نابالغ، عورت کے پیچھے درست نہیں۔

(۲) مرد کی اقتدا خواہ بالغ ہو یا نابالغ، عورت کے پیچھے درست نہیں۔

(۳) جس عورت کو اپنے حیض کا زمانہ یاد نہ ہو اس کی اقتدار اسی قسم کی عورت کے پیچھے درست نہیں، ان دونوں صورتوں میں مقتدی کا امام سے زیادہ ہونا محتمل ہے۔

(۴) ہوش و حواس والے کی اقتدار مجنوں، مست، بے ہوش، بے عقل کے پیچھے درست نہیں۔ (۵) طاہر کی اقتدار معذور کے پیچھے مثل اس شخص کے جس کو سلسل البول وغیرہ کی شکایت ہو درست نہیں۔ (۶) ایک عُذر والے کی اقتدار دو عذر والے کے پیچھے درست نہیں، مثلاً کسی کو خروجِ ریح کا مرض ہو اور وہ ایسے شخص کی اقتدار کرے جس کو خروجِ ریح اور سلسل البول دو بیماریاں ہوں۔ (۷) ایک طرح کے عُذر والے کی اقتدار دوسری طرح کے عُذر والے کے پیچھے درست نہیں۔ مثلاً سلسل البول والا ایسے شخص کی اقتدار کرے جس کو نکسیر بہنے کی شکایت ہو۔ (۸) قاری کی اقتدار اُمّی کے پیچھے درست نہیں اور قاری وہ کہلاتا ہے جس کو اتنا قرآن صحیح یاد ہو جس سے نماز ہو جاتی ہے اور اُمّی وہ جس کو اتنا بھی یاد نہ ہو۔ (۹) اُمّی کی اقتدار، اُمّی کے پیچھے جب کہ مقتدیوں میں کوئی قاری موجود ہو درست نہیں، کیونکہ اس صورت میں اس امام اُمّی کی نماز فاسد ہو جائے گی اور جب امام کی نماز فاسد ہو گئی تو سب مقتدیوں کی نمار فاسد ہو جائے گی جن میں وہ اُمّی مقتدی بھی ہے۔ (۱۰) اُمّی کی اقتدار گونگے کے پیچھے درست نہیں اس لئے کہ اُمّی اگرچہ بالفعل قرأت نہیں کر سکتا مگر قادر تو ہے۔ اس وجہ سے کہ وہ قرأت سیکھ سکتا ہے گونگے میں تو یہ قدرت بھی نہیں۔ (۱۱) جس شخص کا جسم جس قدر ڈھانکنا فرض ہے چھپا ہوا ہو اس کی اقتدار برہنہ کے پیچھے درست نہیں

(۱۲) رکوع و سجود کرنے والے کی اقتدار ان دونوں سے عاجز کے پیچھے درست نہیں اور اگر کوئی شخص سجدے سے عاجز ہو اس کے پیچھے بھی اقتدار درست نہیں۔

(۱۳) فرض پڑھنے والے کی اقتدار نفل پڑھنے والے کے پیچھے درست نہیں۔

(۱۴) نذر کی نماز پڑھنے والے کی اقتدار نفل نماز پڑھنے والے کے پیچھے درست نہیں، اس لئے کہ نذر کی نماز واجب ہے۔ (۱۵) نذر کی نماز پڑھنے والے کی اقتدار قسم کی نماز پڑھنے والے کے پیچھے درست نہیں، مثلاً اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں آج چار رکعت پڑھوں گا اور کسی نے نذر کی اور نذر کرنے والا اس کے پیچھے نماز پڑھے

تو نماز درست نہ ہو گی اس لئے کہ نذر کی نماز واجب ہے اور قسم کی نفل کیونکہ قسم سے بر ہی واجب ہوتا ہے اور اس میں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کفارہ دیدے اور نماز نہ پڑھے۔ (۱۶) جس شخص سے صاف حروف نہ ادا ہو سکتے ہوں یا کسی حروف میں تغیر و تبدل ہوتا ہو تو اس کے پیچھے صاف اور صحیح پڑھنے والے کی نماز درست نہیں، ہاں اگر پوری قرأت میں ایک آدھ حرف ایسا واقع ہو جائے تو اقتدا درست ہو جائے گی۔

(۱۷) امام کا واجب الانفراد ہونا یعنی ایسے شخص کے پیچھے اقتدا درست نہیں جس کا اس وقت منفرد رہنا ضروری ہے جیسے مسبوق کہ اس کو امام کی نماز ختم ہو جانے کے بعد اپنی چھوٹی ہوئی رکعتوں کا تنہا پڑھنا ضروری ہے، پس اگر کوئی شخص مسبوق کی اقتدا کرے تو درست نہ ہو گی۔ (۱۸) امام کو کسی کا مقتدی نہ ہونا یعنی ایسے شخص کو امام نہ بنانا چاہیئے جو خود کسی کا مقتدی ہو خواہ حقیقتاً جیسے مدرک یا حکماً جیسے لاحق، لاحق اپنی ان رکعتوں میں جو امام کے ساتھ اس کو نہیں ملیں مقتدی کا حکم رکھتا ہے لہٰذا اگر کوئی شخص کسی مدرک یا لاحق کی اقتدا کرے تو درست نہیں، اسی طرح اگر مسبوق لاحق کی یا لاحق مسبوق کی اقتدا کرے تب بھی درست نہیں۔

جماعت کے احکام

مسئلہ: جماعت جمعہ اور عیدین کی نمازوں میں شرط ہے یعنی یہ نمازیں تنہا صحیح نہیں ہوتیں، پنج وقتی نمازوں میں واجب ہے بشرطیکہ کوئی عذر نہ ہو اور تراویح میں سنتِ مؤکدہ ہے اگرچہ ایک قرآن جماعت کے ساتھ ہو چکا ہو، اور اسی طرح نمازِ کسوف کے لئے اور رمضان کے وتر میں مستحب ہے اور سوائے رمضان کے اور کسی زمانے کے وتر میں مکروہ تنزیہی ہے یعنی جبکہ مواظبت کی جائے اور اگر مواظبت نہ کی جائے بلکہ کبھی کبھی دو تین آدمی جماعت سے پڑھ لیں تو مکروہ نہیں اور نمازِ خسوف میں اور تمام نوافل میں مکروہ تحریمی ہے بشرطیکہ اس اہتمام سے ادا کی جائیں جس اہتمام سے فرائض کی جماعت ہوتی ہے یعنی اذان و اقامت کے ساتھ یا اور کسی طریقے سے لوگوں کو جمع کر کے ہاں اگر بے اذان و اقامت کے اور بے بلائے ہوئے دو تین آدمی جمع ہو کر

کسی نفل کو جماعت سے پڑھ لیں تو کچھ مضائقہ نہیں اور پھر بھی دوام نہ کریں اور اسی طرح مکروہ تحریمی ہے ہر فرض کی دوسری جماعت ان چار شرطوں سے۔

(۱) مسجد محلہ کی ہو، اور عام رہگذر نہ ہو اور مسجد کی یہ تعریف لکھی ہے کہ وہاں کا امام اور نمازی معین ہوں۔

(۲) پہلی جماعت بلند آواز سے اذان واقامت کہہ کر پڑھی گئی ہو۔

(۳) پہلی جماعت ان لوگوں نے پڑھی ہو جو اس محلہ میں رہتے ہوں اور جن کو اس مسجد کے انتظام کا اختیار حاصل ہے۔

(۴) دوسری جماعت اسی ہیئت اور اہتمام سے ادا کی جائے جس ہیئت اور اہتمام سے پہلی جماعت ادا کی گئی ہے اور یہ چوتھی شرط صرف امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ہے اور امام صاحبؒ کے نزدیک ہیئت بدل دینے پر بھی کراہیت رہتی ہے پس اگر دوسری جماعت مسجد میں نہ ادا کی جائے بلکہ گھر میں پھر وہ مکروہ نہیں۔

اسی طرح اگر کوئی شرط ان چاروں شرطوں میں سے نہ پائی جائے مثلاً مسجد عام رہگزر پر ہو محلے کی نہ ہو تو اس میں دوسری بلکہ تیسری اور چوتھی جماعت بھی مکروہ نہیں یا پہلی جماعت ان لوگوں نے پڑھی جو اس محلے میں نہیں رہتے نہ ان کو مسجد کے انتظام کا اختیار حاصل ہے یا بقول امام ابو یوسفؒ کے دوسری جماعت اس ہیئت سے ادا نہ کی جائے جس ہیئت سے پہلی جماعت ادا کی گئی ہے، جس جگہ پہلی جماعت کا امام کھڑا ہوا تھا دوسری جماعت کا امام وہاں سے ہٹ کر کھڑا ہو تو ہیئت بدل جائے گی اور جماعت مکروہ نہ ہوگی۔

تنبیہ: ہر چند کہ بعض لوگوں کا عمل امام ابو یوسفؒ کے قول پر ہے لیکن امام صاحبؒ کا قول دلیل سے بھی قوی ہے اور اس وقت دینیات میں اور خصوص امر جماعت میں جو تھا دن اور تکاسل ہو رہا ہے اس کا مقتضیٰ بھی یہی ہے کہ باوجود تبدیل ہیئت کراہیت پر فتویٰ دیا جائے ورنہ لوگ قصداً جماعتِ اولیٰ کو ترک کریں گے کہ ہم اپنی دوسری کر لیں گے۔

مقتدی اور امام کے متعلق مسائل

مسئلہ: مقتدیوں کو چاہیئے کہ تمام حاضرین میں امامت کے لائق جس میں

اوصاف زیادہ ہوں اس کو امام بنائیں اور اگر کئی شخص ایسے ہوں جو امامت کی لیاقت میں برابر ہوں تو غلبہ رائے پر عمل کریں یعنی جس شخص کی طرف زیادہ لوگوں کی رائے ہو اس کو امام بنائیں اور اگر کسی ایسے شخص کے ہوتے ہوئے جو امامت کے زیادہ لائق ہے کسی ایسے شخص کو امام کر دیں جو اس سے کم لیاقت رکھتا ہے تو ترکِ سنت کی خرابی میں مبتلا ہونگے۔

مسئلہ: سب سے زیادہ استحقاقِ امامت اس شخص کو ہے جو نماز کے مسائل خوب جانتا ہو بشرطیکہ ظاہراً اس میں فسق وغیرہ کی بات نہ ہو، اور جس قدر قرأت مسنون ہے اسے یاد ہو اور قرآن صحیح پڑھتا ہو پھر وہ شخص جو قرآن شریف اچھا پڑھتا ہو یعنی قرأت کے قواعد کے مطابق، پھر وہ جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو پھر وہ شخص جو سب سے زیادہ عمر رکھتا ہو، پھر وہ شخص جو سب سے زیادہ خلیق ہو پھر وہ شخص جو سب سے زیادہ خوبصورت شریف ہو، پھر وہ جس کی آواز سب سے عمدہ ہو، پھر وہ شخص جو عمدہ لباس پہنے، پھر وہ شخص جو مقیم ہو بہ نسبت مسافروں کے اور جس میں دو وصف پائے جائیں وہ زیادہ مستحق ہے بہ نسبت اس کے جس میں ایک ہی وصف پایا جائے، مثلاً وہ شخص جو نماز کے مسائل بھی جانتا ہو، اور قرآن شریف بھی اچھا پڑھتا ہو زیادہ مستحق ہے بہ نسبت اس کے جو صرف نماز کے مسائل جانتا ہو، قرآن مجید اچھا نہ پڑھتا ہو۔

مسئلہ: اگر کسی کے گھر میں جماعت کی جائے تو صاحبِ خانہ امامت کے لئے زیادہ مستحق ہے اس کے بعد وہ شخص جس کو وہ امام بنادے۔

مسئلہ: جس مسجد میں کوئی امام مقرر ہو اس مسجد میں اس کے ہوتے ہوئے دوسرے کو امامت کا استحقاق نہیں، ہاں اگر وہ کسی دوسرے کو امام بنادے تو پھر مضائقہ نہیں۔

مسئلہ: قاضی یعنی حاکم شرع یا بادشاہِ اسلام کے ہوتے ہوئے دوسرے کو امامت کا استحقاق نہیں۔

مسئلہ: بے رضامندی قوم کے امامت کرنا مکروہ تحریمی ہے، ہاں اگر وہ شخص سب سے زیادہ استحقاق امامت رکھتا ہو یعنی امامت کے اوصاف اس کے برابر کسی میں نہ پائے جائیں تو پھر اس کے اوپر کچھ کراہیت نہیں بلکہ جو اس کی امامت سے ناراض ہو وہ غلطی پر ہے۔

مسئلہ: فاسق اور بدعتی کا امام بنانا مکروہ تحریمی ہے، ہاں اگر خدانخواستہ ایسے لوگوں کے سوا کوئی دوسرا شخص وہاں موجود نہ ہو تو مکروہ نہیں۔ اسی طرح اگر بدعتی و فاسق زوردار ہوں کہ ان کے معزول کرنے پر قدرت نہ ہو یا فتنۂ عظیم برپا ہوتا ہو تو بھی مقتدیوں پر کراہیت نہیں۔

مسئلہ: غلام کا یعنی جو فقہ کے قاعدے سے غلام ہو، امام بنانا اگرچہ وہ آزاد شدہ ہو، اور گنوار یعنی گاؤں کے رہنے والے کا اور نابینا کا جو پاکی کی احتیاط نہ رکھتا ہو یا ایسے شخص کا جسے رات کو کم نظر آتا ہو، اور ولدالزنا یعنی حرامی کا امام بنانا مکروہ تنزیہی ہے۔ ہاں اگر یہ لوگ صاحب علم و فضل ہوں اور لوگوں کو ان کا امام بنانا ناگوار نہ ہو تو پھر مکروہ نہیں۔ اسی طرح سے کسی ایسے نوجوان کو امام بنانا جس کے داڑھی نہ نکلی ہو اور بے عقل کو امام بنانا مکروہ تنزیہی ہے۔

مسئلہ: امام کو نماز میں زیادہ بڑی سورتیں پڑھنا جو مقدار مسنون سے بھی زیادہ ہوں یا رکوع سجدے وغیرہ میں بہت زیادہ دیر تک رہنا مکروہ تحریمی ہے بلکہ امام کو چاہیئے کہ اپنے مقتدیوں کی حاجت اور ضرورت اور ضعف وغیرہ کا خیال رکھے بلکہ زیادہ ضرورت کے وقت مقدار مسنون سے بھی کم قرأت کرنا بہتر ہے تاکہ لوگوں کا حرج نہ ہو جو قلت جماعت کا سبب ہو جائے۔

مسئلہ: اگر ایک ہی مقتدی ہو اور وہ مرد ہو یا بالغ لڑکا تو اس کو امام کے داہنی طرف، امام کے برابر یا کچھ پیچھے ہٹ کر کھڑا ہونا چاہیئے۔ اگر بائیں جانب یا امام کے پیچھے کھڑا ہو تو مکروہ ہے۔

مسئلہ: اگر ایک سے زیادہ مقتدی ہوں تو امام کے پیچھے ان کو صف باندھ کر کھڑا ہونا چاہیئے، اگر امام کے دائیں بائیں جانب کھڑے ہوں اور دو ہوں تو مکروہ تنزیہی ہے اور اگر دو سے زیادہ ہوں تو مکروہ تحریمی ہے، اس لیئے کہ جب دو سے زیادہ مقتدی ہوں تو امام کا آگے کھڑا ہونا واجب ہے۔

مسئلہ: اگر نماز شروع کرتے وقت ایک ہی مرد مقتدی تھا اور وہ امام کی دائیں جانب کھڑا ہوا، اس کے بعد اور مقتدی آگئے تو پہلے مقتدی کو چاہیئے کہ پیچھے

ہٹ آئے تاکہ سب مقتدی مل کر امام کے پیچھے کھڑے ہوں، اگر وہ نہ ہٹے تو ان مقتدیوں کو چاہیئے کہ اس کو کھینچ لیں اور اگر نادانستگی سے وہ مقتدی امام کے دونوں جانب کھڑے ہو جائیں اور پہلے مقتدی کو پیچھے نہ ہٹائیں تو امام کو چاہیئے کہ وہ آگے بڑھ جائے تاکہ وہ مقتدی سب مل جائیں اور امام کے پیچھے ہو جائیں اسی طرح اگر پیچھے ہٹنے کی جگہ نہ ہو، تب بھی امام کو چاہیئے کہ وہ آگے بڑھ جائے لیکن اگر مقتدی مسائل سے ناواقف ہو جیساکہ ہمارے زمانہ میں غالب ہے تو اس کو ہٹانا مناسب نہیں کبھی کوئی ایسی حرکت کر بیٹھے کہ جس سے نماز ہی غارت ہو۔

مسئلہ: اگر مقتدی عورت ہو یا نابالغ لڑکی تو اس کو چاہیئے کہ امام کے پیچھے کھڑی ہو خواہ ایک ہو یا ایک سے زائد۔

مسئلہ: اگر مقتدیوں میں مختلف قسم کے لوگ ہوں کچھ مرد کچھ عورتیں، کچھ نابالغ تو امام کو چاہیئے کہ اس ترتیب سے ان کی صفیں قائم کرے، پہلے مردوں کی صفیں پھر نابالغ لڑکوں کی پھر بالغ عورتوں کی پھر نابالغ لڑکیوں کی۔

مسئلہ: امام کو چاہیئے کہ صفیں سیدھی کرے یعنی صف میں لوگوں کو آگے پیچھے ہونے سے منع کرے، سب کو برابر میں کھڑے ہونے کا حکم دے، صف میں ایک کو دوسرے سے مل کر کھڑا ہونا چاہیئے، درمیان میں خالی جگہ نہ رہنی چاہیئے۔

مسئلہ: تنہا ایک شخص کا صف کے پیچھے کھڑا ہونا مکروہ ہے بلکہ ایسی حالت میں چاہیئے کہ اگلی صف سے کسی آدمی کو کھینچ کر اپنے ہمراہ کھڑا کرلے لیکن کھینچنے میں اگر احتمال ہو کہ وہ اپنی نماز خراب کرے گا یا برا مانے گا تو جانے دے۔

مسئلہ: پہلی صف میں جگہ ہوتے ہوئے دوسری صف میں کھڑا ہونا مکروہ ہے ہاں جب پوری ہو جائے تب دوسری صف میں کھڑا ہونا چاہیئے۔

مسئلہ: مرد کو صرف عورتوں کی امامت کرنا ایسی جگہ مکروہِ تحریمی ہے جہاں کوئی مرد نہ ہو کوئی محرم عورت مثل اس کی زوجہ یا ماں، بہن وغیرہ کے موجود ہوں۔ اگر کوئی مرد یا محرم عورت موجود ہو تو پھر مکروہ نہیں۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص تنہا فجر یا مغرب یا عشاء کا فرض آہستہ آواز سے پڑھ

رہا ہو اسی اثناء میں کوئی شخص اس کی اقتدار کرے تو اس میں دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ یہ شخص دل میں قصد کرلے کہ اب میں امام بنتا ہوں تاکہ نماز جماعت سے ہو جائے دوسری صورت یہ کہ قصد نہ کرے بلکہ بدستور اپنے کو یہی سمجھے کہ گو یہ میرے پیچھے آکھڑا ہوا لیکن میں امام نہیں بنتا بلکہ بدستور تنہا پڑھتا ہوں۔ پس پہلی صورت میں تو اس پر اسی جگہ سے بلند آواز سے قرأت واجب ہے۔ پس اگر سورۂ فاتحہ یا کسی قدر دوسری سورت بھی آہستہ آواز سے پڑھ چکا ہو تو اس کو چاہیئے کہ اس جگہ سے بقیہ فاتحہ اور بقیہ سورت کو بلند آواز سے پڑھے اس لئے کہ امام کو فجر، مغرب، عشاء کے وقت بلند آواز سے قرأت کرنا واجب ہے اور دوسری صورت میں بلند آواز سے پڑھنا واجب نہیں ہے اور اس مقتدی کی نماز بھی درست ہے گی، کیونکہ صحت صلوٰۃ مقتدی کے لئے امام کا نیت امامت کرنا ضروری نہیں۔

مسئلہ: امام کو اور ایسا ہی منفرد کو جبکہ گھر یا میدان میں نماز پڑھتا ہو مستحب ہے کہ اپنی ابرو کے سامنے خواہ دائیں جانب یا بائیں جانب کوئی ایسی چیز کھڑی کرلے جو ایک ہاتھ یا اس سے زیادہ اونچی اور ایک انگلی کے برابر موٹی ہو ہاں اگر مسجد میں نماز پڑھتا ہو یا ایسے مقام میں جہاں لوگوں کا نماز کے سامنے سے گذر نہ ہوتا ہو تو اس کی کچھ ضرورت نہیں اور امام کا سترہ تمام مقتدیوں کی طرف سے کافی ہے۔ بعد سترہ قائم ہو جانے کے سترہ کے آگے نکل جانے میں کچھ گناہ نہیں لیکن اگر سترہ کے اندر سے کوئی شخص نکلے گا تو گنہگار ہوگا۔

مسئلہ: لاحق وہ مقتدی ہے جس کی کچھ رکعتیں یا سب رکعتیں بعد شریک جماعت ہونے کے جاتی رہیں خواہ معذور مثلاً نماز میں سو جائے اور اس درمیان میں کوئی رکعت وغیرہ جاتی رہی یا لوگوں کی کثرت رکوع سجدے وغیرہ نہ کر سکے یا وضو ٹوٹ جائے اور وضو کرنے کے لئے جائے اور اس درمیان میں اس کی رکعتیں وغیرہ جاتی رہیں (جو مقیم مسافر کی اقتدار کرے اور مسافر قصر کرے تو وہ مقیم امام کے نماز ختم کرنے کے بعد لاحق ہے)، یا بے عذر جاتی رہیں مثلاً امام سے پہلے کسی رکعت کا رکوع و سجدہ کرلے اور اس وجہ سے یہ رکعت اس کی کالعدم سمجھی جائے تو اس رکعت کے اعتبار سے وہ لاحق سمجھا جائے گا۔ پس لاحق کو واجب ہے کہ پہلے اپنی ان رکعتوں کو ادا کرے جو اس کی جاتی رہی ہیں۔ بعد ان کے ادا کرنے کے اگر جماعت باقی ہو تو شریک ہو جائے ورنہ باقی نماز پڑھ لے۔

مسئلہ: لاحق اپنی گئی ہوئی رکعتوں میں بھی مقتدی سمجھا جائے گا جیسے مقتدی قرأت نہیں کرتا ویسے ہی لاحق بھی قرأت نہ کرے بلکہ سکوت کئے ہوئے کھڑا رہے اور جیسے مقتدی کو اگر سہو ہو جائے تو سجدہ سہو کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی ویسے ہی لاحق کو بھی۔

مسئلہ: مسبوق یعنی جس کی ایک، دو رکعت رہ گئی ہوں اس کو چاہیئے کہ پہلے امام کے ساتھ شریک ہو کر جس قدر نماز باقی ہو جماعت سے ادا کرے بعد امام کی نماز ختم ہونے کے کھڑا ہو جائے اور اپنی گئی ہوئی رکعتوں کو ادا کرے۔

مسئلہ: مسبوق کو اپنی گئی ہوئی رکعتیں منفرد کی طرح قرأت کے ساتھ ادا کرنا چاہئیں اور اگر ان رکعتوں میں کوئی سہو ہو جائے تو اس کو سجدہ سہو بھی کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ: مسبوق کو اپنی گئی ہوئی رکعتیں اس ترتیب سے ادا کرنا چاہئیں کہ پہلے قرأت والی اور پھر بے قرأت کی اور جو رکعتیں امام کے ساتھ پڑھ چکا ہے ان کے حساب سے قعدہ کرے یعنی ان رکعتوں کے حساب سے جو دوسری ہو اس میں پہلا قعدہ کرے اور جو تیسری رکعت ہو اور نماز تین رکعت والی ہو تو اس میں آخیر قعدہ کرے وعلیٰ ہذا القیاس۔

مثال: ظہر کی نماز میں تین رکعت ہو جانے کے بعد کوئی شخص شریک ہو، اس کو چاہیئے کہ بعد امام کے سلام پھیر دینے کے کھڑا ہو جائے اور گئی ہوئی تین رکعتیں اس ترتیب سے ادا کرے، پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۃ ملا کر رکوع سجدہ کر کے پہلا قعدہ کرے اس لئے کہ یہ رکعت اس ملی ہوئی رکعت کے حساب سے دوسری ہے پھر دوسری رکعت میں بھی سورۂ فاتحہ کے ساتھ سورۃ ملائے اور اس کے بعد قعدہ نہ کرے اس لئے کہ یہ رکعت اس ملی ہوئی رکعت کے حساب سے تیسری ہے پھر تیسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ دوسری سورۃ نہ ملائے کیونکہ یہ رکعت قرأت کی نہ تھی اور اس میں قعدہ کرے کیونکہ یہ قعدۂ اخیرہ ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص لاحق بھی ہو اور مسبوق بھی مثلاً کچھ رکعتیں ہو جانے کے بعد شریک ہوا ہو، اور بعد شرکت کے پھر کچھ رکعتیں اس کی چلی جائیں تو اس کو چاہیئے کہ پہلے اپنی ان رکعتوں کو ادا کرے جو بعد شرکت کے گئی ہیں جن میں وہ لاحق ہے مگر ان کے ادا کرنے میں اپنے کو ایسا سمجھے جیسا وہ امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہے یعنی قرأت نہ کرے اور امام کی ترتیب

کا لحاظ رکھے اس کے بعد اگر جماعت باقی ہو تو اس میں شریک ہو جائے ورنہ باقی نماز بھی پڑھ لے، بعد اس کے اپنی ان رکعتوں کو ادا کرے جن میں مسبوق ہے۔

مثال: عصر کی نماز میں ایک رکعت ہو جانے کے بعد کوئی شخص شریک ہوا، اور شریک ہونے کے بعد اس کا وضو ٹوٹ گیا اور وضو کرنے گیا اس درمیان میں نماز ختم ہو گئی تو اس کو چاہیئے کہ پہلے ان تینوں رکعتوں کو ادا کرے جو بعد شریک ہونے گئی ہیں پھر اس رکعت کو جو اس کے شریک ہونے سے پہلے ہو چکی تھی، اور ان تینوں رکعتوں کو مقتدی کی طرح ادا کرے یعنی قرأت نہ کرے اور ان تین کی پہلی رکعت میں قعدہ کرے اس لئے کہ یہ امام کی دوسری رکعت ہے اور امام نے اس میں قعدہ کیا تھا، پھر دوسری رکعت میں قعدہ نہ کرے اس لئے کہ یہ امام کی چوتھی رکعت ہے اور اس رکعت میں امام نے قعدہ کیا تھا پھر اس رکعت کو ادا کرے جو اس کے شریک ہونے سے پہلے ہو چکی تھی اور اس بھی قعدہ کرے اس لئے کہ وہ اس کی چوتھی رکعت ہے اور اس رکعت میں اس کو قرأت بھی کرنا ہوگی اس لئے کہ وہ اس رکعت میں مسبوق ہے اور مسبوق اپنی گئی ہوئی رکعتوں کے ادا کرنے میں منفرد کا حکم رکھتا ہے۔

مسئلہ: مقتدیوں کو ہر رکن کا امام کے ساتھ ہی بلا تاخیر ادا کرنا سنت ہے تحریمہ بھی امام کی تحریمہ کے ساتھ کریں، رکوع بھی امام کے رکوع کے ساتھ، قومہ بھی اس کے قومہ کے ساتھ، سجدہ بھی اس کے سجدے کے ساتھ، غرضیکہ ہر فعل اس کے ہر فعل کے ساتھ ہو، ہاں اگر قعدہ اولیٰ میں امام اس کے قبل کھڑا ہو جائے کہ مقتدی التحیات تمام کریں تو مقتدیوں کو چاہیئے کہ التحیات تمام کریں، سلام پھیرے تو مقتدیوں کو چاہیئے کہ التحیات تمام کر کے سلام پھیریں، ہاں رکوع و سجدہ وغیرہ میں اگر چہ مقتدیوں نے تسبیح نہ پڑھی ہو تو بھی امام کے ساتھ ہی کھڑا ہونا چاہیئے۔

جماعت میں شامل ہونے نہ ہونے کے مسائل

مسئلہ: اگر کوئی شخص اپنے محلے یا مکان کے قریب مسجد میں ایسے وقت پہنچا کہ وہاں جماعت ہو چکی تو اس کو مستحب ہے کہ دوسری مسجد میں بہ تلاش جماعت جائے اور

یہ بھی اختیار ہے کہ اپنے گھر میں واپس آکر گھر کے آدمیوں کو جمع کر کے جماعت کرے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص اپنے گھر میں فرض نماز تنہا پڑھ چکا ہو اس کے بعد دیکھے کہ وہی فرض جماعت سے ہو رہا ہے تو اس کو چاہیئے کہ جماعت میں شریک ہو جائے بشرطیکہ ظہر اور عشاء کا وقت ہو اور فجر، عصر، مغرب کے وقت شریک جماعت نہ ہو، اس لئے کہ فجر اور عصر کی نماز کے بعد نفل نماز مکروہ ہے اور مغرب کے بعد اس لئے کہ یہ دوسری نماز نفل ہوگی اور نفل میں تین رکعت منقول نہیں۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص فرض نماز شروع کر چکا ہو اور اسی حالت میں فرض جماعت سے ہونے لگے تو اگر وہ فرض دو رکعت والا ہے جیسے فجر کی نماز تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر پہلی رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو اس نماز کو قطع کر دے اور جماعت میں شامل ہو جائے، اور اگر پہلی رکعت کا سجدہ کر لیا ہو اور دوسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو بھی قطع کر دے اور جماعت میں شامل ہو جائے اور اگر دوسری رکعت کا سجدہ کر لیا ہو تو دونوں رکعت پوری کر لے اور اگر وہ فرض تین رکعت والا ہے جیسے مغرب تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر دوسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو قطع کر دے اور اگر دوسری رکعت کا سجدہ کر لیا ہو تو اپنی نماز پوری کر لے اور بعد میں جماعت کے اندر شریک نہ ہو کیونکہ نفل تین رکعت کے ساتھ جائز نہیں اور اگر وہ فرض چار رکعت والا ہو جیسے ظہر، عصر، عشاء تو اگر پہلی رکعت کا سجدہ تو قطع کر دے اور اگر سجدہ کر لیا ہو تو دو رکعت پر التحیات وغیرہ پڑھ کر سلام پھیر دے اور جماعت میں مل جائے اور اگر تیسری رکعت شروع کر دی اور اس کا سجدہ نہ کیا ہو تو قطع کر دے اور اگر سجدہ کر لیا ہو تو نماز پوری کرے اور جن صورتوں میں نماز پوری کر لی جائے ان میں سے مغرب، فجر، اور عصر میں تو دوبارہ شریکِ جماعت نہ ہو، اور ظہر اور عشاء میں شریک ہو جائے اور جن صورتوں میں قطع کرنا ہو تو کھڑے کھڑے ایک سلام پھیر دے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص نفل نماز شروع کر چکا ہو اور فرض جماعت سے ہونے لگے تو نفل نماز کو توڑ دے بلکہ اس کو چاہیئے کہ دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دے اور چار رکعت کی نیت کی ہو۔

مسئلہ: ظہر اور جمعہ کی سنتِ مؤکدہ اگر شروع کر چکا ہو، اور فرض ہونے لگے تو

ظاہر مذہب یہ ہے کہ دو رکعت پر سلام پھیر کر شریک جماعت ہو جائے اور بہت سے فقہا کے نزدیک راجح یہ ہے کہ چار رکعت پوری کرے اور اگر تیسری رکعت شروع کر دی تو اب چار کا پورا کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ: اگر فرض نماز ہو رہی ہو تو پھر سنت وغیرہ شروع نہ کی جائے بشرطیکہ کسی رکعت کے چلے جانے کا خوف ہو، ہاں اگر یقین یا گمان غالب ہو کہ کوئی پہلی رکعت نہ جائے گی تو پڑھ لے مثلاً ظہر کے وقت جب فرض شروع ہو جائے اور خوف ہو کہ سنت پڑھنے سے کوئی رکعت جاتی رہے گی تو پھر سنتیں مؤکدہ جو فرض سے پہلے پڑھی جاتی ہیں چھوڑ دے۔ پھر ظہر اور جمعہ میں بعد فرض کے بہتر یہ ہے کہ بعد والی سنتِ مؤکدہ اول پڑھ کر ان سنتوں کو پڑھ لے مگر سنتیں چونکہ مؤکدہ ہیں، لہٰذا ان کے لئے یہ حکم ہے کہ اگر فرض شروع ہو چکا تب بھی ادا کر لی جائیں بشرطیکہ ایک رکعت مل جانے کی امید ہو اور اگر ایک رکعت کی بھی امید نہ ہو تو پھر نہ پڑھے پھر اگر چاہے تو بعد سورج نکلنے کے پڑھے۔

مسئلہ: اگر یہ خوف ہو کہ فجر کی سنت اگر نماز کے سنن اور مستحبات وغیرہ کی پابندی سے ادا کی جائے گی تو جماعت نہ ملے گی تو ایسی حالت میں چاہیئے کہ صرف فرائض اور واجبات پر اختصار کرے سنن وغیرہ چھوڑ دے۔

مسئلہ: فرض شروع ہونے کی حالت میں جو سنتیں پڑھی جائیں خواہ فجر کی ہوں یا کسی اور وقت کی وہ ایسے مقام پر پڑھی جائیں جو مسجد سے علیحدہ ہو اس لئے کہ جہاں فرض نماز ہوتی ہو پھر کوئی دوسری نماز وہاں پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور اگر کوئی ایسی جگہ نہ ملے تو صف سے علیحدہ مسجد کے کسی گوشے میں نماز پڑھ لے۔

مسئلہ: اگر جماعت کا قعدہ مل جائے اور رکعتیں نہ ملیں تب بھی جماعت کا ثواب مل جائے گا۔

مسئلہ: جس رکعت کا رکوع امام کے ساتھ مل جائے تو سمجھا جائے گا کہ وہ رکعت مل گئی، ہاں اگر رکوع نہ ملے تو پھر اس رکعت کا شمار ملنے میں نہ ہو گا۔

مسئلہ: سب عورتیں اپنی اپنی نماز الگ الگ پڑھیں جماعت سے نہ پڑھیں اور جماعت کے لئے مسجد میں جانا اور وہاں جا کر مردوں کے ساتھ نہ پڑھنا چاہیئے۔ اگر کوئی

عورت اپنے شوہر، باپ وغیرہ کسی محرم کے ساتھ جماعت کر کے نماز پڑھے تو کسی مرد کے برابر نہ کھڑی ہو۔ بالکل پیچھے رہے ورنہ اس کی نماز بھی خراب ہوگی اور اس مرد کی نماز بھی برباد ہو جائے گی اور امام کے پیچھے الحمد اور سورۃ وغیرہ نہ پڑھے خاموش کھڑی رہے۔

نیت کے مسائل

مسئلہ: مقتدی کو اپنے امام کی اقتدار کی نیت کرنا بھی شرط ہے۔

مسئلہ: امام کو صرف اپنی نماز کی نیت کرنا شرط ہے، امامت کی نیت کرنا شرط نہیں ہاں اگر کوئی عورت اس کے پیچھے نماز پڑھنا چاہے، اور مردوں کے برابر کھڑی ہو، اور نماز جنازہ اور نماز جمعہ اور عیدین کی نہ ہو تو اس کی اقتدار صحیح ہونے کے لئے اس کی امامت کی نیت کرنا شرط ہے اور اگر مردوں کے برابر نہ کھڑی ہو یا نمازِ جنازہ یا جمعہ یا عیدین کی ہو تو پھر شرط نہیں۔

مسئلہ: مقتدی کو امام کی تعیین شرط نہیں کہ وہ زید ہے یا عمر بلکہ صرف اسی قدر نیت کافی ہے کہ میں اس امام کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں، ہاں اگر نام لے کر تعیین کرے اور پھر اس کے خلاف ظاہر ہوگا تو اس کی نماز نہ ہوگی، مثلاً کسی شخص نے یہ نیت کری کہ میں زید کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں حالانکہ جس کے پیچھے نماز پڑھتا ہے وہ خالد ہے تو اسکی نماز نہ ہوگی۔

تکبیر تحریمہ کا بیان

مسئلہ: بعض ناواقف مسجد میں آکر امام کو رکوع میں پاتے ہیں تو جلدی کے خیال سے آتے ہی جھک جاتے ہیں اور اسی حالت میں تحریمہ کہتے ہیں، ان کی نماز نہیں ہوتی اس لئے کہ تکبیر تحریمہ نماز کی شرط ہے اور تکبیر تحریمہ کے لئے قیام شرط ہے۔ جب قیام نہ کیا وہ صحیح نہ ہوئی اور جب وہ صحیح نہ ہوئی تو نماز کیسے صحیح ہو سکتی ہے۔

فرض نماز کے بعض مسائل

مسئلہ: آمین کے الف کو بڑھا کر پڑھنا چاہیئے، (اس کے بعد کوئی) سورت

قران مجید کی پڑھے۔

مسئلہ: اگر سفر کی حالت میں ہو یا کوئی ضرورت دربیش ہو تو اختیار ہے کہ سورۃ فاتحہ کے بعد جو سورۃ چاہے پڑھے۔ اگر سفر اور ضرورت کی حالت نہ ہو تو فجر اور ظہر کی نماز میں سورۃ حجرات اور سورۃ بروج اور ان کے درمیان کی صورتوں میں سے جس سورۃ کو چاہے پڑھے۔ فجر کی پہلی رکعت میں بہ نسبت دوسری رکعت کے بڑی سورۃ ہونی چاہئیں، ایک دو آیت کی کمی زیادتی کا اعتبار نہیں عصر اور عشاء کی نماز میں وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ اور لَمْ يَكُنْ اور ان کے درمیان کی سورتوں میں سے کوئی سورۃ پڑھنی چاہیئے، مغرب کی نماز میں اِذَا زُلْزِلَتِ سے آخر تک۔

مسئلہ: جب رکوع سے اٹھ کر سیدھا کھڑا ہو تو امام صرف سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ اور مقتدی صرف رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ اور منفرد دونوں کہے پھر تکبیر کہتا ہوا دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھے ہوئے سجدے میں جائے تکبیر کی انتہا اور سجدے کی ابتداء ساتھ ہی ہو یعنی سجدے میں پہنچتے ہی تکبیر ختم ہو جائے۔

مسئلہ: سجدے میں پہلے گھٹنوں کو زمین پہ رکھنا چاہیئے پھر ہاتھوں کو پھر ناک، پھر پیشانی کو، منہ دونوں ہاتھوں کے درمیان میں ہونا چاہیئے اور انگلیاں ملی ہوئی قبلہ رو ہونی چاہئیں اور دونوں پیر انگلیوں کے بل کھڑے ہوتے اور انگلیوں کا رُخ قبلہ کی طرف اور پیٹ زانوں سے علیحدہ اور بازو بغل سے جدا ہوں، پیٹ زمین سے اس قدر اونچا ہو کہ بکری کا بہت چھوٹا بچہ درمیان سے نکل سکے۔

مسئلہ: فجر، مغرب، عشاء کے وقت پہلی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ اور دوسری سورۃ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ اور سب تکبیریں امام بلند آواز سے کہے اور منفرد کو قرات میں تو اختیار ہے مگر سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ اور تکبیریں آہستہ کہے اور ظہر، عصر کے وقت امام صرف سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ اور سب تکبیریں بلند آواز سے کہے اور منفرد آہستہ اور مقتدی ہر وقت تکبیر وغیرہ آہستہ کہے۔

مسئلہ: بعد نماز ختم کر چکنے کے دونوں ہاتھ سینے تک اٹھا کر پھیلائے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے دعا مانگے اور امام ہو تو تمام مقتدیوں کے لئے بھی اور بعد دعا

مانگ چکنے کے دونوں ہاتھ منہ پر پھیر لے۔ مقتدی خواہ اپنی اپنی دعا مانگیں یا امام کی دعا سنائی دے تو سب آمین کہتے رہیں۔

مسئلہ: جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں جیسے ظہر، مغرب، عشاء ان کے بعد بہت دیر تک دعا نہ مانگے بلکہ مختصر دعا مانگ کر ان سنتوں کے پڑھنے میں مشغول ہو جائے اور جن نمازوں کے بعد سنتیں نہیں ہیں جیسے فجر، عصر ان کے بعد جتنی دیر تک چاہے دعا مانگے اور امام ہو تو مقتدیوں کی طرف دائیں یا بائیں رخ منہ پھیر کر بیٹھ جائے اس کے بعد دعا مانگے بشرطیکہ کوئی مسبوق اس کے مقابلہ میں نماز نہ پڑھ رہا ہو۔

مسئلہ: بعد فرض نمازوں کے بشرطیکہ ان کے بعد سنتیں نہ ہوں ورنہ سنت کے بعد مستحب ہے کہ: اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ، تین مرتبہ آیۃ الکرسی قل ھو اللہ احد، قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس ایک ایک مرتبہ پڑھ کر بتیس ۳۲ مرتبہ سبحان اللہ اور اسی قدر الحمد للہ اور چونتیس ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھے۔

فرائض و واجبات کے متعلق بعض ضروری مسائل

مسئلہ: مدرک پر قرأت نہیں امام کی قرأت سب مقتدیوں کی طرف سے کافی ہے اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مقتدیوں کو امام کے پیچھے قرأت کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: مسبوق کو اپنی گئی ہوئی رکعتوں سے ایک یا دو رکعت میں قرأت کرنا فرض ہے۔

مسئلہ: حاصل یہ ہے کہ امام کے ہوتے ہوئے مقتدی کو قرأت نہ کرنا چاہیے ہاں مسبوق کے لئے چونکہ اس کی گئی ہوئی رکعتوں میں امام نہیں ہوتا اس لئے اس کو قرأت کرنا چاہیے۔

مسئلہ: سجدے کے مقام کو پیروں کی جگہ سے ایک بالشت سے زیادہ اونچا نہ ہونا چاہیے۔ اگر ایک بالشت سے زیادہ اونچے مقام پر سجدہ کیا جائے تو درست نہیں ہاں اگر کوئی مجبوری ہی پیش آجائے تو جائز ہے۔

مسئلہ: امام کو فجر کی دونوں رکعتوں میں اور مغرب اور عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں اور جمعہ اور عیدین اور تراویح کی نماز میں اور رمضان کے وتر میں بلند

آواز سے قرأت کرنا واجب ہے۔

مسئلہ: منفرد کو فجر کی دونوں رکعتوں میں اور مغرب و عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں اختیار ہے چاہے بلند آواز سے قرأت کرے یا آہستہ آواز سے، آواز بلند ہونے کی فقہاء نے یہ حد لکھی ہے کہ کوئی دوسرا شخص سُن سکے اور آہستہ آواز کی یہ حد لکھی ہے کہ خود سُن سکے دوسرا نہ سُن سکے۔

مسئلہ: امام اور منفرد کو نماز ظہر اور عصر کی کل رکعتوں میں اور مغرب و عشاء کی اخیر رکعتوں میں آہستہ آواز سے قرأت کرنا واجب ہے۔

مسئلہ: جو نفل نمازیں دن کو پڑھی جائیں ان میں آہستہ آواز سے قرأت کرنا چاہیئے اور جو نفلیں رات کو پڑھی جائیں ان میں اختیار ہے۔

مسئلہ: منفرد اگر فجر، مغرب، عشاء کی قضا دن میں پڑھے تو ان میں بھی اس کو آہستہ آواز قرأت کرنا واجب ہے۔ اور اگر رات کو قضا پڑھے تو اس کو اختیار ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص مغرب یا عشاء کی پہلی دوسری رکعت میں سورۂ کے بعد دوسری سورۃ ملانا بھول جائے تو اسے تیسری یا چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد دوسری سورت پڑھنی چاہیئے اور ان رکعتوں میں بھی بلند آواز سے قرأت کرنا واجب ہے اور آخیر میں سجدہ سہو کرنا واجب ہے۔

نماز کی بعض سُنتیں

مسئلہ: تکبیر تحریمہ کہنے سے پہلے دونوں ہاتھوں کا اُٹھانا۔ مردوں کو کانوں تک اور عورتوں کو شانوں تک سُنت ہے۔ عذر کی حالت میں مردوں کو بھی شانوں تک ہاتھ اٹھانے میں کچھ حرج نہیں۔

مسئلہ: تکبیر تحریمہ کے فوراً بعد مردوں کو ناف کے نیچے اور عورتوں کو سینہ پر ہاتھ باندھ لینا سُنت ہے۔

مسئلہ: امام اور منفرد کو سورۂ فاتحہ کے ختم ہونے کے بعد آہستہ آواز سے آمین کہنا اور قرأت بلند آواز سے ہو تو سب مقتدیوں کو بھی آہستہ آمین کہنا سُنت ہے۔

مسئلہ: رکوع میں مردوں کو دونوں ہاتھوں کا پہلو سے جدا رکھنا سنت ہے۔
مسئلہ: قعدہ میں دونوں ہاتھ زانوؤں پر ہوں، انگلیوں کے سرے گھٹنوں کے قریب ہوں یہ سنت ہے۔

نماز توڑنے والی چیزوں کا بیان

مسئلہ: قصداً یا بھولے سے نماز میں بول اٹھا تو نماز جاتی رہی۔
مسئلہ: نماز میں آہ یا اوہ یا اُف یا ہائے کہے یا زور سے روئے تو نماز جاتی رہتی ہے، البتہ اگر جنت یا دوزخ کو یاد کرنے سے دل بھر آیا اور زور سے آواز نکل پڑی تو نماز نہیں ٹوٹی۔ مسئلہ: بے ضرورت کھنکھارنے اور گلا صاف کرنے سے جس سے ایک آدھ حرف بھی پیدا ہو جائے، نماز ٹوٹ جاتی ہے، البتہ لاچاری اور مجبوری کے وقت کھنکھارنا درست ہے اور نماز نہیں جاتی۔
مسئلہ: نماز میں چھینک آئی اور اس پر الحمد للہ کہا تو نماز نہیں جاتی لیکن کہنا نہ چاہیے اور اگر کسی اور کو چھینک آئی اور اس نے جواب میں اس کو یرحمک اللہ کہا تو نماز جاتی رہی۔
مسئلہ: قرآن شریف میں دیکھ دیکھ کر پڑھنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔
مسئلہ: نماز میں اتنا مڑ گیا کہ سینہ قبلہ کی طرف سے پھر گیا تو نماز ٹوٹ جاتی ہے۔
مسئلہ: کسی کے سلام کے جواب میں وعلیکم السلام کہا تو نماز جاتی رہی۔
مسئلہ: کسی عورت نے نماز کے اندر جوڑا باندھا تو نماز جاتی رہی۔
مسئلہ: نماز میں کوئی اچھی چیز کھالی یا کچھ پی لیا تو نماز جاتی رہی یہانتک کہ ایک تِل یا چھالی کا ٹکڑا اٹھا کر کھالے تو بھی نماز ٹوٹ جائے گی، البتہ اگر چھالی کا ٹکڑا وغیرہ کوئی چیز دانتوں میں اٹکی ہوئی تھی اس کو نگل گیا تو اگر چنے سے کم ہو تب تو نماز ہو گئی اور اگر چنے کے برابر یا زیادہ ہو تو نماز ٹوٹ گئی۔
مسئلہ: منہ میں پان دبا ہوا ہے اور اسکی پیک حلق میں جاتی ہے تو نماز نہیں ہوتی۔
مسئلہ: کوئی میٹھی چیز کھائی پھر کلی کر کے نماز پڑھنے لگا لیکن منہ میں اس کا

کچھ مزہ باقی ہے اور تھوک کے ساتھ حلق میں جاتا ہے تو نماز صحیح ہے۔

مسئلہ: نماز میں کچھ خوشخبری سنی اس پر الحمد للہ کہہ دیا یا کسی کی موت کی خبر سنی، اس پر اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا تو نماز جاتی رہی۔

مسئلہ: کوئی لڑکا وغیرہ گر پڑا، اس کے گرتے وقت بسم اللہ کہہ دیا تو نماز جاتی رہی۔ مسئلہ: نماز میں بچہ نے آکر اپنی ماں کا دودھ پی لیا تو نماز جاتی رہی، البتہ اگر دودھ نہیں نکلا تو نماز نہیں گئی۔

مسئلہ: اللہ اکبر کہتے وقت اللہ کے الف کو بڑھا دیا اور آللہ اکبر کہا یا اللہ آکبر کہا تو نماز جاتی رہی۔ اسی طرح اکبر کی بے کو بڑھا کر اور اللہ اکبار کہا تو بھی نماز جاتی رہی۔

مسئلہ: کسی خط یا کسی کتاب پر نظر پڑی اور اس کو اپنی زبان سے نہیں پڑھا لیکن دل ہی دل میں مطلب سمجھ گیا تو نماز نہیں ٹوٹی، البتہ اگر زبان سے پڑھ لے تو نماز جاتی رہے گی۔

مسئلہ: نمازی کے سامنے سے اگر کوئی جائے یا کتا، بلی، بکری وغیرہ کوئی جانور نکل جائے تو نماز نہیں ٹوٹی لیکن سامنے سے جانے والے کو بڑا گناہ ہوگا، اس لئے ایسی جگہ نماز پڑھنا چاہیئے جہاں آگے سے کوئی نہ نکلے اور چلنے پھرنے میں لوگوں کو تکلیف نہ ہو اور اگر ایسی الگ جگہ کوئی نہ ہو تو اپنے سامنے کوئی لکڑی گاڑے جو کم ازکم ایک ہاتھ لمبی اور ایک انگلی موٹی ہو اور اس لکڑی کے پاس کو کھڑا ہو، اور اس کو بالکل ناک کے سامنے نہ رکھے بلکہ داہنی یا بائیں آنکھ کے سامنے رکھے۔ اگر کوئی لکڑی نہ گاڑے تو اتنی ہی اونچی کوئی اور چیز سامنے رکھ لے جیسے مونڈھا تو اب سامنے سے جانا درست ہے۔ کچھ گناہ نہ ہوگا۔

مسئلہ: کسی ضرورت کی وجہ سے اگر قبلہ کی طرف ایک قدم آگے بڑھ گیا یا پیچھے ہٹ آیا لیکن سینہ قبلہ کی طرف سے نہیں پھرا تو نماز درست ہوگئی، لیکن اگر سجدے کی جگہ سے آگے بڑھ گیا تو نماز نہ ہوگی۔

نماز جن چیزوں سے فاسد ہوتی ہے: مسئلہ: حالتِ نماز میں

اپنے امام کے سوا کسی کو لقمہ دینا یعنی قرآن مجید کے غلط پڑھنے پر آگاہ کرنا مفسد نماز ہے۔

مسئلہ: صحیح یہ ہے کہ مقتدی اگر اپنے امام کو لقمہ دے تو نماز فاسد نہ ہوگی خواہ امام بقدرِ ضرورت قرأت کر چکا ہو یا نہیں۔

مسئلہ: امام اگر بقدرِ ضرورت قرأت کر چکا ہو تو اس کو چاہیئے کہ رکوع کر دے، مقتدیوں کو لقمہ دینے پر مجبور نہ کرے (ایسا کرنا مکروہ ہے) اور مقتدیوں کو چاہیئے کہ جب تک شدید ضرورت پیش نہ آئے امام کو لقمہ نہ دیں۔ (یہ بھی مکروہ ہے) ضرورتِ شدیدہ سے مُراد یہ ہے کہ مثلاً امام غلط پڑھ کر آگے بڑھنا چاہتا ہو یا رکوع نہ کرتا ہو یا سکوت کر کے کھڑا ہو جائے اور اگر بلا ضرورتِ شدیدہ بھی تبلا دیا تب بھی نماز فاسد نہ ہوگی۔ مسئلہ: اگر کوئی نماز پڑھنے والا کسی شخص کو لقمہ دے جو اس کا امام نہیں خواہ وہ بھی نماز میں ہو یا نہیں ہر حال میں اس لقمہ دینے والے کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

مسئلہ: مقتدی اگر کسی دوسرے شخص کا پڑھنا سُن کر یا قرآن مجید میں دیکھ کر امام کو لقمہ دے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر امام لے لے گا تو اس کی نماز بھی اور اگر مقتدی کو قرآن میں دیکھ کر، یا دوسرے سے سُن کر خود بھی یاد آگیا اور پھر اپنی یاد پر لقمہ دیا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

مسئلہ: اسی طرح اگر حالتِ نماز میں قرآن مجید دیکھ کر ایک آیت قرأت کی جائے تب بھی نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر وہ آیت جو دیکھ کر پڑھی ہے اس کو پہلے سے یاد تھی تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ اگر ایک آیت سے کم دیکھ کر پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

مسئلہ: عورت کا مرد کے ساتھ اس طرح کھڑا ہو جانا کہ ایک کا کوئی عضو دوسرے کے کسی عضو کے مقابل ہو جائے یہاں تک کہ اگر سجدے میں جانے کے وقت عورت کا سر مرد کے پاؤں کے محاذی ہو جائے تب بھی نماز جاتی رہے گی بشرطیکہ:

(۱) عورت بالغ ہو چکی ہو یا نابالغ ہو مگر قابلِ جماع ہو، تو اگر کوئی کمسن نابالغ لڑکی نماز میں محاذی ہو جائے تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ (۲) دونوں نماز میں ہوں پس اگر ایک نماز میں ہو، دوسرا نہ ہو تو اس محاذات سے نماز فاسد نہ ہوگی۔

(۳) درمیان میں کچھ حائل نہ ہو پس اگر کوئی پردہ درمیان میں ہو یا کوئی سترہ حائل ہو یا بیچ میں اتنی جگہ چھوٹی ہو جس میں ایک آدمی بے تکلف کھڑا ہو سکے تو بھی نماز فاسد نہ ہوگی۔ (۴) عورت میں نماز صحیح ہونے کی شرطیں پائی جاتی ہوں، پس اگر مجنون ہو، یا حالتِ حیض و نفاس میں ہو، تو اس کی محاذات سے نماز فاسد نہ ہوگی۔ اس لئے کہ ان صورتوں میں وہ خود نماز میں نہ سمجھی جائے گی۔ (۵) نماز جنازے کی نہ ہو، پس جنازے کی نماز میں محاذات مفسد نہیں۔ (۶) محاذات بقدر ایک رکن کے باقی رہے اگر اس سے کم محاذات رہے، تو مفسد نہیں، مثلاً اتنی دیر تک محاذات رہے کہ جس میں رکوع وغیرہ نہیں ہو سکتا اس کے بعد جاتی رہے تو اس قلیل محاذات سے نماز میں فساد نہ آئے گا۔ (۷) تحریمہ دونوں کی ایک ہو یعنی یہ عورت اس مرد کی مقتدی ہو یا دونوں کسی تیسرے کے مقتدی ہوں۔ (۸) امام نے اس عورت کی امامت کی نیت نماز شروع کرتے وقت یا درمیان میں جب وہ آکر ملی، کی ہو، اگر امام نے اس کی امامت کی نیت نہ کی ہو تو پھر اس محاذات سے نماز فاسد نہ ہوگی بلکہ اس عورت کی نماز صحیح نہ ہوگی۔

مسئلہ: امام نے کسی ایسے شخص کو خلیفہ کر دیا جس میں امام کی صلاحیت نہیں مثلاً کسی مجنون یا نابالغ بچے کو یا کسی عورت کو، تو سب کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

مسئلہ: اگر مرد نماز میں ہو اور عورت اس مرد کا اسی حالتِ نماز میں بوسہ لے تو اس مرد کی نماز فاسد نہ ہوگی، ہاں اگر اس کے بوسہ لیتے وقت مرد کو شہوت ہو گئی تو البتہ نماز فاسد ہو جائے گی، اور اگر عورت نماز میں ہو، اور کوئی مرد اس کا بوسہ لے لے تو عورت کی نماز جاتی رہے گی۔ خواہ مرد نے شہوت سے بوسہ لیا ہو یا بلا شہوت اور خواہ عورت کو شہوت ہوئی ہو یا نہیں۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص نمازی کے سامنے سے نکلنا چاہے تو حالتِ نماز میں اس سے مزاحمت کرنا اور اس کو اس فعل سے باز رکھنا جائز ہے۔ بشرطیکہ اس روکنے میں عمل کثیر نہ ہو اور اگر عمل کثیر ہو گیا تو نماز فاسد ہو گئی۔

جو چیزیں نماز میں مکروہ اور ممنوع ہیں انکا بیان:

مسئلہ: مکروہ وہ

چیزیں جن سے نماز نہیں ٹوٹتی لیکن ثواب کم ہو جاتا ہے اور گناہ ہوتا ہے۔

مسئلہ: اپنے کپڑے یا بدن یا زیور سے کھیلنا، کنکریوں کو ہٹانا مکروہ ہے۔ البتہ اگر کنکریوں کی وجہ سے سجدہ نہ کر سکے تو ایک دو مرتبہ ہاتھ سے برابر کرنا اور ہٹانا درست ہے۔

مسئلہ: نماز میں انگلیاں چٹخانا اور کولھے پر ہاتھ رکھنا اور دائیں بائیں منہ موڑ کے دیکھنا یہ سب مکروہ ہے۔

مسئلہ: نماز میں دونوں پیر کھڑے رکھ کر بیٹھنا یا چار زانو بیٹھنا یا کُتّے کی طرح بیٹھنا یہ سب مکروہ ہے، ہاں دُکھ بیماری کی وجہ سے جس طرح بیٹھ سکے بیٹھے، اس وقت کچھ مکروہ نہیں ہے۔

مسئلہ: سلام کے جواب میں ہاتھ اٹھانا اور سلام کا جواب ہاتھ سے دینا مکروہ ہے، اور اگر زبان سے جواب دیا تو نماز ٹوٹ گئی۔

مسئلہ: نماز میں اِدھر اُدھر سے اپنے کپڑے کو سمیٹنا اور سنبھالنا کہ مٹی سے نہ بھرنے پائے مکروہ ہے۔

مسئلہ: جس جگہ یہ ڈر ہو کہ کوئی نماز میں ہنسا دے گا یا خیال بٹ جائے گا، اور نماز میں بھول چوک ہو جائے گی تو ایسی جگہ نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی آگے بیٹھا باتیں کر رہا ہو یا کسی اور کام میں لگا ہوا ہو تو اس کے پیچھے اس کی پیٹھ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا مکروہ نہیں ہے لیکن اگر بیٹھنے والے کو اس سے تکلیف ہو اور وہ اس کے رُک جانے سے گھبرائے تو ایسی حالت میں کسی کے پیچھے نماز نہ پڑھے یا وہ اتنے زور زور سے باتیں کرتا ہو کہ نماز میں بھول جانے کا ڈر ہو تو وہاں نماز نہ پڑھنا چاہیے مکروہ ہے اور کسی کے منہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: اگر نمازی کے سامنے قرآن شریف یا تلوار لٹکی ہو تو اس کا کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ: جس فرش پر تصویریں بنی ہوں اس پر نماز ہو جاتی ہے۔ لیکن تصویر پر سجدہ نہ کرے اور تصویر دار جانماز رکھنا مکروہ ہے اور تصویر گھر میں رکھنا بڑا گناہ ہے۔

مسئلہ: اگر تصویر سر کے اوپر ہو یعنی چھت میں یا چھت گیری میں تصویر بنی ہوئی ہو یا آگے کی طرف کو ہو یا دائیں طرف یا بائیں طرف ہو تو نماز مکروہ ہے اور اگر پیر کے نیچے ہو تو نماز مکروہ نہیں۔ لیکن اگر بہت چھوٹی تصویر ہو کہ اگر زمین پر رکھ دو تو کھڑے ہو کر نہ دکھائی دے یا پوری تصویر نہ ہو بلکہ سر کٹا ہوا یا مٹا ہوا ہو تو اس کا کچھ حرج نہیں ہے ایسی تصویر سے کسی صورت میں نماز مکروہ نہیں ہوتی چاہے جس طرف ہو۔

مسئلہ: تصویر دار کپڑا پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: درخت یا مکان وغیرہ کسی بے جان چیز کا نقشہ بنا ہو تو مکروہ نہیں۔

مسئلہ: نماز کے اندر آیتوں کا یا کسی اور چیز کا انگلیوں پر گننا مکروہ ہے البتہ اگر انگلیوں کو دبا کر گنتی یاد رکھے تو کچھ حرج نہیں۔

مسئلہ: دوسری رکعت کو پہلی رکعت سے زیادہ لمبی کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: کسی نماز میں کوئی سورت مقرر کر لینا کہ ہمیشہ وہی پڑھا کرے اور سورت کبھی نہ پڑھے یہ بات مکروہ ہے۔

مسئلہ: کندھے پر رومال ڈال کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: بہت بُرے اور میلے کچیلے کپڑے پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اگر دوسرے کپڑے نہ ہوں تو جائز ہے۔

مسئلہ: پیسہ کوڑی منہ میں لے کر نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اگر ایسی چیز ہو کہ نماز میں قرآن شریف وغیرہ نہیں پڑھ سکتا تو نماز نہیں ہوئی ٹوٹ گئی۔

مسئلہ: جس وقت پیشاب پاخانہ زور سے لگا ہو ایسے وقت نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: جب بہت بھوک لگی ہو اور کھانا تیار ہو تو پہلے کھانا کھا لے تب نماز پڑھے۔ بے کھانا کھائے نماز پڑھنا مکروہ ہے، البتہ اگر وقت تنگ ہونے لگے تو پہلے نماز پڑھ لے۔

مسئلہ: آنکھیں بند کر کے نماز پڑھنا بہتر نہیں لیکن اگر آنکھیں بند کرنے سے نماز میں خوب دل لگے تو بند کر کے پڑھنے میں بھی کوئی برائی نہیں۔

مسئلہ: بے ضرورت نماز میں تھوکنا اور ناک صاف کرنا مکروہ ہے، اور اگر

ضرورت پڑے تو درست ہے جیسے کسی کو کھانسی آئی اور منہ میں بلغم آگیا تو اپنے بائیں طرف تھوک دے یا کپڑے میں لیکر مل ڈالے، اور داہنی طرف اور قبلہ کی طرف نہ تھوکے۔

مسئلہ: نماز میں کھٹمل نے کاٹ کھایا تو اس کو پکڑ کر چھوڑ دے، نماز پڑھنے میں مارنا اچھا نہیں ہے اور اگر کھٹمل نے ابھی کاٹا نہیں ہے، تو اس کو نہ پکڑے، بے کاٹے پکڑنا بھی مکروہ ہے۔

مسئلہ: ابھی سورت پوری ختم نہیں ہوئی دو ایک کلمے رہ گئے تھے کہ جلدی کے مارے رکوع میں چلا گیا اور سورت کو رکوع میں جاکر ختم کر لیا تو نماز مکروہ ہوئی۔

مسئلہ: اگر سجدے کی جگہ پیر سے اونچی ہو جیسے کوئی دہلیز پر سجدہ کرے تو دیکھو کتنی اونچی ہے، اگر ایک بالشت سے زیادہ اونچی ہے تو نماز درست نہیں ہے اور اگر ایک بالشت یا اس سے کم ہے تو نماز درست ہے لیکن بے ضرورت ایسا کرنا مکروہ ہے۔

نماز جن چیزوں سے مکروہ ہوتی ہے

مسئلہ: حالتِ نماز میں کپڑے کا خلافِ دستور پہننا یعنی جو طریقہ اسکے پہننے کا ہو، اور جس طریقے سے اہلِ تہذیب پہنتے ہوں اس کے خلاف اس کا استعمال مکروہ تحریمی ہے۔

مثال: کوئی شخص چادر اوڑھے اور اس کا کنارہ شانے پر نہ ڈالے یا کرتہ پہنے اور آستینوں میں ہاتھ نہ ڈالے اس سے نماز مکروہ ہو جاتی ہے۔

مسئلہ: برہنہ سر نماز پڑھنا مکروہ ہے ہاں اگر تذلل اور خشوع کی نیت سے ایسا کرے تو کچھ مضائقہ نہیں۔

مسئلہ: اگر کسی کی ٹوپی یا عمامہ نماز پڑھتے میں گر جائے تو افضل یہ ہے کہ اسی حالت میں اسے اٹھا کر پہن لے لیکن اگر اس کے پہننے میں عملِ کثیر کی ضرورت پڑے تو نہ پہنے۔ مسئلہ: مردوں کو اپنے دونوں ہاتھوں کی کہنیوں کا سجدہ کی حالت میں بچھا دینا مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ: امام کا محراب میں کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے، ہاں اگر محراب سے باہر کھڑا ہو مگر سجدہ محراب میں ہوتا ہو تو مکروہ نہیں۔

مسئلہ: کل مقتدیوں کا امام سے بے ضرورت کسی اونچے مقام پر کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے، اگر بعض مقتدی امام کی برابر ہوں اور بعض اونچی جگہ پر ہوں تب جائز ہے۔ مسئلہ: مقتدی کو اپنے امام سے پہلے کوئی فعل شروع کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ: مقتدی کو جبکہ امام قیام میں قرأت کر رہا ہو کوئی دعا وغیرہ یا قرآن مجید کی قرأت کرنا خواہ سورۂ فاتحہ ہو یا کوئی اور سورت ہو مکروہ تحریمی ہے۔

جن وجہوں سے نماز کا توڑ دینا درست ہے اُن کا بیان

مسئلہ: نماز پڑھتے میں ریل چل دے اور اس پر اپنا اسباب رکھا ہوا ہو یا بال بچے سوار ہیں تو نماز توڑ کر بیٹھ جانا درست ہے۔

مسئلہ: سامنے سانپ آگیا تو اس کے ڈر سے نماز کا توڑ دینا درست ہے۔

مسئلہ: رات کو مرغی کھلی رہ گئی اور بلی اس کے پاس آگئی تو اس کے خوف سے نماز توڑ دینا درست ہے۔

مسئلہ: نماز میں کسی نے جوتہ اٹھالیا اور ڈر ہے کہ اگر نماز نہ توڑے گا تو لے کر بھاگ جائے گا، تو اس کے لئے نیت توڑ دینا درست ہے۔

مسئلہ: کوئی عورت نماز میں ہے اور ہانڈی اُبلنے لگی جس کی لاگت تین چار آنے ہے تو نماز توڑ کر اس کو درست کر دینا جائز ہے۔ غرضکہ جب ایسی چیز کے ضائع ہو جانے یا خراب ہو جانے کا ڈر ہے جس کی قیمت تین چار آنے ہو تو اس کی حفاظت کے لئے نماز توڑ دینا درست ہے۔

مسئلہ: اگر نماز میں پیشاب پاخانہ زور کرے تو نماز توڑ دے اور فراغت کر کے پھر نماز پڑھے۔

مسئلہ: کوئی اندھی عورت یا مرد جا رہا ہے اور آگے کنواں ہے اور اس میں گر پڑنے کا ڈر ہے تو اس کے بچانے کے لئے نماز کا توڑ دینا فرض ہے، اگر نماز نہیں توڑی اور وہ گر کے مر گیا تو گنہگار ہوگا۔

مسئلہ: کسی بچے وغیرہ کے کپڑوں میں آگ لگ گئی اور وہ جلنے لگا تو

اس کے لئے بھی نماز توڑ دینا فرض ہے۔

مسئلہ: ماں باپ، دادا، دادی، نانا، نانی، کسی مصیبت کی وجہ سے پکاریں تو فرض کو توڑ دینا واجب ہے، جیسے کسی کا باپ یا ماں وغیرہ بیمار ہے اور پاخانہ وغیرہ کسی ضرورت سے گیا اور آتے جاتے میں پیر پھسل گیا اور گر پڑا تو نماز توڑ کے اسے اٹھالے لیکن اگر کوئی اور اٹھانے والا ہو تو بے ضرورت نماز نہ توڑے۔

مسئلہ: اور اگر ابھی گرا نہیں ہے لیکن گرنے کا ڈر ہے اور اس نے اس کو پکارا تب بھی نماز توڑ دے۔

مسئلہ: اور اگر کسی ایسی ضرورت کے لئے نہیں پکارا، یوں ہی پکارا تو فرض نماز کا توڑ دینا درست نہیں۔

مسئلہ: اور اگر نفل یا سُنت پڑھتا ہو، اس وقت باپ ماں، دادا، دادی، نانا، نانی پکاریں، لیکن یہ ان کو معلوم نہیں ہے کہ فلاں نماز پڑھتا ہے تو ایسے وقت بھی نماز توڑ کر ان کی بات کا جواب دینا واجب ہے، چاہے کسی مصیبت سے پکاریں، چاہے بے ضرورت پکاریں دونوں کا ایک حکم ہے، اگر نماز توڑ کر نہ بولے گا تو گناہ ہوگا، اور اگر وہ جانتے ہوں کہ نماز پڑھتا ہے پھر بھی پکاریں تو نماز نہ توڑے لیکن اگر کسی ضرورت سے پکاریں اور ان کو تکلیف ہونے کا ڈر ہو تو نماز توڑ دے۔

نماز میں حدث ہو جانے کا بیان

مسئلہ: نماز میں اگر حدث ہو جائے تو اگر حدثِ اکبر ہوگا جس سے غسل واجب ہو جائے تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر حدثِ اصغر ہوگا تو دو حال سے خالی نہیں، اختیاری ہوگا یا بے اختیاری یعنی اس کے وجود میں یا اس کے سبب میں بندوں کے اختیارات کو دخل ہوگا یا نہیں، اگر اختیاری ہوگا تو نماز فاسد ہو جائے گی مثلاً کوئی شخص نماز میں قہقہے کے ساتھ ہنسے یا اپنے بدن میں کوئی ضرب لگا کر خون نکال لے یا عمداً اخراج ریح کرے یا کوئی چھت کے اوپر چلے اور چلنے کے سبب سے کوئی پتھر وغیرہ چھت سے گر کر کسی نماز پڑھنے والے کے سر میں لگے اور خون نکل آئے، ان

صورتوں میں نماز فاسد ہو جائے گی اس لئے کہ یہ تمام افعال بندوں کے اختیار سے صادر ہوتے ہیں، اگر بے اختیاری ہو گا تو اس میں دو صورتیں ہیں یا نادر الوقوع ہو گا جیسے جنون، بے ہوشی یا امام کا مر جانا وغیرہ یا کثیر الوقوع جیسے خروج ریح، پیشاب، پاخانہ، مذی وغیرہ، پس اگر نادر الوقوع ہو گا تو نماز فاسد ہو جائے گی، اور اگر نادر الوقوع نہ ہو گا تو نماز فاسد نہ ہو گی، بلکہ اس شخص کو شرعاً اختیار و اجازت ہے کہ اس حدث کے رفع کرنے کے اس نماز کو تمام کر لے اور اس کو بناء کہتے ہیں لیکن اگر نماز کا اعادہ کر لے یعنی پھر شروع سے پڑھے تو بہتر ہے۔

مسئلہ: منفرد کو اگر حدث ہو جائے تو اس کو چاہیئے کہ فوراً وضو کرلے اور وہیں اپنی بقیہ نماز تمام کرلے اور یہی افضل ہے اور چاہے جہاں پہلے تھا وہاں جاکر پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ قصداً پہلی نماز کو سلام پھیر کر قطع کر دے اور بعد وضو کے از سر نو نماز پڑھے۔

مسئلہ: امام کو اگر حدث ہو جائے اگرچہ قعدۂ اخیرہ میں ہو تو اس کو چاہیئے کہ فوراً وضو کرنے کے لئے چلا جائے اور بہتر یہ ہے کہ اپنے مقتدیوں میں جس کو امامت کے لائق سمجھتا ہو، اس کو اپنی جگہ کھڑا کر دے، پھر جب خود وضو کر چکے تو اگر جماعت باقی ہو تو جماعت میں آکر اپنے خلیفہ کا مقتدی بن جائے اور اگر جماعت ہو چکی ہو تو اپنی نماز تمام کر لے خواہ جہاں وضو کیا ہے وہیں یا جہاں پہلے تھا وہاں پر۔

مسئلہ: خلیفہ کر دینے کے بعد امام نہیں رہتا بلکہ اپنے خلیفہ کا مقتدی ہو جاتا ہے اگر امام کسی کو خلیفہ نہ کرے بلکہ خود مقتدی آگے بڑھ کر امام کی جگہ پر کھڑا ہو جائے اور امام ہونے کی نیت کر لے تب بھی درست ہے بشرطیکہ اس وقت تک امام مسجد سے باہر نہ نکل چکا ہو، اور اگر نماز مسجد میں نہ ہوتی ہو تو صفوں سے یا سترے سے آگے نہ بڑھا ہو، اور اگر ان حدود سے آگے بڑھ چکا ہو تو نماز فاسد ہو جائے گی، اب کوئی دوسرا امام نہیں بن سکتا۔

مسئلہ: اگر مقتدی کو حدث ہو جائے تو اس کو بھی فوراً وضو کرنا چاہیئے بعد وضو کے اگر جماعت باقی ہو تو جماعت میں شریک ہو جائے، ورنہ اپنی نماز تمام کر لے۔

مسئلہ: بہتر یہ ہے کہ بنا نہ کرے بلکہ وہ نماز سلام کے ساتھ قطع کرے پھر از سرِ نو پڑھے۔

نمازِ وتر کا بیان

مسئلہ: وتر کی نماز واجب ہے اور واجب کا مرتبہ قریب قریب فرض نماز کے ہے، چھوڑ دینے سے بڑا گناہ ہوتا ہے، اگر کبھی چھوٹ جائے تو جب موقع ملے فوراً اس کی قضا پڑھنا چاہیئے۔

مسئلہ: وتر کی تین رکعتیں ہیں دو رکعتیں پڑھ کے بیٹھے اور التحیات پڑھے اور درود شریف بالکل نہ پڑھے، بلکہ التحیات پڑھ چکنے کے بعد فوراً اٹھ کھڑا ہو، اور الحمد و سورت پڑھ کر اللہ اکبر کہے اور کندھے تک ہاتھ اٹھائے اور پھر ہاتھ باندھ لے پھر دعائے قنوت پڑھ کے رکوع کرے اور تیسری رکعت پر بیٹھ کر التحیات، درود شریف اور دعا پڑھ کے سلام پھیرے۔ مسئلہ: دعائے قنوت یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ	اے اللہ! ہم تجھ سے مدد چاہتے ہیں اور تجھ سے
وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ	معافی مانگتے ہیں اور تجھ پر ایمان لاتے ہیں اور تجھ پر
وَنُثْنِيْ عَلَيْكَ الْخَيْرَ ط وَنَشْكُرُكَ	بھروسہ رکھتے ہیں اور تیری بہت اچھی تعریف
وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ	کرتے ہیں اور تیرا شکر کرتے ہیں اور تیری ناشکری
مَنْ يَّفْجُرُكَ ط اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ	نہیں کرتے ہیں، اور ہم الگ کر دیتے ہیں اور چھوڑ
نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ	دیتے ہیں اس شخص کو جو تیری نافرمانی کرے، اے
وَاِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْا	اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیرے ہی
رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ	لئے نماز پڑھتے اور سجدہ کرتے ہیں اور تیری ہی
اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ ط	طرف دوڑتے اور لپکتے ہیں اور تیری رحمت کی

امید رکھتے ہیں، اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں، بیشک تیرا عذاب کافروں کو ملنے والا ہے۔

مسئلہ: وتر کی تینوں رکعتوں میں الحمد کے ساتھ سورت ملانا چاہیئے۔

مسئلہ: اگر تیسری رکعت میں دعائے قنوت پڑھنا بھول گیا اور رکوع میں چلا گیا تب یاد آیا تو اب دعائے قنوت نہ پڑھے بلکہ نماز ختم پر سجدہ سہو کرے اور اگر

رکوع چھوڑ کر اُٹھ کھڑا ہو، اور دعائے قنوت پڑھ لے تب بھی خیر نماز ہو گئی لیکن ایسا نہ کرنا چاہیئے تھا اور سجدہ سہو کرنا اس صورت میں بھی واجب ہے۔

مسئلہ: اگر بھولے سے پہلی یا دوسری رکعت میں دعائے قنوت پڑھ لی تو اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے تیسری رکعت میں پھر پڑھنا چاہیئے اور سجدہ سہو بھی کرنا پڑے گا۔

مسئلہ: جس کو دعائے قنوت یاد نہ ہو یہ پڑھ لیا کرے۔

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ط — اے ہمارے پروردگار! ہم کو دنیا میں بھی بھلائی اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما۔

یا تین دفعہ یہ کہہ لے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِی (اے اللہ مجھے بخشدے)، یا تین دفعہ یَارَبِّ یَارَبِّ یَارَبِّ (اے ہمارے پروردگار، اے ہمارے پالنے والے، اے ہمارے پرورش کرنے والے)

سُنّت اور نفل نمازوں کا بیان

مسئلہ: فجر کے وقت فرض سے پہلے دو رکعت نماز سُنّت ہے، حدیث میں اس کی بڑی تاکید آئی ہے کبھی اس کو نہ چھوڑے، اگر کسی دن دیر ہو گئی اور نماز کا وقت بالکل اخیر ہو گیا تو مجبوری کے وقت فقط دو رکعت فرض پڑھ لے لیکن جب سورج نکل آئے اور اونچا ہو جائے تو سُنّت کی دو رکعت قضا پڑھ لے۔

مسئلہ: ظہر کے وقت پہلے چار سُنّت پڑھے پھر چار رکعت فرض، پھر دو رکعت سُنّت ظہر کے وقت یہ چھ رکعتیں سُنّت کی بھی ضروری ہیں ان کے پڑھنے کی بہت تاکید ہے۔

مسئلہ: عصر کے وقت چار رکعت سُنّت پڑھے پھر چار رکعت فرض پڑھے لیکن عصر کے وقت سُنّتوں کی تاکید نہیں ہے جو کوئی پڑھے اس کو بہت ثواب ملتا ہے۔

مسئلہ: مغرب کے وقت پہلے تین رکعت فرض پڑھے پھر دو رکعت سُنّت پڑھے، یہ سُنّتیں بھی ضروری ہیں، نہ پڑھنے سے گناہ ہو گا۔

مسئلہ: عشاء کے وقت بہتر اور مستحب یہ ہے کہ پہلے چار رکعت سُنّت پڑھے پھر چار رکعت فرض، پھر دو رکعت سُنّت پڑھے، یہ دو رکعتیں پڑھنی ضروری ہیں نہ پڑھے گا تو گنہگار ہو گا، پھر اگر جی چاہے دو رکعت نفل بھی پڑھ لے اس حساب سے عشاء کی چھ سُنّت

ہوئیں، اور اگر اتنی رکعتیں نہ پڑھے تو پہلے چار رکعت فرض پھر دو رکعت سنت پڑھے پھر وتر پڑھے۔ **مسئلہ**: رمضان کے مہینے میں تراویح کی نماز بھی سنت ہے۔

فائدہ: جن سنتوں کا پڑھنا ضروری ہے یہ سنت مؤکدہ کہلاتی ہیں اور رات دن میں ایسی سنتیں بارہ ۱۲ ہیں، دو فجر کی، چار ظہر سے پہلے، دو ظہر کے بعد، دو مغرب کے بعد، دو عشاء کے بعد، اور رمضان میں تراویح، اور بعض عالموں نے تہجد کو بھی مؤکدہ میں گنا ہے۔

مسئلہ: اتنی نمازیں تو شرع کی طرف سے مقرر ہیں اگر اس سے زیادہ کسی کا پڑھنے کو جی چاہے تو جتنا چاہے زیادہ پڑھے اور جس وقت جی چاہے پڑھے فقط اتنا خیال رکھے کہ جن وقتوں میں نماز پڑھنا مکروہ ہے اس وقت نہ پڑھے فرض اور سنت کے سوائے جو کچھ پڑھے گا اس کو نفل کہتے ہیں جتنی زیادہ نفلیں پڑھے گا اتنا ہی زیادہ ثواب ملے گا۔ اس کی کوئی حد نہیں ہے۔

مسئلہ: بعضی نفلوں کا ثواب بہت زیادہ ہوتا ہے اس لئے اور نفلوں سے ان کا پڑھنا بہتر ہے کہ تھوڑی سی محنت میں بہت ثواب ملتا ہے وہ یہ ہیں (۱) تحیۃ الوضو (۲) تحیۃ المسجد (۳) اشراق (۴) چاشت (۵) اوّابین (۶) تہجد (۷) صلوٰۃ التسبیح۔

مسئلہ: تحیۃ الوضو اس کو کہتے ہیں کہ جب کبھی وضو کرے تو وضو کے بعد دو رکعت نفل پڑھ لیا کرے، حدیث میں اس کی بڑی فضیلت آئی ہے۔

مسئلہ: تحیۃ المسجد۔ یہ نماز اس شخص کے لئے سنت ہے جو مسجد میں داخل ہو اس نماز سے مقصود مسجد کی تعظیم ہے جو درحقیقت خدا ہی کی تعظیم ہے اس لئے کہ مکان کی تعظیم صاحب مکان کے خیال سے ہوتی ہے، مسجد میں آنے کے بعد بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھ لے۔

مسئلہ: اگر مکروہ وقت ہو تو چار مرتبہ ان کلمات کو کہہ لے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اور اس کے بعد کوئی درود شریف پڑھ لے، اس نماز کی نیت یہ ہے نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ رَکْعَتَیْ تَحِیَّۃَ الْمَسْجِدِ یا اردو میں اس طرح کہہ لے کہ میں نے یہ نیت کی کہ دو رکعت نماز تحیۃ المسجد پڑھوں۔

مسئلہ: دو رکعت کی کچھ تخصیص نہیں اگر چار رکعت پڑھی جائیں تو بھی

کچھ مضائقہ نہیں اگر مسجد میں آتے ہی کوئی فرض نماز پڑھی جائے یا اور کوئی سُنت ادا کی جائے تو وہی فرض یا سُنت تحیۃ المسجد کے قائم مقام ہو جائے گی، یعنی اس کے پڑھنے سے تحیۃ المسجد کا ثواب مل جائے گا اگرچہ اس میں تحیۃ المسجد کی نیت نہیں کی گئی

مسئلہ: اگر مسجد میں جا کر کوئی شخص بیٹھ جائے اور اس کے بعد تحیۃ المسجد پڑھے تب بھی کچھ حرج نہیں مگر بہتر یہ ہے کہ بیٹھنے سے پہلے پڑھ لے

مسئلہ: اگر مسجد میں کئی مرتبہ جانے کا اتفاق ہو تو صرف ایک مرتبہ تحیۃ المسجد پڑھ لینا کافی ہے۔

مسئلہ: اشراق کی نماز کا طریقہ یہ ہے کہ جب فجر کی نماز پڑھ چکے تو جائے نماز پر سے نہ اُٹھے اسی جگہ بیٹھے بیٹھے درُود شریف یا کلمہ یا اور کوئی وظیفہ پڑھتا ہے اور اللہ کی یاد میں لگا رہے، دنیا کی کوئی بات چیت نہ کرے نہ دنیا کا کوئی کام کرے، جب سورج نکل آئے اور اونچا ہو جائے تو دو رکعت یا چار رکعت پڑھ لے تو ایک حج اور ایک عمرے کا ثواب ملتا ہے اور اگر فجر کی نماز کے بعد کسی دنیا کے دھندے میں لگ گیا پھر سورج اونچا ہونے کے بعد اشراق کی نماز پڑھی تو بھی درست ہے لیکن ثواب کم ہو جائے گا۔

مسئلہ: پھر جب سورج خوب زیادہ اونچا ہو جائے اور دُھوپ تیز ہو جائے تب کم سے کم دو رکعت پڑھے یا اس سے زیادہ یعنی چار رکعت یا آٹھ رکعت یا بارہ رکعت پڑھ لے اس کو چاشت کہتے ہیں اس کا بھی بہت ثواب ہے۔

مسئلہ: مغرب کے فرض اور سُنتوں کے بعد کم سے کم چھ رکعتیں اور زیادہ سے زیادہ بیس رکعتیں پڑھے اس کو اوابین کہتے ہیں۔

مسئلہ: آدھی رات کے بعد اُٹھ کر نماز پڑھنے کا بڑا ہی ثواب ہے اسی کو تہجد کہتے ہیں یہ نماز اللہ تعالیٰ کو بہت مقبول ہے اور سب سے زیادہ اس کا ثواب ملتا ہے تہجد کی کم سے کم چار رکعتیں اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہیں، نہ ہو تو دو ہی رکعتیں سہی، اگر پچھلی رات کو ہمت نہ ہو تو عشاء کے بعد پڑھ لے مگر ویسا ثواب نہ ہو گا۔

مسئلہ: صلوٰۃ التسبیح کا حدیث شریف میں بہت بڑا ثواب آیا ہے اس کے پڑھنے سے بے انتہا ثواب ملتا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباسؓ

کو یہ نماز سکھائی تھی اور فرمایا تھا کہ اس کے پڑھنے سے تمہارے سب گناہ اگلے پچھلے نئے پرانے چھوٹے بڑے معاف ہوجائیں گے، اور فرمایا تھا کہ اگر ہوسکے تو ہر روز یہ نماز پڑھ لیا کرو، اور ہر روز نہ ہوسکے تو ہفتہ میں ایک دفعہ پڑھ لو، اگر ہر ہفتہ نہ ہوسکے تو ہر مہینے میں پڑھ لیا کرو، اور اگر ہر مہینے میں بھی نہ ہوسکے تو ہر سال میں ایک دفعہ پڑھ لو، اگر یہ بھی نہ ہوسکے تو عمر بھر میں ایک مرتبہ پڑھ لو۔ اس نماز کے پڑھنے کی ترکیب یہ ہے کہ چار رکعت کی نیت باندھے، اور سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ اور اَلْحَمْدُ اور سُورت جب سب پڑھ چکے تو رکوع سے پہلے ہی پندرہ دفعہ یہ دعا پڑھے:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ط

اللہ پاک ہے اور اللہ لائق تعریف ہے اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ بہت بڑا ہے۔

پھر رکوع میں جائے اور سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ ط کہنے کے بعد دس مرتبہ پھر یہی پڑھے، پھر رکوع سے اُٹھے اور سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ ط کے بعد پھر دس مرتبہ پڑھے، پھر سجدے میں جائے اور سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى کہنے کے بعد پھر دس دفعہ پڑھے، پھر سجدے سے اُٹھ کے دس دفعہ پڑھے اس کے بعد دوسرا سجدہ کرے اس میں دس دفعہ پڑھے، پھر سجدے سے اُٹھ کے بیٹھے اور دس دفعہ پڑھ کے دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہو، اسی طرح دوسری رکعت پڑھے اور جب دوسری رکعت میں التحیات کے لئے بیٹھے تو پہلے وہی دعا دس دفعہ پڑھے تب التحیات پڑھے اسی طرح چار رکعتیں پڑھے، ہر رکعت میں پچھتّر بار، کُل تین سو بار یہ دُعا پڑھے۔

مسئلہ: ان چار رکعتوں میں جو سُورت چاہے پڑھے کوئی سُورت مقرر نہیں ہے۔

فصل

مسئلہ: دن کو نفلیں پڑھے تو چاہے دو دو رکعت کی نیت باندھے اور چاہے چار چار رکعت کی نیت باندھے، اور دن کو چار رکعت سے زیادہ کی نیت باندھنا مکروہ ہے اور رات کو ایک دم سے چھ چھ یا آٹھ آٹھ رکعت کی باندھے تو بھی درست ہے اور اس سے زیادہ کی نیت باندھنا رات کو بھی مکروہ ہے۔

مسئلہ: اگر چار رکعتوں کی نیت باندھے اور چاروں پڑھنی بھی چاہے تو

جب دو رکعت پڑھ کر بیٹھے اس وقت اختیار ہے التحیات کے بعد درود شریف اور دعا بھی پڑھے پھر بے سلام پھیرے اُٹھ کھڑا ہو پھر تیسری رکعت پر سُبحانک اللّٰھم پڑھ کر اعوذ اور بسم اللہ کہہ کے الحمد شروع کرے، چاہے صرف التحیات پڑھ کے اُٹھ کھڑا ہوا اور تیسری رکعت پر بسم اللہ اور الحمد سے شروع کرے پھر چوتھی رکعت پر بیٹھ کر التحیات وغیرہ سب پڑھ کر سلام پھیرے اور اگر آٹھ رکعت کی نیت باندھی اور آٹھوں رکعت ایک سلام سے پوری کرنا چاہے تو اسی طرح دونوں باتیں اب بھی درست ہیں چاہے التحیات، درود شریف اور دُعا پڑھ کے کھڑا ہو جائے اور پھر سبحانک اللّٰھم پڑھے اور چاہے التحیات پڑھ کر کھڑا ہو کر بسم اللہ اور الحمد سے شروع کر دے اور اسی طرح چھٹی رکعت پر بھی چاہے التحیات، درود، دُعا سب کچھ پڑھ کے کھڑا ہو پھر سبحانک اللّٰھم پڑھے اور چاہے فقط التحیات پڑھ کے کھڑا ہو کر بسم اللہ اور الحمد سے شروع کر دے اور آٹھویں رکعت پر بیٹھ کر سب کچھ پڑھ کر سلام پھیرے اور اسی طرح ہر دو رکعت پر ان دونوں باتوں کا اختیار ہے۔

مسئلہ: سنت اور نفل کی سب رکعتوں میں الحمد کے ساتھ سورۃ ملانا واجب ہے، اگر قصداً سورۃ نہ ملائے گا تو گنہگار ہوگا اور اگر بھول گیا تو سجدہ سہو کرنا پڑے گا۔

مسئلہ: نفل نماز کی جب کسی نے نیت باندھ لی تو اب اس کا پورا کرنا واجب ہو گیا اگر توڑے گا تو گنہگار ہو گا، اور جو نماز توڑی ہے اس کی قضا پڑھنا پڑے گی۔ لیکن نفل کی ہر دو رکعت الگ ہیں اگر چار یا چھ رکعت کی نیت باندھے تو فقط دو ہی رکعت کا پورا کرنا واجب ہو گا، چاروں رکعتیں واجب نہیں پس اگر کسی نے چار رکعت نفل کی نیت کی پھر دو رکعت پڑھ کے سلام پھیر دیا تو کچھ گناہ نہیں۔

مسئلہ: اگر کسی نے چار رکعت کی نیت باندھی اور ابھی دو رکعتیں پوری نہ ہوئی تھیں کہ نماز توڑ دی تو فقط دو رکعت کی قضا پڑھے۔

مسئلہ: اگر چار رکعت کی نیت باندھی اور دو رکعت پڑھ چکا تیسری یا چوتھی رکعت میں نیت توڑ دی تو اگر دوسری رکعت میں بیٹھ کر اس نے التحیات وغیرہ پڑھی ہے تو دو رکعت کی قضا پڑھے اور اگر دوسری رکعت پر نہیں بیٹھا بے التحیات

پڑھے بھولے سے کھڑا ہو گیا یا قصداً کھڑا ہو گیا تو پوری چاروں رکعتوں کی قضا پڑھے گا۔

مسئلہ: ظہر کی چار رکعت سُنت کی نیت اگر ٹوٹ جائے تو پوری چار رکعت پھر سے پڑھے چاہے دو رکعت پر بیٹھ کر التحیات پڑھی ہو یا نہ پڑھی ہو۔

مسئلہ: نفل بیٹھ کر پڑھنا بھی درست ہے لیکن بیٹھ کر پڑھنے سے آدھا ثواب ملتا ہے اس لئے کھڑے ہو کر پڑھنا بہتر ہے۔ اس میں وتر کے بعد کی نفلیں بھی آ گئیں، البتہ بیماری کی وجہ سے کھڑے نہ ہو سکے تو پورا ثواب ملے گا اور فرض نماز اور سُنت جب تک مجبوری نہ ہو بیٹھ کر پڑھنا درست نہیں۔

مسئلہ: نفل نماز کھڑے ہو کر شروع کی پھر پہلی ہی رکعت یا دوسری رکعت میں بیٹھ گیا تو یہ بھی درست ہے۔

مسئلہ: نفل نماز کھڑے کھڑے پڑھی لیکن ضعف کی وجہ سے تھک گیا تو کسی لاٹھی یا دیوار کی ٹیک لگا لینا اور اس کے سہارے کھڑا ہونا بھی درست ہے، مکروہ نہیں ہے۔

نمازِ تراویح کا بیان

مسئلہ: رمضان کے مہینے میں تراویح کی نماز بھی سُنت ہے، اس کی بھی تاکید آئی ہے، اس کا چھوڑ دینا اور نہ پڑھنا گناہ ہے۔ عشاء کے فرض اور سُنتوں کے بعد بیس رکعت تراویح پڑھے چاہے دو رکعت کی نیت باندھے چاہے چار چار کی مگر دو دو رکعت پڑھنا افضل ہے۔ جب بیس رکعتیں پڑھ چکے تو وتر پڑھے۔

مسئلہ: وتر کو بعد تراویح کے جماعت سے پڑھنا بہتر ہے اگر پہلے پڑھ لے تو بھی درست ہے۔

مسئلہ: نماز تراویح میں چار رکعت کے بعد اتنی دیر تک بیٹھنا جتنی دیر میں چار رکعتیں پڑھی گئی ہیں مستحب ہے ہاں اگر اتنی دیر تک بیٹھنے سے لوگوں کو تکلیف ہو اور جماعت کے کم ہو جانے کا خوف ہو تو اس سے کم بیٹھنے میں اختیار ہے چاہے تنہا نوافل پڑھے یا تسبیح وغیرہ پڑھے چاہے چپ بیٹھا رہے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص عشاء کی نماز کے بعد تراویح پڑھ چکا ہو اور بعد پڑھ

چکنے کے معلوم ہو کہ عشاء کی نماز میں کوئی ایسی بات ہو گئی تھی جس کی وجہ سے عشاء کی نماز نہیں ہوئی تو اسکو عشاء کی نماز کے اعادہ کے بعد تراویح کا بھی اعادہ کرنا چاہیئے۔

مسئلہ: اگر عشاء کی نماز جماعت سے نہ پڑھی گئی ہو تو تراویح بھی جماعت سے نہ پڑھی جائے اس لیئے کہ تراویح عشاء کے تابع ہے ہاں جو لوگ جماعت سے عشاء کی نماز پڑھ کر تراویح جماعت سے پڑھ رہے ہوں ان کے ساتھ شریک ہو کر اس شخص کو بھی تراویح کا جماعت سے پڑھنا درست ہو جائے گا۔ جس نے عشاء کی نماز بغیر جماعت کے پڑھی ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص مسجد میں ایسے وقت پہنچے کہ عشاء کی نماز ہو چکی ہو تو اسے چاہیئے کہ پہلے عشاء کی نماز پڑھ لے پھر تراویح میں شریک ہو اگر اس درمیان میں تراویح کی کچھ رکعتیں ہو جائیں تو ان کو بعد وتر پڑھنے کے پڑھے اور یہ شخص وتر جماعت سے پڑھے۔

مسئلہ: مہینے میں ایک مرتبہ قرآن مجید کا ترتیب وار تراویح میں پڑھنا سنت مؤکدہ ہے اور لوگوں کا کاہلی یا سستی سے اس کو ترک نہ کرنا چاہیئے۔ ہاں اگر یہ اندیشہ ہو کہ اگر پورا قرآن مجید پڑھا جائے گا تو لوگ نماز میں نہ آئیں گے اور جماعت ٹوٹ جائے گی یا ان کو بہت ناگوار ہو گا تو بہتر ہے کہ جس قدر لوگوں کو گراں نہ گذرے اسی قدر پڑھا جائے الم ترکیف سے آخیر تک دس سورتیں پڑھ دی جائیں ہر رکعت میں ایک سورۃ پھر جب دس رکعتیں ہو جائیں تو ان سورتوں کو دوبارہ پڑھ دے اور جو سورتیں چاہے پڑھے۔

مسئلہ: ایک قرآن مجید سے زیادہ نہ پڑھے تاوقتیکہ لوگوں کا شوق نہ معلوم ہو جائے۔

مسئلہ: ایک رات میں پورے قرآن مجید کا پڑھنا جائز ہے بشرطیکہ لوگ نہایت شوقین ہوں کہ ان کو گراں نہ گذرے اور اگر ناگوار ہو تو مکروہ ہے۔

مسئلہ: تراویح میں کسی سورۃ کے شروع پر ایک مرتبہ بسم اللہ الرحمن الرحیم بلند آواز سے پڑھ دینا چاہیئے اس لئے کہ بسم اللہ بھی قرآن مجید کی ایک آیت ہے اگرچہ کسی سورۃ کا جزو نہیں ہیں اگر بسم اللہ بالکل نہ پڑھی جائے تو قرآن مجید کے پورا ہونے میں ایک آیت کی کمی رہ جائے گی اور اگر آہستہ آواز سے پڑھی جائیگی تو مقتدیوں کا قرآن پورا نہ ہوگا۔

مسئلہ: تراویح کا رمضان کے پورے مہینے میں پڑھنا سنت ہے۔ اگرچہ

قرآن مجید مہینہ تمام ہونے سے قبل ختم ہو جائے مثلاً پندرہ روز میں پورا قرآن مجید پڑھ دیا جائے تو باقی دنوں میں بھی تراویح کا پڑھنا سُنت مؤکدہ ہے۔

مسئلہ: صحیح یہ ہے کہ قل ہو اللہ کا تراویح میں تین مرتبہ پڑھنا جیسا کہ آج کل دستور ہے مکروہ ہے۔

سجدۂ سہو کا بیان

مسئلہ: نماز میں جتنی چیزیں واجب ہیں ان میں سے ایک واجب یا کئی واجب اگر بھولے سے رہ جائیں تو سجدۂ سہو کرنا واجب ہے اور اس کے کر لینے سے نماز درست ہو جاتی ہے اگر سجدۂ سہو نہ کیا تو نماز پھر سے پڑھے۔

مسئلہ: سجدۂ سہو کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ آخیر رکعت میں فقط التحیات پڑھ کے ایک طرف سلام پھیر کے دو سجدے کرے پھر بیٹھ کے التحیات، درود شریف اور دُعا پڑھ کے دونوں طرف سلام پھیرے اور نماز ختم کرے۔

مسئلہ: اگر بھولے سے نماز کا کوئی فرض چھوٹ جائے تو سجدۂ سہو کرنے سے نماز درست نہیں ہوتی پھر سے پڑھے۔

مسئلہ: کسی نے بھول کر سلام پھیرنے سے پہلے ہی سجدہ سہو کر لیا تب بھی ادا ہو گیا اور نماز صحیح ہو گئی۔

مسئلہ: اگر بھولے سے دو رکوع کر لئے یا تین سجدے، تو سجدۂ سہو کرنا واجب ہے۔

مسئلہ: نماز میں الحمد پڑھنا بھول گیا فقط سورۃ پڑھی اور پھر الحمد پڑھی تو سجدہ کرنا واجب ہے۔

مسئلہ: فرض کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ ملانا بھول گیا تو پچھلی دونوں رکعتوں میں سورۃ ملائے اور سجدہ سہو کرے اور اگر پہلی دو رکعتوں میں سے ایک رکعت میں سورۃ نہیں ملائی تو پچھلی ایک رکعت میں سورۃ ملائے اور سجدہ سہو کرے اور اگر پچھلی رکعتوں میں بھی سورۃ ملانا یاد نہ رہا یعنی نہ پہلی رکعتوں میں سورۃ ملائی نہ پچھلی رکعتوں میں

بالکل آخیر رکعت میں التحیات پڑھتے وقت یاد آیا کہ دونوں رکعتوں میں یا ایک رکعت میں سورۃ نہیں ملائی تب بھی سجدۂ سہو کرنے سے نماز ہو جائے گی۔

مسئلہ: سُنت اور نفل کی سب رکعتوں میں سورۃ کا ملانا واجب ہے۔ اس لئے اگر کسی رکعت میں سورۃ ملانا بھول جائے تو سجدہ سہو کر لے۔

مسئلہ: الحمد پڑھ کر سوچنے لگا کہ کونسی سورۃ پڑھوں اور اس سوچ بچار میں اتنی دیر لگ گئی کہ جتنی دیر میں تین مرتبہ سبحان اللہ کہہ سکتا ہے تو بھی سجدۂ سہو واجب ہے۔

مسئلہ: اگر بالکل آخیر رکعت میں التحیات اور درود شریف پڑھنے کے بعد شبہ ہوا کہ میں نے چار رکعتیں پڑھی ہیں یا تین، اس سوچ میں خاموش بیٹھا رہا اور سلام پھیرنے میں اتنی دیر لگ گئی جتنی دیر میں تین مرتبہ سبحان اللہ کہہ سکتا ہے پھر یاد آگیا کہ میں نے چاروں رکعتیں پڑھ لیں تو اس صورت میں سجدۂ سہو کرنا واجب ہے۔

مسئلہ: جب الحمد اور سورۃ پڑھ چکا، بھولے سے کچھ سوچنے لگا اور رکوع کرنے میں اتنی دیر ہوئی جتنی کہ اوپر بیان ہوئی تو سجدۂ سہو کرنا واجب ہے۔

مسئلہ: اسی طرح اگر پڑھتے پڑھتے درمیان میں رُک گیا اور کچھ سوچنے لگا اور سوچنے میں اتنی دیر لگ گئی یا جب دوسری یا چوتھی رکعت پر التحیات کے لئے بیٹھا تو فوراً التحیات شروع نہیں کی کچھ سوچنے میں اتنی دیر لگ گئی یا جب رکوع سے اُٹھا تو دیر تک کچھ کھڑا سوچا کیا یا دونوں سجدوں کے بیچ میں جب بیٹھا تو کچھ سوچنے میں اتنی دیر لگا دی تو ان سب صورتوں میں سجدۂ سہو کرنا واجب ہے غرضکہ جب بھولے سے کسی بات کے کرنے میں دیر کر دے گا یا کسی بات کے سوچنے کی وجہ سے دیر لگ جائے گی تو سجدہ سہو واجب ہو گا۔

مسئلہ: تین رکعت یا چار رکعت والی فرض نماز میں جب دو رکعت پر التحیات کے لئے بیٹھا اور دو دفعہ التحیات پڑھ گیا تو سجدۂ سہو واجب ہے اگر التحیات کے بعد اتنا درود شریف بھی پڑھ گیا "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ" یا اس سے زیادہ پڑھ گیا تب یاد آیا اور اُٹھ کھڑا ہوا تو بھی سجدۂ سہو واجب ہے اور اگر اس سے کم پڑھا تو سہو کا سجدہ واجب نہیں۔

مسئلہ: نفل نماز میں دو رکعت پر بیٹھ کر التحیات کے ساتھ درود شریف بھی

پڑھنا جائز ہے اس لئے کہ نفل میں درود شریف کے پڑھنے سے سہو کا سجدہ نہیں ہوتا۔ البتہ اگر دو دفعہ التحیات پڑھ جائے تو نفل میں سجدۂ سہو واجب ہے۔

مسئلہ: التحیات پڑھنے بیٹھا مگر بھولے سے التحیات کی جگہ کچھ اور پڑھ گیا یا الحمد پڑھنے لگا تو بھی سجدۂ سہو واجب ہے۔

مسئلہ: نیت باندھنے کے بعد "سبحانک اللھم" کی جگہ دعائے قنوت پڑھنے لگا تو سہو کا سجدہ واجب نہیں، اسی طرح فرض کی تیسری یا چوتھی رکعت میں اگر الحمد کی جگہ التحیات یا کچھ اور پڑھنے لگا تو بھی سہو کا سجدہ واجب نہیں۔

مسئلہ: تین رکعت یا چار رکعت والی نماز میں بیچ میں بیٹھنا بھول گیا اور دو رکعت پڑھ کر تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا تو اگر نیچے کا آدھا دھڑ ابھی سیدھا نہیں ہوا ہو تو بیٹھ جائے اور التحیات پڑھ لے تب کھڑا ہو، اور ایسی حالت میں سجدۂ سہو کرنا واجب نہیں، اگر آدھا دھڑ سیدھا ہو گیا تو نہ بیٹھے بلکہ کھڑے ہو کر چاروں رکعتیں پڑھ لے، فقط آخیر میں بیٹھے اور اس صورت میں سجدۂ سہو واجب ہے اگر سیدھا کھڑا ہو جانے کے بعد پھر لوٹ آئیگا اور بیٹھ کر التحیات پڑھے گا تو گنہگار ہو گا اور سجدۂ سہو کرنا اب بھی واجب ہو گا۔

مسئلہ: اگر چوتھی رکعت پر بیٹھنا بھول گیا اور اوپر کا دھڑ ابھی سیدھا نہیں ہوا تو بیٹھ جائے اور التحیات اور درود وغیرہ پڑھ کے سلام پھیرے اور سجدۂ سہو نہ کرے اور اگر سیدھا کھڑا ہو گیا تب بھی بیٹھ جائے بلکہ اگر الحمد اور سورہ بھی پڑھ چکا ہو یا رکوع بھی کر چکا ہو تب بھی بیٹھ جائے اور التحیات پڑھ کر سجدۂ سہو کرلے البتہ رکوع کے بعد بھی یاد نہ آیا اور پانچویں رکعت کا سجدہ کر لیا تو فرض نماز پھر سے پڑھے یہ نماز نفل ہو گئی، ایک رکعت اور ملا کر پوری چھ رکعت کر لے اور سجدۂ سہو نہ کرے اور ایک رکعت اور نہیں ملائی یا پانچویں رکعت پر سلام پھیر دیا تو چار رکعتیں نفل ہو گئیں اور ایک رکعت اکارت گئی۔

مسئلہ: اگر چوتھی رکعت پر بیٹھا اور التحیات پڑھ کے کھڑا ہو گیا تو سجدہ کرنے سے پہلے جب یاد آئے بیٹھ جائے اور التحیات نہ پڑھے بلکہ بیٹھ کر فوراً سلام پھیر کے سجدۂ سہو کرے اور اگر پانچویں رکعت کا سجدہ کر چکا تب یاد آیا تو ایک رکعت اور ملا کر چھ رکعت کرلے۔ چار فرض ہو گئے اور دو نفل اور چھٹی رکعت پر سجدۂ سہو بھی کرلے اگر پانچویں رکعت پر سلام پھیر دیا

اور سجدۂ سہو کر لیا تو بُرا کیا۔ چار فرض ہوئے اور ایک رکعت اکارت گئی۔

مسئلہ: اگر چار رکعت نفل نماز پڑھی اور بیچ میں بیٹھنا بھول گیا تو جب تک تیسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تب تک یاد آجانے پر بیٹھ جانا چاہیئے۔ اگر سجدہ کر لیا تو خیر اب بھی نماز ہو گئی اور سجدۂ سہو ان دونوں صورتوں میں واجب ہے۔

مسئلہ: اگر نماز میں شک ہو گیا کہ تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار رکعتیں تو اگر یہ شک اتفاق سے ہو گیا، ایسا شبہ پڑنے کی اس کی عادت نہیں ہے تو پھر سے نماز پڑھے اور اگر شک کرنے کی عادت ہے اور اکثر ایسا شبہ پڑ جاتا ہے تو دل میں سوچ کر دیکھے کہ دل زیادہ کدھر جاتا ہے اگر زیادہ گمان تین رکعت پڑھنے کا ہے تو ایک اور پڑھ لے اور سجدۂ سہو کرنا واجب نہیں ہے اور اگر زیادہ گمان یہی ہو کہ میں نے چاروں رکعتیں پڑھ لی ہیں تو اور رکعت نہ پڑھے اور سجدۂ سہو بھی نہ کرے اور اگر سوچنے کے بعد دونوں طرف برابر خیال رہے نہ تین رکعت کی طرف زیادہ گمان جاتا ہے نہ چار کی طرف تو تین ہی رکعتیں سمجھے اور ایک رکعت اور پڑھ لے لیکن اس صورت میں تیسری رکعت پر بھی التحیات پڑھے تب کھڑا ہو کے چوتھی رکعت پڑھے اور سجدۂ سہو بھی کرے۔

مسئلہ: اگر یہ شک ہوا کہ پہلی رکعت ہے یا دوسری رکعت تو اس کا بھی یہی حکم ہے لیکن اس میں سب رکعتوں پر بیٹھ کر التحیات پڑھے اور سجدۂ سہو کر کے سلام پھیرے۔

مسئلہ: اگر نماز پڑھ چکنے کے بعد یہ شک ہوا کہ نہ معلوم تین رکعتیں پڑھیں تو اس شک کا کچھ اعتبار نہیں نماز ہو گئی، البتہ اگر ٹھیک یاد آجائے کہ تین ہی ہوئیں تو پھر کھڑے ہو کر ایک اور رکعت پڑھ لے اور سجدۂ سہو کر لے اور اگر پڑھ کے بول پڑا ہو یا کوئی ایسی بات کی جس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے تو پھر سے پڑھے اسی طرح اگر التحیات پڑھ چکنے کے بعد یہ شک ہوا تو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ جب تک ٹھیک یاد نہ آئے اس کا کچھ اعتبار نہ کرے لیکن اگر کوئی احتیاط کی راہ سے نماز پھر سے پڑھ لے تو اچھا ہے کہ دل کی کھٹک نکل جائے اور شبہ باقی نہ رہے۔

مسئلہ: اگر نماز میں کئی باتیں ایسی ہو گئیں جن سے سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے تو ایک ہی سجدۂ سہو کی طرف سے ہو جائے گا، ایک نماز میں دو دفعہ سجدۂ سہو نہیں کیا جاتا۔ **مسئلہ:** سجدۂ سہو کرنے کے بعد پھر کوئی ایسی بات ہو گئی جس سے سجدۂ سہو

واجب ہوتا ہے تو وہی پہلا سجدۂ سہو کافی ہے اب پھر سجدۂ سہو نہ کرے۔

مسئلہ: نماز میں کچھ بھول ہوگئی تھی جس سے سجدۂ سہو واجب تھا لیکن سجدۂ سہو کرنا بھول گیا اور دونوں طرف سلام پھیر دیا لیکن ابھی اسی جگہ بیٹھا ہے اور سینہ قبلہ کی طرف سے نہیں پھرا نہ کسی سے کچھ بولا نہ کوئی ایسی بات ہوئی جس سے نماز ٹوٹ جاتی تو اب سجدۂ سہو کر لے بلکہ اگر اسی طرح بیٹھے بیٹھے کلمہ، درود شریف وغیرہ کوئی وظیفہ بھی پڑھنے لگا تب بھی کچھ حرج نہیں اب سجدہ کرے تو نماز ہو جائے گی۔

مسئلہ: سجدۂ سہو واجب تھا اور اس نے قصداً دونوں طرف سلام پھیر دیا اور یہ نیت کی کہ میں سجدۂ سہو نہ کروں گا تب بھی جب تک کوئی ایسی بات نہ ہو جس سے نماز جاتی رہتی ہے سجدہ سہو کر لینے کا اختیار ہے۔

مسئلہ: چار رکعت والی یا تین رکعت والی نماز میں بھولے سے دو رکعت پر سلام پھیر دیا تو اب اٹھ کر اس نماز کو پورا کر لے اور سجدۂ سہو کرے البتہ اگر سلام پھیرنے کے بعد کوئی ایسی بات ہوگئی جس سے نماز جاتی رہتی ہے تو پھر سے نماز پڑھے۔

مسئلہ: بھولے سے وتر کی پہلی یا دوسری رکعت میں دعاء قنوت پڑھ گیا تو اس کا کچھ اعتبار نہیں، تیسری رکعت میں پھر سے پڑھے اور سجدۂ سہو کرے۔

مسئلہ: وتر کی نماز میں شبہ ہوا کہ نامعلوم یہ دوسری رکعت ہے یا تیسری رکعت اور کسی بات کی طرف زیادہ گمان نہیں ہے بلکہ دونوں طرف برابر درجہ کا گمان ہے تو اسی رکعت میں دعائے قنوت پڑھے اور بیٹھ کر التحیات کے بعد کھڑا ہو کر ایک رکعت اور پڑھے اور اس میں دعائے قنوت پڑھے اور اخیر میں سجدۂ سہو کرے۔

مسئلہ: وتر میں دعائے قنوت کی جگہ سبحانک اللّٰھم پڑھ گیا پھر جب یاد آیا تو دعائے قنوت پڑھی تو سجدۂ سہو واجب نہیں۔

مسئلہ: وتر میں دعائے قنوت پڑھنا بھول گیا سورت پڑھ کے رکوع میں چلا گیا تو سجدۂ سہو واجب نہیں۔

مسئلہ: الحمد پڑھ کے دو یا تین سورتیں پڑھ گیا تو کچھ ڈر نہیں اور سجدۂ سہو واجب نہیں ہے۔

مسئلہ: فرض نماز میں پچھلی دونوں رکعتوں میں یا ایک رکعت میں سورت ملائی تو سجدۂ سہو واجب نہیں۔

مسئلہ: نماز کے اوّل میں سُبحانک اللّٰھم پڑھنا بھول گیا یا رکوع میں سُبحان ربی العظیم ط نہیں پڑھا، یا سجدہ میں سُبحان ربی الاعلٰے نہیں کہا یا رکوع سے اُٹھ کر سمع اللّٰہ لمن حمدہٗ ط کہنا یاد نہ رہا یا نیت باندھتے وقت کندھوں تک ہاتھ نہیں اُٹھائے یا آخیر رکعت میں درود شریف یا دُعا نہیں پڑھی یونہی سلام پھیر دیا تو ان سب صورتوں میں سجدۂ سہو واجب نہیں۔

مسئلہ: فرض کی دونوں پچھلی رکعتوں میں یا ایک رکعت میں الحمد پڑھنا بھول گیا، چپکا کھڑا رہ کے رکوع میں چلا گیا تو بھی سجدۂ سہو واجب نہیں۔

مسئلہ: جن چیزوں کو بھول کر مکروہ کرنے سے سجدۂ سہو واجب ہے۔ اگر ان کو قصداً کرے تو سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا بلکہ نماز پھر سے پڑھے، اگر سجدۂ سہو کر بھی لیا تب بھی نماز نہیں ہوئی جو چیزیں نماز میں نہ فرض ہیں نہ واجب ان کے بھول کر چھوٹ جانے سے نماز ہو جاتی ہے اور سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا۔

مسئلہ: اگر آہستہ آواز کی نماز میں کوئی شخص امام ہو یا منفرد بلند آواز سے قرأت کر جائے یا بلند آواز کی نماز میں امام آہستہ آواز سے قرأت کرے تو اس کو سجدۂ سہو کرنا چاہیے، ہاں اگر آہستہ آواز کی نماز میں بہت تھوڑی قرأت بلند آواز سے کی جائے جو نماز صحیح ہونے کے لئے کافی نہ ہوں مثلاً دو تین لفظ بلند آواز سے نکل جائیں یا جہری نماز امام اسی قدر آہستہ پڑھ دے تو سجدۂ سہو لازم نہیں اور یہی صحیح ہے۔

سجدۂ تلاوت کا بیان

مسئلہ: قرآن شریف میں تلاوت کے سجدے چودہ ہیں، جہاں جہاں کلام مجید کے کنارے پر "سجدہ" لکھا رہتا ہے، اس آیت کو پڑھ کر سجدہ واجب ہو جاتا ہے۔ اور اسی کو سجدۂ تلاوت کہتے ہیں۔

مسئلہ: سجدۂ تلاوت کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اللّٰہ اکبر کہہ کے سجدہ کرے اور

اللہ اکبر کہتے وقت ہاتھ نہ اٹھائے، سجدہ میں کم سے کم تین دفعہ سبحان ربی الاعلیٰ کہے پھر اللہ اکبر کہہ کے سر اٹھالے، پس سجدۂ تلاوت ادا ہو گیا۔

مسئلہ: بہتر یہ ہے کہ کھڑا ہو کر اللہ اکبر کہہ کے سجدہ میں جائے پھر اللہ اکبر کہہ کے کھڑا ہو جائے اور اگر بیٹھ کر اللہ اکبر کہہ کر سجدے میں جائے پھر اللہ اکبر کہہ کے اُٹھ بیٹھے کھڑا نہ ہو تب بھی درست ہے۔

مسئلہ: سجدے کی آیت کو جو شخص پڑھے اس پر بھی سجدہ کرنا واجب ہے، اور جو سنے اس پر بھی واجب ہو جاتا ہے چاہے قرآن شریف سننے کے قصد سے بیٹھا ہو یا کسی اور کام میں لگا ہو اور بغیر قصد کے سجدہ کی آیت سن لی ہو اس لئے بہتر ہے کہ سجدے کی آیت کو آہستہ سے پڑھے تاکہ کسی اور پر سجدہ واجب نہ ہو۔

مسئلہ: جو چیزیں نماز کے لئے شرط ہیں وہ سجدۂ تلاوت کے لئے بھی شرط ہیں یعنی وضو کا ہونا، جگہ کا پاک ہونا، بدن اور کپڑے کا پاک ہونا، قبلے کی طرف سجدہ کرنا وغیرہ۔

مسئلہ: جس طرح نماز کا سجدہ کیا جاتا ہے، اسی طرح سجدۂ تلاوت بھی کرنا چاہیئے۔ بعض آدمی قرآن شریف پر ہی سجدہ کر لیتے ہیں اس سے سجدہ ادا نہیں ہوتا اور سر سے نہیں اترتا۔

مسئلہ: اگر کسی کا وضو اس وقت نہ ہو تو پھر کسی وقت وضو کر کے سجدہ کر لے، فوراً اسی وقت سجدہ کرنا ضروری نہیں لیکن بہتر یہ ہے کہ اسی وقت سجدہ کر لے کیونکہ شاید بعد میں یاد نہ رہے۔

مسئلہ: اگر کسی کے ذمہ بہت سے سجدے تلاوت باقی ہوں جو اب تک ادا نہ کئے ہوں تو اب ادا کر لے، عمر بھر میں کبھی نہ کبھی ضرور ادا کر لینے چاہئیں کبھی ادا نہ کرے گا تو گنہگار ہو گا۔

مسئلہ: اگر کسی عورت نے حیض یا نفاس کی حالت میں کسی سے سجدہ کی آیت سُن لی تو اس پر سجدہ واجب نہیں ہوا اور اگر ایسی حالت میں سُنا جبکہ اس پر نہانا واجب تھا تو نہانے کے بعد سجدہ کرنا واجب ہے۔

مسئلہ: اگر بیماری کی حالت میں سُنے اور سجدہ کی طاقت نہ ہو تو جس طرح نماز کا سجدہ اشارے سے ادا کرتا ہو اسی طرح اس کا سجدہ بھی اشارے سے کرے۔

مسئلہ: اگر نماز میں سجدے کی آیت پڑھے تو وہ آیت پڑھنے کے بعد فوراً نماز ہی میں سجدہ کرلے، پھر باقی سورۃ پڑھ کے رکوع میں جائے، اگر اس آیت کو پڑھ کر فوراً سجدہ نہ کیا اس کے بعد دو یا تین آیتیں اور پڑھ لیں تب سجدہ کیا تو یہ بھی درست ہے اگر اس سے بھی زیادہ پڑھ گیا تب سجدہ کیا تو سجدہ تو ادا ہو گیا لیکن گنہگار ہو گا۔

مسئلہ: سجدہ کی آیت پڑھ کے اگر فوراً رکوع میں چلا جائے اور رکوع میں یہ نیت کرے کہ میں سجدۂ تلاوت کی طرف سے بھی رکوع کرتا ہوں تب بھی وہ سجدہ ادا ہو جائے گا، اور رکوع میں یہ نیت نہیں کی تو رکوع کے بعد جب سجدہ کرے گا تو اسی سجدے سے سجدۂ تلاوت بھی ادا ہو جائے گا چاہے کچھ نیت کرے چاہے نہ کرے۔

مسئلہ: نماز پڑھتے میں کسی اور سے سجدے کی آیت سُنے تو نماز میں سجدہ نہ کرے بلکہ نماز کے بعد کرے اگر نماز ہی میں کرے گا تو وہ سجدہ ادا نہ ہو گا پھر کرنا پڑے گا اور گناہ بھی ہو گا۔

مسئلہ: ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے سجدہ کی آیت کو کئی بار دہرا کر پڑھے تو ایک ہی سجدہ واجب ہے چاہے سب دفعہ پڑھ کے آخیر سجدہ کرے یا پہلی دفعہ پڑھ کے سجدہ کرلے پھر اسی کو بار بار دہراتا رہے اور اگر جگہ بدل گئی تب اس آیت کو دہرایا پھر تیسری جگہ جا کے وہی آیت پڑھی، اسی طرح برابر جگہ بدلتا رہا تو جتنی دفعہ دہرائے اتنی ہی دفعہ سجدہ کرے۔ **مسئلہ:** اگر ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے سجدہ کی کئی آیتیں پڑھیں تو بھی جتنی آیتیں پڑھے اتنے ہی سجدے کرے۔

مسئلہ: بیٹھے بیٹھے سجدے کی کوئی آیت پڑھی پھر اٹھ کھڑا ہوا لیکن چلا پھرا نہیں جہاں بیٹھا تھا وہیں کھڑے کھڑے وہی آیت پھر دہرائی تو ایک ہی سجدہ واجب ہے۔

مسئلہ: ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے سجدہ کی کوئی آیت پڑھی پھر قرآن مجید کی تلاوت کر چکا تو اسی جگہ بیٹھے بیٹھے کسی اور کام میں لگ گیا جیسے کتابت کرنے لگا یا کپڑا سینے لگا اس کے بعد پھر وہی آیت اسی جگہ پڑھی تب بھی دو سجدے واجب ہوئے یعنی

جب کوئی اور کام کرنے لگے تو ایسا سمجھیں گے کہ جگہ بدل گئی۔

مسئلہ: ایک کوٹھری یا دالان کے ایک کونہ میں سجدہ کی کوئی آیت پڑھی اور پھر دوسرے کونہ میں جاکر وہی آیت پڑھی تب بھی ایک سجدہ کافی ہے چاہے جتنی دفعہ پڑھے، البتہ دوسرے کام میں لگ جانے کے بعد وہی آیت پڑھے گا تو دوسرا سجدہ کرنا پھر تیسرے کام میں لگ جانے کے بعد اگر پڑھے گا تو تیسرا سجدہ واجب ہو جائے گا۔

مسئلہ: اگر بڑا گھر ہو تو دوسرے کونے میں جاکر دوہرانے سے دوسرا سجدہ واجب ہوگا، اور تیسرے کونے میں تیسرا سجدہ۔

مسئلہ: مسجد کا بھی یہی حکم ہے جو ایک کوٹھری کا حکم ہے، اگر سجدہ کی آیت کئی دفعہ پڑھے تو ایک ہی سجدہ واجب ہے چاہے ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے دہرایا کرے یا مسجد میں اِدھر اُدھر ٹہل کر پڑھے۔

مسئلہ: اگر نماز میں سجدے کی ایک ہی آیت کو کئی دفعہ پڑھے تب بھی ایک ہی سجدہ واجب ہے چاہے سب دفعہ پڑھ کے آخیر میں سجدہ کرے یا ایک دفعہ پڑھ کے سجدہ کر لیا پھر اسی رکعت یا دوسری رکعت میں وہی آیت پڑھے۔

مسئلہ: سجدے کی کوئی آیت پڑھی اور سجدہ نہیں کیا پھر اسی جگہ نیت باندھ لی اور وہی آیت پھر نماز میں پڑھی اور نماز میں سجدۂ تلاوت کیا تو یہی سجدہ کافی ہے، دونوں سجدے اسی سے ادا ہو جائیں گے البتہ اگر جگہ بدل گئی ہو تو دوسرا سجدہ بھی واجب ہے۔

مسئلہ: اگر سجدے کی آیت پڑھ کے سجدہ کر لیا پھر اسی جگہ نماز کی نیت باندھ لی اور وہی آیت نماز میں دہرائی تو اب نماز میں پھر سجدہ کرے۔

مسئلہ: پڑھنے والے کی جگہ نہیں بدلی ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے ایک ہی آیت کو بار بار پڑھتا رہا لیکن سننے والے کی جگہ بدل گئی کہ پہلی دفعہ اور جگہ سنا تھا، دوسری دفعہ اور جگہ، تیسری دفعہ تیسری جگہ تو پڑھنے والے پر ایک ہی سجدہ واجب ہے اور سننے والے پر کئی سجدے واجب ہیں جتنی مرتبہ سنے اتنے ہی سجدے کرے۔

مسئلہ: اگر سننے والی کی جگہ نہیں بدلی بلکہ پڑھنے والی کی جگہ بدل گئی تو پڑھنے والے پر کئی سجدے واجب ہوں گے اور سننے والے پر ایک ہی سجدہ ہے۔

مسئلہ: ساری سورۃ پڑھنا اور سجدے کی آیت کو چھوڑ دینا مکروہ اور منع ہے فقط سجدے سے بچنے کے لیئے وہ آیت نہ چھوڑے کہ اس میں سجدے سے گویا انکار ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص کسی امام سے آیتِ سجدہ سُنے اور اس کے بعد اس کی اقتدار کرے تو اس کو امام کے ساتھ سجدہ کرنا چاہیئے اور اگر امام سجدہ کر چکا ہو تو اس میں دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ جس رکعت میں آیتِ سجدہ کی تلاوت امام نے کی ہو، وہی رکعت اگر اس کو مل جائے تو سجدے کی ضرورت نہیں اس رکعت کے مل جانے سے سمجھا جائے گا کہ وہ سجدہ بھی مل گیا، دوسرے یہ کہ وہ رکعت نہ ملے اس کو بعد نماز تمام کرنے کے خارج نماز میں سجدہ کرنا واجب ہے

مسئلہ: مقتدی سے اگر آیت سجدہ سنی جائے تو سجدہ واجب نہ ہو گا نہ اس پر نہ اس کے امام پر نہ ان لوگوں پر جو اس نماز میں شریک ہیں ہاں جو اس نماز میں شریک نہیں خواہ وہ نماز ہی نہ پڑھتے ہوں یا کوئی دوسری نماز پڑھ رہے ہوں تو ان پر سجدہ واجب ہو گا۔

مسئلہ: سجدہ تلاوت میں قہقہے سے وضو نہیں جاتا لیکن سجدہ باطل ہو جاتا ہے۔

مسئلہ: عورت کی محاذات مفسد سجدہ تلاوت نہیں۔

مسئلہ: سجدہ تلاوت اگر نماز میں واجب ہوا ہو تو اس کا ادا کرنا فوراً واجب ہے تاخیر کی اجازت نہیں۔

مسئلہ: خارج نماز کا سجدہ نماز میں اور نماز کا سجدہ خارج میں بلکہ دوسری نماز میں بھی ادا نہیں کیا جا سکتا پس اگر کوئی شخص نماز میں آیتِ سجدہ پڑھے اور سجدہ نہ کرے تو اس کا گناہ اس کے ذمے ہو گا اور اس کے سوا کوئی تدبیر نہیں کہ توبہ کرے یا ارحم الراحمین اپنے فضل و کرم سے معاف فرما دے۔

مسئلہ: جمعہ اور عیدین اور آہستہ آواز کی نماز میں سجدہ کی آیت نہ پڑھنا چاہیئے اس لئے کہ سجدہ کرنے میں مقتدیوں کے اشتباہ کا خوف ہے۔

بیمار کی نماز کا بیان

مسئلہ: نماز کو کسی حالت میں نہ چھوڑے جب تک کھڑا ہو کر نماز پڑھنے کی قوت رہے کھڑا ہو کر نماز پڑھتا رہے اور جب کھڑا نہ ہوا جائے تو بیٹھ کر نماز پڑھے

بیٹھے بیٹھے رکوع کرے اور رکوع کر کے دونوں سجدے کرے اور رکوع کے لئے اتنا جھکے کہ پیشانی گھٹنوں کے مقابل ہو جائے۔

مسئلہ: اگر رکوع وسجدہ کرنے کی بھی قدرت نہ ہو تو رکوع سجدہ کو اشاروں سے ادا کرے اور سجدے کے لئے رکوع سے زیادہ جھک جایا کرے۔

مسئلہ: سجدہ کرنے کے لئے تکیہ وغیرہ کوئی اونچی چیز رکھ لینا اور اس پر سجدہ کرنا بہتر نہیں، جب سجدے کی قدرت نہ ہو تو بس اشارہ کر لیا کرے۔

مسئلہ: اگر کھڑا ہونے کی قوت تو ہے لیکن کھڑا ہونے سے بڑی تکلیف ہوتی ہے یا بیماری بڑھ جانے کا ڈر ہے تب بھی بیٹھ کر نماز پڑھنا درست ہے۔

مسئلہ: اگر کھڑا تو ہو سکتا ہے لیکن رکوع وسجدہ نہیں کر سکتا تو چاہے کھڑا ہو کر پڑھے اور رکوع وسجدہ اشارے سے ادا کرے اور چاہے بیٹھ کر نماز پڑھے اور رکوع و سجدہ کو اشارے سے ادا کرے لیکن بیٹھ کر پڑھنا بہتر ہے۔

مسئلہ: اگر بیٹھنے کی بھی طاقت نہیں رہی تو پیچھے کوئی گاؤ تکیہ وغیرہ لگا کر اس طرح لیٹ جائے کہ سر خوب اونچا رہے بلکہ قریب قریب بیٹھنے کے رہے اور پاؤں قبلہ کی طرف پھیلا لے اور اگر کچھ طاقت ہو تو قبلہ کی طرف پیر نہ پھیلائے بلکہ گھٹنے کھڑے رکھے پھر سر کے اشارے سے نماز پڑھے اور سجدہ کا اشارہ زیادہ نیچا کرے اور اگر گاؤ تکیہ سے ٹیک لگا کر بھی اس طرح نہ لیٹ سکے کہ سر اور سینہ وغیرہ اونچا رہے تو قبلے کی طرف پیر کر کے بالکل چت لیٹ جائے لیکن سر کے نیچے کوئی اونچا تکیہ رکھ دیں کہ منہ قبلہ کی طرف ہو جائے آسمان کی طرف نہ رہے پھر سر کے اشارے سے نماز پڑھے رکوع کا اشارہ کم کرے اور سجدہ کا اشارہ زیادہ کرے۔

مسئلہ: اگر چت نہ لیٹے بلکہ دائیں یا بائیں کروٹ پر قبلہ کی طرف منہ کر کے لیٹے اور سر کے اشارے سے رکوع وسجدہ کرے یہ بھی جائز ہے لیکن چت لیٹ کر پڑھنا زیادہ اچھا ہے۔

مسئلہ: اگر سر سے اشارہ کرنے کی بھی طاقت نہیں تو نماز بالکل نہ پڑھے پھر اگر ایک دن رات سے زیادہ یہی حالت رہے تو نماز بالکل معاف۔ اچھے ہونے کے

بعد قضا پڑھنا واجب نہیں ہے، اگر ایک دن رات سے زیادہ یہ حالت نہیں رہی بلکہ ایک دن رات میں پھر اشارے سے پڑھنے کی طاقت آگئی تو اشارے ہی سے ان کی قضا پڑھے اور ارادہ نہ کرے کہ جب بالکل اچھا ہو جاؤں گا تب پڑھوں گا کہ شاید مر گیا تو گنہگار مرے گا۔

مسئلہ: اسی طرح اچھا خاصا آدمی بے ہوش ہو جائے تو اگر بے ہوشی ایک دن رات سے زیادہ نہ ہوئی تو قضا پڑھنا واجب ہے اور اگر ایک دن رات سے زیادہ ہو گئی تو قضا پڑھنا واجب نہیں۔

مسئلہ: جب نماز شروع کی اس وقت بھلا چنگا تھا پھر جب تھوڑی نماز پڑھ چکا تو نماز ہی میں کوئی ایسی رگ چڑھ گئی کہ کھڑا نہ ہو سکا تو باقی نماز بیٹھ کر پڑھے، اگر رکوع و سجدہ کر سکے تو کرے نہیں تو رکوع و سجدہ کو سر کے اشارے سے ادا کرے اور اگر ایسا حال ہو گیا کہ بیٹھنے کی بھی قدرت نہیں تو اسی طرح لیٹ کر باقی نماز کو پورا کرے۔

مسئلہ: بیماری کی وجہ سے تھوڑی نماز بیٹھ کر پڑھی اور رکوع کی جگہ رکوع اور سجدہ کی جگہ سجدہ کیا پھر نماز میں ہی اچھا ہو گیا تو اسی نماز کو کھڑا ہو کر پورا کرے۔

مسئلہ: اگر بیماری کی وجہ سے رکوع، سجدہ کی قوت نہ تھی اس لئے سر کے اشارے سے رکوع سجدہ کیا، پھر جب نماز پڑھ چکا تو ایسا ہو گیا کہ اب رکوع کر سکتا ہے تو اب یہ نماز جاتی رہی اس کو پورا نہ کرے بلکہ پھر سے پڑھے۔

مسئلہ: فالج گرا اور ایسا بیمار ہو گیا کہ پانی سے استنجا نہیں کر سکتا تو کپڑے یا ڈھیلے سے صاف کر لے اور اسی طرح نماز پڑھے۔ اگر خود تیمم نہ کر سکے تو دوسرا کرا دے۔ اگر ڈھیلے یا کپڑے سے بھی صاف کرنے کی طاقت نہیں ہے تو بھی نماز قضا نہ کرے اسی طرح نماز پڑھے کسی اور کو اس کے بدن کا دیکھنا اور صاف کرنا درست نہیں نہ ماں باپ کو، نہ لڑکا لڑکی کو البتہ بیوی کو اپنے میاں اور میاں کو اپنی بیوی کا بدن دیکھنا درست ہے اس کے سوا اور کو درست نہیں۔

مسئلہ: تندرستی کے زمانے میں کچھ نمازیں قضا ہو گئی تھیں پھر بیمار ہو گیا تو بیماری کے زمانے میں جس طرح نماز پڑھنے کی قوت ہو ان کی قضا پڑھے یہ انتظار نہ کرے کہ جب

کھڑا ہونے کی قوت آئے تب پڑھوں یا جب بیٹھنے لگوں اور رکوع سجدہ کرنے قوت آئے تب پڑھوں بلکہ فوراً پڑھے دیر نہ کرے۔

مسئلہ: اگر بیمار کا بستر نجس ہے اور اس کے بدلنے میں بہت تکلیف ہوگی تو اسی پر نماز پڑھ لینا درست ہے۔

مسئلہ: حکیم نے کسی کی آنکھ بنائی اور ہلنے جلنے سے منع کردیا تو لیٹے لیٹے نماز پڑھتا رہے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص قرأت کے طویل ہونے کے سبب سے کھڑے کھڑے تھک جائے اور تکلیف ہونے لگے تو اس کو کسی دیوار یا درخت یا لکڑی وغیرہ سے تکیہ لگا لینا مکروہ نہیں، تراویح کی نماز میں ضعیف اور بوڑھے لوگوں کو اکثر اس کی ضرورت پیش آتی ہے۔

مسافرت میں نماز پڑھنے کا بیان

مسئلہ: اگر کوئی ایک منزل یا دو منزل کا سفر کرے تو اس سفر سے شریعت کا کوئی حکم نہیں بدلتا اور شریعت کے قاعدے سے اس کو مسافر نہیں کہتے۔ اس کو ساری باتیں اسی طرح کرنی چاہئیں جیسے کہ اپنے گھر کرتا تھا، چار رکعت والی نماز کو چار رکعت پڑھے اور موزہ پہنے ہو تو ایک دن رات مسح کرے پھر اس کے بعد مسح کرنا درست نہیں۔

مسئلہ: جو کوئی تین منزل کا قصد کرکے نکلے وہ شریعت کے قاعدے سے مسافر ہے، جب اپنے شہر کی آبادی سے باہر ہو گیا تو شریعت سے مسافر بن گیا اور جب تک آبادی کے اندر چلتا رہا تب تک مسافر نہیں ہے اور اگر اسٹیشن آبادی کے اندر ہے تو آبادی کے حکم میں ہے اور اگر آبادی کے باہر ہو تو وہاں پہنچ کر مسافر ہو جائے گا۔

مسئلہ: تین منزل یہ ہے کہ اکثر پیدل چلنے والے وہاں تین روز میں پہنچا کرتے ہیں تخمینہ اس کا ہمارے ملک میں کہ دریا اور پہاڑ میں سفر نہیں کرنا پڑتا اڑتالیس میل انگریزی ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی جگہ اتنی دور ہے کہ اونٹ اور آدمی کی چال کے اعتبار

سے تو تین منزل ہے لیکن تیز یکہ اور تیز بہلی پر سوار ہے اس لئے دو ہی دن میں پہنچ جائے گا یا ریل میں سوار ہو کر ذرا سی دیر میں پہنچ جائے گا تب بھی وہ شریعت سے مسافر ہے۔

مسئلہ: جو کوئی شریعت سے مسافر ہو وہ ظہر، عصر اور عشاء کی فرض نماز دو دو رکعتیں پڑھے اور سُنتوں کا یہ حکم ہے کہ اگر جلدی ہو تو فجر کی سُنتوں کے سوا اور سُنتیں چھوڑ دینا درست ہے، اس کو چھوڑ دینے سے کچھ گناہ نہ ہو گا اور اگر کچھ جلدی نہ ہو نہ اپنے ساتھیوں سے بچھڑ جانے کا ڈر ہو تو نہ چھوڑے اور سنتیں سفر میں پوری پوری پڑھے ان میں کمی نہیں ہے۔

مسئلہ: فجر، مغرب اور وتر کی نماز میں بھی کوئی کمی نہیں ہے، جیسے ہمیشہ پڑھتا رہا ویسے ہی پڑھے۔

مسئلہ: ظہر، عصر اور عشاء کی نماز دو رکعتوں سے زیادہ نہ پڑھے پوری چار رکعتیں پڑھنا گناہ ہے۔

مسئلہ: اگر بھولے سے چار رکعتیں پڑھ لیں تو اگر دوسری رکعت پر التحیات پڑھی ہے تب تو دو رکعتیں فرض ہو گئیں اور دو رکعتیں نفل کی ہو جائیں گی اور سجدہ سہو کرنا پڑے گا اور اگر دو رکعت پر نہ بیٹھا ہو تو چاروں رکعتیں نفل ہو گئیں، فرض نماز پھر سے پڑھے۔

مسئلہ: اگر راستہ میں کہیں ٹھہر گیا تو اگر پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت ہے تو برابر وہ مسافر رہے گا، چار رکعت فرض والی نماز دو رکعت پڑھتا رہے اور اگر پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کی نیت کر لی ہے تو اب وہ مسافر نہیں رہا پھر اگر نیت بدل گئی اور پندرہ دن سے پہلے چلے جانے کا ارادہ ہو گیا تب بھی مسافر نہ بنے گا، نمازیں پوری پڑھے پھر جب یہاں سے چلے تو اگر یہاں سے وہ جگہ تین منزل ہو جہاں جانا ہے تو پھر مسافر ہو جائے گا اور جو اس سے کم ہو تو مسافر نہیں ہوا۔

مسئلہ: اگر عورت چار منزل جانے کی نیت سے چلی لیکن پہلی دو منزلیں حیض کی حالت میں گذریں تب بھی وہ مسافر نہیں ہے اب نہا دھو کر پوری چار رکعتیں پڑھے البتہ حیض سے پاک ہونے کے بعد وہ جگہ تین منزل ہو یا چلتے وقت

پاک تھی راستہ میں حیض آگیا تو وہ البتہ مسافر ہے حیض سے پاک ہو کر نماز مسافروں کی طرح پڑھے۔ مسئلہ: نماز پڑھتے پڑھتے نماز کے اندر ہی پندرہ روز ٹھہرنے کی نیت ہو گئی تو مسافر نہیں رہا یہ نماز بھی پوری پڑھے۔

مسئلہ: دو چار دن کے لئے راستے میں کہیں ٹھہرنا پڑا لیکن کچھ ایسی باتیں ہو جاتی ہیں کہ جانا نہیں ہوتا، روز نیت ہوتی ہے کہ کل پرسوں چلا جاؤں گا لیکن نہیں جانا ہوتا، اسی طرح پندرہ یا بیس دن یا ایک مہینہ یا اس سے بھی زیادہ رہنا ہو گیا لیکن پورے پندرہ دن کی نیت کبھی نہیں ہوئی تب بھی وہ مسافر رہے گا چاہے جتنے دن اسی طرح گذر جائیں۔

مسئلہ: تین منزل کا ارادہ کر کے چلا پھر کچھ دور جا کر کسی وجہ سے ارادہ بدل گیا اور گھر لوٹ آیا تو جب سے لوٹنے کا ارادہ ہوا ہے تب سے مسافر نہیں رہا۔

مسئلہ: کوئی عورت اپنے خاوند کے ساتھ ہے راستے میں جتنا وہ ٹھہرے گا اتنا ہی یہ ٹھہرے گی اس سے زیادہ نہیں ٹھہر سکتی تو ایسی حالت میں شوہر کی نیت کا اعتبار ہے اگر شوہر کا ارادہ پندرہ دن ٹھہرنے کا ہے تو عورت بھی مسافر نہیں رہی چاہے ٹھہرنے کی نیت کرے یا نہ کرے اور مرد کا ارادہ کم ٹھہرنے کا ہو تو عورت بھی مسافر ہے۔

مسئلہ: تین منزل چل کر کہیں پہنچا تو اگر وہ اپنا گھر ہے تو مسافر نہیں رہا، چاہے کم رہے یا زیادہ، اور اگر اپنا گھر نہیں ہے تو اگر پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت ہو تب بھی مسافر نہیں رہا، اب نمازیں پوری پڑھے اور اگر نہ اپنا گھر ہے، نہ پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت ہے تو وہاں پہنچ کر بھی مسافر رہے گا۔

مسئلہ: راستے میں کئی جگہ ٹھہرنے کا ارادہ ہے دس دن یہاں پانچ دن وہاں لیکن پورے پندرہ دن ٹھہرنے کا کہیں ارادہ نہیں تب بھی مسافر رہے گا۔

مسئلہ: کسی نے اپنا شہر بالکل چھوڑ دیا اور کسی دوسری جگہ گھر بنا لیا اور وہیں رہنے سہنے لگا اب پہلے شہر سے اور پہلے گھر سے کچھ مطلب نہیں رہا، تو اب وہ شہر اور پردیس دونوں برابر ہیں، تو اگر سفر کرتے وقت راستے میں وہ پہلا شہر پڑے اور دو چار دن وہاں رہنا ہو تو مسافر رہے گا۔

مسئلہ: اگر کسی کی نمازیں سفر میں قضا ہو گئیں تو گھر پہنچ کر بھی ظہر، عصر، عشاء کی دو ہی رکعتیں قضا پڑھے، اور اگر سفر سے پہلے ظہر کی نماز قضا ہو گئی تو سفر کی حالت میں چار رکعتیں اس کی قضا پڑھے۔

مسئلہ: بیاہ کے بعد اگر عورت مستقل طور پر سسرال میں رہنے لگی تو اس کا اصلی گھر سسرال ہے تو اگر تین منزل چل کر میکے گئی اور پندرہ روز ٹھہرنے کی نیت نہیں ہے تو مسافر رہے گی، مسافرت کے قاعدے سے نماز روزہ ادا کرے اور اگر وہاں کا رہنا ہمیشہ دل میں نہیں تو جو وطن پہلے سے اصلی تھا وہ ہی اب بھی اصلی رہے گا۔

مسئلہ: دریا میں کشتی چل رہی ہے اور نماز کا وقت آگیا تو اسی کشتی پر نماز پڑھ لے اگر کھڑے ہو کر پڑھنے میں سر گھومنے لگے تو بیٹھ کر پڑھے۔

مسئلہ: ریل پر نماز پڑھنے کا بھی یہی حکم ہے کہ چلتی ریل میں نماز پڑھنا درست ہے اگر کھڑے ہو کر پڑھنے سے سر گھومے یا گرنے کا خوف ہو تو بیٹھ کر پڑھے۔

مسئلہ: نماز پڑھتے میں ریل پھر گئی اور قبلہ دوسری طرف ہو گیا تو نماز ہی میں گھوم جائے اور قبلہ کی طرف منہ کرے۔

مسئلہ: اگر کسی عورت کو تین منزل جانا ہو تو جب تک مردوں میں سے کوئی اپنا محرم یا شوہر ساتھ نہ ہو تو اس وقت تک سفر کرنا درست نہیں ہے۔ بے محرم کے ساتھ سفر کرنا بڑا گناہ ہے اور اگر ایک منزل یا دو منزل جانا ہو تب بھی بے محرم کے ساتھ جانا بہتر نہیں۔

مسئلہ: جس محرم کو خدا اور رسول کا ڈر نہ ہو، اور شریعت کی پابندی نہ کرتا ہو ایسے محرم کے ساتھ بھی سفر کرنا درست نہیں ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی ایسی بیمار ہے کہ بیٹھ کر نماز پڑھنا درست ہے تب بھی چلتے یکہ پر نماز پڑھنا درست نہیں جب تک گھوڑا کھول کر الگ نہ کر دیا جائے۔ اس وقت تک اس پہ نماز پڑھنا درست نہیں، یہی حکم پالکی کا ہے۔ مسئلہ: اگر اونٹ سے یا بہلی سے اترنے میں جان یا مال کا اندیشہ ہے تو بدون اترے بھی نماز درست ہے۔

مسافر کی نماز کے مسائل

مسئلہ: مقیم کی اقتدا مسافر کے پیچھے ہر حال میں درست ہے خواہ ادا نماز ہو یا قضا، اور

مسافر امام جب دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دے تو مقیم مقتدی کو چاہیئے کہ اپنی نماز اُٹھ کر تمام کرے اور اس میں قرأت نہ کرے بلکہ چپ کھڑا رہے اس لئے کہ وہ لاحق ہے اور قعدۂ اولیٰ اس مقتدی پر بھی متابعت امام کی وجہ سے فرض ہوگا، مسافر امام کو مستحب ہے کہ اپنے مقتدیوں کو بعد دونوں طرف سلام پھیرنے کے فوراً اپنے مسافر ہونے کی اطلاع کردے، اور زیادہ بہتر یہ ہے کہ قبل نماز شروع کرنے کے بھی اپنے مسافر ہونے کی اطلاع کردے۔

مسئلہ: مسافر بھی امام کی اقتدا کر سکتا ہے مگر وقت کے اندر، اور وقت جاتا رہا تو فجر اور مغرب میں کر سکتا ہے اور ظہر، عصر اور عشاء میں نہیں۔

مسئلہ: اگر کوئی مسافر حالتِ نماز میں اقامت کی نیت کرلے خواہ اوّل میں یا درمیان میں یا اخیر میں مگر سجدۂ سہو یا سلام سے پہلے تو اس کو وہ نماز پوری پڑھنا چاہیئے اس میں قصر جائز نہیں۔

نوافلِ سفر مسئلہ: جب کوئی شخص اپنے وطن سے سفر کرنے لگے تو اس کے لئے مستحب ہے کہ دو رکعت گھر میں پڑھ کر سفر کرے اور جب سفر سے آئے تو مستحب ہے کہ پہلے مسجد میں جاکر دو رکعت نماز پڑھ لے اس کے بعد اپنے گھر جائے، احادیث میں اس کی فضیلت آئی ہے۔

قضا نمازوں کے پڑھنے کا بیان

مسئلہ: جس کی کوئی نماز چھوٹ گئی ہو تو جب یاد آئے فوراً اس کی قضا پڑھے، بلا عذر کے قضا پڑھنے میں دیر لگانا گناہ ہے، سو جس کی کوئی نماز قضا ہوگئی اور اس نے اس کی قضا فوراً نہ پڑھی دوسرے وقت پر یا دوسرے دن پر ٹال دی کہ فلاں دن پڑھ لوں گا اور اس دن سے پہلے ہی اچانک مرگیا تو دوہرا گناہ ہوا، ایک نماز کے قضا ہوجانے اور دوسرے فوراً قضا نہ پڑھنے کا۔

مسئلہ: اگر کسی کی کئی نمازیں قضا ہوگئیں تو جہاں تک ہو سکے سب کی قضا پڑھ لے، ہو سکے تو ایک ہی وقت سب کی قضا پڑھ لے اور اگر بہت سی نمازیں

کئی مہینے یا کئی برس کی قضا ہوں تو ان کی قضا میں بھی جہاں تک ہو سکے جلدی کرے ایک ایک وقت میں دو دو چار چار نمازیں قضا پڑھ لیا کرے اور اگر کوئی مجبوری اور ناچاری ہو تو خیر ایک وقت میں ایک ہی نماز کی قضا سہی، یہ بہت کم درجہ کی بات ہے۔ مسئلہ: قضا پڑھنے کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے جس وقت فرصت ملے وضو کر کے پڑھ لے البتہ اتنا خیال رکھے کہ مکروہ وقت نہ ہو۔

مسئلہ: جس کی ایک ہی نماز قضا ہوئی اس سے پہلے اس کی کوئی نماز قضا نہیں ہوئی یا اس سے پہلے نمازیں قضا تو ہوئیں لیکن سب کی قضا پڑھ چکا ہے فقط اسی ایک نماز کی قضا پڑھنا باقی ہے تو پہلے اس کی قضا پڑھ لے تب کوئی ادا نماز پڑھے اگر بغیر قضا نماز پڑھے ہوئے ادا نماز پڑھی تو ادا درست نہیں ہوئی، قضا پڑھ کے پھر ادا پڑھے۔ ہاں اگر قضا پڑھنا یاد نہیں رہا بالکل بھول گیا تو ادا درست ہو گئی اب جب یاد آئے تو فقط قضا پڑھ لے ادا کو نہ دوہرائے۔

مسئلہ: اگر وقت بہت تنگ ہے کہ اگر پہلے قضا پڑھے گا تو ادا نماز کا وقت باقی نہ رہے گا تو پہلے ادا پڑھ لے پھر قضا پڑھے۔

مسئلہ: اگر دو یا تین یا چار یا پانچ نمازیں قضا ہو گئیں اور سوائے ان نمازوں کے اس کے ذمہ کسی اور نماز کی قضا باقی نہیں ہے یعنی عمر بھر میں جب سے جوان ہوا ہے کبھی کوئی نماز قضا نہیں ہوئی یا قضا تو ہو گئی لیکن سب کی قضا پڑھ چکا ہے تو جب تک ان پانچوں کی قضا نہ پڑھ لے تب تک ادا نماز پڑھنا درست نہیں ہے اور جب ان پانچوں کی قضا پڑھے تو اس طرح پڑھے کہ جو نماز سب سے اوّل چھوٹی ہے پہلے اس کی قضا پڑھے پھر اس کے بعد والی پھر اس کے بعد والی اسی ترتیب سے پانچوں کی قضا پڑھے اگر ترتیب کے خلاف پڑھی تو درست نہیں ہوئی، پھر سے پڑھنا پڑے گی۔

مسئلہ: اگر کسی کی چھ نمازیں قضا ہو گئیں تو اب بے ان کی قضا پڑھے ہوئے بھی ادا نماز پڑھنا جائز ہے اور جب ان چھ نمازوں کی قضا پڑھے تو جو نماز سب سے اوّل قضا ہوئی ہے پہلے اس کی قضا پڑھنا واجب نہیں ہے بلکہ جو

چاہے پہلے پڑھے اور جو چاہے پیچھے پڑھے سب جائز ہے اور اب ترتیب سے پڑھنا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ: کسی کے ذمہ چھ نمازیں یا بہت سی نمازیں قضا تھیں اس وجہ سے ترتیب سے پڑھنی اس پر واجب نہیں تھی لیکن اس نے ایک ایک دو دو کر کے سب کی قضا پڑھ لی اب کسی نماز کی قضا پڑھنا باقی نہیں رہا تو اب پھر جب ایک نماز یا پانچ نمازیں قضا ہو جائیں تو ترتیب سے قضا پڑھنا پڑیں گی اور بے ان پانچوں کی قضا پڑھے ادا پڑھنا درست نہیں البتہ اب پھر چھ نمازیں چھوٹ جائیں تو پھر ترتیب معاف ہو جائے گی اور بغیر ان چھ نمازوں کی قضا پڑھے بھی ادا پڑھنا درست ہو گی۔

مسئلہ: اگر وتر کی نماز قضا ہو گئی اور سوائے وتر کے کوئی اور نماز اس کے ذمہ قضا نہیں تو پھر بغیر وتر کی قضا پڑھے ہوئے فجر کی نماز پڑھنا درست نہیں ہے اگر وتر کا قضا ہونا یاد ہو پھر بھی پہلے قضا نہ پڑھے بلکہ فجر کی نماز پڑھ لے تو اب قضا پڑھ کے فجر کی نماز پھر پڑھنا پڑے گی۔

مسئلہ: فقط عشاء کی نماز پڑھ کے سو رہا پھر تہجد کے وقت اٹھا اور وضو کر کے تہجد اور وتر کی نماز پڑھی پھر صبح کو یاد آیا کہ عشاء کی نماز بھولے سے بے وضو پڑھ لی تھی تو اب فقط عشاء کی قضا پڑھے وتر کی قضا نہ پڑھے۔

مسئلہ: قضا فقط فرض نمازوں اور وتر کی پڑھی جاتی ہے سنتوں کی قضا نہیں ہے البتہ اگر فجر کی نماز قضا ہو جائے تو اگر دوپہر سے پہلے پہلے پڑھے تو سنت اور فرض دونوں کی قضا پڑھے اور اگر دوپہر کے بعد قضا پڑھے تو فقط دو رکعت فرض کی قضا پڑھے۔

مسئلہ: اگر فجر کا وقت تنگ ہو گیا اس لئے فقط دو رکعت فرض پڑھ لئے سنت چھوڑ دی تو بہتر یہ ہے کہ سورج اونچا ہونے کے بعد سنت کی قضا پڑھ لے لیکن دوپہر سے پہلے ہی پہلے پڑھ لے۔

مسئلہ: کسی بے نمازی نے توبہ کی تو جتنی نمازیں عمر بھر میں قضا ہوئی ہیں اگر اس کی قضا پڑھنا واجب ہے توبہ سے نمازیں معاف نہیں ہوتیں البتہ نہ پڑھنے سے جو گناہ ہوا تھا وہ توبہ سے معاف ہو گیا اب ان کی قضا نہ پڑھے گا تو پھر گنہگار ہو گا۔

مسئلہ: اگر کسی کی کچھ نمازیں قضا ہو گئی ہوں اور ان کی قضا پڑھنے کی ابھی نوبت نہیں آئی تو مرتے وقت نمازوں کی طرف سے فدیہ دینے کی وصیت کر جانا واجب ہے نہیں تو گناہ ہوگا اور نماز کے فدیہ کا بیان روزہ کے فدیہ کے ساتھ آئے گا۔ انشاء اللہ۔

مسئلہ: اگر چند لوگوں کی نماز کسی وقت کی قضا ہو گئی تو ان کو چاہیئے کہ اس نماز کو جماعت سے ادا کریں۔ اگر بلند آواز کی نماز ہو تو بلند آواز کی قرأت کی جائے اور آہستہ آواز کی ہو تو آہستہ آواز سے۔

مسئلہ: اگر کوئی نابالغ لڑکا عشاء کی نماز پڑھ کے سوئے اور بعد طلوعِ فجر کے بیدار ہو کر منی کا اثر دیکھے جس سے معلوم ہو کہ اس کو احتلام ہو گیا ہے تو بقول راجح اس کو چاہیئے کہ عشاء کی نماز کا پھر سے اعادہ کرے اور اگر قبل طلوع بیدار ہو کر منی کا اثر دیکھے تو بالاتفاق کی نماز قضا پڑھے۔

استخارہ کی نماز کا بیان

مسئلہ: جب کوئی کام کرنے کا ارادہ کرے تو اللہ تعالیٰ سے صلاح لے لے۔ اس صلاح لینے کو استخارہ کہتے ہیں، حدیث میں اس کی بہت ترغیب آئی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے صلاح نہ لینا اور استخارہ نہ کرنا بدبختی اور کم نصیبی کی بات ہے۔ کہیں منگنی کرے یا بیاہ کرے یا سفر کرے یا اور کوئی کام کرے تو بے استخارہ کیے نہ کرے، انشاء اللہ کبھی اپنے کیے پر پشیمان نہ ہوگا۔

مسئلہ: استخارہ کی نماز کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے دو رکعت نفل نماز پڑھے، اس کے بعد خوب دل لگا کر یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَآ اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَآ اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ۝ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ

اے اللہ میں تجھ سے تیرے علم کے ذریعہ سے بھلائی مانگتا ہوں اور تیری قدرت کے ساتھ تجھ سے طاقت مانگتا ہوں اور تجھ سے سوال کرتا ہوں تیرے بڑے فضل کا کیونکہ تو قدرت رکھتا ہے اور میں قدرت نہیں رکھتا اور تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا اور تو بیشک پوشیدہ باتوں کا جاننے

دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَةِ	والا ہے۔ اے اللہ اگر تو اس کام کو میرے دین
اَمْرِیْ فَاقْدِرْهُ وَیَسِّرْهُ لِیْ	اور زندگی میں اور انجام کار میں میرے لئے
ثُمَّ بَارِكْ لِیْ فِیْهِ وَاِنْ	بہتر جانتا ہے تو اس کو میرے لئے مقدر کر دے
كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ	اور آسان کر دے اور اس میں میرے لئے برکت
شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ	عطا فرما اور اگر میرے دین اور زندگی میں اور
وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاصْرِفْهُ	انجام کار میں برا جانتا ہے تو اس کو مجھ سے پھیر
عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدُرْ	دے اور مجھ کو اس سے پھیر دے اور جہاں
لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ كَانَ ثُمَّ	کہیں ہو بھلائی میرے مقدر کر دے ساتھ اپنی
اَرْضِنِیْ بِهٖ ط	اپنی رحمت کے اور مجھ کو اس پر راضی کر دے۔

اور جب هٰذَا الْاَمْرَ پر پہنچے جس لفظ پر لکیر بنی ہے تو اس کے وقت اسی کام کا دھیان کرلے جس کے لئے استخارہ کرنا چاہتا ہے اس کے بعد پاک صاف بچھونے پر قبلہ کی طرف منہ کر کے باوضو سو جائے جب سو کر اٹھے اس وقت جو بات مضبوطی سے دل میں آئے وہی بہتر ہے اسی کو کرنا چاہیئے۔

مسئلہ: اگر ایک دن میں کچھ معلوم نہ ہو، اور دل کا خلجان اور تردد نہ جائے تو دوسرے دن پھر ایسا ہی کرے، اسی طرح سات دن تک کرے انشاء اللہ تعالیٰ ضرور اس کام کی اچھائی برائی معلوم ہو جائے گی۔

مسئلہ: اگر حج کے لئے جانا ہو تو یہ استخارہ نہ کرے کہ میں جاؤں یا نہ جاؤں بلکہ یوں استخارہ کرے کہ فلاں دن جاؤں یا نہ جاؤں۔

خوف کی نماز

جب کسی دشمن کا سامنا ہونے والا ہو خواہ دشمن انسان ہو یا کوئی درندہ جانور یا کوئی اژدہا وغیرہ اور ایسی حالت میں سب مسلمان یا بعض لوگ بھی مل کر جماعت سے نماز پڑھ سکیں اور سواریوں سے بھی اترنے کی مہلت نہ ہو تو سب لوگوں کو چاہیئے کہ سواریوں پر بیٹھے بیٹھے اشاروں سے تنہا پڑھ لیں استقبال بھی اس وقت شرط نہیں۔ ہاں اگر دو آدمی ایک ہی سواری پر بیٹھے ہوں تو وہ دونوں جماعت کر لیں اور اس کی مہلت نہ ہو تو معذور رہیں۔ اس

وقت نماز پڑھیں۔ اطمینان کے بعد اس کی قضا پڑھ لیں اور اگر یہ ممکن ہو کہ کچھ لوگ جماعت سے نماز نہ پڑھ سکیں اگرچہ سب آدمی نہ پڑھ سکتے ہوں تو ایسی حالت میں ان کو جماعت نہ چھوڑنا چاہیئے، اس قاعدے سے نماز پڑھیں یعنی تمام مسلمانوں کے دو حصّے کر دیئے جائیں، ایک حصّہ ایک امام کے ساتھ پوری نماز پڑھ لے اور دشمن کے مقابلہ پر چلا جائے پھر دوسرا حصّہ دوسرے شخص کو امام بنا کر پوری نماز پڑھ لے۔

نمازِ قتل اور نمازِ توبہ کا بیان

مسئلہ: اگر کوئی بات خلافِ شرع ہو جائے تو دو رکعت نفل پڑھ کر اللہ تعالیٰ کے سامنے خوب گڑگڑا کر اس سے توبہ کرے اور اپنے کیے پر پچھتائے اور اللہ تعالیٰ سے معاف کرائے اور آئندہ کے لئے پکّا ارادہ کرے کہ اب کبھی نہ کروں گا اس سے بفضلِ خداوندی وہ گناہ معاف ہو جاتا ہے۔

مسئلہ: جب کوئی مسلمان قتل کیا جاتا ہو تو اس کو مستحب ہے کہ دو رکعت نماز پڑھ کر اپنے گناہوں کی مغفرت کی اللہ تعالیٰ سے دعا کرے تاکہ یہی نماز و استغفار دنیا میں اس کا عمل آخر رہے۔

حدیث: ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے چند قاریوں کو قرآن مجید کی تعلیم کے لئے کہیں بھیجا تھا۔ اثناء راہ میں کفارِ مکہ نے انھیں گرفتار کر لیا، سوائے حضرت خبیبؓ کے اور سب کو وہیں قتل کر دیا۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو مکہ میں لے جا کر بڑی دھوم اور بڑے اہتمام سے شہید کیا جب یہ شہید ہونے لگے تو ان لوگوں سے اجازت لے کر دو رکعت نماز پڑھی، اس وقت سے یہ نماز مستحب ہو گئی۔

استسقاء کی نماز کا بیان

جب پانی کی ضرورت ہو اور پانی نہ برستا ہو، اس وقت پانی برسنے کی اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا مسنون ہے۔ استسقاء کے لئے دعا کرنا اس طریقے سے مستحب ہے کہ تمام مسلمان مل کر معہ اپنے لڑکوں اور بوڑھوں اور جانوروں کے

پا پیادہ خشوع وعاجزی کے ساتھ معمولی لباس میں جنگل کی طرف جائیں اور توبہ کی تجدید کریں اور اہلِ حقوق کے حقوق ادا کریں اور اپنے ہمراہ کسی کافر کو نہ لے جائیں پھر دو رکعت بلا اذان واقامت کے جماعت سے پڑھیں اور امام قرأت جہر سے پڑھے پھر دو خطبے پڑھے جس طرح عید کے روز کیا جاتا ہے پھر امام قبلہ رُو ہو کر کھڑا ہو جائے اور دونوں ہاتھ اُٹھا کر اللہ تعالیٰ سے پانی برسانے کی دُعا کرے اور سب حاضرین بھی دُعا کریں۔ تین روز متواتر ایسا ہی کریں، تین روز بعد نہیں کیونکہ اس سے زیادہ ثابت نہیں اور اگر گھروں سے نکلنے سے پہلے یا ایک دن نماز پڑھ کر بارش ہو جائے تو جب بھی تین دن پورے کر دیں اور تینوں دنوں میں روزہ بھی رکھیں تو مستحب ہے اور جانے سے پہلے صدقہ، خیرات کرنا بھی مستحب ہے۔

نمازِ کسوف وخسوف

مسئلہ: کسوف (سورج گرہن) کے وقت دو رکعت نماز مسنون ہے۔

مسئلہ: نمازِ کسوف جماعت سے ادا کی جائے بشرطیکہ امام جمعہ یا حاکم وقت یا اس کا نائب امامت کرے اور ایک روایت میں ہے کہ ہر امام اپنی مسجد میں نمازِ کسوف پڑھا سکتا ہے۔

مسئلہ: نمازِ کسوف کیلئے اذان یا اقامت نہیں ہے اگر لوگوں کا جمع کرنا مقصود ہو تو اَلصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ پکار دیا جائے۔

مسئلہ: نمازِ کسوف میں بڑی بڑی سورتوں کا مثلِ سورۃ بقرہ وغیرہ کے پڑھنا اور رکوع وسجدوں کا بہت دیر تک ادا کرنا مسنون ہے اور قرأت آہستہ پڑھے۔

مسئلہ: نماز کے بعد امام کو چاہیئے کہ دعا میں مصروف ہو جائے اور سب مقتدی آمین آمین کہیں جب تک کہ گرہن موقوف نہ ہو جائے یا کسی نماز کا وقت آجائے تو البتہ دُعا موقوف کر کے نماز میں مشغول ہو جانا چاہیئے۔

مسئلہ: خسوف (چاند گرہن) کے وقت بھی دو رکعت نماز مسنون ہے مگر اس میں جماعت مسنون نہیں، سب لوگ تنہا علیحدہ علیحدہ اپنے اپنے گھروں میں نماز پڑھیں۔ مسئلہ: اسی طرح جب کوئی خوف یا مصیبت پیش آئے تو نماز پڑھنا

مسنون ہے، مثلاً سخت آندھی چلے یا زلزلہ آئے یا بجلی گرے یا ستارے ٹوٹیں یا برف گرے، یا پانی بہت برسے یا کوئی عام مرض مثل ہیضہ وغیرہ پھیل جائے یا کسی دشمن وغیرہ کا خوف ہو مگر ان اوقات میں جو نمازیں پڑھی جائیں ان میں جماعت نہ کی جائے ہر شخص اپنے گھر میں تنہا پڑھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی مصیبت یا رنج ہوتا تو نماز میں مشغول ہو جاتے تھے۔

جمعہ کی نماز کا بیان

اللہ تعالیٰ کو نماز سے زیادہ کوئی چیز پسند نہیں اور اسی واسطے کسی عبادت کی اس قدر سخت تاکید اور فضیلت شریعت صافیہ میں وارد نہیں ہوئی، شریعت نے ہفتے میں ایک دن ایسا مقرر فرمایا ہے جس میں مختلف محلوں اور گاؤں کے مسلمان آپس میں جمع ہو کر اس عبادت کو ادا کریں اور چونکہ جمعہ کا دن تمام دنوں میں افضل و اشرف تھا لہٰذا یہ تخصیص اسی دن کے لئے کی گئی ہے۔

جمعہ کے فضائل

(۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام دنوں سے بہتر جمعہ کا دن ہے۔

(۲) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ میں ایک ساعت ایسی ہے کہ اگر کوئی مسلمان اس وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کرے تو ضرور قبول ہو، شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے سفر السعادت میں دو قولوں کو ترجیح دی ہے۔ (۱) یہ کہ وہ ساعت خطبہ پڑھنے کے وقت سے نماز کے ختم ہونے تک ہے۔ (۲) یہ کہ وہ ساعت آخیر دن میں ہے اور دوسرے قول کو ایک جماعت کثیرہ نے اختیار کیا ہے اور بہت سی احادیث صحیحہ اس کی مؤید ہیں۔ شیخ دہلویؒ فرماتے ہیں کہ یہ روایت صحیح ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جمعہ کے دن کسی خادمہ کو حکم دیتی تھیں کہ جب جمعہ کا دن ختم ہونے لگے تو ان کو خبر دے تاکہ وہ اس وقت ذکر و دعا میں مشغول ہو جائیں۔ (۳) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کا دن افضل ہے اس دن کثرت سے مجھ پر درود شریف پڑھا کرو، وہ اسی دن میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے، صحابہؓ نے عرض کیا یا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر کیسے پیش کیا جاتا ہے، حالانکہ بعد وفات آپ کی ہڈیاں بھی نہ ہوں گی۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے زمین پر انبیاء علیہم السلام کا بدن حرام کر دیا ہے۔

جمعہ کے آداب

(۱) ہر مسلمان کو چاہیئے کہ جمعہ کا اہتمام پنجشنبہ سے کرے پنجشنبہ (جمعرات) کے دن عصر کے بعد استغفار وغیرہ زیادہ کرے اور اپنے پہننے کے کپڑے صاف کر رکھے، اگر خوشبو گھر میں نہ ہو اور ممکن ہو تو اسی دن لاکر رکھے تاکہ پھر جمعہ کے دن ان کاموں میں اس کو مشغول نہ ہونا پڑے۔

(۲) پھر جمعہ کے دن غسل کرے، سر کے بالوں کو اور بدن کو خوب صاف کرے اور مسواک کرنا بھی اس دن بہت فضیلت رکھتا ہے (۳) جمعہ کے دن بعد غسل کے عمدہ سے عمدہ کپڑے جو اس کے پاس ہوں پہنے اور ممکن ہو تو خوشبو لگائے اور ناخن وغیرہ بھی کتروائے (۴) جامع مسجد میں بہت سویرے جائے جو شخص جتنی سویرے جائے گا اسی قدر اس کو ثواب زیادہ ملے گا۔ (۵) جمعہ کے دن پاپیادہ جانے میں ہر قدم پر ایک سال روزہ رکھنے کا ثواب ملتا ہے (۶) جمعہ کے دن خواہ نماز سے پہلے یا پیچھے سورہ کہف پڑھنے میں بہت ثواب ہے۔

جمعہ کی نماز کی فضیلت اور تاکید

نماز جمعہ فرض عین ہے قرآن مجید اور احادیث متواترہ اور اجماع اُمت سے ثابت ہے اور اعظم شعائر اسلام سے ہے، منکر اس کا کافر ہے اور بے عذر اس کا تارک فاسق ہے۔

(۱) جب جمعہ کے لئے اذان کہی جائے تو تم اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف دوڑو، اور خرید و فروخت چھوڑ دو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو (قرآن) ذکر سے مراد اس آیت میں نماز جمعہ اور اس کا خطبہ ہے، دوڑنے سے مراد نہایت اہتمام کے ساتھ جانا ہے (۲) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص تین جمعے سستی سے یعنی بے عذر ترک کر دیتا ہے اس کے دل پر اللہ تعالیٰ مُہر کر دیتا ہے۔

نماز جمعہ واجب ہونے کی شرطیں

(۱) مقیم ہونا پس مسافر پر نمازِ

جمعہ واجب نہیں (۲) صحیح ہونا، مریض پر نماز جمعہ واجب نہیں، جو مرض جامع مسجد تک پا پیادہ جانے سے مانع ہو اسی کا اعتبار ہے۔ بڑھاپے کی وجہ سے اگر کوئی شخص کمزور ہو گیا ہو کہ مسجد تک نہ جا سکے یا نابینا ہو، یہ سب لوگ مریض سمجھے جائیں گے اور نماز جمعہ ان پر واجب نہ ہو گی (۳) آزاد ہونا غلام پر نماز جمعہ واجب نہیں۔ (۴) مرد ہونا، عورت پر نماز جمعہ واجب نہیں (۵) جماعت کے ترک کرنے کے لئے جو عذر اوپر بیان ہو چکے ہیں ان سے خالی ہونا، اگر ان عذروں میں سے کوئی عذر موجود ہو تو نماز جمعہ واجب نہ ہو گی، اگر کوئی شخص باوجود نہ پائے جانے ان شرطوں کے نماز جمعہ پڑھے تو نماز ہو جائے گی یعنی ظہر کا فرض اس کے ذمہ سے اُتر جائے گا مثلاً کوئی مسافر یا کوئی عورت نماز جمعہ پڑھے۔

جُمعہ کی نماز کے صحیح ہونے کی شرطیں

(۱) مصر یعنی شہر یا قصبہ پس گاؤں یا جنگل میں نماز جُمعہ درست نہیں البتہ جس گاؤں کی آبادی قصبہ کے برابر ہو مثلاً تین چار ہزار آدمی ہوں وہاں جمعہ درست ہے (۲) ظہر کا وقت، پس ظہر سے پہلے اور ظہر کا وقت نکل جانے کے بعد نماز جمعہ درست نہیں، حتّٰی کہ اگر نماز جمعہ پڑھنے کی حالت میں وقت جاتا رہے تو نماز فاسد ہو جائے گی اگرچہ قعدۂ اخیرہ بقدر تشہد کے ہو چکا ہو، اور اسی وجہ سے نماز جمعہ قضا نہیں پڑھی جاتی (۳) خطبہ یعنی لوگوں کے سامنے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا۔ (۴) خطبہ کا نماز سے پہلے ہونا۔ اگر نماز کے بعد خطبہ پڑھا جائے تو نماز نہ ہو گی۔ (۵) خطبہ کا نماز ظہر کے اندر ہونا پس وقت آنے سے پہلے اگر خطبہ پڑھ لیا جائے تو نماز نہ ہو گی۔ (۶) عام اجازت کے ساتھ علی الاشتہار نماز جمعہ پڑھنا پس کسی خاص مقام میں چھپ کر نماز جمعہ پڑھنا درست نہیں۔ اگر کسی ایسے مقام میں نماز جمعہ پڑھی جائے جہاں عام لوگوں کو آنے کی اجازت نہ ہو یا جمعہ کو مسجد کے دروازے بند کر لئے جائیں تو نماز نہ ہو گی۔

جُمعہ کے خطبہ کے مسائل

مسئلہ: جب سب لوگ مسجد میں آ جائیں تو امام کو چاہیئے کہ ممبر پہ بیٹھ

جائے اور مؤذن اس کے سامنے کھڑے ہو کر اذان کہے، بعد اذان کے فوراً کھڑے ہو کر خطبہ شروع کر دے۔

مسئلہ: خطبہ میں بارہ چیزیں مسنون ہیں (۱) خطبہ پڑھنے کی حالت میں خطبہ پڑھنے والے کا کھڑا رہنا (۲) دو خطبے پڑھنا (۳) دونوں خطبوں کے درمیان اتنی دیر تک بیٹھنا کہ تین مرتبہ سبحان اللہ کہہ سکیں (۴) دونوں حدثوں سے پاک ہونا (۵) خطبہ پڑھنے کی حالت میں منہ لوگوں کی طرف رکھنا (۶) خطبہ شروع کرنے سے پہلے اپنے دل میں اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم کہنا (۷) خطبہ ایسی آواز سے پڑھنا تاکہ لوگ سن سکیں (۸) خطبہ میں ان آٹھ قسم کے مضامین کا ہونا۔

(۱) اللہ تعالیٰ کا شکر (۲) اور اس کی تعریف (۳) خداوند کریم کی وحدت (۴) اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت (۵) نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود (۶) وعظ ونصیحت (۷) قرآن مجید کی آیتوں کا یا کسی سورت کا پڑھنا، دوسرے خطبہ میں ان چیزوں کا اعادہ کرنا (۸) دوسرے خطبہ میں بجائے وعظ و نصیحت کے مسلمانوں کے لئے دعا کرنا (۹) خطبہ کو زیادہ طول نہ دینا بلکہ نماز سے کم رکھنا (۱۰) خطبہ منبر پر پڑھنا، اگر منبر نہ ہو تو کسی لاٹھی وغیرہ پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہونا اور ہاتھ کا ہاتھ پر رکھ لینا منقول نہیں (۱۱) دونوں خطبوں کا عربی زبان میں ہونا اور کسی زبان میں خطبہ پڑھنا یا اس کے ساتھ کسی اور زبان کے اشعار ملا دینا خلاف سنتِ مؤکدہ اور مکروہ تحریمی ہے (۱۲) خطبہ سننے والوں کو قبلہ رو ہو کر بیٹھنا، دوسرے خطبہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آل و اصحاب و ازواج مطہرات خصوصاً خلفاء راشدین اور حضرت حمزہ و عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لئے دعا کرنا مستحب ہے۔ بادشاہِ اسلام کے لئے بھی دعا کرنا جائز ہے۔

مسئلہ: جب امام خطبہ کے لئے کھڑا ہو، اس وقت سے کوئی نماز پڑھنا یا آپس میں بات چیت کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ ہاں قضا نماز کا پڑھنا صاحب ترتیب کے لئے اس وقت بھی جائز بلکہ واجب ہے۔

مسئلہ: جب خطبہ شروع ہو جائے تو تمام حاضرین کو اس کا سننا واجب

ہے۔ خواہ امام کے نزدیک بیٹھے ہوں یا دور، اور کوئی ایسا فعل کرنا جو سننے میں مخل ہو مکروہ تحریمی ہے اور کھانا پینا، بات چیت کرنا، چلنا، پھرنا، سلام یا سلام کا جواب یا تسبیح پڑھنا یا کسی کو شرعی مسئلہ بتانا جیساکہ حالتِ نماز میں ممنوع ہے ویسا ہی اس وقت بھی ممنوع ہے ہاں خطیب کو جائز ہے کہ خطبہ پڑھنے کی حالت میں کسی کو شرعی مسئلہ بتا دے۔

مسئلہ: اگر سنت، نفل پڑھتے میں خطبہ شروع ہو جائے تو سُنّتِ موکدہ تو پوری کرلے اور نفل میں دو رکعت پر سلام پھیر دے۔

مسئلہ: دونوں خطبوں کے درمیان میں بیٹھنے کی حالت میں امام کو یا مقتدیوں کو ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا مکروہ تحریمی ہے، رمضان کے آخیر جمعہ کے خطبہ میں وداع وفراق کے مضامین پڑھنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم سے منقول ہے۔

مسئلہ: خطبہ کسی کتاب وغیرہ سے دیکھ کر پڑھنا جائز ہے۔

مسئلہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسمِ مبارک اگر خطبہ میں آئے تو مقتدیوں کو اپنے دل میں درود شریف پڑھ لینا جائز ہے۔

جمعہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ نقل کرنے سے یہ غرض نہیں کہ لوگ اسی خطبہ پر التزام کرلیں بلکہ کبھی کبھی بغرض تبرک واتباع اس کو بھی پڑھ لیا جایا کرے آپ کی عادتِ شریفہ یہ تھی کہ جب لوگ جمع ہو جاتے اس وقت آپ تشریف لاتے، اور حاضرین کو سلام کرتے اور حضرتِ بلال رضی اللہ عنہ اذان کہتے جب اذان ختم ہو جاتی آپ کھڑے ہو جاتے اور معاً خطبہ شروع فرما دیتے جب تک منبر نہ بنا تھا کسی لاٹھی یا کمان سے ہاتھ کو سہارا دے لیتے اور کبھی کبھی اس لکڑی کے ستون سے جو محراب کے پاس تھا جہاں آپ خطبہ پڑھتے تھے تکیہ لگا لیتے تھے بعد منبر بن جانے کے پھر کسی لاٹھی وغیرہ سے سہارا دینا منقول نہیں، دو خطبے پڑھتے اور دونوں کے درمیان

میں کچھ تھوڑی دیر بیٹھ جاتے اور اس وقت کچھ کلام نہ کرتے نہ دعا مانگتے، جب دوسرے خطبے سے آپ کو فراغت ہوتی تب حضرت بلال رضی اللہ عنہ اقامت کہتے اور آپ نماز شروع فرماتے اکثر خطبے میں فرمایا کرتے تھے بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ کَہَاتَیْن یعنی میں اور قیامت اس طرح ساتھ بھیجا گیا ہوں جیسے دو انگلیاں اور بیچ کی انگلی اور شہادت کی انگلی کو ملا دیتے تھے اور اس کے بعد فرماتے تھے:

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَخَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا وَکُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ اَنَا اَوْلٰی بِکُلِّ مُؤْمِنٍ مِّنْ نَّفْسِہٖ مَنْ تَرَکَ مَالًا فَلِاَھْلِہٖ وَمَنْ تَرَکَ دَیْنًا اَوْ ضِیَاعًا فَعَلَیَّ ط

سب سے اچھی بات کتاب اللہ (قرآن مجید) اور سب سے اچھا طریقہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ دین میں سب سے بُرا کام دین میں، نئی بات پیدا کرنا ہے کیونکہ اس سے لوگ گمراہ ہوتے ہیں، میں ہر مومن کے ساتھ اس کی ذات سے زیادہ قریب ہوں مرتے وقت آدمی جو مال چھوڑے گا وہ اس کے گھر والوں کا ہے اور جو قرض یا اولاد چھوڑے گا وہ میرے ذمہ ہے۔

کبھی یہ خطبہ پڑھتے تھے:

یٰاَیُّھَا النَّاسُ تُوْبُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا وَبَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ الصَّالِحَةِ وَصِلُوا الَّذِیْ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَ رَبِّکُمْ بِکَثْرَةِ ذِکْرِکُمْ لَہٗ وَکَثْرَةِ الصَّدَقَةِ بِالسِّرِّ وَالْعَلَانِیَةِ تُؤْجَرُوْا وَتُحْمَدُوْا وَتُرْزَقُوْا وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ قَدْ فَرَضَ عَلَیْکُمُ الْجُمُعَةَ مَکْتُوْبَةً فِیْ مَقَامِیْ ھٰذَا فِیْ شَھْرِیْ ھٰذَا فِیْ عَامِیْ ھٰذَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ مَنْ وَّجَدَ اِلَیْہِ

اے لوگو! مرنے سے پہلے توبہ کرو اور نیک کاموں میں جلدی کرو، اپنے اور اپنے خدا کے بیچ کلام پاک کی پڑھائی اور پوشیدہ وعلانیہ صدقے کی کثرت پیدا کرو تمہیں اس کا پھل ملے گا۔ اور تمہاری تعریف کی جاوے گی تم کو روزی دی جائے گی اور جان لو کہ اللہ نے تمہارے اوپر جمعہ فرض کیا ہے اس جگہ پر اس مہینے میں اس سال میں قیامت تک جو آدمی راستہ پاتا ہے اس جمعہ کی طرف پھر جو بھی میری زندگی میں یا میرے بعد جمعہ کا انکار کرتے ہوئے اور

سَبِیْلاً فَمَنْ تَرَکَھَا فِیْ حَیَاتِیْ
اَوْ بَعْدِیْ جُحُوْدًا بِھَا وَاسْتِخْفَافًا
بِھَا وَلَهٗ اِمَامٌ جَائِرٌ اَوْ عَادِلٌ
فَلَا جَمَعَ اللّٰہُ شَمْلَهٗ وَلَا بَارَکَ
لَهٗ اَمْرِهٖ اَلَا وَلَا صَلٰوۃَ لَهٗ اَلَا وَلَا
صَوْمَ لَهٗ اَلَا وَلَا زَکٰوۃَ لَهٗ اَلَا
وَلَا حَجَّ لَهٗ اَلَا وَلَا بِرَّ لَهٗ حَتّٰی
یَتُوْبَ فَاِنْ تَابَ تَابَ اللّٰہُ اَلَا
لَا تَؤُمَّنَّ اِمْرَاَۃٌ رَجُلًا اَلَا وَلَا
یَؤُمَّنَّ اَعْرَابِیٌّ مُھَاجِرًا اَلَا
وَلَا یَؤُمَّنَّ فَاجِرٌ مُؤْمِنًا اِلَّا اَنْ
یَقْھَرَهٗ سُلْطَانٌ یَخَافُ سَیْفَهٗ
سَوْطَهٗ ط

اسے خاص نہ سمجھ کر اس لئے چھوڑے گا
کہ اس کا امام ظالم ہے یا عالم تو اللہ اس
کے حال کو ٹھیک کرے اور اس کے
معاملات میں برکت دے، جمعہ چھوڑنے والے
کی نہ نماز ہوگی نہ کوئی روزہ نہ زکوٰۃ ہوگی
اور نہ اس کا حج، نہ اس کی کوئی نیکی
قبول ہوگی۔ جب تک کہ وہ توبہ نہ کرے
پھر اگر توبہ کرے گا تو اللہ اس کی توبہ
قبول کرے گا۔ خبردار کوئی عورت کسی
مرد کی امامت نہ کرے، نہ کوئی اعرابی
کسی مہاجر کی اور نہ کوئی جھوٹا کسی سچے
کی۔ لیکن اگر کسی بادشاہ یا حاکم کا ڈر ہو
تو دوسری بات ہے۔

اور کبھی بعد حمد وصلوٰۃ کے یہ خطبہ پڑھتے تھے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ
وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا
وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ
یَّھْدِهِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ
یُّضْلِلْهُ فَلَا ھَادِیَ لَهٗ وَاَشْھَدُ
اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ
لَهٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ
وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا
وَّنَذِیْرًا بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَۃِ
مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ

سب تعریفیں اللہ کے لئے ہی ہیں جس کی ہم
تعریف کرتے ہیں اور نجات چاہتے ہیں ہم اللہ
کی پناہ مانگتے ہیں اپنی جانوں کی برائی سے اور
اپنے بُرے کاموں سے، جسے اللہ ہدایت دیتا
ہے اُسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں ہے۔ میں
گواہی دیتا ہوں کہ ایک اللہ کے سوا کوئی عبادت
کے قابل نہیں اور جس کا کوئی ساجھی نہیں میں
گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس
کے بندے اور رسول ہیں جنہیں اللہ نے حق کے
ساتھ بھیجا ہے جو فرمانبرداروں کو خوشخبری دینے

رَشَدَ وَاهْتَدٰی وَمَنْ یَّعْصِهَا فَاِنَّهٗ لَا یَضُرُّ اِلَّا نَفْسَهٗ وَلَا یَضُرُّ اللّٰهَ شَیْئًا ط (ابوداؤد وغیرہ)

والے ہیں اور نافرمانوں کو ڈرانے والے ہیں قیامت آنے تک جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا وہ ہدایت پاگیا اور جو نافرمانی کرے گا وہ نقصان اُٹھا گیا اللہ کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکے گا۔

ایک صحابی فرماتے ہیں کہ حضرت سورۂ قٓ خطبہ میں اکثر پڑھا کرتے تھے حتیٰ کہ میں نے سورۂ قٓ حضرت ہی سے سُن کر یاد کی ہے۔ جب آپ منبر پر اس کو پڑھا کرتے تھے اور کبھی سورۃ العصر اور کبھی لَا یَسْتَوِیْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ط اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ط اور کبھی وَنَادَوْا یٰمٰلِكُ لِیَقْضِ عَلَیْنَا رَبُّكَ قَالَ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ ط پڑھا کرتے تھے۔

نماز جمعہ کے مسائل

مسئلہ: بہتر یہ ہے کہ جو شخص خطبہ پڑھے وہی نماز پڑھائے اور اگر دوسرا پڑھائے تب بھی جائز ہے۔ **مسئلہ:** خطبہ ختم ہوتے ہی فوراً اقامت کہہ کر نماز شروع کر دینا مسنون ہے، خطبہ اور نماز کے درمیان میں کوئی دنیاوی کام کرنا مکروہ تحریمی ہے اگر وضو نہ رہے اور وضو کرنے جائے یا بعد خطبے کے اس کو معلوم ہو کہ اس کو غسل کی ضرورت تھی اور غسل کرنے جائے تو کچھ کراہیت نہیں نہ خطبے کے اعادے کی ضرورت ہے۔

مسئلہ: نماز جمعہ اس نیت سے پڑھی جائے نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ رَكْعَتَیِ الْفَرْضِ مِنْ صَلٰوةِ الْجُمُعَةِ یعنی میں نے یہ ارادہ کیا کہ دو رکعت فرض نماز جمعہ پڑھوں۔

مسئلہ: بہتر یہ ہے کہ جمعہ کی نماز ایک مقام میں ایک ہی مسجد میں سب لوگ جمع ہو کر پڑھیں اگر ایک مقام کی متعدد مسجدوں میں بھی نماز جمعہ جائز ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی مسبوق قعدۂ آخیرہ میں التحیات پڑھتے وقت یا سجدۂ سہو کے بعد آکر ملے تو اس کی شرکت صحیح ہو جائے گی اور اس کو جمعہ کی نماز تمام کرنا چاہیئے ظہر پڑھنے کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ: بعض لوگ جمعہ کے بعد ظہر احتیاطی پڑھا کرتے ہیں، چونکہ عوام کا اعتقاد اس سے بہت بگڑ گیا ہے ان کو مطلقاً منع کرنا چاہیے۔ البتہ اگر کوئی ذی علم موقع شبہ میں پڑھنا چاہے تو اپنے پڑھنے کی کسی کو اطلاع نہ کرے۔

عیدین کی نماز کا بیان

مسئلہ: شوال کے مہینے کی پہلی تاریخ کو عید الفطر کہتے ہیں اور ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو عید الاضحےٰ، یہ دونوں دن اسلام میں عید اور خوشی کے دن ہیں اور دونوں دنوں میں دو دو رکعت نماز بطور شکریہ کے پڑھنا واجب ہے۔ جمعہ کی نماز کی صحت وجوب کے لئے جو شرائط اوپر ذکر ہو چکے ہیں وہی سب عیدین کی نماز میں بھی ہیں، سوا خطبہ کے۔ جمعہ کی نماز میں خطبہ فرض اور شرط ہے اور نماز سے پہلے پڑھا جاتا ہے اور عیدین کی نماز میں شرط یعنی فرض نہیں سُنت ہے اور پیچھے پڑھا جاتا ہے۔ مگر عیدین کے خطبہ کا سُننا بھی مثل جمعہ کے خطبے کے واجب ہے یعنی اس وقت بولنا، چالنا، نماز پڑھنا سب حرام ہے۔

مسئلہ: عید الفطر کے دن تیرہ چیزیں مسنون ہیں (۱) شرع کے موافق اپنی آرائش کرنا (۲) غسل کرنا (۳) مسواک کرنا (۴) عمدہ سے عمدہ کپڑے جو پاس موجود ہوں پہننا (۵) خوشبو لگانا (۶) صبح کو بہت سویرے اُٹھنا (۷) عید گاہ میں بہت سویرے جانا، (۸) قبل عید گاہ جانے کے کوئی شیریں چیز مثل چھوارے وغیرہ کے کھانا (۹) قبل عید گاہ جانے کے صدقۂ فطر دے دینا (۱۰) عید کی نماز عید گاہ میں جا کر پڑھنا یعنی شہر کی مسجد میں بلا عذر نہ پڑھنا (۱۱) جس راستے سے جانا اس کے سوا دوسرے راستے سے واپس آنا (۱۲) پیادہ پا جانا اور راستے میں اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ آہستہ آواز سے پڑھتے ہوئے جانا چاہیے۔

مسئلہ: عید الفطر کی نماز پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ یہ نیت کرے: نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ رَکْعَتَیِ الْوَاجِبِ صَلٰوۃَ الْعِیْدِ الْفِطْرِ مَعَ سِتِّ تَکْبِیْرَاتٍ وَّاجِبَۃٍ یعنی میں نے یہ نیت کی کہ دو رکعت واجب نماز عید کی چھ واجب تکبیروں کے ساتھ پڑھوں یہ نیت کر کے ہاتھ باندھ لے اور سبحانک اللّٰھم آخر تک پڑھ کر تین

مرتبہ اللہ اکبر کہے اور ہر مرتبہ مثل تکبیر تحریمہ دونوں کانوں تک ہاتھ اُٹھائے اور بعد تکبیر کے ہاتھ لٹکائے اور ہر تکبیر کے بعد اتنی دیر توقف کرے کہ تین مرتبہ سبحان اللہ کہہ سکیں تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ نہ لٹکائے بلکہ باندھ لے اور اعوذ باللہ بسم اللہ پڑھ کر سورۃ فاتحہ اور کوئی دوسری سورت پڑھ کر حسب دستور رکوع و سجدہ کر کے کھڑا ہو، اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ اور سورت پڑھ لے اس کے بعد تین تکبیریں اسی طرح کہے لیکن یہاں تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ نہ باندھے بلکہ لٹکائے رکھے اور پھر تکبیر کہہ کر رکوع میں جائے۔

مسئلہ: عیدین کی نماز میں علاوہ معمولی تکبیروں کے زائد تکبیریں کہنا واجب ہیں۔

مسئلہ: بعد نماز کے دو خطبے منبر پر کھڑے ہو کر پڑھے اور دونوں خطبوں کے درمیان اتنی ہی دیر تک بیٹھے جتنی دیر جمعہ کے خطبے میں۔

مسئلہ: بعد نماز عیدین کے دُعا مانگنا گو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ اور تبع تابعین رضی اللہ عنہم سے منقول نہیں مگر چونکہ عموماً ہر نماز کے بعد دعا مانگنا مسنون ہے اس لئے بعد نماز عیدین بھی دعا مانگنا مسنون ہوگا۔

مسئلہ: عیدین کے خطبے میں پہلے تکبیر سے ابتدا کرے پہلے خطبہ میں نو مرتبہ اللہ اکبر کہے، دوسرے میں سات مرتبہ۔

مسئلہ: عید الاضحیٰ کی نماز کا بھی یہی طریقہ ہے اور اس میں بھی وہ سب چیزیں مسنون ہیں جو عید الفطر میں، فرق صرف اس قدر ہے کہ عید الاضحیٰ کی نیت میں بجائے عید الفطر کے عید الاضحیٰ کا لفظ داخل کرے، عید الفطر میں عیدگاہ جانے سے پہلے کوئی چیز کھانا مسنون ہے، یہاں نہیں اور عید الفطر میں راستے میں چلتے وقت آہستہ تکبیر کہنا مسنون ہے اور یہاں بلند آواز سے اور عید الفطر کی نماز دیر کر کے پڑھنا مسنون ہے اور عید الاضحیٰ کی سویرے اور یہاں صدقۂ فطر نہیں بلکہ بعد میں قربانی ہے اہل وسعت پر اور اذان و اقامت نہ یہاں پر ہے، نہ وہاں پر۔ مسئلہ: جہاں عید کی نماز پڑھائی جائے وہاں اس دن اور کوئی نماز

پڑھنا مکروہ ہے، نماز سے پہلے بھی اور پیچھے، ہاں بعد نماز کے گھر میں آ کر نماز پڑھنا مکروہ نہیں اور قبل نماز کے یہ بھی مکروہ ہے۔

مسئلہ: عورتیں اور وہ لوگ جو کسی وجہ سے نماز عید نہ پڑھیں ان کو قبل نماز عید کے کوئی نفل وغیرہ پڑھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: عید الفطر کے خطبہ میں صدقۂ فطر کے احکام اور عید الاضحیٰ کے خطبہ میں قربانی کے مسائل اور تکبیر تشریق کے احکام بیان کرنا چاہئیں تکبیر تشریق یعنی ہر فرض عین نماز کے بعد ایک مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔ کہنا واجب ہے بشرطیکہ وہ فرض جماعت سے پڑھا گیا ہو۔ اور وہ مقام مصر ہو، یہ تکبیر عورت اور مسافر پر واجب نہیں اگر یہ شخص کسی ایسے شخص کے مقتدی ہوں جس پر تکبیر واجب ہے تو ان پر بھی واجب ہو جائے گی لیکن اگر منفرد اور عورت اور مسافر بھی کہہ لے تو بہتر ہے کہ صاحبین کے نزدیک ان سب پر واجب ہے۔

مسئلہ: یہ تکبیر عرفہ یعنی نویں تاریخ کی فجر سے تیرھویں تاریخ کی عصر تک کہنا چاہیئے۔ یہ سب تیئس نمازیں ہوئیں جن کے بعد تکبیر واجب ہے۔

مسئلہ: اس تکبیر کا بلند آواز سے کہنا واجب ہے ہاں عورتیں آہستہ آواز سے کہیں۔

مسئلہ: نماز کے فوراً بعد تکبیر کہنا چاہیئے۔

مسئلہ: اگر امام تکبیر کہنا بھول جائے تو مقتدیوں کو چاہیئے کہ فوراً تکبیر کہہ دیں انتظار نہ کریں کہ جب امام کہے تو کہیں۔

مسئلہ: عید الاضحیٰ کی نماز کے بعد بھی تکبیر کہہ لینا بعض کے نزدیک واجب ہے۔

مسئلہ: عیدین کی نماز بالاتفاق متعدد مساجد میں جائز ہے۔

مسئلہ: اگر کسی کو عید کی نماز نہ ملی اور سب لوگ پڑھ چکے ہوں تو وہ شخص تنہا عید کی نماز نہیں پڑھ سکتا اس لئے کہ جماعت اس میں شرط ہے، اسی طرح اگر کوئی شخص شریک نماز ہوا ہو اور کسی وجہ سے اس کی نماز فاسد ہو گئی ہو وہ بھی اس کی قضا نہیں پڑھ سکتا نہ اس کی اس پر قضا واجب ہے۔ ہاں اگر کچھ

لوگ اور بھی اس کے ساتھ شریک ہو جائیں تو پڑھنا واجب ہے۔

مسئلہ: اگر کسی عذر سے پہلے دن نماز نہ پڑھی جا سکے تو عید الفطر کی نماز دوسرے دن اور عید الاضحیٰ کی بارھویں تاریخ تک پڑھی جا سکتی ہے۔

مسئلہ: عید الاضحیٰ کی نماز میں بے عذر بھی بارھویں تاریخ تک تاخیر کرنے سے نماز ہو جائے گی مگر مکروہ ہے اور عید الفطر میں بے عذر تاخیر کرنے سے بالکل نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ: اگر کوئی عید کی نماز میں ایسے وقت شریک ہوا کہ امام تکبیروں سے فراغت کر چکا ہو تو اگر قیام میں آکر شریک ہوا ہو تو فوراً بعد نیت باندھنے کے تکبیریں کہہ لے اگرچہ امام قرأت شروع کر چکا ہو اور اگر رکوع میں آکر شریک ہوا ہو تو اگر غالب گمان ہو کہ تکبیروں کی فراغت کے بعد امام کا رکوع مل جائے گا تو نیت باندھ کر تکبیریں کہہ لے بعد اس کے رکوع میں جائے اور اگر رکوع نہ ملنے کا خوف ہو تو رکوع میں شریک ہو جائے۔ حالتِ رکوع میں بجائے تسبیح کے تکبیریں کہہ لے۔ مگر حالتِ رکوع میں تکبیریں کہتے وقت ہاتھ نہ اٹھائے اور اگر قبل اس کے کہ پوری تکبیریں کہہ چکے امام رکوع سے سر اٹھا لے تو یہ بھی کھڑا ہو جائے اور جس قدر تکبیریں رہ گئی ہیں وہ اس کو معاف ہیں۔

مسئلہ: اگر کسی کی ایک رکعت عید کی نماز میں چلی جائے تو جب وہ اس کو ادا کرنے لگے تو پہلے قرأت کرے اس کے بعد تکبیریں کہے، اگر امام تکبیریں کہنا بھول جائے اور رکوع میں اس کو خیال آئے تو اس کو چاہیئے کہ حالت رکوع ہی میں تکبیریں کہہ لے پھر قیام کی طرف نہ لوٹے اور اگر لوٹ جائے تب بھی جائز ہے یعنی نماز فاسد نہ ہوگی۔ لیکن ہر حالت میں بوجہ کثرتِ اژدحام کے سجدۂ سہو نہ کرے۔

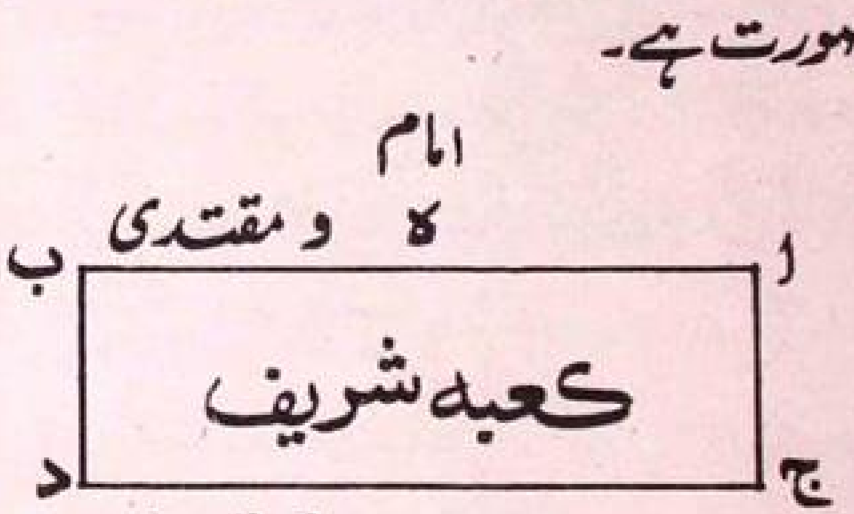
کعبہ مکرّمہ کے اندر نماز پڑھنے کا بیان

مسئلہ: جیسا کہ کعبہ شریف کے باہر اس کے رُخ پر نماز پڑھنا درست ہے ویسا ہی کعبہ مکرّمہ کے اندر بھی نماز پڑھنا درست ہے۔ استقبال قبلہ ہو جائے گا۔

خواہ جس طرف پڑھے اس وجہ سے کہ وہاں چاروں طرف قبلہ ہے جس طرف منہ کیا جائے کعبہ ہی کعبہ ہے اور جس طرح نفل اسی طرح فرض نماز بھی۔

مسئلہ: کعبہ کے اندر تنہا نماز پڑھنا بھی جائز ہے اور جماعت سے بھی اور وہاں یہ بھی شرط نہیں کہ امام اور مقتدیوں کا منہ ایک ہی طرف ہو اس لئے کہ وہاں ہر طرف قبلہ ہے، ہاں یہ شرط ضرور ہے کہ مقتدی امام سے آگے بڑھ کر نہ کھڑے ہوں اگر مقتدی کا منہ امام کے سامنے ہو تب بھی درست ہے مگر وہاں اس صورت میں نماز مکروہ ہوگی اس لئے کہ کسی آدمی کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا مکروہ ہے لیکن اگر کوئی چیز بیچ میں حائل کر لی جائے تو یہ کراہیت نہ رہے گی۔

مسئلہ: اور اگر سب کعبہ کے باہر ہوں اور ایک طرف امام ہو اور چاروں طرف مقتدی حلقہ باندھے ہوئے ہوں جیسا کہ عام عادت وہاں اسی طرح نماز پڑھنے کی ہے تو بھی درست ہے لیکن شرط یہ ہے کہ جس طرف امام کھڑا ہے اس طرف کوئی مقتدی بہ نسبت امام کے خانہ کعبہ کے نزدیک نہ ہو کیونکہ اس صورت میں وہ امام سے آگے سمجھا جائے گا جو کہ مانع اقتدا ہے البتہ دوسری طرف کے مقتدی خانہ کعبہ سے بہ نسبت امام کے نزدیک بھی ہوں تو کچھ مضائقہ نہیں اور اس کی یہ صورت ہے۔



ا، ب، ج، د کعبہ ہے

اور ہ امام ہے جو کعبہ سے دو گز کے فاصلے پر کھڑا ہے۔

مگر و تو ہ کی طرف کھڑا ہے اور ز دوسری طرف کھڑا ہے۔

تو و کی نماز نہ ہوگی ز کی نماز ہو جائے گی۔

کتاب الجنائز

مسئلہ: جب آدمی مرنے لگے تو اس کو چت لٹا دو اور اس کے پیر قبلہ کی طرف کر دو، سر اونچا کر دو تاکہ منہ قبلہ کی طرف ہو جائے اور اس کے پاس بیٹھ کر کلمہ طیبہ زور زور سے پڑھو تاکہ تم کو پڑھتے سن کر خود بھی کلمہ پڑھنے لگے اور اس کو کلمہ پڑھنے کا حکم نہ کرو، کیونکہ وہ وقت بڑا مشکل ہے نہ معلوم اس کے منہ سے کیا نکل جائے۔

مسئلہ: جب وہ ایک دفعہ کلمہ پڑھ لے تو چپ رہو یہ کوشش نہ کرو کہ کلمہ برابر جاری رہے اور پڑھتے پڑھتے دم نکلے، کیونکہ مطلب تو فقط اتنا ہے کہ سب سے آخری بات جو اس کے منہ سے نکلے کلمہ ہونا چاہیئے۔ اس کی ضرورت نہیں کہ دم ٹوٹتے تک کلمہ برابر جاری رہے۔ ہاں اگر کلمہ پڑھ لینے کے بعد پھر کوئی بات چیت کرے تو پھر کلمہ پڑھنے لگو، جب وہ پڑھ لے تو چپ ہو جاؤ۔

مسئلہ: جب سانس اکھڑ جائے اور جلدی جلدی چلنے لگے اور ٹانگیں ڈھیلی پڑ جائیں کہ کھڑی نہ ہو سکیں اور ناک ٹیڑھی ہو جائے اور کنپٹیاں بیٹھ جائیں تو سمجھو کہ اس کی موت آگئی، اس وقت کلمہ زور زور سے پڑھنا شروع کرو۔

مسئلہ: سورۂ یٰسین پڑھنے سے موت کی سختی کم ہوتی ہے اس کے سرہانے یا اور کہیں اس کے پاس بیٹھ کر پڑھو یا کسی سے پڑھوا دو۔

مسئلہ: اس وقت کوئی ایسی بات نہ کرو کہ اس کا دل دنیا کی طرف مائل ہو جائے کیونکہ یہ وقت دنیا سے جدائی اور اللہ تعالٰی کی درگاہ میں حاضری کا ہے ایسے کام کرو، ایسی باتیں کرو تاکہ دل دنیا سے پھر کر اللہ کی طرف ہو جائے کہ مردے کی خیر خواہی اسی میں ہے۔ ایسے وقت بال بچوں کو سامنے لانا اور کوئی چیز جس سے اس کو زیادہ رغبت تھی اس کے سامنے لانا ایسی باتیں کرنا کہ دل اس کا ان کی طرف متوجہ ہو جائے اور ان کی محبت اس کے دل میں سما جائے بڑی بری بات ہے، دنیا

کی محبت لے کر رخصت ہوا تو نعوذ باللہ بُری موت مرا۔

مسئلہ: جب مرجائے تو سب عضو درست کر دو، اور کسی کپڑے سے اس کا منہ اس ترکیب سے باندھو کہ کپڑا ٹھوڑی کے نیچے سے نکال کر اس کے دونوں سرے سر پر لے جاؤ اور گرہ لگا دو، تاکہ منہ پھیل نہ جائے اور آنکھیں بند کر دو، اور پیر کے دونوں انگوٹھے ملا کر باندھ دو تاکہ ٹانگیں پھیل نہ جائیں، پھر چادر اڑھا دو اور نہلانے اور کفنانے میں جہاں تک ہو سکے جلدی کرو۔

مسئلہ: منہ وغیرہ بند کرتے وقت یہ دُعا پڑھو: بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ۔ **مسئلہ**: مرجانے کے بعد اس کے پاس لوبان وغیرہ کچھ خوشبو سُلگا دی جائے اور حیض و نفاس والی عورت اور جس کو نہلانے کی ضرورت ہو، اُس کے پاس نہ رہے۔

مسئلہ: مرجانے کے بعد جب تک اس کو غسل نہ دیا جائے اس کے پاس قرآن مجید پڑھنا درست نہیں۔

نہلانے کا بیان

مسئلہ: جب گور و کفن کا سب سامان ہو جائے اور نہلانا چاہو، تو پہلے کسی تخت یا بڑے تختے کو لوبان یا اگربتّی وغیرہ خوشبو دار چیز کی دھونی دے دو، تین دفعہ یا پانچ دفعہ یا سات دفعہ چاروں طرف دھونی دے کر مُردے کو اس پر لٹا دو، اور کپڑے اتار لو، اور کوئی کپڑا ناف سے لے کر زانوؤں تک ڈال دو کہ اتنا بدن چھپا رہے۔

مسئلہ: اگر نہلانے کی کوئی جگہ الگ ہے کہ پانی کہیں الگ بہہ جائے گا تو خیر نہیں تو تخت کے نیچے گڑھا کھدوالو کہ سارا پانی اسی میں جمع رہے۔

مسئلہ: نہلانے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے مُردے کو استنجا کرا دو، لیکن اس کی رانوں اور استنجے کی جگہ اپنا ہاتھ مت لگاؤ، اور اس پر نگاہ بھی نہ ڈالو، بلکہ اپنے ہاتھ میں کوئی کپڑا لپیٹ لو، اور جو کپڑا ناف سے لے کر زانو تک پڑا ہے اس کے اندر تک دھلاؤ

پھر اس کو وضو کرا دو، لیکن نہ کلّی کراؤ، نہ ناک میں پانی ڈالو، اور نہ پہنچوں تک ہاتھ دُھلاؤ بلکہ پہلے منہ دُھلاؤ، پھر ہاتھ کہنی سمیت، پھر سر کا مسح، پھر دونوں پیر اور اگر تین دفعہ روئی تر کر کے دانتوں اور مسوڑھوں پر پھیر دی جائے اور ناک کے دونوں سوراخوں میں پھیر دی جائے تو بھی جائز ہے، اور اگر مُردہ ناپاکی کی حالت میں یا حیض و نفاس میں مر جائے تو اس طرح سے منہ اور ناک میں پانی پہنچانا ضروری ہے اور ناک اور منہ اور کانوں میں روئی بھر دو تاکہ وضو کراتے وقت اور نہلاتے وقت پانی نہ جانے پائے۔ جب وضو کرا چکو تو سر کو گلِ خیرو یا کسی اور چیز سے جس سے صاف ہو جائے یا بیسن یا صابن مل کر دھوئے اور صاف کر کے پھر مُردے کو بائیں کروٹ پر لٹا کر بیری کے پتے ڈال کر پکایا ہوا نیم گرم پانی تین دفعہ سر سے پیر تک ڈالے یہاں تک کہ بائیں کروٹ تک پہنچ جائے، پھر داہنی کروٹ پر لٹائے اور اسی طرح سر سے پیر تک تین دفعہ اتنا پانی ڈالے کہ داہنی کروٹ تک پہنچ جائے۔ اس کے بعد مُردے کو اپنے بدن کی ٹیک لگا کر ذرا بٹھلائے اور اس کے پیٹ کو آہستہ آہستہ ملے اور دبائے اگر پاخانہ نکلے تو اس کو صاف کر کے دھو ڈالے اور وضو اور غسل میں اس کے نکلنے سے کچھ نقصان نہیں اب نہ دہراؤ، اس کے بعد پھر اس کو بائیں کروٹ پر لٹایئے اور کافور پڑا ہوا پانی سر سے پیر تک تین دفعہ ڈالے پھر سارا بدن کسی کپڑے سے صاف کر کے کفنا دے۔

مسئلہ: اگر بیری کے پتے ڈال کر پکایا ہوا پانی نہ ہو تو یہی سادہ نیم گرم پانی کافی ہے اس سے اسی طرح تین دفعہ نہلا دے اور بہت تیز گرم پانی سے مُردے کو نہ نہلائے اور نہانے کا یہ طریقہ جو بیان ہوا سنت ہے اگر کوئی اس طرح تین دفعہ نہ نہلائے بلکہ ایک دفعہ سارے بدن کو دھو ڈالے تب بھی فرض ادا ہو گیا۔

مسئلہ: جب مُردے کو کفن پر رکھو تو سر پر عطر لگا دو اور اگر مُردہ مرد ہو تو داڑھی پر بھی عطر لگا دو، پھر پیشانی، ناک اور دونوں ہتھیلی اور گھٹنوں اور دونوں پاؤں پر کافور مل دو، بعضے بعضے کفن میں عطر لگاتے ہیں اور کان میں پھریری رکھ دیتے ہیں یہ سب جہالت ہے۔ جتنا شرع میں حکم آیا ہے اس سے زاید مت کرو۔

مسئلہ: بالوں میں کنگھی نہ کرو، نہ ناخن کاٹو، نہ کہیں کے بال کاٹو سب اسی

طرح رہنے دو۔

مسئلہ: اگر کوئی مرد مر گیا، اور مردوں میں سے کوئی نہلانے والا نہیں ہے تو جو عورت اس کی محرم ہے وہی نہلائے۔ غیر محرم کو ہاتھ لگانا درست نہیں۔ اگر کوئی محرم عورت نہ ہو تو اس کو تیمم کرادو، لیکن اس کے بدن پہ ہاتھ نہ لگاؤ بلکہ اپنے ہاتھ میں پہلے دستانے پہن لو تب تیمم کراؤ۔

مسئلہ: کسی کا خاوند مر گیا تو اس کی بیوی کو اسے نہلانا اور کفنانا درست ہے اور اگر بیوی مر جائے تو خاوند کو بدن چھونا اور ہاتھ لگانا درست نہیں البتہ دیکھنا درست ہے اور کپڑے کے اوپر سے ہاتھ بھی لگانا درست ہے۔

مسئلہ: جو عورت حیض یا نفاس سے ہو وہ مُردے کو نہ نہلائے کہ یہ مکروہ اور منع ہے۔ **مسئلہ:** بہتر یہ ہے کہ جس عورت کا رشتہ زیادہ قریب ہو وہ نہلائے اور اگر وہ نہ نہلا سکے تو کوئی اور دیندار نیک عورت نہلائے۔

مسئلہ: اگر نہلانے میں کوئی عیب دیکھے تو کسی سے نہ کہے ہاں اگر وہ کھلم کھلا کوئی گناہ کرتا ہو جیسے کوئی شرابی ہو یا زانی ہو یا کوئی عورت ناچتی تھی یا گانے بجانے کا پیشہ کرتی تھی یا رنڈی تھی تو ایسی باتیں کہہ دینا درست ہیں اور لوگ ایسی باتیں کرنے سے بچیں۔ اور توبہ کریں۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص دریا میں ڈوب کر مر گیا ہو تو وہ جس وقت نکالا جائے اس کو غسل دینا واجب ہے۔

مسئلہ: اگر کسی آدمی کا صرف سر کہیں دیکھا جائے تو اس کو غسل نہ دیا جائے گا، بلکہ یوں ہی دفن کر دیا جائے گا، اور اگر کسی آدمی کا بدن نصف سے زیادہ کہیں ملے تو اس کو غسل دینا ضروری ہے۔ خواہ سر کے ساتھ ملے یا بے سر کے اور اگر نصف سے زیادہ نہ ہو بلکہ نصف ہو تو اگر سر کے ساتھ ملے تو غسل دیا جائے گا ورنہ نہیں اور اگر نصف سے کم ہو تو غسل نہ دیا جائے گا خواہ سر کے ساتھ ہو یا بے سر کے۔

مسئلہ: اگر کسی کا کوئی عزیز کافر ہو، اور وہ مر جائے تو اس کی نعش اس کے ہم مذہب کو دیدی جائے گی۔ اگر اس کا کوئی ہم مذہب نہ ہو یا ہو مگر لینا قبول کرے تو

بدرجہ مجبوری وہ مسلمان اس کافر کو غسل دے مگر مسنون طریقے سے نہیں یعنی اس کو وضو نہ کرائے اور سراس کا صاف نہ کرایا جائے۔ کافور وغیرہ اس کے بدن میں نہ ملا جائے بلکہ جس طرح نجس چیز کو دھوتے ہیں اسی طرح اس کو دھوئیں اور کافر دھونے سے پاک نہ ہوگا۔

مسئلہ: باغی لوگ یا ڈاکو اگر مارے جائیں تو ان کے مردوں کو غسل نہ دیا جائے بشرطیکہ عین لڑائی کے وقت مارے گئے ہوں۔

مسئلہ: مُرتد اگر مرجائے تو اس کو بھی غسل نہ دیا جائے اور اگر اس کے اہلِ مذہب اس کی نعش مانگیں تو ان کو بھی نہ دی جائے۔

مسئلہ: اگر پانی نہ ہونے کے سبب سے کسی میت کو تیمم کرایا گیا اور پھر پانی مل جائے تو اس کو غسل دیدینا چاہیئے۔

کفنانے کا بیان

مسئلہ: مرد کا کفن تین کپڑے ہیں، ایک چادر، ایک ازار، اور ایک کرتہ۔

مسئلہ: مرد کے کفن میں اگر دو ہی کپڑے ہوں یعنی چادر اور ازار ہو اور کرتہ نہ ہو تب بھی کچھ حرج نہیں، دو کپڑے بھی کافی ہیں اور دو سے کم دینا مکروہ ہے لیکن اگر کوئی مجبوری اور لاچاری ہو تو مکروہ بھی نہیں۔

مسئلہ: عورت کو پانچ کپڑوں میں کفنانا سنت ہے۔ ایک کرتہ دوسرے ازار، تیسرے سینہ بند، چوتھے چادر، پانچویں سربند، ازار سر سے لے کر پاؤں تک ہونا چاہیئے اور چادر اس سے ایک ہاتھ بڑی ہو، اور کرتہ گلے سے لے کر پاؤں تک ہو، لیکن نہ اس میں کلیاں ہوں نہ آستینیں اور سربند تین ہاتھ لمبا ہو اور سینہ بند چھاتیوں سے لے کر رانوں تک چوڑا اور اتنا لمبا ہو کہ بندھ جائے۔

مسئلہ: اگر کوئی پانچ کپڑوں میں نہ کفنائے بلکہ تین کپڑے کفن میں دے۔ ایک ازار، دوسرے چادر، تیسرے سربند تو یہ بھی درست ہے، اور اتنا کفن بھی کافی ہے، اور تین کپڑوں سے بھی کم دینا مکروہ اور بُرا ہے۔ ہاں اگر کوئی مجبوری اور لاچاری ہو تو کم دینا بھی درست ہے۔

مسئلہ: سینہ بند اگر چھاتیوں سے لے کر ناف تک ہو تب بھی درست ہے لیکن زانوؤں تک ہونا زیادہ اچھا ہے۔

مسئلہ: پہلے کفن کو تین دفعہ یا پانچ دفعہ یا سات دفعہ لوبان وغیرہ کی دھونی دے دو، تب اس میں مُردے کو کفنا دو۔

مسئلہ: کفنانے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے چادر بچھاؤ، پھر ازار اس کے اُوپر کُرتہ، پھر مُردے کو اس کے اوپر لے جاکر پہلے کرتہ پہناؤ اور سر کے بالوں کو دو حصّے کر کے کرتے کے اوپر سینے پر ڈال دو، ایک حصّہ داہنی طرف اور ایک بائیں طرف اس کے بعد سر بند سر پر اور بالوں پر ڈال دو، اس کو نہ باندھو، نہ لپیٹو پھر ازار لپیٹ دو، پہلے بائیں طرف لپیٹو پھر دائیں طرف۔ اس کے بعد سینہ باندھو، پھر چادر لپیٹو پہلے بائیں طرف پھر دائیں طرف۔ پھر کسی دھجی سے پیر اور سر کی طرف کفن باندھ دو اور ایک بند سے کمر کے پاس بھی باندھ دو کہ راستے میں کہیں کھل نہ پڑے۔

مسئلہ: سینہ بند کو اگر سر بند کے بعد اِزار لپیٹنے سے پہلے ہی باندھ دیا تو یہ بھی جائز ہے اور اگر سب کفنوں کے اوپر سے باندھے تو بھی درست ہے۔

مسئلہ: جب کفنا چکو تو رخصت کرو کہ مرد لوگ نماز پڑھ کر دفنا دیں۔

مسئلہ: اگر عورتیں جنازے کی نماز پڑھا دیں تو بھی جائز ہے۔

مسئلہ: کفن میں یا قبر میں عہد نامہ یا اپنے پیر کا شجرہ یا اور کوئی دُعا رکھنا درست نہیں، اسی طرح کفن یا سینہ پر کافور یا روشنائی سے کلمہ وغیرہ بھی لکھنا درست نہیں۔ البتہ کعبہ شریف کا غلاف یا اپنے پیر کا رومال وغیرہ کوئی کپڑا تبرکاً رکھ دینا درست ہے۔

مسئلہ: جو بچہ زندہ پیدا ہوا پھر تھوڑی ہی دیر میں مر گیا یا فوراً پیدا ہونے کے بعد ہی مر گیا کو بھی اسی قاعدے سے نہلایا جائے اور کفنانے کے بعد نماز جنازہ پڑھی جائے پھر دفن کر دیا جائے اور اس کا نام بھی کچھ رکھ دیا جائے۔

مسئلہ: جو لڑکا ماں کے پیٹ سے مرا ہوا پیدا ہوا، اور پیدا ہوتے وقت زندگی کی کوئی علامت نہیں پائی گئی اس کو بھی اسی طرح نہلاؤ اور قاعدے کے موافق کفن نہ دو، بلکہ کسی ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دو، اور نام اس کا کچھ نہ کچھ رکھ دینا چاہیئے۔

مسئلہ: اگر چھوٹی لڑکی مرجائے جو ابھی جوان نہیں ہوئی لیکن جوانی کے قریب پہنچ گئی تو اس کے بھی وہی پانچ کپڑے سُنّت ہیں جو جوان عورت کے لئے ہیں، اگر پانچ کپڑے نہ دو تو تین ہی کپڑے دو تب بھی کافی ہیں۔ غرض یہ کہ جو حکم سیانی عورت کا ہے وہی کنواری اور چھوٹی لڑکی کا بھی ہے۔ مگر سیانی کے لئے وہ حکم تاکیدی ہے اور کم عمر کے لئے بہتر ہے۔

مسئلہ: جو لڑکی بہت چھوٹی ہو، اور جوانی کے قریب بھی نہ ہوئی ہو اس کے لئے بہتر یہی ہے کہ پانچ کپڑے دئے جائیں اور دو کپڑے دینا بھی درست ہے، ایک ازار، اور ایک چادر۔

مسئلہ: جو چادر جنازے کے اوپر یعنی چارپائی پر ڈالی جاتی ہے وہ کفن میں شامل نہیں ہے کفن فقط اتنا ہی ہے جو ہم نے بیان کیا ہے۔

مسئلہ: جس شہر میں کوئی مرے وہیں اس کو گور و کفن کیا جائے، دوسری جگہ لے جانا بہتر نہیں البتہ کوئی جگہ کوس آدھ کوس ہو تو وہاں لے جانے میں کوئی حرج بھی نہیں ہے۔

مسئلہ: اگر حمل گر جائے تو اگر بچہ کے ہاتھ پاؤں، منہ، ناک وغیرہ کچھ نہ بنے ہوں تو نہ نہلائے اور نہ کفنائے کچھ بھی نہ کرے بلکہ کسی کپڑے میں لپیٹ کر ایک گڑھا کھود کر گاڑ دو اور اگر اس بچے کے کچھ عضو بن گئے ہوں تو اس کا وہی حکم ہے جو مُردہ بچہ پیدا ہونے کا ہے یعنی نام رکھا جائے اور نہلایا جائے لیکن قاعدے کے موافق کفن نہ دیا جائے، نہ نماز پڑھی جائے بلکہ کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے۔

مسئلہ: لڑکے کا فقط سر نکلا اس وقت وہ زندہ تھا پھر مر گیا تو اس کا وہی حکم ہے جو مردہ پیدا ہونے کا ہے۔ البتہ اگر زیادہ حصّہ نکل آیا اس کے بعد مرا تو ایسا سمجھیں گے کہ زندہ پیدا ہوا، اگر سر کی طرف پیدا ہوا تو سینے تک نکلنے سے سمجھیں گے کہ زیادہ حصّہ نکل آیا اور اگر اُلٹا پیدا ہوا تو ناف تک نکلنا چاہیئے۔

مسئلہ: اگر انسان کا کوئی عضو یا نصف جسم بغیر سر کے پایا جائے تو اس کو بھی کسی نہ کسی کپڑے میں لپیٹ دینا کافی ہے۔ ہاں اگر نصف جسم کے ساتھ سر بھی ہو یا

نصف سے زیادہ حصہ جسم کا ہو گو سر نہ ہو پھر کفن مسنون دینا چاہیئے۔

مسئلہ: کسی انسان کی قبر کھل جائے اور کسی وجہ سے اس کی نعش باہر نکل آئے اور اس پر کفن نہ ہو تو اس کو بھی کفن مسنون دینا چاہیئے بشرطیکہ وہ نعش پھٹی نہ ہو، اور اگر پھٹ گئی ہو تو صرف کپڑے میں دینا کافی ہے۔

جنازے کی نماز کے مسائل

نمازِ جنازہ درحقیقت ارحم الراحمین سے اس میت کیلئے دعا ہے

مسئلہ: نمازِ جنازہ واجب ہونے کی وہی سب شرطیں ہیں جو اور نمازوں کی ہم اوپر لکھ چکے ہیں۔ ہاں اس میں ایک شرط اور زیادہ ہے وہ یہ کہ اس شخص کی موت کا علم بھی ہو پس جس کو یہ خبر نہ ہوگی وہ معذور ہے نماز جنازہ اس پر ضروری نہیں۔

مسئلہ: نماز جنازہ کے صحیح ہونے کے لئے دو قسم کی شرطیں ہیں، ایک قسم کی وہ شرطیں جو نماز پڑھنے والوں سے تعلق رکھتی ہیں وہ وہی ہیں جو اور نمازوں کے لئے اوپر بیان ہو چکیں یعنی طہارت، ستر عورت، استقبال قبلہ، نیت، ہاں وقت اس کے لئے شرط نہیں اور اس کے لئے تیمم نماز نہ ملنے کے خیال سے جائز ہے۔ مثلاً نماز جنازہ ہو رہی ہو اور وضو کرنے میں یہ خیال ہو کہ نماز ختم ہو جائے گی تو تیمم کرلے بخلاف اور نمازوں کے ان میں اگر وقت کے چلے جانے کا خوف ہو تو تیمم جائز نہیں۔

مسئلہ: آج کل بعضے آدمی جنازے کی نماز جوتہ پہنے ہوئے پڑھتے ہیں، ان کے لئے یہ امر ضروری ہے کہ وہ جس پر کھڑے ہوئے ہوں اور جوتے دونوں پاک ہوں اور اگر جوتہ پیر سے نکال دیا جائے اور اس پر کھڑے ہوں تو صرف جوتے کا پاک ہونا ضروری ہے، دوسری قسم کی شرطیں وہ ہیں جس کو میت سے تعلق ہے وہ یہ ہیں: شرط (۱) میت کا مسلمان ہونا پس کافر اور مرتد کی نماز صحیح نہیں مسلمان اگرچہ فاسق یا بدعتی ہو اس کی نماز صحیح ہے اور جس نے اپنی جان خودکشی کر کے دی ہو اس پر نماز پڑھنا صحیح یہ ہے کہ درست ہے۔

مسئلہ: جس لڑکے کا باپ یا ماں مسلمان ہو تو وہ لڑکا مسلمان سمجھا جائے گا اور اس کی نماز پڑھی جائے گی۔

مسئلہ: میت سے مراد وہ شخص ہے جو زندہ پیدا ہوکر مرگیا ہو، اور اگر مرا ہوا لڑکا پیدا ہو تو اس کی نماز درست نہیں۔

شرط (۲) میت کا بدن اور جسم نجاستِ حقیقیہ اور حکمیہ سے طاہر ہونا۔ ہاں اگر نجاستِ حقیقیہ اس کے بدن سے خارج ہوئی ہو اور اس سبب سے اس کا بدن نجس ہو جائے تو کچھ مضائقہ نہیں، نماز درست ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی مسلمان بے نماز پڑھے ہوئے دفن کر دیا گیا ہو تو اس کی نماز اس کی قبر پر پڑھی جائے گی، جب تک اس کی نعش کے پھٹ جانے کا اندیشہ نہ ہو۔ جب خیال ہو کہ اب نعش پھٹ گئی ہو گی تو پھر نماز نہ پڑھی جائے، اور نعش پھٹنے کی مدت ہر جگہ کے اعتبار سے مختلف ہے اس کا تعین نہیں ہو سکتا، یہی اصح ہے اور بعض نے تین دن اور بعض نے ایک ماہ بیان کی ہے۔

مسئلہ: میت جس جگہ رکھی ہو اس جگہ کا پاک ہونا شرط نہیں اگر میت پاک پلنگ یا تخت پر ہو، اور اگر پلنگ یا تخت بھی ناپاک ہو یا میت بدون پلنگ و تخت کے ناپاک زمین پر رکھ دی جائے تو اس صورت میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک طہارتِ مکانِ میت شرط ہے اس لئے نماز نہ ہوگی اور بعض کے نزدیک شرط نہیں اس لئے نماز صحیح ہو جائے گی۔

شرط (۳) میت کے جسم واجب الستر کا پوشیدہ ہونا، اگر میت بالکل برہنہ ہو تو اس کی نماز درست نہ ہوگی۔

شرط (۴) میت کا نماز پڑھنے والے کے آگے ہونا۔ اگر میت نماز پڑھنے والے کے پیچھے ہو تو درست نہیں۔

شرط (۵) میت کا یا جس چیز پر میت ہو اس کا زمین پر رکھا ہوا ہونا۔ اگر میت کو لوگ اپنے ہاتھوں پر اُٹھائے ہوں یا کسی گاڑی یا جانور پر ہو اور اسی حالت میں اس کی نماز پڑھی جائے تو صحیح نہ ہوگی۔

شرط (۶) میت کا وہاں موجود نہ ہونا، اگر میت وہاں موجود نہ ہو تو نماز صحیح نہ ہوگی۔

مسئلہ: نماز جنازہ میں دو چیزیں فرض ہیں۔ (۱) چار مرتبہ اللہ اکبر کہنا

ہر تکبیر یہاں قائم مقام ایک رکعت کے سمجھی جائے گی (۲) قیام یعنی کھڑے ہو کر نماز جنازہ پڑھنا جس طرح فرض اور واجب نمازوں میں قیام فرض ہے اور بے عذر کے اس کا ترک جائز نہیں **مسئلہ:** رکوع، سجدہ، قعدہ وغیرہ اس نماز میں نہیں۔

مسئلہ: نماز جنازہ میں تین چیزیں مسنون ہیں (۱) اللہ تعالیٰ کی حمد کرنا (۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا (۳) میت کے لئے دُعا کرنا۔ جماعت اس میں شرط نہیں ہے۔ پس اگر ایک شخص بھی جنازے کی نماز ادا کرلے فرض ادا ہو جائے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت، بالغ ہو یا نابالغ۔

مسئلہ: ہاں یہاں جماعت کی ضرورت زیادہ ہے اس لئے کہ یہ دعا ہے میت کے لئے۔ اور چند مسلمانوں کا جمع ہو کر بارگاہِ الٰہی میں کسی چیز کے لئے دُعا کرنا ایک عجیب خاصیت رکھتا ہے نزول رحمت اور قبولیت کے لئے۔

مسئلہ: نماز جنازہ کا مسنون و مستحب طریقہ یہ ہے کہ میت کو آگے رکھ کر امام اس کے سینے کے محاذی کھڑا ہو جائے اور سب لوگ یہ نیت کریں نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ عَلَی الْجَنَازَۃِ لِلّٰہِ تَعَالٰی دُعَاءً لِّلْمَیِّتِ یعنی میں نے یہ ارادہ کیا کہ نماز جنازہ پڑھوں جو خدا کی نماز ہے اور میت کے لئے دعا ہے یہ نیت کر کے دونوں ہاتھ مثل تکبیر تحریمہ کے کانوں تک اُٹھا کر ایک مرتبہ اللہ اکبر کہہ کر دونوں ہاتھ مثل نماز کے باندھیں پھر سبحانک اللّٰھم آخر تک پڑھیں اس کے بعد پھر ایک بار اللہ اکبر کہیں مگر اس مرتبہ ہاتھ نہ اُٹھائیں بعد اس کے درود شریف پڑھیں اور بہتر یہ ہے کہ وہی درود شریف پڑھی جائے جو نماز میں پڑھی جاتی ہے پھر ایک مرتبہ اللہ اکبر کہیں اس مرتبہ ہاتھ نہ اٹھائیں اس تکبیر کے بعد میت کے لئے دعا کریں، اگر وہ بالغ ہو، خواہ مرد ہو یا عورت یہ دُعا پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ ط

اور اگر میت نابالغ لڑکا ہو تو یہ دُعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْہُ لَنَا اَجْرًا وَّ ذُخْرًا وَّ اجْعَلْہُ لَنَا

شَافِعًا وَّ مُشَفَّعًا اور اگر نابالغ لڑکی ہو تو بھی یہی دعا ہے، صرف اتنا فرق ہے کہ تینوں اَجْعَلْهُ کی جگہ اَجْعَلْهَا اور شَافِعًا وَّ مُشَفَّعًا کی جگہ شَافِعَةً وَّ مُشَفَّعَةً پڑھیں۔ جب یہ دعا پڑھ چکیں تو پھر ایک مرتبہ اللہ اکبر کہیں اور اس مرتبہ بھی ہاتھ نہ اُٹھائیں اور اس تکبیر کے بعد سلام پھیر دیں جس طرح نماز میں سلام پھیر دیتے ہیں۔ اس نماز میں التحیات اور قرآن مجید کی قرأت وغیرہ نہیں ہے۔

مسئلہ: نماز جنازہ امام اور مقتدی دونوں کے حق میں یکساں ہے۔ صرف اس قدر فرق ہے کہ امام تکبیریں اور سلام بلند آواز سے کہے گا اور مقتدی آہستہ آواز سے پڑھیں گے اور امام بھی آہستہ آواز سے پڑھے گا۔

مسئلہ: جنازے کی نماز میں مستحب ہے کہ حاضرین کی تین صفیں کر دی جائیں یہانتک کہ اگر صرف سات آدمی ہوں تو ایک آدمی ان میں سے امام بنا دیا جائے اور پہلی صف میں تین آدمی کھڑے ہوں اور دوسری صف میں دو، اور تیسری صف میں ایک۔

مسئلہ: جنازے کی نماز بھی ان چیزوں سے فاسد ہو جاتی ہے جن چیزوں سے دوسری نماز میں فساد آجاتا ہے۔ صرف اسی قدر فرق ہے کہ جنازے کی نماز میں قہقہے سے وضو نہیں جاتا اور عورت کی محاذات سے بھی اس میں فساد نہیں آتا۔

مسئلہ: جنازے کی نماز اس مسجد میں پڑھنا مکروہ تحریمی ہے جو پنج وقتی نمازوں یا جمعہ یا عیدین کی نماز کے لئے بنائی گئی ہو، خواہ جنازہ مسجد کے اندر ہو یا مسجد سے باہر ہو، اور نماز پڑھنے والے اندر ہوں۔

مسئلہ: میت کی نماز میں اس غرض سے تاخیر زیادہ کرنا کہ جماعت زیادہ ہو جائے مکروہ ہے۔ **مسئلہ**: جنازے کی نماز بیٹھ کر یا سواری کی حالت میں پڑھنا جائز نہیں جب کہ کوئی عذر نہ ہو۔

مسئلہ: اگر ایک ہی وقت میں کئی جنازے جمع ہو جائیں تو بہتر یہ ہے کہ ہر جنازے کی نماز علیحدہ پڑھی جائے، اور اگر سب جنازوں کی ایک ہی نماز پڑھی جائے تب بھی جائز ہے اور اس وقت چاہیئے کہ سب جنازوں کی صف قائم کر دی جائے جس کی بہتر صورت یہ ہے کہ ایک جنازے کے آگے دوسرا جنازہ رکھ دیا

جائے کہ سب کے پیر ایک طرف ہوں اور سب کے سر ایک طرف اور یہ صورت اس لئے بہتر ہے کہ اس میں سب کا سینہ امام کے محاذی ہو جائے گا جو مسنون ہے۔

مسئلہ: اگر جنازے مختلف اصناف کے ہوں تو اس ترتیب سے ان کی صف قائم کر دی جائے کہ امام کے قریب مردوں کے جنازے، ان کے بعد لڑکوں کے اور اُن کے بعد بالغہ عورتوں کے، ان کے بعد نابالغہ لڑکیوں کے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص جنازے کی نماز میں ایسے وقت پہنچا کہ کچھ تکبیریں اس کے آنے سے پہلے ہو چکی ہوں تو جس قدر تکبیریں ہو چکی ہیں ان کے اعتبار سے وہ شخص مسبوق سمجھا جائے گا، اور اس کو چاہیئے کہ فوراً آتے ہی مثل اور نمازوں کے تکبیر تحریمہ کہہ کر شریک ہو جائے بلکہ امام کی تکبیروں کا انتظار کرے، جب امام تکبیر کہے تو یہ بھی اس کے ساتھ تکبیر کہے اور یہ تکبیر اس کے حق میں تکبیر تحریمہ ہو گی پھر جب امام سلام پھیر دے تو یہ شخص اپنی گئی ہوئی تکبیروں کو ادا کر لے اور اس میں کچھ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ اگر کوئی شخص ایسے وقت پہنچے کہ امام چوتھی تکبیر بھی کہہ چکا ہو تو وہ شخص اس تکبیر کے حق میں مسبوق نہ سمجھا جائے گا۔ اس کو چاہیئے کہ فوراً تکبیر کہہ کر امام کے سلام سے پہلے شریک ہو جائے اور ختم نماز کے بعد اپنی گئی ہوئی تکبیروں کا اعادہ کرے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص تکبیر تحریمہ یعنی پہلی تکبیر یا کسی اور تکبیر کے وقت موجود تھا اور نماز میں شرکت کے لئے مستعد تھا مگر سُستی یا اور کسی وجہ سے شریک نہ ہوا تو اس کو فوراً تکبیر کہہ کر شریک نماز ہونا چاہیئے، امام کی دوسری تکبیر کا اس کو انتظار نہ کرنا چاہیئے۔

مسئلہ: جنازے کی نماز کا مسبوق جب اپنی گئی ہوئی تکبیروں کو ادا کر لے اور خوف ہو کہ اگر دُعا پڑھے گا تو دیر ہو گی اور جنازہ اس کے سامنے سے اُٹھا لیا جائے گا تو دعا نہ پڑھے۔ **مسئلہ:** جنازہ کی نماز میں امامت کا استحقاق سب سے زیادہ بادشاہِ وقت کو ہے گو تقویٰ اور ورع میں اس سے بہتر لوگ بھی وہاں موجود ہوں، اگر بادشاہِ وقت وہاں نہ ہو تو اس کا نائب یعنی جو شخص اس کی طرف سے حاکم شہر ہو وہ مستحق امامت ہے اور وہ بھی نہ ہو تو قاضی شہر، وہ بھی نہ ہو تو اس کا نائب ان لوگوں کے ہوتے ہوئے دوسرے کو امام بنانا بلا ان کے اذن کے جائز نہیں۔ انھیں کا امام بنانا واجب ہے۔ اگر

ان میں کوئی وہاں موجود نہ ہو تو اس محلّے کا امام مستحق ہے بشرطیکہ میت کے اعزا میں کوئی شخص اس سے افضل نہ ہو، ورنہ میت کے وہ اعزا جن کو حق ولایت حاصل ہے امامت کے مستحق ہیں یا اس شخص کو وہ اجازت دیں۔ اگر بے اجازت میت کے کسی ایسے شخص نے نماز پڑھادی ہو جس کو امامت کا استحقاق نہیں تو ولی کو اختیار ہے کہ پھر دوبارہ نماز پڑھے حتّٰی کہ اگر میت دفن ہو چکی ہو تو اس کی قبر پر نماز پڑھ سکتا ہے تاوقتیکہ نعش کے پھٹ جانے کا خیال نہ ہو۔

دفن کے مسائل

مسئلہ: میت کا دفن کرنا فرض کفایہ ہے جس طرح اس کا غسل اور نماز۔

مسئلہ: جب میت کی نماز سے فراغت ہو جائے تو فوراً اس کو دفن کرنے کے لئے جہاں قبر کھدی ہے لے جانا چاہیئے۔

مسئلہ: اگر میت کوئی شیر خوار بچہ یا اس سے کچھ بڑا ہو تو لوگوں کو چاہیئے کہ اس کو دست بدست لے جائیں یعنی ایک اس کو اپنے دونوں ہاتھوں پر اٹھالے پھر اس سے دوسرا آدمی لے لے۔ اسی طرح بدلتے ہوئے لے جائیں اور اگر میت کوئی بڑا آدمی ہو تو اس کو کسی چارپائی وغیرہ پر رکھ کر لے جائیں اور اس کے چاروں پایوں کو ایک ایک آدمی اٹھائے۔ میت کی چارپائی ہاتھوں سے اٹھا کر کندھوں پر رکھنا چاہیئے۔ مثل مال اسباب کے شانوں پر لادنا مکروہ ہے۔ اسی طرح بلا عذر اس کا کسی جانور یا گاڑی پر رکھ کر لے جانا مکروہ ہے، اور عذر ہو تو بلا کراہیت جائز ہے۔ مثلاً قبرستان بہت دور ہے۔

مسئلہ: میت کے اٹھانے کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ پہلے اس کا اگلا داہنا پایہ اپنے داہنے شانے پر رکھ کر کم سے کم دس قدم چلے بعد اس کے پچھلا داہنا پایہ داہنے شانے پر رکھ کر کم سے کم دس قدم چلے، بعد اس کے اگلا بایاں پایہ بائیں شانہ پر رکھ کر دس قدم چلے، پھر پچھلا بایاں پایہ بائیں شانہ پر رکھ کر کم سے کم دس قدم چلے تاکہ چاروں پایوں کو ملا کر چالیس قدم ہو جائیں۔

مسئلہ: جنازے کا تیز قدم لے جانا مسنون ہے مگر نہ اس قدر کہ نعش کو حرکت واضطراب ہونے لگے۔

مسئلہ: جو لوگ جنازے کے ہمراہ جائیں ان کو قبل اس کے کہ جنازہ شانوں سے اتارا جائے بیٹھنا مکروہ ہے۔ ہاں اگر کوئی ضرورت بیٹھنے کی پیش آئے تو کچھ مضائقہ نہیں۔

مسئلہ: جو لوگ جنازے کے ساتھ ہوں ان کو جنازے کے پیچھے چلنا مستحب ہے۔ اگرچہ جنازے کے آگے چلنا بھی جائز ہے۔ ہاں اگر سب لوگ جنازے کے آگے ہو جائیں تو مکروہ ہے، اسی طرح جنازے کے آگے کسی سواری پر چلنا بھی مکروہ ہے۔

مسئلہ: جنازے کے ہمراہ پیادہ چلنا مستحب ہے اور اگر کسی سواری پر ہو تو جنازے کے پیچھے چلے۔ مسئلہ: جنازے کے ہمراہ جو لوگ ہوں ان کو کوئی دعا یا ذکر بلند آواز سے پڑھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: میّت کی قبر کم از کم اس کے نصف قد کے برابر گہری کھودی جائے اور قد سے زیادہ نہ ہونی چاہیئے، اور موافق اس کے قد کے لمبی ہو، اور بغلی قبر بہ نسبت صندوقی کے بہتر ہے۔ ہاں اگر زمین بہت نرم ہو کہ بغلی کھودنے میں قبر کے بیٹھ جانے کا اندیشہ ہو تو بغلی نہ کھودی جائے۔

مسئلہ: جب قبر تیار ہو چکے تو میّت کو قبلہ کی طرف سے قبر میں اُتاریں اس کی صورت یہ ہے کہ جنازہ قبر سے قبلہ کی جانب رکھا جائے اور اُتارنے والے قبلہ رُو کھڑے ہو کر میّت کو اٹھا کر قبر میں رکھ دیں۔

مسئلہ: قبر میں اُتارنے والوں کا طاق یا جفت ہونا مسنون نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی قبرِ مقدس میں چار آدمیوں نے اُتارا تھا۔

مسئلہ: میّت کو قبر میں رکھتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ کہنا مستحب ہے۔ مسئلہ: قبر میں رکھ دینے کے بعد کفن کی وہ گرہ جو کفن کے کھل جانے کے خوف سے دی گئی تھی کھول دی جائے۔

مسئلہ: بعد اس کے کچی اینٹوں یا نرکل سے بند کر دیں۔ پختہ اینٹوں یا لکڑی کے تختوں سے بند کرنا مکروہ ہے، ہاں جہاں زمین بہت نرم ہو کہ قبر کے بیٹھ جانے کا خوف

ہو تو پختہ اینٹ یا لکڑی کے تختے پر رکھ دینا یا صندوق میں رکھنا بھی جائز ہے۔

مسئلہ: عورت کو قبر میں رکھتے وقت پردہ کرکے رکھنا مستحب ہے اور اگر میت کے بدن کے ظاہر ہو جانے کا خوف ہو تو پھر پردہ کرنا واجب ہے۔

مسئلہ: جب میت کو قبر میں رکھ چکیں تو جس قدر مٹی اس کی قبر سے نکلی ہو وہ سب اس پر ڈال دیں اس سے زیادہ مٹی ڈالنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: قبر میں مٹی ڈالتے وقت مستحب ہے کہ سرہانے کی طرف سے ابتدا کی جائے اور ہر شخص اپنے دونوں ہاتھوں میں مٹی بھر کر قبر میں ڈال دے اور پہلی مرتبہ پڑھے مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ اور دوسری مرتبہ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ اور تیسری مرتبہ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ۝

مسئلہ: بعد دفن کے تھوڑی دیر تک قبر پر ٹھہرنا اور میت کے لئے دعائے مغفرت کرنا یا قرآن مجید پڑھ کر اس کا ثواب اس کو پہنچانا مستحب ہے۔

مسئلہ: بعد مٹی ڈال چکنے کے قبر پر پانی چھڑک دینا مستحب ہے

مسئلہ: کسی میت کو چھوٹا ہو یا بڑا مکان کے اندر دفن نہ کرنا چاہیئے۔ اس لئے کہ یہ بات انبیاء علیہم السلام کے ساتھ خاص ہے۔

مسئلہ: قبر کا مربع بنانا مکروہ ہے مستحب یہ ہے کہ اٹھی ہوئی مثل کوہان شتر کے بنائی جائے اس کی بلندی ایک بالشت یا اس سے کچھ زیادہ ہونی چاہیئے۔

مسئلہ: قبر کا ایک بالشت سے بہت زیادہ بلند کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ قبر پر گچ کرنا مکروہ ہے مسئلہ: بعد دفن کر چکنے کے قبر پر کوئی عمارت مثل گنبد یا قبہ وغیرہ کے بنانا بغرض زینت حرام ہے اور مضبوطی کی نیت سے مکروہ ہے، میت کی قبر پر کوئی چیز بطور یادداشت کے لکھنا جائز ہے بشرطیکہ کوئی ضرورت ہو ورنہ جائز نہیں لیکن اس زمانے میں چونکہ عوام نے اپنے عقائد اور اعمال کو بہت خراب کر دیا ہے اور ان مفاسد سے مباح بھی جائز ہو جاتا ہے اس لئے ایسے امور بالکل ناجائز ہوں گے۔

جنازے کے متفرق مسائل

مسئلہ: اگر میت کو قبر میں قبلہ رو کرنا یاد نہ رہا اور بعد دفن کر دینے یا مٹی

ڈال دینے کے خیال آئے تو پھر قبلہ رُو کرنے کے لئے اس کی قبر کھولنا جائز نہیں ہاں اگر صرف تختے رکھے گئے ہوں مٹی نہ ڈالی گئی ہو تو تختے ہٹا کر قبلہ رُو کر دینا چاہیے۔

مسئلہ: رونے والی عورتوں یا بیان کرنے والی بیبیوں کا جنازے کے ساتھ جانا ممنوع ہے۔ **مسئلہ:** میّت کو قبر میں رکھتے وقت اذان کہنا بدعت ہے۔

مسئلہ: اگر امام جنازے کی نماز میں چار تکبیر سے زیادہ کہے تو حنفی مقتدیوں کو چاہیے کہ ان زائد تکبیروں میں امام کا اتباع نہ کریں بلکہ سکوت کئے ہوئے کھڑے رہیں، جب امام سلام پھیرے تو خود بھی سلام پھیر دیں۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص کشتی یا جہاز پر مرجائے اور زمین وہاں سے اس قدر دُور ہو کہ نعش کے خراب ہونے کا خوف ہو تو اس وقت چاہیے کہ غسل اور تکفین اور نماز سے فارغ ہو کر اس کو دریا میں ڈال دیں اور اگر کنارہ اس قدر دور نہ ہو اور وہاں جلدی اُترنے کی اُمید ہو تو اس نعش کو رکھ چھوڑیں اور زمین میں دفن کر دیں۔

مسئلہ: اگر کسی شخص کو نماز جنازہ کی وہ دُعا جو منقول ہے یاد نہ ہو تو اس کو صرف اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ (یعنی اے اللہ مومن و مومنات کو بخش دے) کہہ دینا۔ **مسئلہ:** جب قبر پر مٹی پڑ چکے تو اس کے بعد میّت کا قبر سے نکالنا جائز نہیں ہاں اگر کسی آدمی کی حق تلفی ہوتی ہو تو البتہ جائز ہے۔

مثال: (۱) جس زمین میں اس کو دفن کیا ہے وہ کسی دوسرے کی مِلک ہو اور وہ اس کے دفن پر راضی نہ ہو (۲) کسی شخص کا مال قبر میں گر گیا ہو۔

مسئلہ: اگر کوئی عورت مرجائے اور اس کے پیٹ میں زندہ بچہ ہو تو اس کا پیٹ چاک کر کے وہ بچہ نکال لیا جائے اسی طرح اگر کوئی شخص کسی کا مال نگل کر مرجائے، اور مال والا مانگے تو وہ مال اس کا پیٹ چاک کر کے نکال لیا جائے لیکن اگر مُردہ مال چھوڑ کر مرا ہے تو اس کے ترکہ میں سے وہ مال ادا کر دیا جائے اور پیٹ چاک نہ کیا جائے۔

مسئلہ: قبل دفن کے نعش کا ایک مقام سے دوسرے مقام میں دفن کرنے کے لئے لے جانا خلاف اولیٰ ہے جبکہ وہ دوسرا مقام ایک دو میل سے زیادہ نہ ہو، اور اگر اس سے زیادہ ہو تو جائز نہیں اور بعد دفن کے نعش کو کھود کر لے جانا تو ہر حالت میں ناجائز ہے۔

مسئلہ: میت کی تعریف کرنا خواہ نظم میں ہو یا نثر میں جائز ہے بشرطیکہ تعریف میں کسی قسم کا مبالغہ نہ ہو وہ تعریفیں بیان نہ کی جائیں جو اس میں نہ ہوں۔

مسئلہ: میت کے اعزا کو تسلی و تسکین دینا اور صبر کے فضائل اور اس کا ثواب ان کو سُنا کر صبر پر رغبت دلانا اور اُن کے نیز میت کے لئے دُعا کرنا جائز ہے۔ اسی کو تعزیت کہتے ہیں، تین دن کے بعد تعزیت کرنا مکروہ تنزیہی ہے لیکن اگر تعزیت کرنے والا یا میت کے اعزا سفر میں ہوں اور تین دن کے بعد آئیں تو اس صورت میں تین دن کے بعد بھی تعزیت مکروہ نہیں، جو شخص ایک مرتبہ تعزیت کر چکا ہو، اس کو دوبارہ تعزیت کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: اپنے لئے کفن تیار رکھنا مکروہ نہیں، قبر کا تیار رکھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: میت کے کفن پر بغیر روشنائی کے ویسے ہی انگلی کی حرکت سے کوئی دعا رلکھنا یا اُس کے سینہ پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور پیشانی پر کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ (صلے اللہُ علیہِ وسلم) لکھنا جائز ہے مگر کسی صحیح حدیث سے اس کا ثبوت نہیں ہے اس لئے اس کے مسنون یا مستحب ہونے کا خیال نہ رکھنا چاہیئے۔

مسئلہ: قبر پر کوئی سبز شاخ رکھ دینا مستحب ہے اور اس کے قریب کوئی درخت وغیرہ نکل آیا ہو تو اس کا کاٹ ڈالنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: ایک قبر میں ایک سے زیادہ نعش کو دفن نہ کرنا چاہیئے، مگر بوقت ضرورت شدیدہ جائز ہے۔ پھر اگر سب مُردے مرد ہی مرد ہوں تو جو اُن سب میں افضل ہو اس کو آگے رکھیں۔ باقی سب کو اس کے پیچھے درجہ بدرجہ رکھ دیں اور اگر کچھ مرد ہوں اور کچھ عورتیں تو مردوں کو آگے رکھیں اور اُن کے پیچھے عورتوں کو۔

مسئلہ: قبروں کی زیارت کرنا یعنی اُن کو جا کر دیکھنا مُردوں کے لئے مستحب ہے بہتر یہ ہے کہ ہر جمعہ کو زیارت قبور کی جائے۔ بزرگوں کی زیارت کے لئے سفر کر کے جانا بھی جائز ہے۔ جبکہ کوئی عقیدہ اور عمل خلاف شرع نہ ہو۔ جیسا کہ آج کل عُرسوں میں مفاسد ہوتے ہیں۔

شہید کے احکام: اگرچہ شہید بھی بظاہر میت ہے، مگر عام موتی کے سب

احکام اس میں جاری نہیں ہو سکتے، اور فضائل بھی اس کے بہت ہیں۔ اس لئے اس کے احکام علیحدہ بیان کیے جاتے ہیں۔

شہید وہ ہے جس میں یہ شرائط پائی جائیں:

(۱) مسلمان ہونا، پس غیر اسلام کے لئے کسی قسم کی شہادت ثابت نہیں ہو سکتی (۲) مکلف یعنی عاقل بالغ ہونا، پس جو شخص حالتِ جنون وغیرہ میں مارا جائے یا عدم بلوغ کی حالت میں تو اس کے لئے شہادت کے وہ احکام جن کا ذکر ہم آگے کریں گے ثابت نہ ہوں گے۔

(۳) حدثِ اکبر سے پاک ہونا، اگر کوئی حالتِ جنابت میں یا کوئی عورت حیض و نفاس میں شہید ہو جائے تو اس کے لئے بھی شہید کے وہ احکام ثابت نہ ہوں گے۔

(۴) بے گناہ مقتول ہونا، پس اگر کوئی شخص بے گناہ مقتول نہیں ہوا بلکہ جرم شرعی کی سزا میں مارا گیا ہو، تو اس کے لئے شہید کے وہ احکام ثابت نہ ہوں گے۔

(۵) اگر کسی مسلمان یا ذمی کے ہاتھ سے مارا گیا ہو تو یہ بھی شرط ہے کہ کسی آلۂ جارحہ سے مارا گیا ہو، اگر کسی مسلمان یا ذمی کے ہاتھ سے بذریعہ آلۂ غیر جارحہ کے مارا گیا ہو مثلاً کسی پتھر وغیرہ سے مارا جائے تو اس پر شہید کے احکام جاری نہ ہوں گے، لیکن لوہا مطلقاً آلۂ جارحہ کے حکم میں ہے۔ گو اس میں دھار نہ ہو، اور اگر کوئی شخص حربی کافروں یا باغیوں یا ڈاکوؤں کے ہاتھ سے مارا گیا ہو یا ان کے معرکۂ جنگ میں مقتول ملے تو اس میں آلۂ جارحہ سے مقتول ہونے کی شرط نہیں حتیٰ کہ کسی پتھر وغیرہ سے بھی وہ ماریں اور مر جائے تو شہید کے احکام اس پر جاری ہو جائیں گے۔

(۶) اس قتل کی سزا میں ابتداءً شریعت کی طرف سے کوئی مالی عوض مقرر نہ ہوا ہو، بلکہ قصاص واجب ہوا ہو، پس اگر مالی عوض مقرر ہو گا تب بھی اس مقتول پر شہید کے احکام جاری نہ ہوں گے گو ظلماً مارا جائے۔

مثال: (۱) کوئی مسلمان کسی مسلمان کو آلۂ جارحہ سے قتل کر دے (۲) کوئی مسلمان کسی مسلمان کو آلۂ جارحہ سے قتل کرے مگر خطاءً۔ مثلاً کسی جانور پر یا کسی جانور پر یا کسی نشانے پر حملہ کر رہا ہو، اور وہ کسی انسان کے لگ جائے (۳) کوئی شخص کسی جگہ سوائے معرکۂ جنگ کے مقتول پایا جائے، اور کوئی قاتل اس کا معلوم نہ ہو۔ ان سب

صورتوں میں چونکہ قتل کے عوض میں مال واجب ہوتا ہے۔ قصاص نہیں واجب ہوتا، اس لئے یہاں شہید کے احکام نہ جاری ہوں گے۔

(۷) بعد زخم لگنے کے پھر کوئی امر راحت و تمتع زندگی کا مثل کھانے پینے، سونے، دوا کرنے، خرید و فروخت وغیرہ کے اس سے وقوع میں نہ آئے اور نہ بمقدارِ وقت ایک نماز کے اس کی زندگی حالتِ ہوش و حواس میں گذرے اور نہ اس کو حالت ہوش میں معرکہ سے اُٹھا کر لائیں، ہاں اگر جانوروں کے پامال کرنے کے خوف سے اُٹھا لائیں تو کچھ حرج نہ ہوگا پس اگر کوئی شخص بعد زخم کے زیادہ کلام کرے تو وہ بھی شہید کے احکام میں داخل نہ ہوگا، اس لئے کہ زیادہ کلام کرنا زندوں کی شان ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص وصیت کرے تو وہ وصیت اگر کسی دنیاوی معاملے میں ہو تو شہید کے حکم سے خارج ہو جائے گا، اور اگر دینی معاملہ میں ہو تو خارج نہ ہوگا۔ اگر کوئی شخص معرکۂ جنگ میں شہید ہوا ہو، اور اس سے یہ باتیں صادر ہوں تو شہید کے احکام سے خارج ہو جائے گا ورنہ نہیں لیکن اگر یہ شخص محاربہ میں شہید ہوا ہے اور ہنوز لڑائی ختم نہیں ہوئی تو باوجود تمتعاتِ مذکورہ کے بھی وہ شہید ہے۔ **مسئلہ:** جس شہید میں یہ سب باتیں پائی جائیں اس کا ایک حکم یہ ہے کہ اس کو غسل نہ دیا جائے اور اس کا خون اس کے جسم سے زائل نہ کیا جائے اسی طرح اس کو دفن کر دیا جائے، دوسرا حکم یہ ہے کہ جو کپڑے پہنے ہو، ان کپڑوں کو اس کے جسم سے نہ اتاریں۔ ہاں اگر اس کے کپڑے عدد مسنون سے کم ہوں تو عدد مسنون کے پورا کرنے کے لئے اور کپڑے زیادہ کر دئے جائیں، اسی طرح اگر اس کے کپڑے کفن مسنون سے زیادہ ہوں تو زائد کپڑے اتار لئے جائیں، اور اگر اس کے جسم پر ایسے کپڑے ہوں جن میں کفن ہونے کی صلاحیت نہ ہو جیسے پوستین وغیرہ تو اس کو اتارنا چاہیئے، ٹوپی، جوتہ، ہتھیار وغیرہ ہر حال میں اتار لئے جائیں گے اور باقی سب احکام جو اور موتی کے لئے ہیں مثلاً نماز وغیرہ کے وہ سب اُن کے حق میں بھی جاری ہوں گے۔ اگر کسی شہید میں ان شرائط میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے تو اس کو غسل بھی دیا جائے گا اور مثل دوسرے مُردوں کے کفن بھی پہنایا جائے گا۔

مسجد کے احکام: وہ احکام جو نماز سے یا مسجد کی ذات سے تعلق رکھتے ہیں۔

مسئلہ: مسجد کے دروازے کا بند کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ ہاں اگر نماز کا وقت نہ ہو اور مال واسباب کی حفاظت کے لئے دروازہ بند کرا یا جائے تو جائز ہے۔

مسئلہ: جس گھر میں مسجد ہو اس پورے گھر کا مسجد کا حکم نہیں، اسی طرح اس جگہ کا بھی مسجد کا حکم نہیں جو عیدین یا جنازے کی نماز کے لئے مقرر کی گئی ہو۔

مسئلہ: مسجد کے در و دیوار کا منقش کرانا اگر اپنے خاص مال سے ہو تو کچھ مضائقہ نہیں مگر محراب اور محراب والی دیوار پر مکروہ ہے اگر مسجد کی آمدنی سے ہو تو ناجائز ہے۔

مسئلہ: مسجد کی در و دیوار پر قرآن مجید کی آیتوں یا سورتوں کا لکھنا اچھا نہیں۔

مسئلہ: مسجد کے اندر یا مسجد کی دیواروں پر تھوکنا یا ناک صاف کرنا بہت بُری بات ہے اور اگر نہایت ضرورت پیش آئے تو اپنے رومال یا کرتے وغیرہ میں تھوک لے اور ناک صاف کرلے۔

مسئلہ: مسجد کے اندر وضو یا کُلّی کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ: جنب اور حائض کو مسجد کے اندر جانا گناہ ہے۔

مسئلہ: مسجد کے اندر خرید و فروخت کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ ہاں اعتکاف کی حالت میں بقدرِ ضرورت مسجد کے اندر خرید و فروخت کرنا جائز ہے ضرورت سے زیادہ اس وقت بھی جائز نہیں مگر وہ چیز مسجد کے اندر موجود نہ ہونا چاہیئے۔

مسئلہ: اگر کسی کے پیر میں مٹی وغیرہ بھر جائے تو اس کو مسجد کی دیوار یا ستون سے صاف کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: مسجد کے اندر درختوں کا لگانا مکروہ ہے۔ اس لئے کہ یہ دستور العمل اہلِ کتاب کا ہے۔

مسئلہ: مسجد کو راستہ قرار دینا جائز نہیں ہے، ہاں اگر سخت ضرورت لاحق ہو گا ہے گاہے ایسی حالت میں مسجد سے ہو کر نکل جانا جائز ہے۔

مسئلہ: مسجد میں کسی پیشہ ور کو اپنا پیشہ کرنا جائز نہیں۔ اس لئے کہ مسجد دین کے کاموں خصوصاً نماز کے لئے بنائی جاتی ہے اس میں دنیا کے کام نہ ہونے چاہئیں حتّٰی کہ جو شخص قرآن وغیرہ تنخواہ لے کر پڑھاتا ہو وہ بھی پیشہ والوں میں

داخل ہے۔ اس کو مسجد سے علیحدہ بیٹھ کر پڑھانا چاہیئے۔

حدیث: نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے مسجد تعمیر کرتا ہے، تو اُس کا گھر جنّت میں ہوگا۔

حدیث: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجد میں جھاڑو دینا، مسجد کو پاک صاف رکھنا، مسجد کا کوڑا پھینک دینا، مسجد میں خوشبو سلگانا بالخصوص جمعہ کے دن مسجد کو خوشبو سے معطّر کرنا یہ تمام افعال موجبِ جنّت ہیں۔

حدیث: نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجد بنانے والے کے لئے مسجد کی مثل جنّت میں گھر بنا دیا جاتا ہے۔

حدیث: نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجد کی تعمیر باقیات الصالحات میں سے ہے۔

حدیث: نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا میں زمین کا سب سے بہترین ٹکڑا اللہ کی نظر میں وہ ہے جس پر مسجد بنائی جائے، اور سب سے بدترین زمین کا وہ قطعہ ہے جس پر بازار بنایا جائے۔

کِتابُ الصّوم

روزہ کا بیان

حدیث شریف میں روزہ کا بڑا ثواب آیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک روزہ دار کا بڑا رتبہ ہے۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے رمضان کے روزے محض اللہ کے واسطے ثواب سمجھ کر رکھے تو اس کے سب اگلے گناہ بخش دیے جائیں گے۔ اور یہ بھی فرمایا ہے کہ روزے دار کے مُنہ کی بُو اللہ تعالےٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پیاری ہے۔ قیامت کے دن روزے کا بے حد ثواب ملے گا۔

مسئلہ: رمضان شریف کے روزے ہر مسلمان پر جو مجنون اور نابالغ نہ ہو فرض ہیں، جب تک کوئی عذر نہ ہو روزہ چھوڑنا درست نہیں اور اگر کوئی روزے کی نذر کرے تو نذر کر لینے سے روزہ فرض ہو جاتا ہے، اور قضا اور کفارے کے روزے بھی فرض ہیں اور اس کے سوا اور روزے نفل ہیں، رکھے تو ثواب ہے اور نہ رکھے تو کوئی گناہ نہیں البتہ عید اور بقرعید کے دن سے تین دن بعد تک روزہ رکھنا حرام ہے۔

مسئلہ: جب سے فجر کا وقت آتا ہے، اس وقت سے لے کر سورج ڈوبنے تک روزہ کی نیت سے سب کچھ کھانا پینا چھوڑ دیا اور جماع نہ کرنا شرع میں اس کو روزہ کہتے ہیں۔ **مسئلہ**: زبان سے نیت کرنا اور کچھ کہنا ضروری نہیں ہے بلکہ جب دل میں یہ دھیان ہے کہ آج میرا روزہ ہے اور دن بھر نہ کچھ کھایا نہ پیا نہ جماع کیا تو اس کا روزہ ہو گیا اور اگر کوئی زبان سے بھی یہ کہہ دے کہ یا اللہ میں کل تیرا روزہ رکھوں گا یا عربی میں یہ کہہ دے کہ بِصَومِ غَدٍ نَوَیتُ تو بھی کچھ حرج نہیں یہ بھی بہتر ہے۔

مسئلہ: اگر کسی نے نہ تو دن بھر کچھ کھایا نہ پیا، صبح سے شام تک بھوکا پیاسا رہا لیکن دل میں روزے کا ارادہ نہ تھا بلکہ بھوک نہیں لگی یا کسی وجہ سے کچھ کھانے پینے کی نوبت نہیں آئی تو اس کا روزہ نہیں ہوا اگر دل میں روزے کا ارادہ کر لیتا تو روزہ ہو جاتا۔

مسئلہ: شرع میں روزے کا وقت صبح صادق سے شروع ہوتا ہے۔اس لئے جب تک صبح صادق نہ ہو کھانا پینا وغیرہ سب کچھ جائز ہے۔ بعض عورتیں پچھلے ہی کو سحری کھا کر روزہ کی نیت کی دُعا پڑھ کر لیٹ رہتی ہیں اور یہ سمجھتی ہیں کہ اب نیت کر لینے کے بعد کچھ کھانا پینا نہ چاہیئے، یہ خیال غلط ہے، جب تک صبح نہ ہو برابر کھاتی پیتی رہیں، چاہے نیت کر چکی ہوں یا ابھی نہ کی ہو۔

رمضان شریف کے روزے کا بیان

مسئلہ: رمضان شریف کے روزے کی اگر رات سے نیت کر لے تو بھی فرض ادا ہو جائے گا، اور اگر رات کو روزہ رکھنے کا ارادہ نہ تھا بلکہ صبح ہو گئی تب بھی یہی خیال رہا کہ میں آج کا روزہ نہ رکھوں گا پھر دن چڑھے خیال آیا کہ فرض چھوڑ دینا بُری بات ہے اس لئے اب روزے کی نیت کر لی تب بھی روزہ ہو گیا لیکن اگر صبح کو کچھ کھا پی لیا ہو تو اب نیت نہیں کر سکتا۔

مسئلہ: اگر کچھ کھایا نہ ہو تو دن کو ٹھیک دوپہر سے ایک گھنٹہ پہلے رمضان کے روزے کی نیت کر لینا درست ہے۔

مسئلہ: رمضان شریف کے روزے میں بس اتنی نیت کر لینا کافی ہے کہ آج میرا روزہ ہے یا رات کو اتنا سوچ لے کہ کل میرا روزہ ہے۔ بس اتنی ہی نیت سے رمضان کا روزہ ادا ہو جائے گا۔

مسئلہ: کسی نے نذر مانی تھی کہ اگر میرا کام ہو جائے تو میں اللہ تعالیٰ کے لئے دو روزے یا ایک روزہ رکھوں گا۔ پھر جب رمضان آیا تو اس نے اسی نذر کے روزے رکھنے کی نیت کی رمضان کے روزے کی نہیں کی تب بھی رمضان ہی کا روزہ ہوا، نذر کا روزہ ادا نہیں ہوا۔ نذر کے روزے رمضان کے بعد پھر رکھے سب کا خلاصہ یہ ہوا کہ رمضان کے مہینے میں جب کسی روزے کی نیت کرو گے تو رمضان ہی کا روزہ ہو گا۔ کوئی اور روزہ صحیح نہ ہو گا۔

مسئلہ: شعبان کی اُنتیسویں تاریخ کو اگر رمضان شریف کا چاند

نکل آئے تو صبح کو روزہ اور اگر چاند نہ دکھائی دے تو صبح کو روزہ نہ رکھو۔ حدیث شریف میں اس کی ممانعت آئی ہے بلکہ شعبان کے تیس دن پورے کر کے رمضان شریف کے روزے شروع کرو۔

مسئلہ: اُنتیسویں تاریخ کو ابر کی وجہ سے رمضان شریف کا چاند نہیں دکھائی دیا تو صبح کو نفل روزہ بھی نہ رکھو۔ ہاں اگر ایسا اتفاق پڑا کہ ہمیشہ پیر اور جمعرات یا کسی اور مقرر دن کا روزہ رکھا کرتا اور کل وہی دن ہے تو نفل کی نیت سے صبح کو روزہ رکھ لینا بہتر ہے۔ پھر اگر کہیں سے چاند کی خبر آ گئی تو اسی نفل روزے سے رمضان کا فرض ادا ہو گیا۔ اب اس کی قضا نہ رکھے۔

مسئلہ: بدلی کی وجہ سے اُنتیس کا چاند نہیں دکھائی دیا تو دوپہر سے ایک گھنٹہ پہلے تک کچھ نہ کھاؤ نہ پیو۔ اگر کہیں سے خبر آ جائے تو اب روزے کی نیت کر لو اور اگر خبر نہ آئے تو کھاؤ پیو۔

مسئلہ: انتیس تاریخ کو چاند نہیں ہوا تو یہ خیال نہ کرو کہ کل کا دن رمضان کا تو ہے نہیں لاؤ میرے ذمہ پارسال کا ایک روزہ قضا ہے اُس کی قضا ہی رکھ لوں یا کوئی نذر مانی تھی اُس کا روزہ رکھ لوں۔ اس دن قضا کا روزہ اور کفارے کا روزہ اور نذر کا روزہ رکھنا بھی مکروہ ہے، کوئی روزہ نہ رکھنا چاہیئے۔ اگر قضا یا نذر کا روزہ رکھ لیا تو پھر چاند کی خبر کہیں سے آ گئی تو بھی رمضان ہی کا روزہ ادا ہو گیا قضا اور نذر کا روزہ پھر سے رکھے اور اگر خبر نہیں آئی تو جس روزے کی نیت کی تھی وہی ادا ہو گیا۔

چاند کا بیان

مسئلہ: اگر آسمان پر غبار ہے یا بادل ہے اس وجہ سے رمضان کا چاند نظر نہیں آیا لیکن ایک دین دار پرہیزگار سچے آدمی نے گواہی دی کہ میں نے رمضان کا چاند دیکھا ہے تو چاند کا ثبوت ہو گیا، چاہے وہ مرد ہو یا عورت۔

مسئلہ: اگر بدلی کی وجہ سے عید کا چاند نہ دکھائی دیا تو ایک شخص کی

گواہی کا اعتبار نہیں ہے، چاہے جتنا بڑا معتبر آدمی ہو بلکہ جب دو معتبر اور پرہیزگار یا ایک دیندار مرد اور دو دیندار عورتیں اپنے چاند دیکھنے کی گواہی دیں تب چاند کا ثبوت ہوگا، اور اگر چار عورتیں گواہی دیں تو بھی قبول نہیں۔

مسئلہ: جو آدمی دین کا پابند نہیں برابر گناہ کرتا رہتا ہے مثلاً نماز نہیں پڑھتا، روزہ نہیں رکھتا، یا جھوٹ بولا کرتا ہے یا اور کوئی گناہ کرتا ہے، شریعت کی پابندی نہیں کرتا تو شرع میں اس کی بات کا کچھ اعتبار نہیں ہے، چاہے جتنی قسمیں کھا کر بیان کرے، بلکہ اگر دو تین آدمی ہوں اُن کا بھی کوئی اعتبار نہیں۔

مسئلہ: اگر آسمان بالکل صاف ہو تو دو چار آدمیوں کے کہنے اور گواہی دینے سے چاند ثابت نہ ہوگا، چاہے رمضان کا چاند ہو، چاہے عید کا البتہ اگر اتنی کثرت سے لوگ اپنا چاند دیکھنا بیان کریں کہ دل گواہی دینے لگے کہ یہ سب بات بنا کر نہیں آئے ہیں اتنے لوگوں کا جھوٹا ہونا کسی طرح بھی نہیں ہو سکتا، تب چاند ثابت ہوگا۔

مسئلہ: شہر بھر میں یہ خبر مشہور ہے کہ کل چاند ہوا، اور بہت لوگوں نے دیکھا لیکن بہت ڈھونڈا، تلاش کیا پھر بھی کوئی ایسا آدمی نہیں ملتا جس نے خود چاند دیکھا ہو تو ایسی خبر کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔

مسئلہ: ایک شہر والوں کا چاند دیکھنا دوسرے شہر والوں پر بھی حجّت ہے۔ ان دونوں شہر والوں میں کتنا ہی فاصلہ کیوں نہ ہو، حتیٰ کہ ابتدائے مغرب میں چاند دیکھا جائے اور اس کی خبر معتبر طریقے سے انتہائے مشرق کے رہنے والوں کو پہنچ جائے تو اُن پر اُس دن کا روزہ ضروری ہوگا۔

مسئلہ: اگر دو ثقہ (معتمد) آدمیوں کی شہادت سے رویت ہلال ثابت ہو جائے اور اسی حساب سے روزہ رکھیں، بعد تیس روزے پورے ہو جانے کے عید الفطر کا چاند نہ دیکھا جائے، خواہ مطلع صاف ہو یا نہ ہو تو اکتیسویں دن افطار کر لیا جائے اور وہ دن شوال کی پہلی تاریخ سمجھی جائے۔

مسئلہ: اگر تیس تاریخ کو دن کے وقت چاند دکھلائی دے تو وہ شبِ آئندہ کا سمجھا جائے گا، شبِ گذشتہ کا نہ سمجھا جائے گا اور وہ دن آئندہ ماہ کی

تاریخ نہ قرار دیا جائے گا، خواہ یہ رویت زوال سے پہلے ہو یا زوال کے بعد

مسئلہ: جو شخص رمضان یا عید کا چاند دیکھے اور کسی سبب سے اُس کی شہادت شرعاً قابلِ اعتبار نہ قرار پائے اس پر ان دونوں کا روزہ رکھنا واجب ہے۔

سحری کھانے اور افطار کرنے کا بیان

مسئلہ: سحری کھانا سُنّت ہے اگرچہ بھوک نہ ہو اور کھانا نہ کھائے تو کم سے کم دو تین چھوارے ہی کھالے اور کوئی چیز تھوڑی بہت کھالے اور کچھ نہ سہی تو تھوڑا سا پانی ہی پی لے۔

مسئلہ: اگر کسی نے سحری نہ کھائی اُٹھ کر ایک آدھ پان کھالیا تب بھی سحری کھانے کا ثواب مل گیا **مسئلہ:** سحری میں جہاں تک ہو سکے دیر کر کے کھانا بہتر ہے، لیکن اتنی دیر نہ کرے کہ صبح ہونے لگے، اور روزے میں شبہ پڑ جائے۔

مسئلہ: اگر سحری بڑی جلدی کھالی مگر اس کے بعد پان، تمباکو، چائے، پانی دیر تک کھاتا پیتا رہا، جب صبح ہونے میں تھوڑی دیر رہ گئی تب کُلّی کر ڈالی، تب بھی دیر کر کے کھانے کا ثواب مل گیا اور اس کا بھی وہی حکم ہے جو دیر کر کے کھانے کا حکم ہے۔ **مسئلہ:** اگر رات کو سحری کھانے کے لئے آنکھ نہ کھلی سب سو گئے تو بے سحری کھائے صبح کا روزہ رکھو، سحری چھوٹ جانے سے روزہ چھوڑ دینا بڑی کم ہمتی کی بات اور بڑا گناہ ہے۔ **مسئلہ:** کسی کی آنکھ دیر میں کھلی اور یہ خیال ہوا کہ ابھی رات باقی ہے اس گمان پر سحری کھالی، پھر معلوم ہوا کہ صبح ہو جانے کے بعد سحری کھائی تھی تو روزہ نہیں ہوا، قضا روزہ رکھے اور کفارہ واجب نہیں، لیکن پھر بھی کچھ کھائے پیئے نہیں، روزے داروں کی طرح رہے اسی طرح اگر سورج ڈوبنے کے گمان سے روزہ کھول لیا پھر سورج نکل آیا تو روزہ جاتا رہا اس کی قضا کرے۔ کفارہ واجب نہیں، اور جب تک سورج نہ ڈوب جائے کچھ کھانا پینا درست نہیں۔

مسئلہ: اگر اتنی دیر ہو گئی کہ صبح ہو جانے کا شبہ پڑ گیا تو اب کچھ کھانا مکروہ ہے اور اگر ایسے وقت کچھ کھا لیا یا پی لیا تو بُرا کیا اور گناہ ہوا پھر اگر معلوم ہوا کہ اس وقت صبح

ہوگئی تھی تو اس روزے کی قضا رکھے اور کچھ نہ معلوم ہو شبہ ہی شبہ رہ جائے تو قضا رکھنا واجب نہیں ہے لیکن احتیاط کی بات یہ ہے کہ اس کی قضا رکھ لے۔

مسئلہ: مستحب یہ ہے کہ جب سورج یقیناً ڈوب جائے تو فوراً روزہ کھول ڈالے، دیر کر کے روزہ کھولنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: بدلی کے دن ذرا دیر کر کے روزہ کھولو۔ جب خوب یقین ہو جائے کہ سورج ڈوب گیا ہوگا تب افطار کرو، اور صرف گھڑی گھڑیال پر کچھ اعتبار نہ کرو، جب تک کہ تمہارا دل گواہی نہ دے کیونکہ گھڑی شاید کچھ غلط ہوگئی ہو بلکہ اگر کوئی اذان بھی کہہ دے لیکن ابھی وقت ہونے میں کچھ شبہ ہے تب بھی روزہ کھولنا درست نہیں۔

مسئلہ: چھوہارے سے روزہ کھولنا بہتر ہے یا اور کوئی میٹھی چیز ہو اس سے کھولے وہ بھی نہ ہو تو پانی سے افطار کرے۔ بعضی عورتیں اور بعضے مرد نمک کی کنکری سے افطار کرتے ہیں اور اس میں ثواب سمجھتے ہیں، یہ عقیدہ غلط ہے۔

مسئلہ: جب تک سورج ڈوبنے میں شبہ رہے تب تک افطار کرنا جائز نہیں ہے۔

قضا روزے کا بیان

مسئلہ: جو روزے کسی وجہ سے جاتے رہے ہوں، رمضان کے بعد جہاں تک جلدی ہو سکے ان کی قضا رکھ لے دیر نہ کرے بے وجہ قضا رکھنے میں دیر لگانا گناہ ہے۔ **مسئلہ:** روزے کی قضا میں دن تاریخ مقرر کر کے قضا کی نیت کرنا کہ فلاں تاریخ کے روزے کی قضا رکھتا ہوں یہ ضروری نہیں ہے بلکہ جتنے روزے قضا ہوں اتنے ہی روزے رکھ لینا چاہئیں۔ البتہ دو رمضان کے کچھ روزے قضا ہو گئے اس لئے دونوں سال کے روزوں کی قضا رکھنا ہے تو سال کا مقرر کرنا ضروری ہے یعنی اس طرح نیت کرے کہ فلاں سال کے روزوں کی قضا رکھتا ہوں۔

مسئلہ: قضا روزے میں رات سے نیت کرنا ضروری ہے اگر صبح ہو جانے کے بعد نیت کی تو قضا صحیح نہیں ہوئی بلکہ وہ روزہ نفل ہو گیا قضا کا روزہ پھر سے رکھے۔

مسئلہ: کفارے کے روزے کا بھی یہی حکم ہے کہ رات سے نیت کرنا چاہئے۔

اگر صبح ہونے کے بعد نیت کی تو کفارے کا روزہ صحیح نہیں ہوا۔

مسئلہ: جتنے روزے قضا ہو گئے ہوں ان سب کو چاہے ایک دم رکھے یا تھوڑے تھوڑے کر کے رکھے دونوں باتیں درست ہیں۔

مسئلہ: اگر رمضان کے روزے ابھی قضا نہیں رکھے اور دوسرا رمضان آگیا تو خیر اب رمضان کے ادا روزے رکھے اور عید کے بعد قضا رکھے، لیکن اتنی دیر کرنا بُری بات ہے۔

مسئلہ: رمضان کے مہینے میں دن کو بے ہوش ہو گیا اور تین دن تک برابر بیہوش رہا تو فقط دو دن کے روزے قضا رکھے جس دن بیہوش ہوا اس ایک دن کی قضا واجب نہیں ہے کیونکہ اس دن کا روزہ بوجہ نیت کے درست ہو گیا ہاں اگر اس دن روزے سے تھا یا اس دن حلق میں کوئی دوا ڈالی اور وہ حلق سے اُتر گئی تو اس دن کی قضا بھی واجب ہے۔

مسئلہ: اور اگر رات کو بے ہوش ہوا ہو تب بھی جس رات کو بے ہوش ہوا اس ایک دن کی قضا واجب نہیں ہے باقی اور جتنے دن بیہوش رہا سب کی قضا واجب ہے۔ ہاں اگر رات کو صبح کا روزہ رکھنے کی نیت نہ تھی یا صبح کو کوئی دوا حلق میں ڈالی گئی تو اس دن کا روزہ بھی قضا رکھے۔

مسئلہ: اگر سارے رمضان بھر بیہوش رہے تب بھی قضا رکھنا چاہیئے یہ نہ سمجھے کہ سب روزے معاف ہو گئے البتہ اگر جنون ہو گیا اور پورے رمضان بھر سڑی دیوانہ رہا تو اس رمضان کے کسی روزے کی قضا واجب نہیں اور اگر رمضان شریف کے مہینے میں کسی دن جنون جاتا رہا اور عقل ٹھکانے ہو گئی تو اب سے روزے رکھنا شروع کرے اور جتنے روز جنون میں گئے ان کی بھی قضا رکھے۔

نذر کے روزہ کا بیان

مسئلہ: جب کوئی نذر مانے تو اس کا پورا کرنا واجب ہے اگر پورا نہ کریگا تو گنہگار ہوگا۔ **مسئلہ:** نذر دو طرح کی ہے ایک تو یہ ہے کہ دن تاریخ مقرر کر کے نذر

مانی کہ یا اللہ اگر آج فلاں کام ہو جائے تو کل ہی تیرا روزہ رکھوں گا یا یوں کہا کہ یا اللہ میری فلاں مُراد پوری ہو جائے تو پرسوں جمعہ کے دن روزہ رکھوں گا ایسی نذر میں اگر رات سے روزہ کی نیت کرے تو بھی درست ہے اور اگر رات سے روزے کی نیت نہ کی تو دوپہر سے ایک گھنٹہ پہلے پہلے نیت کرلے یہ بھی درست ہے نذر ادا ہو جائے گی۔ **مسئلہ:** جمعہ کے دن روزہ رکھنے کی نذر مانی اور جب جمعہ آیا تو بس اتنی نیت کرلی کہ آج میرا روزہ ہے یہ مقرر نہیں کیا کہ یہ نذر کا روزہ ہے یا یہ کہ نفل کی نیت کرلی کہ آج میرا روزہ ہے یہ مقرر نہیں کیا کہ یہ نذر کا روزہ ہے یا یہ کہ نفل کی نیت کرلی تب بھی نذر کا روزہ ادا ہو گیا، البتہ اس جمعہ کو قضا روزہ رکھ لیا اور نذر کا روزہ رکھنا یاد نہ رہا یا یاد تو تھا مگر قصداً قضا کا روزہ رکھا تو نذر کا روزہ ادا نہ ہوگا بلکہ قضا کا روزہ ہو جائے گا، نذر کا روزہ پھر رکھے۔

مسئلہ: اور دوسری نذر یہ ہے کہ دن تاریخ مقرر کر کے نذر نہیں مانی بس اتنا ہی کہہ دیا کہ یا اللہ میرا فلاں کام ہو جائے تو ایک روزہ رکھوں گا یا کسی کام کا نام نہیں لیا ویسے ہی کہہ دیا کہ پانچ روزے رکھوں گا، ایسی نذر میں رات سے نیت کرنا شرط ہے اگر صبح ہو جانے کے بعد نیت کی تو نذر کا روزہ نہیں ہوا بلکہ وہ روزہ نفل ہو گیا۔

نفل روزے کا بیان

مسئلہ: نفل روزے کی نیت اگر یہ مقرر کر کے کرے کہ میں نفل کا روزہ رکھتا ہوں تو بھی صحیح ہے اور اگر فقط اتنی نیت کرے کہ میں روزہ رکھتا ہوں تب بھی صحیح ہے۔

مسئلہ: دوپہر سے ایک گھنٹہ پہلے تک نفل روزہ کی نیت کرلینا درست ہے۔ اگر دس بجے تک مثلاً روزہ رکھنے کا ارادہ نہ تھا لیکن ابھی تک کچھ کھایا پیا نہیں پھر جی آگیا اور روزہ رکھ لیا تو بھی دست ہے۔

مسئلہ: رمضان شریف کے مہینے کے سوا جس دن چاہے نفل کا روزہ رکھے جتنے زیادہ روزے رکھے گا اتنا ہی زیادہ ثواب پائے گا۔ البتہ عید کے دن اور بقر عید کی دسویں، گیارھویں، بارھویں اور تیرھویں تاریخ کے یعنی سال بھر میں فقط پانچ

روزے حرام ہیں، اس کے سوا باقی سب روزے درست ہیں۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص عید کے دن روزہ رکھنے کی منت مانے تب بھی اس دن کا روزہ درست نہیں اس کے بدلے کسی اور دن رکھ لے۔

مسئلہ: نفل کا روزہ نیت کرنے سے واجب ہو جاتا ہے سو اگر صبح کو یہ نیت کی کہ آج میرا روزہ ہے پھر اس کے بعد توڑ دیا تو اب اس کی قضا رکھے۔

مسئلہ: بے شوہر کی اجازت کے عورت کو نفل روزہ رکھنا درست نہیں اگر بے اس کی اجازت روزہ رکھ لیا تو اس کے تُڑوانے سے توڑ دینا درست ہے پھر جب وہ کہے اس کی قضا رکھے۔ **مسئلہ:** کسی کے یہاں مہمان گیا یا کسی نے دعوت کر دی اور کھانا نہ کھانے سے اس کا دل بُرا ہوگا، دل شکنی ہوگی تو اس کی خاطر سے نفل روزہ توڑ دینا درست ہے اور مہمان کی خاطر گھر والے کو بھی روزہ توڑ دینا درست ہے۔ **مسئلہ:** کسی نے عید کے دن نفل روزہ رکھ لیا اور نیت کر لی تب بھی توڑ دے اور اس کی قضا رکھنی بھی واجب نہیں۔

مسئلہ: محرم کی دسویں تاریخ کو روزہ رکھنا مستحب ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی یہ روزہ رکھے اس کے گزرے ہوئے ایک سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ **مسئلہ:** اسی طرح بقر عید کی نویں تاریخ کو روزہ رکھنے کا بھی بڑا ثواب ہے۔ اس سے ایک سال کے اگلے اور ایک سال کے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، اور اگر شروع چاند سے نویں تک برابر روزے رکھے تو بہت ہی بہتر ہے۔

مسئلہ: شب برات کی پندرھویں اور عید کے مہینے میں چھ دن نفل روزے رکھنے کا بھی بہت زیادہ ثواب ہے۔

مسئلہ: اگر ہر مہینے کی تیرھویں، چودھویں، پندرھویں تاریخ کو تین دن روزے رکھ لیا کرے تو گویا اس نے سال بھر برابر روزے رکھے۔ حضورؐ یہ تین دن کے روزے رکھا کرتے تھے ایسے ہی ہر دوشنبہ و جمعرات کے دن بھی روزہ رکھا کرتے تھے۔ اگر کوئی ہمت کرے تو ان کا بھی ثواب بہت ہے۔

روزہ ٹوٹنے یا نہ ٹوٹنے اور قضا یا کفارہ لازم آنیکا بیان

مسئلہ: اگر روزہ دار بھول کر کچھ کھالے یا پی لے یا بھولے سے جماع کرلے تو اس کا روزہ نہیں گیا۔ اگرچہ پیٹ بھر کر کھائے۔

مسئلہ: ایک شخص کو بھول کر کچھ کھاتے پیتے دیکھا تو اگر وہ اس قدر طاقتور ہے کہ روزے سے زیادہ تکلیف نہیں ہوتی، تو روزہ یاد دلادینا واجب ہے اور اگر کوئی کمزور ہے کہ روزے سے تکلیف ہوتی ہے تو اس کو یاد نہ دلائے کھانے دے۔

مسئلہ: دن کو سو گیا اور ایسا خواب دیکھا جس سے نہانے کی ضرورت ہوگئی تو روزہ نہیں ٹوٹا۔ مسئلہ: دن کو سرمہ لگانا، تیل لگانا، خوشبو سونگھنا درست ہے اس سے روزے میں کچھ نقصان نہیں آتا چاہے جس وقت ہو بلکہ سرمہ لگانے کے بعد تھوک یا رینٹھ میں سرمہ کا رنگ دکھائی دے تو بھی روزہ نہیں گیا نہ مکروہ ہوا۔

مسئلہ: مرد عورت کا ساتھ لیٹنا، ہاتھ لگانا، پیار کرنا، یہ سب درست ہے لیکن اگر جوانی کا اتنا جوش ہو کہ ان باتوں سے صحبت کرنے کا ڈر ہو تو ایسا نہ کرنا چاہیئے مکروہ ہے۔

مسئلہ: حلق کے اندر مکھی چلی گئی یا دھواں آپ ہی چلا گیا یا گرد و غبار چلا گیا تو روزہ نہیں گیا، البتہ قصداً ایسا کیا تو روزہ جاتا رہا۔

مسئلہ: لوبان وغیرہ کوئی دھونی سلگائی پھر اس کو اپنے پاس رکھ کر سونگھا تو روزہ جاتا رہا، اسی طرح حقہ پینے سے بھی روزہ جاتا رہتا ہے۔ البتہ اس دھوئیں کے سوا عطر، کیوڑہ، گلاب، پھول وغیرہ اور خوشبو سونگھنا جس میں دھواں نہ ہو درست ہے۔

مسئلہ: دانتوں میں گوشت کا ریشہ اٹکا ہوا تھا یا چھالی کا ٹکڑا وغیرہ کوئی اور چیز تھی اس کو خلال سے نکال کر کھا گیا لیکن منہ سے باہر نہیں نکالا، آپ ہی آپ حلق میں چلی گئی تو دیکھو اگر چنے سے کم ہے تب تو روزہ نہیں گیا اور اگر چنے کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو جاتا رہا البتہ اگر منہ سے باہر نکال لیا تھا پھر اس کے بعد نگل گیا تو ہر حال میں روزہ ٹوٹ جائے گا۔ چاہے وہ چیز چنے کے برابر ہو یا اس سے بھی کم ہو دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔

مسئلہ: اگر پان کھا کر خوب کلی غرغرہ کرکے منہ صاف کرلیا لیکن تھوک

کی سُرخی نہیں گئی تو اس کا کچھ حرج نہیں روزہ ہو گیا۔

مسئلہ: روزے میں تھوک نگلنے سے روزہ نہیں جاتا، چاہے جتنا ہو۔

مسئلہ: رات کو نہانے کی ضرورت ہوئی مگر غسل نہیں کیا دن کو نہایا تب بھی روزہ ہو گیا بلکہ اگر دن بھر نہ نہائے تب بھی روزہ نہیں جاتا، البتہ اس کا گناہ الگ ہو گا۔

مسئلہ: ناک کو اس زور سے سُڑک لیا کہ حلق میں چلی گئی تو روزہ نہیں ٹوٹا۔ اسی طرح منہ کی رال سڑک کر نگل جانے سے بھی روزہ نہیں جاتا۔

مسئلہ: منہ میں پان دبا کر سو گیا اور صبح ہو جانے کے بعد آنکھ کھلی تو روزہ نہیں ہوا، قضا رکھے کفارہ واجب نہیں۔ مسئلہ: کلی کرتے وقت حلق میں پانی چلا گیا اور روزہ یاد تھا تو روزہ جاتا رہا، قضا واجب ہے، کفارہ واجب نہیں۔

مسئلہ: آپ ہی آپ قے ہو گئی تو روزہ نہیں گیا۔ چاہے تھوڑی سی ہوئی ہو یا زیادہ البتہ اگر اپنے اختیار سے قے کی ہو اور منہ بھر کر قے ہوئی تو روزہ جاتا رہا، اور اس سے کم ہو تو خود کرنے سے بھی نہیں گیا۔

مسئلہ: تھوڑی سی قے آئی، پھر آپ ہی آپ حلق میں لوٹ گئی، تب بھی روزہ نہیں ٹوٹا، البتہ اگر قصداً لوٹا لیتا تو ٹوٹ جاتا۔

مسئلہ: کسی نے کنکری یا لوہے کا ٹکڑا یا کوئی ایسی چیز کھالی جس کو نہیں کھایا کرتے اور نہ اس کو کوئی بطور دوا کے کھاتا ہے تو اس کا روزہ جاتا رہا لیکن اس پر کفارہ واجب نہیں اور اگر ایسی چیز کھائی یا پی جس کو لوگ کھایا پیا کرتے ہیں یا کوئی ایسی چیز ہے کہ یوں تو نہیں کھاتے لیکن بطور دوا کے ضرورت کے وقت کھاتے ہیں تو بھی روزہ جاتا رہا اور قضا و کفارہ دونوں واجب ہیں۔

مسئلہ: اگر مرد نے جماع کیا تب بھی روزہ جاتا رہا اس کی قضا بھی رکھے اور کفارہ بھی دے، جب مرد کے پیشاب کے مقام کی سپاری اندر چلی گئی تو روزہ ٹوٹ گیا اور قضا و کفارہ دونوں واجب ہو گئے، چاہے منی نکلے یا نہ نکلے۔

مسئلہ: اگر مرد نے پاخانے کی جگہ اپنا عضو کر دیا اور سپاری اندر چلی گئی، تب بھی عورت مرد دونوں کا روزہ جاتا رہا، قضا و کفارہ دونوں واجب ہیں۔

مسئلہ: روزے کے توڑنے سے کفارہ جب ہی لازم آتا ہے جبکہ رمضان شریف میں روزہ توڑ ڈالے اور رمضان شریف کے سوا اور کسی روزے کے توڑنے سے کفارہ واجب نہیں ہوتا، چاہے جس طرح توڑے اگرچہ وہ روزہ رمضان کی قضا ہی کیوں نہ ہو۔ **مسئلہ:** عورت کو روزے میں پیشاب کی جگہ کوئی دوا رکھنا یا تیل وغیرہ کوئی چیز ڈالنا درست نہیں۔ اگر کسی نے دوا رکھ لی تو روزہ جاتا رہا، قضا واجب ہے، کفارہ نہیں۔

مسئلہ: اگر کسی ضرورت سے دائی نے پیشاب کی جگہ انگلی ڈالی یا خود اس نے اپنی انگلی ڈالی پھر ساری انگلی یا تھوڑی سی انگلی نکالنے کے بعد اندر کر دی تو روزہ جاتا رہا لیکن کفارہ واجب نہیں اور اگر نکالنے کے بعد پھر نہیں کی تو روزہ نہیں گیا۔ ہاں اگر پہلے ہی سے پانی وغیرہ کسی چیز میں انگلی بھیگی ہوئی ہو تو اوّل ہی دفعہ کرنے سے روزہ جاتا رہے گا۔

مسئلہ: منہ سے خون نکلتا ہے اس کو تھوک کے ساتھ نگل گیا تو روزہ ٹوٹ گیا۔ البتہ اگر خون تھوک سے کم ہو اور خون کا مزہ حلق میں معلوم نہ ہو تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ: اگر زبان سے کوئی چیز چکھ کر تھوک دی تو روزہ نہیں ٹوٹا لیکن بے ضرورت ایسا کرنا مکروہ ہے۔ ہاں اگر کسی عورت کا شوہر بڑا بد مزاج ہو اور یہ ڈر ہو کہ سالن میں نمک پانی درست نہ ہو تو ناک میں دم کر دے گا، اس کو نمک چکھ لینا درست ہے اور مکروہ نہیں۔ **مسئلہ:** اپنے منہ سے چبا کر چھوٹے بچے کو کوئی چیز کھلانا مکروہ ہے البتہ اگر اس کی ضرورت پڑے اور مجبوری و ناچاری ہو جائے تو مکروہ نہیں۔

مسئلہ: کوئلہ چبا کر دانت صاف کرنا اور منجن سے دانت صاف کرنا مکروہ ہے اور اگر اس میں سے کچھ حلق میں اتر جائے گا تو روزہ جاتا رہے گا۔ اور مسواک سے دانت صاف کرنا درست ہے، چاہے سوکھی مسواک ہو یا تازی اسی وقت کی توڑی ہوئی نیب کی اگر مسواک ہے اور اس کا کڑواپن منہ میں معلوم ہوتا ہے تب بھی مکروہ نہیں۔

مسئلہ: کوئی عورت غافل سو رہی تھی یا بیہوش پڑی تھی یا زبردستی اس سے اس کے شوہر نے صحبت کی تو روزہ جاتا رہا فقط قضا واجب ہے کفارہ واجب نہیں اور

مرد پر کفارہ بھی واجب ہے۔ **مسئلہ:** کسی نے بھولے سے کچھ کھالیا اور یوں سمجھا کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا اس وجہ سے قصداً کچھ کھالیا تو اب روزہ جاتا رہا فقط قضا واجب ہے کفارہ واجب نہیں اور اگر مسئلہ جانتا ہو، اور پھر بھول کر ایسا کرنے کے بعد عمداً افطار کردے تو جماع کی صورت میں کفارہ بھی لازم ہوگا اور کھانے کی صورت میں اس وقت بھی صرف قضا ہی ہے۔ **مسئلہ:** اگر کسی کو بے اختیار قے ہوئی یا احتلام ہوگیا اور وہ یہ سمجھا کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا۔ اس گمان پر پھر قصداً کھالیا اور روزہ توڑ دیا تو بھی قضا واجب ہے کفارہ واجب نہیں اور اگر مسئلہ معلوم ہو کہ اس سے روزہ نہیں جاتا اور پھر عمداً افطار کرلیا تو کفارہ بھی لازم ہوگا۔

مسئلہ: اگر سرمہ لگایا یا فصد لی یا تیل ڈالا پھر سمجھا کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا اور پھر قصداً کھالیا تو قضا اور کفارہ دونوں لازم ہیں۔

مسئلہ: مرد اگر اپنے خاص حصّے کے سوراخ میں کوئی چیز ڈالے تو وہ جوف تک نہیں پہنچتی اس لئے روزہ فاسد نہ ہوگا۔

مسئلہ: کسی نے مُردہ عورت سے یا کسی ایسی کمسن نابالغہ لڑکی سے جس کے ساتھ جماع کی رغبت نہیں ہوتی یا کسی جانور سے جماع کیا یا کسی کو لپٹا لیا یا بوسہ لیا یا جلق کا مرتکب ہوا، اور ان سب صورتوں میں منی کا خروج ہوگیا تو روزہ فاسد ہوجائے گا۔ اور کفارہ واجب نہ ہوگا۔

مسئلہ: وہ شخص جس میں روزے کے واجب ہونے کے تمام شرائط پائے جاتے ہوں رمضان کے اس ادائے روزہ میں جس کی نیت صبح صادق سے پہلے کرچکا ہو عمداً منہ کے ذریعہ سے جوف میں کوئی ایسی چیز پہنچائے جو انسان کی دوا یا غذا میں مستعمل ہوتی ہے گو وہ بہت ہی قلیل ہو حتّیٰ کہ ایک تل کے برابر ہی ہو یا جماع کرے یا کرائے، لواطت بھی اسی حکم میں ہے۔ جماع میں خاص حصّے کے سر کا داخل ہوجانا کافی ہے۔ منی کا خارج ہونا بھی شرط نہیں ان سب صورتوں میں قضا اور کفارہ دونوں واجب ہوں گے۔

مسئلہ: جو لوگ حقہ پینے کے عادی ہوں یا کسی نفع کی غرض سے پئیں،

روزے کی حالت میں تو ان پر بھی قضا اور کفارہ دونوں واجب ہوں گے۔

مسئلہ: اگر کوئی عورت کسی نابالغ بچے یا مجنوں سے جماع کرائے تب بھی اس کو قضا اور کفارہ دونوں لازم ہوں گے۔

مسئلہ: جماع میں عورت اور مرد دونوں کا عاقل ہونا شرط نہیں حتیٰ کہ اگر مجنوں ہو اور دوسرا عاقل تو عاقل پر کفارہ لازم ہوگا۔

مسئلہ: سونے کی حالت میں منی کے خارج ہونے سے جس کو احتلام کہتے ہیں اگرچہ بغیر غسل کیئے ہوئے روزہ رکھے روزہ فاسد نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر کسی عورت کے دیکھنے یا اس کا خاص حصہ دیکھنے سے یا صرف کسی بات کا خیال دل میں کرنے سے منی خارج ہو جائے جب بھی روزہ فاسد نہ ہوگا۔

مسئلہ: عورت کا بوسہ لینا اور اس سے بغل گیر ہونا مکروہ ہے جبکہ انزال کا خوف ہو یا اپنے نفس کو بے اختیار ہو جانے کا اور اس حالت میں جماع کر لینے کا اندیشہ ہو، اور اگر یہ خوف و اندیشہ نہ ہو تو پھر مکروہ نہیں۔

مسئلہ: کسی عورت وغیرہ کے ہونٹ کا منہ میں لینا اور مباشرتِ فاحشہ یعنی خاص بدن کا برہنہ ملانا بدون دخول کے ہر حال میں مکروہ ہے خواہ انزال اور جماع کا خوف ہو یا نہ ہو۔ **مسئلہ:** اگر کوئی مقیم بعد نیت صوم کے مسافر بن جائے اور تھوڑی دور جا کر کسی بھولی ہوئی چیز کے لینے کو اپنے مکان واپس آئے اور وہاں پہنچ کر روزہ کو فاسد کر دے تو اس کو کفارہ دینا ہوگا اس لئے کہ اس پر اس وقت مسافر کا اطلاق نہ تھا گو وہ ٹھہرنے کی نیت سے نہ گیا تھا اور نہ وہاں ٹھہرا۔

مسئلہ: سوائے جماع کے اور کسی سبب سے اگر کفارہ واجب ہوا ہو، اور ایک کفارہ ادا نہ کرنے پایا ہو کہ دوسرا واجب ہو جائے تو ان دونوں کے لئے ایک ہی کفارہ کافی ہے، اگرچہ دونوں کفارے دو رمضانوں کے ہوں۔

ہاں جماع کے سبب سے جتنے روزے فاسد ہوئے ہوں تو اگر وہ ایک ہی رمضان کے روزے ہیں تو ایک ہی کفارہ کافی ہے اور دو رمضانوں کے ہیں تو ہر ایک رمضان کا کفارہ علیحدہ دینا ہوگا اگرچہ پہلا کفارہ نہ ادا کیا ہو۔

مسئلہ: رمضان کے مہینے میں اگر کسی کا روزہ اتفاقاً ٹوٹ گیا تو روزہ ٹوٹنے کے بعد بھی دن میں کچھ کھانا پینا درست نہیں، سارے دن روزہ داروں کی طرح رہنا واجب ہے۔ مسئلہ: کسی نے رمضان میں روزے کی نیت ہی نہیں کی اس لئے کھاتا پیتا رہا اس پر کفارہ واجب نہیں۔ کفارہ جب ہے کہ نیت کر کے توڑ دے۔

کفّارہ کا بیان

مسئلہ: رمضان شریف کے روزہ توڑ ڈالنے کا کفارہ یہ ہے کہ دو مہینے تک لگاتار روزے رکھے، تھوڑے تھوڑے روزے رکھنا درست نہیں اگر کسی وجہ سے بیچ میں دو ایک روزے نہیں رکھے تو اب پھر سے دو مہینے کے روزے رکھے، ہاں جتنے روزے عورت کے حیض کی وجہ سے جاتے رہے ہیں وہ معاف ہیں ان کے چھوٹ جانے سے کفارے میں کچھ نقصان نہیں آیا لیکن پاک ہونے کے فوراً بعد پھر روزے رکھنا شروع کرے اور ساٹھ روزے پورے کرلے۔

مسئلہ: اگر کسی عورت کے نفاس کی وجہ سے بیچ میں روزے چھوٹ گئے پورے روزے لگاتار نہیں رکھ سکی تو بھی کفارہ صحیح نہیں ہوا سب روزے پھر سے رکھے۔ مسئلہ: اگر دکھ بیماری کی وجہ سے بیچ میں کفارے کے کچھ روزے چھوٹ گئے تب بھی تندرست ہونے کے بعد پھر سے روزے رکھنا شروع کرے۔ مسئلہ: اگر بیچ میں رمضان کا مہینہ آگیا تب بھی کفارہ صحیح نہیں ہوا۔

مسئلہ: اگر کسی کو روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو صبح و شام پیٹ بھر کر کھانا کھلائے جتنا ان کے پیٹ میں سمائے خوب تن کے کھالیں۔

مسئلہ: ان مسکینوں میں اگر بعضے بالکل چھوٹے بچے ہوں تو جائز نہیں، ان بچوں کے بدلے اور مسکینوں کو پھر کھلائے۔

مسئلہ: اگر گیہوں کی روٹی ہو تو روکھی روٹی کھلانا بھی درست ہے اور اگر جو، باجرہ، جوار وغیرہ کی روٹی ہو تو اس کے ساتھ کچھ دال وغیرہ دینا چاہیئے جس کے ساتھ روٹی کھالیں۔ مسئلہ: اگر کھانا نہ کھلائے بلکہ ساٹھ مسکینوں کو کچا اناج دیدے تو بھی جائز ہے۔ ہر ایک مسکین کو اتنا دیدے جتنا صدقۂ فطر دیا جاتا ہے اور صدقۂ فطر کا بیان زکوٰۃ کے باب میں آئے گا انشاء اللہ۔

مسئلہ: اگر اتنے اناج کی قیمت دیدے تو بھی جائز ہے۔

مسئلہ: اگر کسی اور سے کہہ دے کہ تم میری طرف سے کفارہ ادا کر دو اور ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دو، اور اس نے اس کی طرف سے کھلایا یا کچا اناج دے دیا تب بھی کفارہ ادا ہو گیا اور اگر بے اس کے کہے کسی نے اس کی طرف سے دے دیا تو کفارہ صحیح نہیں ہوا۔

مسئلہ: اگر ایک ہی مسکین کو ساٹھ دن تک صبح و شام کھانا کھلا دیا یا ساٹھ دن تک کچا اناج یا قیمت دیتا رہا تب بھی کفارہ صحیح ہو گیا۔

مسئلہ: اگر ساٹھ دن تک لگاتار کھانا نہیں کھلایا بلکہ بیچ میں کچھ دن ناغہ ہو گئے تو کچھ حرج نہیں یہ درست ہے۔

مسئلہ: اگر ساٹھ دن کا اناج حساب کر کے ایک فقیر کو ایک ہی دن دے دیا تو درست نہیں۔ اسی طرح ایک ہی فقیر کو ایک ہی دن ساٹھ دفعہ کر کے دے دیا، تب بھی ایک ہی دن کا ادا ہوا، ایک کم ساٹھ مسکینوں کو پھر دینا چاہیئے اسی طرح قیمت دینے کا بھی حکم ہے یعنی ایک دن میں ایک مسکین کو ایک روزے کے بدلے سے زیادہ دینا درست نہیں۔

مسئلہ: اگر کسی فقیر کو صدقۂ فطر کی مقدار سے کم دیا تو کفارہ صحیح نہیں ہوا۔

مسئلہ: اگر ایک ہی رمضان کے دو یا تین روزے توڑ ڈالے تو ایک ایک ہی کفارہ واجب ہے۔ البتہ اگر یہ دونوں روزے ایک رمضان کے نہ ہو تو الگ الگ کفارہ دینا پڑے گا۔

روزہ توڑ دینے کا بیان

مسئلہ: اچانک ایسا بیمار ہو گیا کہ اگر روزہ نہ توڑے گا تو جان پر بن جائے گی یا بیماری بہت بڑھ جائے گی تو روزہ توڑ دینا درست ہے، جیسے دفعتاً پیٹ میں ایسا درد اُٹھا کہ بے تاب ہو گیا یا سانپ نے کاٹ لیا تو دوا پی لینا اور روزہ توڑ ڈالنا درست ہے ایسے ہی اگر پیاس لگی کہ ہلاکت کا ڈر ہے تو

بھی روزہ توڑ ڈالنا درست ہے۔

مسئلہ: حاملہ عورت کو کوئی ایسی بات پیش آگئی جس سے اپنی جان کا یا بچہ کی جان کا ڈر ہے تو روزہ توڑ ڈالنا درست ہے۔

مسئلہ: کھانا پکانے کی وجہ سے بیحد پیاس لگ آئی اور اتنی بے تابی ہوئی کہ اب جان کا خوف ہے تو روزہ کھول ڈالنا درست ہے لیکن اگر خود اس نے قصداً اتنا کام کیا جس سے ایسی حالت ہوگئی تو گنہ گار ہوگی۔

جن وجہوں سے روزہ توڑ دینا جائز ہے اُن کا بیان

مسئلہ: اگر ایسا بیمار ہے کہ روزہ نقصان کرتا ہے اور یہ ڈر ہے کہ اگر روزہ رکھا تو بیمار پڑ جائے گا یا دیر میں اچھا ہوگا یا جان جاتی رہے گی تو روزہ نہ رکھے۔ جب اچھا ہو جائے تو اس کی قضا رکھے لیکن فقط اپنے دل سے ایسا خیال کر لینے سے روزہ چھوڑ دینا درست نہیں بلکہ جب کوئی مسلمان دیندار حکیم طبیب کہہ دے کہ روزہ تم کو نقصان کرے گا تب چھوڑنا چاہیئے۔

مسئلہ: اگر حکیم یا ڈاکٹر کافر ہے یا شرع کا پابند نہیں ہے تو اس کی بات کا اعتبار نہیں فقط اس کے کہنے سے روزہ نہ چھوڑے۔

مسئلہ: اگر حکیم نے تو کچھ نہیں کہا لیکن خود اپنا تجربہ ہے اور کچھ ایسی نشانیاں معلوم ہوئیں جن کی وجہ سے دل گواہی دیتا ہے کہ روزہ نقصان کرے گا تب بھی روزہ نہ رکھے اور اگر خود بھی تجربہ کار نہ ہو، اور اس بیماری کا کچھ حال معلوم نہ ہو تو فقط خیال کا اعتبار نہیں۔ اگر دیندار حکیم کے بغیر بتلائے اور بے تجربے کے اپنے خیال ہی سے رمضان کا روزہ توڑے گا تو کفارہ دینا پڑے گا۔ اور اگر روزہ نہ رکھے گا تو گنہ گار ہوگا۔

مسئلہ: اگر بیماری سے اچھا ہو گیا لیکن ابھی ضعف باقی ہے اور غالب گمان یہ ہے کہ اگر روزہ رکھا تو پھر بیمار پڑ جائے گا تب بھی روزہ نہ رکھنا جائز ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی مسافرت میں ہو تو اس کو بھی درست ہے کہ روزہ نہ

رکھے پھر کبھی اس کی قضا رکھ لے۔

مسئلہ: مسافرت میں اگر روزے سے کوئی تکلیف نہ ہو، جیسے ریل پر سوار ہے اور یہ خیال ہے کہ شام تک گھر پہنچ جاؤں گا یا اپنے ساتھ سب راحت و آرام کا سامان موجود ہے تو ایسے وقت سفر میں بھی روزہ رکھ لینا بہتر ہے اور اگر روزہ نہ رکھے بلکہ قضا رکھ لے تب بھی کوئی گناہ نہیں۔ ہاں رمضان شریف کے روزہ کی جو فضیلت ہے اس سے محروم رہے گا، اور اگر راستے میں روزہ کی وجہ سے تکلیف اور پریشانی ہو تو ایسے وقت روزہ نہ رکھنا بہتر ہے۔

مسئلہ: اگر بیماری سے اچھا نہیں ہوا، اسی میں مرگیا یا ابھی گھر نہیں پہنچا مسافرت ہی میں مرگیا تو جتنے روزے بیماری کی وجہ سے یا سفر کی وجہ سے چھوٹے ہیں آخرت میں ان کا مواخذہ نہ ہوگا، کیونکہ قضا رکھنے کی مہلت اس کو ابھی نہیں ملی تھی۔ مسئلہ: اگر بیماری میں دس روزے گئے تھے۔ پھر پانچ دن اچھا رہا لیکن قضا روزے نہیں رکھے تو پانچ روزے تو معاف ہیں فقط پانچ روزوں کی قضا نہ رکھنے پر پکڑا جائے گا اور اگر پورے دس دن اچھا رہا تو پورے دسوں دن کی پکڑ ہوگی۔ اس لئے ضروری ہے کہ جتنے روزوں کا مواخذہ اس پر ہونے والا ہے اتنے روزوں کا فدیہ دینے کے لئے کہہ مرے جبکہ اس کے پاس مال ہے۔

مسئلہ: اگر راستے میں پندرہ دن رہنے کی نیت سے ٹھہر گیا تو اب روزہ چھوڑنا درست نہیں کیونکہ شرع سے اب وہ مسافر نہیں رہا۔ البتہ پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت ہو تو روزہ نہ رکھنا درست ہے۔

مسئلہ: حاملہ عورت اور دودھ پلانے والی عورت کو جب اپنی جان یا بچہ کی جان کا کچھ ڈر ہو تو روزہ نہ رکھے پھر کبھی قضا رکھ لے لیکن اگر اپنا شوہر مالدار ہے کہ کوئی انا رکھ کر دودھ پلوا سکتا ہے تو دودھ پلانے کی وجہ سے ماں کو روزہ چھوڑ دینا درست نہیں ہے البتہ اگر وہ ایسا لڑکا ہے کہ سوائے اپنی ماں کے کسی اور کا دودھ نہیں پیتا تو ایسے وقت ماں کا روزہ نہ رکھنا درست ہے۔

مسئلہ: کسی انا نے دودھ پلانے کی نوکری کی پھر رمضان شریف۔

اور روزے سے بچہ کی جان کا ڈر ہے تو انّا کو بھی روزے نہ رکھنا درست ہے۔

مسئلہ: اگر کسی عورت کو حیض آگیا یا بچہ پیدا ہوا، اور نفاس ہو گیا تو حیض و نفاس رہنے تک روزہ رکھنا درست نہیں۔

مسئلہ: اگر کوئی عورت رات کو پاک ہو گئی تو اب صبح کو روزہ نہ چھوڑے اگر رات کو نہائی نہ ہو تب بھی روزہ رکھ لے اور صبح کو نہالے، اور اگر صبح ہونے کے بعد پاک ہوئی تو اب پاک ہونے کے بعد روزہ کی نیت کرنا درست نہیں لیکن کچھ کھانا پینا بھی درست نہیں ہے۔ اب دن بھر روزہ داروں کی طرح رہنا چاہیئے۔

مسئلہ: اگر کوئی دن کو مسلمان ہوا یا دن کو جوان ہوا تو اب دن بھر کچھ کھانا پینا درست نہیں ہے، اور اگر کچھ کھالیا تو اس روزے کی قضا رکھنی بھی نئے مسلمان اور نئے جوان کے ذمّے واجب نہیں ہے۔

فدیہ کا بیان

مسئلہ: جس کو اتنا بڑھاپا ہو گیا کہ روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رہی یا ایسا بیمار ہے کہ اب اچھا ہونے کی اُمید نہیں نہ روزہ رکھنے کی طاقت ہے تو وہ روزہ نہ رکھے اور ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کو صدقۂ فطر کے برابر غلہ دیدے یا صبح و شام پیٹ بھر کے اس کو کھانا دے۔ شرع میں اس کو فدیہ کہتے ہیں اور اگر غلہ کے بدلے میں اسی قدر غلہ کی قیمت دیدے تب بھی درست ہے۔

مسئلہ: وہ گیہوں اگر تھوڑے تھوڑے کر کے کئی مسکینوں کو بانٹ دے تب بھی صحیح ہے۔ مسئلہ: پھر اگر کبھی طاقت آگئی یا بیماری سے اچھا ہو گیا تو سب روزے قضا رکھنے پڑیں گے اور جو فدیہ دیا ہے اس کا ثواب الگ ملے گا۔

مسئلہ: کسی کے ذمّے کئی روزے قضا تھے اور مرتے وقت وصیت کر گیا کہ میرے روزوں کے بدلے فدیہ دے دینا تو اس کے مال میں سے اس کا ولی یہ فدیہ دیدے اور کفن دفن اور قرض ادا کر کے جتنا مال بچے اس کی تہائی میں سے اگر سب فدیہ نکل آئے تو دینا واجب ہو گا۔

مسئلہ: اگر اس نے وصیت نہیں کی مگر ولی نے اپنے مال میں سے فدیہ دے دیا تب بھی خدا سے اُمید رکھے کہ شاید قبول کرلے اور اب روزوں کا مواخذہ نہ کرے گا اور بغیر وصیت کیے خود مُردے کے مال میں سے فدیہ دینا جائز نہیں ہے اسی طرح اگر تہائی مال سے زیادہ ہو جائے تو باوجود وصیت کے بھی زیادہ دینا بدون رضامندی سب وارثوں کے جائز نہیں۔ ہاں اگر سب وارث خوشی سے راضی ہو جائیں تو دونوں صورتوں میں فدیہ دینا درست ہے۔ لیکن نابالغ وارث کی اجازت کا شرع میں کچھ اعتبار نہیں ہے۔ بالغ وارث اپنا حصّہ جُدا کر کے اس میں سے دیدیں تو درست ہے۔

مسئلہ: اگر کسی کی نمازیں قضا ہوگئی ہوں اور وصیت کر کے مرگیا کہ میری نمازوں کے بدلے یہ فدیہ دے دینا اس کا بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ: ہر وقت کی نمازوں کا اتنا ہی فدیہ ہے جتنا ایک روزہ کا فدیہ ہے اس حساب سے دن رات کے پانچ فرض اور ایک وتر چھ نمازوں کی طرف سے ایک چھٹانک کم پونے گیارہ سیر گیہوں اسّی روپیہ کے سیر سے دے مگر احتیاطاً پُورے بارہ سیر دے۔

مسئلہ: کسی کے ذمّے زکوٰۃ باقی ہے ابھی ادا نہیں کی تو وصیت کر جانے سے اس کا بھی ادا کر دینا وارثوں پر واجب ہے۔ اگر وصیت نہیں کی اور وارثوں نے اپنی خوشی سے دے دی تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی۔

مسئلہ: اگر ولی مُردے کی طرف سے قضا روزے رکھ لے یا اس کی طرف سے نمازیں پڑھ لے تو یہ درست نہیں یعنی اس کے ذمّے سے نہ اتریں گی۔

مسئلہ: بے وجہ رمضان کا روزہ چھوڑ دینا درست نہیں اور بڑا گناہ ہے۔ یہ نہ سمجھے کہ اس کے بدلے ایک روزہ قضا رکھ لوں گا کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ رمضان کے ایک روزہ کے بدلے میں اگر سال بھر برابر روزہ رکھتا رہے تب بھی اتنا ثواب نہ ملے گا جتنا کہ رمضان میں ایک روزہ کا ثواب ملتا ہے۔

مسئلہ: اگر کسی نے شامت اعمال سے روزہ نہ رکھا تو اور لوگوں کے

سامنے کچھ نہ کھائے نہ پیئے، نہ یہ ظاہر کرے کہ آج میرا روزہ نہیں ہے۔ اس لئے کہ گناہ کر کے اس کو ظاہر کرنا بھی گناہ ہے۔ اگر سب سے کہہ دے گا تو دہرا گناہ ہوگا ایک تو روزہ نہ رکھنے کا، دوسرا گناہ ظاہر کرنے کا۔

مسئلہ: جب لڑکا یا لڑکی روزہ رکھنے کے لائق ہو جائیں تو ان کو بھی روزہ رکھنے کا حکم کرے اور جب دس برس کی عمر ہو جائے تو مار مار کر روزہ رکھائے۔ اگر سارے روزے نہ رکھ سکے تو جتنے بھی رکھ سکے رکھائے۔

مسئلہ: اگر نابالغ لڑکا لڑکی روزہ رکھ کے توڑ ڈالے تو اس کی قضا نہ رکھائے، البتہ نماز کی نیت کر کے توڑ دے تو اس کو دہرائے۔

اِعتکاف کا بیان

رمضان شریف کی بیسویں تاریخ کے دن چھپنے سے ذرا پہلے سے رمضان کی انتیس یا تیس تاریخ یعنی جس دن عید کا چاند نظر آئے اس تاریخ کے دن سورج چھپنے تک مسجد میں بیٹھنا اس کو اعتکاف کہتے ہیں اس کا بڑا ثواب ہے۔

اِعتکاف کے مسائل

مسئلہ: اعتکاف کے لئے کتنی چیزیں ضروری ہیں (۱) مسجد جماعت میں ٹھہرنا (۲) بہ نیت اعتکاف ٹھہرنا بس بے قصد وارادہ ٹھہر جانے کو اعتکاف نہیں کہتے چونکہ نیت کے صحیح ہونے کے لئے نیت کرنے والے کا مسلمان ہونا اور عاقل ہونا شرط ہے۔ لہٰذا عقل اور اسلام کا شرط ہونا بھی نیت کے ضمن میں آگیا (۳) حیض ونفاس خالی اور پاک ہونا اور جنابت سے پاک ہونا۔

مسئلہ: سب سے افضل وہ اعتکاف ہے جو مسجد حرام یعنی کعبہ مکرمہ میں کیا جائے، اس کے بعد مسجد نبوی کا۔ اس کے بعد بیت المقدس کا اس کے بعد اُس جامع مسجد کا جس میں جماعت کا انتظام ہو، اگر جامع مسجد میں جماعت کا انتظام نہ ہو تو محلہ کی مسجد۔ اس کے بعد وہ مسجد جس میں زیادہ جماعت ہوتی ہو۔

مسئلہ: اعتکاف کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) واجب (۲) سنتِ موکدہ (۳) مستحب۔ (۱) واجب وہ ہے جو نذر کی جائے، نذر خواہ غیر متعلق ہو جیسے کوئی شخص بے کسی شرط کے اعتکاف کی نذر کرے یا معلق جیسے کوئی شخص یہ شرط کرلے کہ اگر میرا فلاں کام ہو جائے گا تو میں اعتکاف کروں گا، اور (۲) سنتِ موکدہ ہے۔ رمضان کے اخیر عشرہ میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے بالالتزام اعتکاف کرنا احادیثِ صحیحہ میں منقول ہے۔ مگر یہ سنتِ مؤکدہ بعض کے کرنے سے سب کے ذمّے سے اتر جائے گی۔ (۳) اور مستحب وہ ہے ماہِ رمضان کے آخیر عشرہ کے سوا اور کسی زمانہ میں خواہ رمضان کا پہلا دوسرا عشرہ ہو یا اور کوئی مہینہ ہو۔

مسئلہ: اعتکاف واجب کے لئے صوم شرط ہے۔ جب کوئی شخص اعتکاف کرے تو اس کو روزہ رکھنا بھی ضروری ہوگا بلکہ اگر یہ بھی نیت کرے کہ میں روزہ رکھوں گا، تب بھی اس کو روزہ رکھنا لازم ہوگا۔ اسی وجہ سے اگر کوئی شخص رات کے اعتکاف کی نیت کرے تو وہ لغو سمجھی جائے گی، کیونکہ رات روزے کا محل نہیں۔ ہاں اگر رات دن دونوں کی نیت کرے یا صرف کئی دنوں کی، تو پھر رات ضمناً داخل ہو جائے گی اور رات کو بھی اعتکاف کرنا ضروری ہوگا۔ روزہ کا خاص اعتکاف کے لئے رکھنا ضروری نہیں خواہ کسی غرض سے روزہ رکھا جائے، اعتکاف کے لئے کافی ہے۔ مثلاً کوئی شخص رمضان میں اعتکاف کی نذر کرے تو رمضان کا روزہ اس اعتکاف کے لئے بھی کافی ہے۔ ہاں اس روزہ کا واجب ہونا ضروری ہے نفل روزہ اس کے لئے کافی نہیں۔ مثلاً کوئی شخص نفل روزہ رکھے اور بعد اس کے اسی دن اعتکاف کی نذر کرے تو صحیح نہیں۔ اگر کوئی شخص پورے رمضان کے اعتکاف کی نذر کرے اور اتفاق سے رمضان میں نہ کر سکے تو کسی اور مہینے میں اس کے بدلے کر لینے سے اس کی نذر پوری ہو جائے گی مگر علی الاتصال روزے رکھنا اور ان میں اعتکاف کرنا ضروری ہوگا۔

مسئلہ: اعتکاف مسنون میں تو روزہ ہوتا ہی ہے اس لئے اس کے واسطے شرط کرنے کی ضرورت نہیں۔ مسئلہ: اعتکاف مستحب میں بھی احتیاط یہ ہے کہ روزہ

شرط ہے اور معتمد یہ ہے کہ شرط نہیں۔

مسئلہ: اعتکاف واجب کم سے کم ایک دن ہو سکتا ہے اور زیادہ جس قدر نیت کرے۔ اور اعتکاف مسنون ایک عشرہ اس لئے کہ اعتکاف مسنون رمضان کے اخیر عشرہ میں ہوتا ہے اور اعتکاف مستحب کے لئے کوئی مقدار مقرر نہیں ہے ایک منٹ بلکہ اس سے بھی کم ہو سکتا ہے۔

مسئلہ: حالت اعتکاف میں دو قسم کے افعال حرام ہیں یعنی ان کے ارتکاب سے اگر اعتکاف واجب یا مسنون ہے تو فاسد ہو جائے گا اور اس کی قضا کرنا پڑے گی اور اگر اعتکاف مستحب ہے تو ختم ہو جائے گا۔

پہلی قسم: اعتکاف کی جگہ سے بے ضرورت باہر نکلنا ضرورت عام ہے۔ خواہ طبعی ہو یا شرعی، جیسے پاخانہ، پیشاب، غسلِ جنابت، کھانا کھانا بھی ضرورت طبعی میں داخل ہے۔ جبکہ کوئی شخص لانے والا نہ ہو۔ شرعی ضرورت جیسے جمعہ کی نماز ہے۔ **مسئلہ:** جس ضرورت کے لئے اپنے اعتکاف کی مسجد سے باہر جائے بعد اس کے فارغ ہونے کے وہاں قیام نہ کرے اور جہاں تک ممکن ہو ایسی جگہ اپنی ضرورت رفع کرے۔

حدیث: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس شخص نے اللہ تعالےٰ کے لئے ایک دن کا بھی اعتکاف کیا تو اللہ تعالےٰ اس کو جہنم سے تین خندقوں کی مقدار دور کر دے گا۔ (طبرانی)

حدیث: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی مسلمان بھائی کی حاجت پوری کر دینا اس میں کوشش کرنا دس سال کے اعتکاف سے بھی زیادہ ثواب کا موجب ہے۔ (طبرانی)

حدیث: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ رمضان کے دس دنوں میں اعتکاف کرنے کا ثواب دو حج اور دو عمرہ کے برابر ہے۔ (بیہقی)

جو اس مسجد سے زیادہ قریب ہو، اگر جمعہ کی نماز کے لئے کسی مسجد میں جائے اور بعد نماز کے وہیں ٹھہر جائے اور وہیں اعتکاف کو پورا کرے،

تب بھی جائز ہے، مگر مکروہ ہے۔ **مسئلہ:** بھولے سے بھی اپنے اعتکاف کی مسجد کو ایک منٹ بلکہ اس سے بھی کم چھوڑ دینا جائز نہیں۔

مسئلہ: جو عذر کثیر الوقوع نہ ہوں ان کے لئے اپنے معتکف کو چھوڑ دینا منافی اعتکاف ہے مثلاً کسی مریض کی عیادت کے لئے یا کسی ڈوبتے ہوئے کو بچانے کے لئے یا آگ بجھانے کے لئے یا مسجد کے گرنے کے خوف سے، ان صورتوں میں معتکف کا نکل جانا گناہ نہیں بلکہ جان بچانے کی غرض سے ضروری ہے مگر اعتکاف قائم نہ رہے گا۔ اگر کسی شرعی یا طبعی ضرورت کے لئے نکلے اور اس درمیان میں خواہ ضرورت رفع ہونے سے پہلے یا اس کے بعد کسی مریض کی عیادت کرے یا نماز جنازہ میں شریک ہو جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔

مسئلہ: جمعہ کی نماز کے لئے وقت پر جائے کہ تحیۃ المسجد اور سنت جمعہ وہاں پڑھ سکے اور بعد نماز کے بھی سنّت پڑھنے کے لئے ٹھہرنا جائز ہے۔ اس مقدار وقت کا اندازہ اس شخص کی رائے پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ اگر اندازہ غلط ہو جائے یعنی کچھ پہلے پہنچ جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص زبردستی معتکف سے باہر نکال دیا جائے تب بھی اُس کا اعتکاف نہ رہے گا۔ مثلاً کسی جرم میں حاکم وقت کی طرف سے وارنٹ جاری ہوا اور سپاہی اس کو گرفتار کر کے لے جائیں یا کسی کا قرض چاہتا ہو، اور وہ اس کو باہر نکالے۔ **مسئلہ:** اسی طرح اگر کسی شرعی یا طبعی ضرورت سے نکلے اور راستہ میں کوئی خواہ روک لے یا بیمار ہو جائے اور معتکف تک پہنچنے میں کچھ دیر ہو جائے تب بھی اعتکاف قائم نہ رہے گا۔

دوسری قسم: ان افعال کی جو اعتکاف میں ناجائز ہیں جماع وغیرہ کرنا خواہ عمداً کیا جائے یا سہواً۔ اعتکاف کا خیال نہ رہنے کے سبب سے مسجد میں کیا جائے یا مسجد سے باہر ہر حال میں اعتکاف باطل ہو جائے گا۔ جو افعال کہ تابع جماع کے ہیں جیسے بوسہ لینا یا معانقہ کرنا وہ بھی حالت اعتکاف میں ناجائز ہیں مگر ان سے اعتکاف باطل نہیں ہوتا تاوقتیکہ منی خارج نہ ہو۔ البتہ صرف خیال اور فکر سے اگر منی خارج ہو تو اعتکاف فاسد نہ ہوگا۔

مسئلہ: حالتِ اعتکاف میں بے ضرورت کسی دنیاوی کام میں مشغول ہونا مکروہ تحریمی ہے۔ مثلاً بے ضرورت خرید و فروخت یا تجارت کا کوئی کام کرنا۔ ہاں جو کام نہایت ضروری ہو مثلاً گھر میں کھانے کو نہ ہو، اور اس کے سوا کوئی دوسرا شخص قابلِ اطمینان خریدنے والا نہ ہو ایسی حالت میں خرید و فروخت کرنا جائز ہے مگر مبیع کا مسجد میں لانا کسی حال میں جائز نہیں ہے۔ بشرطیکہ اس کے مسجد میں لانے سے مسجد خراب ہو جانے یا جگہ رُک جانے کا خوف ہو، ہاں اگر مسجد کے خراب ہو جانے یا جگہ رُک جانے کا خوف نہ ہو تو بعض کے نزدیک جائز ہے۔ **مسئلہ:** حالتِ اعتکاف میں بالکل چُپ بیٹھنا بھی مکروہ تحریمی ہے۔ ہاں بُری باتیں زبان سے نہ نکالے، جھوٹ نہ بولے، غیبت نہ کرے بلکہ قرآن مجید کی تلاوت یا کسی دینی علم کے پڑھنے پڑھانے یا کسی اور عبادت میں اپنے اوقات صرف کرے۔

مسئلہ: اگر کوئی عورت اعتکاف کرے تو اپنے گھر میں جہاں نماز پڑھنے کے لئے جگہ مقرر کر رکھی ہو، اس جگہ پابندی سے جم کر بیٹھے، فقط پیشاب پاخانہ کی مجبوری سے تو وہاں سے اُٹھنا درست ہے۔ اگر کوئی کھانا پانی دینے والا ہو تو کھانے کے لئے بھی نہ اُٹھے۔ ہر وقت اسی جگہ بیٹھی رہے اور وہیں سوئے۔

مسئلہ: اگر عورت کو حالتِ اعتکاف میں حیض یا نفاس آجائے تو اعتکاف چھوڑ دے اس میں درست نہیں۔

مسئلہ: اعتکاف میں مرد سے ہم بستر ہونا لیٹنا چمٹنا بھی درست نہیں۔

کتاب الزکوٰۃ

زکوٰۃ کا بیان

جس کے پاس مال ہو، اور اس کی زکوٰۃ نہ نکالتا ہو وہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک بڑا گنہگار ہے۔ قیامت کے دن اس پر بڑا عذاب ہوگا۔

مسئلہ: جس کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا ہو اور ایک سال تک باقی رہے تو سال گذرنے پر اس کی زکوٰۃ دینا واجب ہے اور اگر اس سے کم ہو تو اس پر زکوٰۃ دینا واجب نہیں۔

مسئلہ: کسی کے پاس آٹھ تولہ سونا چار مہینے یا چھ مہینے تک رہا۔ پھر وہ گم ہو گیا اور دو تین مہینے کے بعد پھر مل گیا تب بھی زکوٰۃ دینا واجب ہے، غرضکہ جب سال کے اوّل و آخر میں مالدار ہو جائے اور سال کے بیچ میں تھوڑے دن کم ہو جانے سے زکوٰۃ معاف نہیں ہوتی۔

مسئلہ: کسی کے پاس آٹھ نو تولہ سونا تھا لیکن سال گذرنے سے پہلے پہلے جاتا رہا۔ پورا سال نہیں گزرنے پایا تو زکوٰۃ واجب نہیں۔

مسئلہ: اگر دو سو روپے پاس ہیں اور ایک سو روپے کا قرضدار ہے تو ایک سو روپے کی زکوٰۃ واجب ہے۔ **مسئلہ:** چاندی کے زیور، برتن اور سچا گوٹہ ٹھپہ سب پر زکوٰۃ واجب ہے۔ چاہے پہنتی رہتی ہو یا بند رکھے ہوں اور کبھی پہنتی ہو۔ غرضکہ چاندی سونے کی ہر چیز پر زکواۃ واجب ہے البتہ اگر اسی مقدار سے کم ہو جو اوپر بیان ہوئی تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔

مسئلہ: سونا چاندی اگر کھرا نہ ہو بلکہ اس میں کچھ میل ہو جیسے مثلاً چاندی میں رانگا ملا ہوا ہے تو دیکھو چاندی زیادہ ہے یا رانگا۔ اگر چاندی زیادہ ہو تو اس کا وہی حکم ہے جو چاندی کا حکم ہے اور اگر رانگا زیادہ ہے تو اس کو چاندی نہ سمجھیں

گے بس جو حکم پیتل، تانبے، لوہے، رانگے وغیرہ اسباب کا آگے آئے گا وہی اس کا بھی حکم ہے۔ **مسئلہ:** کسی کے پاس نہ تو پوری مقدار سونے کی ہے نہ پوری مقدار چاندی کی ہے بلکہ تھوڑا سونا ہے اور تھوڑی چاندی تو اگر دونوں کی قیمت ملا کر اگر ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر ہو جائے یا ساڑھے سات تولہ سونے کی برابر ہو جائے تو زکوٰۃ واجب ہے اور اگر دونوں چیزیں تھوڑی تھوڑی ہیں کہ دونوں کی قیمت نہ اتنی چاندی کے برابر ہے نہ اتنے سونے کے برابر تو زکوٰۃ واجب نہیں، اور اگر سونے اور چاندی دونوں کی پوری پوری مقدار ہے تو قیمت لگانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ **مسئلہ:** کسی کے پاس سو روپے ضرورت سے زائد رکھے تھے پھر سال پورا ہونے سے پہلے پہلے پچاس روپے اور مل گئے تو ان پچاس روپے کا حساب الگ نہ کریں گے بلکہ اسی سو روپے کے ساتھ اس کو ملا دیں گے۔ اور جب ان سو روپے کا سال پورا ہوگا تو پورے ڈیڑھ سو کی زکوٰۃ واجب ہوگی اور ایسا سمجھیں گے کہ پورے ڈیڑھ سو پر سال گذر گیا۔

مسئلہ: کسی کے پاس سو تولے چاندی رکھی تھی پھر سال گزرنے سے پہلے دو چار تولے سونا آگیا نو دس تولہ سونا مل گیا تب بھی اس کا حساب الگ نہ ہوگا بلکہ اس چاندی کے ساتھ ملا کر اس کی زکوٰۃ کا حساب ہوگا بس جب اس چاندی کا سال پورا ہو جائے گا تو اس سب مال پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔

مسئلہ: سونے چاندی کے سوا اور چیزیں جتنی ہیں جیسے لوہا تانبہ پیتل، گلٹ، رانگا وغیرہ ان چیزوں کے بنے ہوئے برتن وغیرہ اور کپڑے، جوتے اور اس کے سوا جو کچھ اسباب ہو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر اس کو بیچتا اور سوداگری کرتا ہے تو دیکھو وہ اسباب کتنا ہے۔ اگر اتنا ہے کہ اس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولے سونے کے برابر ہے تو جب سال گذر جائے تو اس سوداگری کے اسباب میں زکوٰۃ واجب ہے اور اگر اتنا نہ ہو تو اس میں زکوٰۃ واجب نہیں اور اگر وہ مال سوداگری کے لئے نہیں ہے تو اس میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے چاہے جتنا مال ہو اگر ہزاروں روپیہ کا مال ہو تب بھی زکوٰۃ واجب نہیں۔

مسئلہ: گھر کا اسباب جیسے پتیلی، دیگچہ، بڑی دیگ، سینی، لگن اور کھانے پینے کے برتن اور رہنے سہنے کا مکان اور پہننے کے کپڑے سچے موتیوں کے ہار وغیرہ ان چیزوں میں زکوٰۃ واجب نہیں۔ خلاصہ یہ کہ سونے چاندی کے سوا، اور جتنا مال اسباب ہو، اگر وہ سوداگری کا اسباب ہے تو زکوٰۃ واجب ہے نہیں تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں۔

مسئلہ: کسی کے پاس دس یا پانچ گھر ہیں ان کو کرایہ پر چلاتا ہے تو ان مکانوں پر بھی زکوٰۃ واجب نہیں چاہے جتنی قیمت کے ہوں۔ ایسے ہی اگر کسی نے دو چار سو روپے کے برتن خرید لئے اور ان کو کرایہ پر چلاتا رہتا ہے تو اس پر بھی زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔ مسئلہ: عورت کے پہننے کے دھرائی جوڑے جتنے قیمتی ہوں اس میں زکوٰۃ واجب نہیں لیکن اگر ان میں سچا کام ہے اور اتنا کام ہے کہ اگر چاندی چھڑائی جائے تو ساڑھے باون تولہ یا اس سے زیادہ نکلے گی تو اس چاندی پر زکوٰۃ واجب ہے اور اگر اتنا نہ ہو تو زکوٰۃ واجب نہیں۔

مسئلہ: کسی کے پاس کچھ چاندی سونا ہے اور کچھ سوداگری کا مال ہے تو سب کو ملا کر دیکھو اگر اس کی قیمت ساڑھے باون تولے چاندی یا ساڑھے سات تولے سونے کے برابر ہو جائے تو زکوٰۃ واجب ہے اور اگر اتنا نہ ہو تو واجب نہیں۔

مسئلہ: سوداگری کا مال وہ کہلائے گا جس کو اسی ارادے سے مول لیا ہو کہ اس کی سوداگری کریں گے۔ اگر کسی نے اپنے گھر خرچ کے لئے یا شادی وغیرہ کے خرچ کے لئے چاول مول لئے پھر ارادہ ہو گیا کہ لاؤ اس کی سوداگری کر لیں تو یہ مال سوداگری کا نہیں ہے اور اس پر زکوٰۃ بھی واجب نہیں ہے۔

مسئلہ: اگر کسی پر تمہارا قرض آتا ہے تو اس قرض پر بھی زکوٰۃ واجب ہے، لیکن قرض کی تین قسمیں ہیں ایک یہ کہ نقد روپیہ یا سونا، چاندی کسی کو قرض دیا یا سوداگری کا اسباب بیچا اس کی قیمت باقی ہے اور ایک سال کے بعد یا دو تین برس کے بعد وصول ہوا تو اگر اتنی مقدار ہو، جتنی پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو ان سب برسوں کی زکوٰۃ دینا واجب ہے اور اگر یکمشت نہ وصول ہو تو

جب اس میں سے گیارہ روپے ملیں تب اتنے کی زکوٰۃ واجب ہے اور اگر اس سے کم ملیں تو واجب نہیں پھر جب گیارہ روپے اور ملیں تو اس کی زکوٰۃ دے اسی طرح دیتا رہے اور جب دے تو سب برسوں کی دے اور اگر قرضہ اس سے کم ہو تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ البتہ اگر اس کے پاس کچھ اور مال بھی ہو اور دونوں کو ملا کر مقدار پوری ہو جائے تو زکوٰۃ واجب ہوگی۔

مسئلہ: اور اگر نقد نہیں دیا اور نہ سوداگری کا مال بیچا ہے بلکہ کوئی اور چیز بیچی تھی جو سوداگری کی نہ تھی جیسے پہننے کے کپڑے بیچ ڈالے یا گھر کا اسباب بیچ دیا اس کی قیمت باقی ہے اور اتنی ہے جتنی میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے پھر وہ کئی برس بعد وصول ہو تو سب برسوں کی زکوٰۃ دینا واجب ہے اور اگر سب ایک دفعہ کر کے نہ وصول ہو بلکہ تھوڑا تھوڑا کر کے ملے تو جب تک چون روپے بارہ آنے مل جائیں تو سب برسوں کی زکوٰۃ دینا واجب ہے۔

مسئلہ: تیسری قسم یہ ہے کہ شوہر کے ذمہ مہر ہے وہ کئی برسوں کے بعد ملا تو اس کی زکوٰۃ کا حساب ملنے کے دن سے ہے پچھلے برسوں کی زکوٰۃ واجب نہیں بلکہ اب اگر اس کے پاس رکھا ہے اور اس پر سال گذر جائے تو زکوٰۃ واجب ہوگی نہیں تو نہیں۔ **مسئلہ:** اگر کوئی مالدار آدمی جس پر زکوٰۃ واجب ہے سال گزرنے سے پہلے ہی زکوٰۃ دیدے اور سال کے پورا ہونے کا انتظار نہ کرے تو یہ بھی جائز ہے اور زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے۔

مسئلہ: کسی کے مال پر پورا سال گذر گیا لیکن ابھی زکوٰۃ نہیں نکالی تھی کہ مال چوری ہو گیا یا اور کسی طرح جاتا رہا، تو زکوٰۃ بھی معاف ہو گئی، اگر خود اپنا مال کسی کو دے دیا یا اور کسی طرح اپنے اختیار سے ہلاک کر ڈالا تو جتنی زکوٰۃ واجب ہوئی تھی وہ معاف نہیں ہوئی بلکہ دینا پڑے گی۔

مسئلہ: سال پورا ہونے کے بعد کسی نے اپنا سارا مال خیرات کر دیا تب بھی زکوٰۃ معاف ہو گئی۔ **مسئلہ:** کسی کے پاس دو سو روپے تھے ایک سال کے بعد اس میں سے ایک سو روپے چوری ہو گئے یا ایک سو روپے خیرات

کردیئے تو ایک سو کی زکوٰۃ معاف ہوگئی فقط ایک سو کی زکوٰۃ دینا پڑے گی۔

زکوٰۃ ادا کرنے کا بیان

مسئلہ: جب مال پر پورا سال گذر جائے تو فوراً زکوٰۃ ادا کردے نیک کام میں دیر لگانا اچھا نہیں کہ شاید اچانک موت آجائے اور یہ مواخذہ اپنی گردن پر رہ جائے۔ اگر سال گزرنے پر زکوٰۃ ادا نہیں کی یہاں تک کہ دوسرا سال بھی گذر گیا تو گنہگار ہوا، اب بھی توبہ کرکے دونوں سال کی زکوٰۃ دیدے، غرضکہ عمر بھر میں کبھی نہ کبھی ضرور دیدے باقی نہ رکھے۔

مسئلہ: جتنا مال ہے اس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دینا واجب ہے یعنی سو روپے پر ڈھائی روپے۔ **مسئلہ:** ایک ہی فقیر کو اتنا مال دیدینا جتنے مال کے ہونے سے زکوٰۃ واجب ہوتی ہے مکروہ ہے لیکن اگر دے دیا تو زکوٰۃ ادا ہوگئی، اور اس سے کم دینا جائز ہے مکروہ بھی نہیں۔

مسئلہ: کوئی قرض مانگنے آیا اور یہ معلوم ہے کہ وہ اتنا تنگدست اور مفلس ہے کہ کبھی ادا نہ کرسکے گا یا ایسا نادہند ہے کہ قرض لے کر کبھی ادا نہیں کرتا۔ اس کو قرض کے نام سے زکوٰۃ کا روپیہ دے دیا اور اپنے دل میں سوچ لیا کہ میں زکوٰۃ دیتا ہوں تو زکوٰۃ ادا ہوگئی۔ اگرچہ وہ اپنے دل میں یہی سمجھے کہ مجھے قرض دیا ہے۔ **مسئلہ:** کسی غریب آدمی پر تمہارے دس روپے قرض ہیں اور تمہارے مال کی زکوٰۃ بھی دس روپے یا اس سے زیادہ ہے۔ اس کو اپنا قرضہ زکوٰۃ کی نیت سے معاف کردیا تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی البتہ اس کو دس روپے زکوٰۃ کی نیت سے دے دے۔ تو زکوٰۃ ادا ہوگئی اب یہی روپے اپنے قرض میں اس سے لے لینا درست ہیں۔ **مسئلہ:** زکوٰۃ کا روپیہ خود نہیں دیا بلکہ کسی اور کو دیدیا کہ تم زکوٰۃ دے دینا یہ بھی جائز ہے، اب وہ شخص اگر دیتے وقت زکوٰۃ کی نیت بھی نہ کرے تب بھی زکوٰۃ ادا ہوجائے گی۔

مسئلہ: اگر تم نے کسی سے یہ کہدیا کہ تم ہماری طرف سے زکوٰۃ دے

دینا اس لئے اس نے تمہاری طرف سے زکوٰۃ دے دی تو زکوٰۃ ادا ہو گئی اور جتنا اس نے تمہاری طرف سے دیا ہے تم سے لے لے۔

پیداوار کی زکوٰۃ کا بیان

مسئلہ: کوئی شہر کافروں کے قبضہ میں تھا وہی لوگ وہاں رہتے سہتے تھے پھر مسلمانوں نے لڑ کر وہ شہر ان سے چھین لیا اور وہاں دین اسلام پھیلا دیا اور مسلمان بادشاہ نے کافروں سے لے کر شہر کی ساری زمین ان مسلمانوں کو بانٹ دی، ایسی زمین کو شرع میں عشری کہتے ہیں اور عرب کے ملک کی بھی ساری زمین عشری ہے۔ **مسئلہ:** اگر کسی کے باپ دادا سے یہی عشری زمین برابر چلی آ رہی ہو یا کسی ایسے مسلمان سے خریدی جس کے پاس اسی طرح چلی آتی ہو تو ایسی زمین میں جو کچھ پیدا ہو، اس میں بھی زکوٰۃ واجب ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ اگر کھیت سینچنا نہ پڑے فقط بارش کے پانی سے پیداوار ہو گئی یا ندی اور دریا کے کنارے پر ترائی میں کوئی چیز بو ئی گئی اور بے سینچے پیدا ہو گئی تو ایسے کھیت میں جتنا پیدا ہوا ہے اُس کا دسواں حصّہ خیرات کر دینا واجب ہے یعنی دس من میں ایک من، اور اگر کھیت کو پُر (یعنی چرس یا رہٹ) چلا کر یا اور کسی طریقہ سے سینچا ہے تو پیداوار کا بیسواں حصّہ خیرات کر دے یعنی بیس من میں ایک من اور یہی حکم ہے باغ کا۔ ایسی زمین میں اگرچہ کتنی ہی تھوڑی چیز پیدا ہوئی ہو۔ بہر حال یہ صدقہ خیرات کرنا واجب ہے کم اور زیادہ ہونے میں کوئی فرق نہیں ہے۔

مسئلہ: اناج، ساگ، ترکاری، میوہ، پھل، پھول وغیرہ جو کچھ پیدا ہو سب کا یہی حکم ہے۔ **مسئلہ:** عشری زمین یا پہاڑ یا جنگل سے اگر شہد نکالا جائے تو اس میں بھی صدقہ واجب ہے۔ **مسئلہ:** اگر عشری زمین کوئی کافر خرید لے تو وہ عشری نہیں رہتی۔ پھر اس سے مسلمان بھی خرید لے یا اور طور پر اس کو مل جائے تب بھی وہ عشری نہ ہو گی۔

مسئلہ: یہ دسواں یا بیسواں حصّہ پیداوار والے کے ذمہ ہے سو اگر کھیت

بٹائی پر ہو تو زمیندار اور کسان دونوں اپنے اپنے حصہ کا دیں۔

جن لوگوں کو زکوٰۃ دینا جائز ہے اُن کا بیان

مسئلہ: جس کے پاس ساڑھے باون تولے چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا یا اتنی ہی قیمت کا سوداگری کا اسباب ہو، اس کو شریعت میں مالدار کہتے ہیں۔ ایسے شخص کو زکوٰۃ کا پیسہ لینا اور کھانا بھی حلال نہیں۔ اسی طرح جس کے پاس اتنی ہی قیمت کا کوئی مال ہو جو سوداگری کا تو نہیں لیکن ضرورت سے زائد ہے تو وہ بھی مالدار ہے ایسے شخص کو بھی زکوٰۃ کا پیسہ لینا اور کھانا حلال نہیں ہے۔

مسئلہ: اور جس کے پاس اتنا مال نہیں بلکہ تھوڑا مال ہے، یا کچھ بھی نہیں یعنی ایک دن کے گذارہ کے موافق بھی نہیں، اس کو غریب کہتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے اور ان لوگوں کو لینا بھی درست ہے۔

مسئلہ: بڑی بڑی دیگیں اور بڑے بڑے فرش فروش اور شامیانے جن کی برسوں میں ایک آدھ دفعہ کہیں شادی بیاہ میں ضرورت پڑتی ہے اور روزمرہ ان کی ضرورت نہیں ہوتی وہ ضروری اسباب میں داخل نہیں۔

مسئلہ: رہنے کا گھر اور پہننے کے کپڑے اور کام کاج کے لئے نوکر چاکر اور گھر کا سامان جو اکثر کام میں رہتا ہے۔ یہ سب ضروری اسباب میں داخل ہیں ان کے ہونے سے مالدار نہیں ہو گا۔ چاہے جتنی قیمت کا ہو، اس لئے اس کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے۔ اسی طرح پڑھے لکھے آدمی کے پاس اس کی سمجھ اور برتاؤ کی کتابیں بھی ضروری اسباب میں داخل ہیں۔

مسئلہ: کسی کے دس پانچ مکان ہیں جن کو کرایہ پر چلاتا ہے اور اس کی آمدنی سے گذر کرتا ہے یا ایک آدھ گاؤں ہے جس کی آمدنی آتی ہے لیکن بال بچے اور گھر میں کھانے پینے والے لوگ اتنے زیادہ ہیں کہ اچھی طرح بسر نہیں ہو سکتی اور تنگی رہتی ہے، اور اس کے پاس کوئی ایسا مال بھی نہیں ہے جس میں زکوٰۃ واجب ہو تو ایسے شخص کو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے۔

مسئلہ: کسی کے پاس ہزار روپے نقد موجود ہیں لیکن وہ پورے ہزار روپے یا اس سے بھی زائد کا قرضدار ہے تو اس کو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے اور اگر قرضہ ہزار روپے سے کم ہو تو دیکھو قرضہ دے کر کتنے روپے بچتے ہیں اگر اتنے بچیں جتنے میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو اس کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست نہیں۔ اور اگر اس سے کم بچیں تو دینا درست ہے۔

مسئلہ: ایک شخص اپنے گھر کا بڑا مالدار ہے لیکن کہیں سفر میں ایسا اتفاق ہوا کہ اس کے پاس کچھ خرچ نہیں رہا، سارا مال چوری ہو گیا یا اور کوئی وجہ ایسی ہوئی کہ اب گھر تک پہنچنے کا بھی خرچ نہیں ہے، ایسے شخص کو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے۔ ایسے ہی اگر حاجی کے پاس راستہ میں روپیہ ختم ہو گیا اور اس کے گھر میں بہت مال و دولت ہے اس کو بھی زکوٰۃ دینا درست ہے۔

مسئلہ: زکوٰۃ کا پیسہ کسی کافر کو دینا درست نہیں، مسلمان ہی کو دے اور زکوٰۃ، عشرہ، صدقہ فطر، نذر اور کفارہ کے سوا اور خیر خیرات کافر کو بھی دینا درست ہے۔ **مسئلہ:** زکوٰۃ کے پیسے سے مسجد بنوانا یا کسی لاوارث مردہ کا گور و کفن کر دینا یا مُردہ کی طرف سے اس کا قرضہ ادا کر دینا یا کسی اور نیک کام میں لگا دینا درست نہیں، جب تک کسی مستحق کو نہ دیا جائے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔

مسئلہ: اپنی زکوٰۃ کا پیسہ اپنے ماں باپ، دادا، دادی، نانا، نانی، پردادا وغیرہ جن لوگوں سے یہ پیدا ہوا ہے اُن کو دینا درست نہیں ہے۔ اسی طرح اپنی اولاد، پوتے، پڑپوتے، نواسے وغیرہ جو لوگ اس کی اولاد میں داخل ہیں اُن کو بھی درست نہیں، ایسے ہی بیوی اپنے میاں کو اور میاں اپنی بیوی کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔ **مسئلہ:** ان رشتہ داروں کے سوا سب کو زکوٰۃ دینا درست ہے جیسے بھائی بہن، بھتیجی، بھانجی، چچا، پھوپی، خالہ، ماموں، سوتیلی ماں، سوتیلا باپ، دادا، ساس، خسر وغیرہ سب کو دینا درست ہے۔

مسئلہ: اگر نابالغ لڑکے کا باپ مالدار ہو تو اس کو زکوٰۃ دینا درست نہیں اور اگر لڑکا، لڑکی بالغ ہو گئے اور خود وہ مالدار نہیں لیکن ان کا باپ

مالدار ہے تو ان کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے۔

مسئلہ: اگر چھوٹے بچے کا باپ مالدار نہیں لیکن ماں مالدار ہے تو اس بچے کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے۔

مسئلہ: سیدوں کو اور علویوں کو اسی طرح جو حضرت عباسؓ، یا حضرت جعفرؓ یا حضرت عقیلؓ یا حضرت حارث بن عبدالمطلبؓ کی اولاد میں ہوں ان کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست نہیں، جیسے نذر، کفارہ، عشرہ صدقۂ فطر اور اس کے سوا اور کسی صدقہ، خیرات کا دینا درست ہے۔

مسئلہ: گھر کے نوکر چاکر خدمت گار، ماما، دائی کھلائی وغیرہ کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے لیکن اُن کی تنخواہ میں حساب نہ کرے بلکہ تنخواہ سے زائد بطور انعام واکرام کے دیدے اور دل میں زکوٰۃ دینے کی نیت رکھے، تو درست ہے۔

مسئلہ: کسی عورت نے جس لڑکے کو دودھ پلایا ہے اس کو اور جس عورت نے بچپن میں تم کو دودھ پلایا ہے اس کو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے۔

مسئلہ: ایک عورت کا مہر ہزار روپیہ ہے، لیکن اس عورت کا شوہر بہت غریب ہے کہ ادا نہیں کرسکتا، تو ایسی عورت کو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے، اور اگر اس کا شوہر امیر ہے لیکن مہر دیتا نہیں، یا اس نے اپنا مہر معاف کردیا تو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے، اور اگر یہ امید ہے کہ جب مانگے تو وہ ادا کردے گا، کچھ تامل نہ کرے گا، تو ایسی عورت کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست نہیں۔

مسئلہ: ایک شخص کو مستحق سمجھ کر زکوٰۃ دیدی پھر معلوم ہوا مالدار ہے یا سید ہے، یا اندھیری رات میں کسی کو دیدی پھر معلوم ہوا کہ وہ تو میرا ایسا رشتہ دار ہے جس کو زکوٰۃ دینا درست نہیں تو ان سب صورتوں میں زکوٰۃ ادا ہوگئی دوبارہ ادا کرنا واجب نہیں لیکن اگر لینے والے کو معلوم ہوجائے کہ یہ زکوٰۃ کا پیسہ ہے اور میں زکوٰۃ لینے کا مستحق نہیں ہوں تو نہ لے اور پھیر دے اور اگر دینے کے بعد معلوم ہو کہ جس کو دیا ہے وہ کافر ہے تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی پھر ادا کرے۔

مسئلہ: اگر کسی پر شبہ ہو کہ معلوم نہیں مالدار ہے یا محتاج ہے تو جب

تک تحقیق نہ ہو جائے اس کو زکوٰۃ نہ دے اگر بے تحقیق کیے دی تو دیکھے دل زیادہ کدھر جاتا ہے۔ اگر دل یہ گواہی دیتا ہے کہ وہ فقیر ہے تو زکوٰۃ ادا ہو گئی اور اگر دل یہ کہے کہ وہ مالدار ہے تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی پھر سے دے لیکن اگر دینے کے بعد معلوم ہو جائے کہ وہ غریب ہی ہے تو پھر سے نہ دے زکوٰۃ ادا ہو گئی۔

مسئلہ: زکوٰۃ کے دینے میں اور زکوٰۃ کے سوا اور صدقہ خیرات میں سب سے زیادہ اپنے رشتے ناطے کے لوگوں کا خیال رکھو کہ پہلے اُن ہی لوگوں کو دو لیکن ان سے یہ نہ بتاؤ کہ یہ صدقہ اور خیرات کی چیز ہے تاکہ وہ بُرا نہ مانیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ قرابت والوں کو خیرات دینے سے دوہرا ثواب ملتا ہے، ایک تو خیرات کا، دوسرے اپنے عزیزوں کے ساتھ سلوک و احسان کرنے کا، پھر جو کچھ اُن سے بچے وہ اور لوگوں کو دو۔

مسئلہ: ایک شہر کی زکوٰۃ دوسرے شہر میں بھیجنا مکروہ ہے ہاں اگر دوسرے شہر میں اس کے رشتہ دار رہتے ہیں ان کو بھیج دیا یا یہاں والوں کے اعتبار سے وہاں کے لوگ زیادہ محتاج ہیں یا وہ لوگ دین کے کام میں لگے ہیں ان کو بھیج دیا تو مکروہ نہیں کہ طالب علموں اور دیندار عالموں کو دینا بڑا ثواب ہے۔

جانوروں کی زکوٰۃ کا بیان

مسئلہ: سال گذرنا سب میں شرط ہے۔

مسئلہ: ایک قسم جانوروں کی جن میں زکوٰۃ فرض ہے سائمہ ہے اور سائمہ وہ جانور ہیں جن میں یہ باتیں پائی جاتی ہیں (۱)، سال کے اکثر حصے میں اپنے منہ سے چر کر اکتفا کرتے ہیں اور گھر میں ان کو کھڑے کر کے نہ کھلایا جاتا ہو۔ اگر نصف سال اپنے منہ سے چر کے رہتے ہوں اور نصف سال ان کو گھر میں کھڑے ہو کر کھلایا جاتا ہو تو پھر وہ سائمہ نہیں ہیں۔ اسی طرح اگر گھاس ان کے لئے گھر میں منگائی جاتی ہو، خواہ باقیمت یا بے قیمت تو پھر وہ سائمہ نہیں ہیں۔

(۲)، دودھ کی غرض سے یا نسل کے زیادہ ہونے کے لئے یا فربہ کرنے کے لئے رکھے گئے ہوں، اگر دودھ اور نسل اور فربہی کی غرض سے نہ رکھے گئے ہوں بلکہ گوشت کھانے یا سواری کے لئے تو پھر سائمہ نہ کہلائیں گے۔

سائمہ جانوروں کی زکوٰۃ کا بیان

مسئلہ: سائمہ جانوروں کی زکوٰۃ میں یہ شرط ہے کہ وہ اونٹ اونٹنی یا گائے، بیل، بھینس، بھینسا، بکری، بکرا، بھیڑ، دنبہ ہو۔

جنگلی جانوروں جیسے ہرن وغیرہ پر زکوٰۃ فرض نہیں۔ ہاں اگر تجارت کی نیت سے خرید کر رکھے جائیں تو ان پر تجارت کی زکوٰۃ فرض ہوگی۔

جو جانور کسی دیسی اور جنگلی جانور سے مل کر پیدا ہو تو اگر اُن کی ماں دیسی ہے تو وہ بھی دیسی سمجھے جائیں گے۔

مثال: بکری اور ہرن سے کوئی جانور پیدا ہوا تو وہ بکری کے حکم میں ہے اور نیل گاؤ اور گائے سے کوئی جانور پیدا ہوا تو وہ گائے کے حکم میں ہے۔

مسئلہ: جانوروں کے بچوں میں اگر وہ تنہا ہوں تو زکوٰۃ فرض نہیں، ہاں اگر اُن کے ساتھ بڑا جانور بھی ہو تو پھر اُن پر بھی زکوٰۃ فرض ہو جائے گی اور زکوٰۃ میں وہی بڑا جانور دیا جائے گا، اور سال پورا ہونے کے بعد اگر وہ بڑا جانور مرجائے تو زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی۔ مسئلہ: وقف کے جانوروں پر زکوٰۃ فرض نہیں۔

مسئلہ: گھوڑوں پر جب وہ سائمہ ہوں اور نر و مادہ مخلوط ہوں تو زکوٰۃ ہے یا تو فی گھوڑا ایک دینار یعنی پونے تین روپے دیدے اور یا سب کی قیمت لگا کر اس قیمت کا چالیسواں حصّہ دیدے۔ مسئلہ: گدھے اور خچر پر جبکہ وہ تجارت کے لئے نہ ہوں زکوٰۃ فرض نہیں۔

اُونٹ کا نصاب

یاد رکھو کہ پانچ اُونٹ میں زکوٰۃ فرض ہے۔ اس سے کم میں نہیں، پانچ

اُونٹ میں ایک بکری، اور دس میں دو، اور پندرہ میں تین اور بیس میں چار بکری دینا فرض ہے، خواہ وہ نر ہو یا مادہ، مگر ایک سال سے کم نہ ہو۔

مسئلہ: اُونٹ کی زکوٰۃ میں اگر اُونٹ دیا جائے تو مادہ ہونا چاہیئے البتہ اگر نر قیمت میں مادہ کے برابر ہو تو درست ہے۔

گائے اور بھینس کا نصاب

گائے اور بھینس دونوں ایک قسم میں ہیں، دونوں کا نصاب بھی ایک ہے اگر دونوں کے ملانے سے نصاب پورا ہوتا ہو تو دونوں کو ملالیں گے، مثلاً بیس ۲۰ گائے ہوں اور دس بھینسیں تو دونوں کو ملا کر تیس کا نصاب پورا کرلیں گے مگر زکوٰۃ میں وہی جانور دیا جائے گا جس کی تعداد زیادہ ہو اگر گائیں زیادہ ہوں تو زکوٰۃ میں گائے دی جائے گی، اور اگر بھینس زیادہ ہیں تو زکوٰۃ میں بھینس دی جائے گی، اور جو دونوں برابر ہوں تو قسم اعلیٰ میں جو جانور کم قیمت کا ہو یا قسم ادنیٰ میں جو جانور زیادہ قیمت کا ہو دیا جائے گا پس تیس گائے بھینس میں گائے یا بھینس کا ایک بچہ جو پورے ایک برس کا ہو نر ہو یا مادہ تیس سے کم میں کچھ نہیں، چالیس گائے یا بھینس میں پورے دو برس کا بچہ نر یا مادہ۔ جب ساٹھ ہو جائیں تو ایک ایک برس کے دو بچے دیئے جائیں گے، پھر جب ساٹھ سے زیادہ ہو جائیں تو ہر تیس میں ایک برس کا بچہ اور ہر چالیس میں دو برس کا بچہ

بکری بھیڑ کا نصاب

زکوٰۃ کے بارے میں بکری، بھیڑ سب یکساں ہیں، خواہ بھیڑ دُمدار ہو جس کو دنبہ کہتے ہیں یا معمولی ہو، اگر دونوں کا نصاب، الگ الگ پورا ہو تو دونوں کی زکوٰۃ ساتھ دی جائے گی، اور مجموعہ ایک نصاب ہوگا، اور اگر ہر ایک نصاب کا پورا نہ ہو مگر دونوں کے ملانے سے نصاب پورا ہو جاتا ہے تو بھی دونوں کو ملالیں گے اور جو زیادہ ہوگا تو زکوٰۃ میں وہی دیا جائے گا، اور دونوں برابر ہوں تو اختیار

ہے، چالیس بکری یا بھیڑ سے کم میں کچھ نہیں، چالیس بکری یا بھیڑ میں ایک بکری یا بھیڑ، پھر ایکسو اکیس میں دو بھیڑ یا بکریاں، پھر دو سو ایک میں تین بھیڑ یا بکریاں، پھر دو سو ایک میں تین بھیڑ یا بکریاں، پھر چار سو میں چار بھیڑیں یا بکریاں پھر چار سو سے زیادہ میں ہر سو میں ایک بکری کے حساب سے زکوٰۃ دینی ہو گی۔

مسئلہ: بھیڑ بکری کی زکوٰۃ میں نر مادہ کی قید نہیں۔ ہاں ایک سال سے کم کا بچہ نہ ہونا چاہیئے۔ خواہ بھیڑ ہو یا بکری۔

زکوٰۃ کے متفرق مسائل

مسئلہ: اگر کوئی شخص حرام مال کو حلال کے ساتھ ملا دے تو سب کی زکوٰۃ اس کو دینا ہو گی۔ **مسئلہ:** اگر کوئی شخص زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد مر جائے تو اس کے مال کی زکوٰۃ نہ لی جائے گی۔ ہاں اگر وہ وصیت کر گیا ہو تو اس کا تہائی مال زکوٰۃ میں لے لیا جائے گا گو یہ تہائی پوری زکوٰۃ کو کفایت نہ کرے اور اس کے وارث تہائی سے زیادہ دینے پر راضی ہوں تو جس قدر وہ اپنی خوشی سے دے دیں لے لیا جائے گا۔

مسئلہ: اگر ایک سال کے بعد قرض خواہ اپنا قرض مقروض کو معاف کر دے تو قرض خواہ کو زکوٰۃ اس ایک سال کی نہ دینا پڑے گی۔

مسئلہ: فرض و واجب صدقات کے علاوہ صدقہ دینا اسی وقت میں مستحب ہے جبکہ مال اپنی ضرورتوں اور اپنے اہل و عیال کی ضرورتوں سے زیادہ ہو ورنہ مکروہ ہے، اسی طرح اپنے کل مال کا صدقہ میں دینا بھی مکروہ ہے ہاں اگر وہ اپنے نفس میں توکل اور صبر کی صفت بہ یقین جانتا ہو اور اہل و عیال کو بھی تکلیف کا احتمال نہ ہو تو پھر مکروہ نہیں بلکہ بہتر ہے۔

صدقۂ فطر کا بیان

مسئلہ: جو مسلمان اتنا مالدار ہو کہ اس پر زکوٰۃ واجب ہو یا اس

پر زکوٰۃ واجب نہیں لیکن ضروری اسباب سے زائد اتنی قیمت کا مال واسباب ہے جتنی قیمت پر زکوٰۃ واجب ہو تو اس پر عید کے دن صدقہ دینا واجب ہے۔ چاہے وہ سوداگری کا مال ہو یا سوداگری کا نہ ہو، اور چاہے سال پورا گذر چکا ہو یا نہ گذرا ہو، اور اس صدقہ کو شرع میں صدقۂ فطر کہتے ہیں۔

مسئلہ: کسی کے دو گھر ہیں۔ ایک میں خود رہتا ہے اور ایک خالی پڑا ہے یا کرایہ پر دیدیا ہے تو یہ دوسرا مکان ضرورت سے زائد ہے۔ اگر اس کی قیمت اتنی ہو جتنی پر کہ زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو اس پر صدقۂ فطر واجب ہے اور ایسے کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا بھی جائز نہیں، البتہ اگر اسی پر اس کا گذارہ ہو تو یہ مکان بھی ضروری اسباب میں داخل ہو جائے گا اور اس پر صدقۂ فطر واجب نہ ہوگا۔ اور زکوٰۃ کا پیسہ لینا اور دینا بھی درست ہوگا۔ خلاصہ یہ ہوا کہ جس کو زکوٰۃ اور صدقہ کا پیسہ لینا درست ہے، اس پر صدقۂ فطر واجب نہیں اور جس کو صدقہ اور زکوٰۃ کا لینا درست نہیں، اس پر صدقۂ فطر واجب ہے۔

مسئلہ: کسی کے پاس ضروری اسباب سے زائد مال واسباب ہے لیکن وہ قرضدار بھی ہے تو قرضہ مجرا کر کے دیکھو کیا بچتا ہے اگر اتنی قیمت کا اسباب بچ رہے جتنے میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو صدقۂ فطر واجب ہے اور اگر اس سے کم بچے تو واجب نہیں۔ مسئلہ: عید کے دن جس وقت فجر کا وقت آتا ہے اسی وقت یہ صدقہ واجب ہوتا ہے تو اگر کوئی فجر کا وقت آنے سے پہلے ہی مر گیا اس پر صدقۂ فطر واجب نہیں۔ اس کے مال میں سے نہ دیا جائے گا۔

مسئلہ: بہتر یہ ہے کہ نماز کے لئے عید گاہ میں جانے سے پہلے ہی صدقہ دیدے، اگر پہلے نہ دیا تو خیر بعد میں سہی۔ مسئلہ: کسی نے صدقۂ فطر عید کے دن سے پہلے ہی رمضان میں دیدیا تب بھی ادا ہو گیا، اب دوبارہ دینا واجب نہیں۔

مسئلہ: اگر کسی نے صدقۂ فطر نہ دیا تو معاف نہ ہوا۔ اب کسی دن دے دینا چاہیئے۔ مسئلہ: صدقۂ فطر اپنی طرف سے واجب ہے اور نابالغ اولاد کی طرف سے بھی دینا واجب ہے۔ بالغ اولاد کی طرف سے دینا واجب نہیں

البتہ اگر کوئی لڑکا مجنون ہو تو اس کی طرف سے بھی دے۔

مسئلہ: جس نے کسی وجہ سے رمضان کے روزے نہیں رکھے اس پر بھی یہ صدقہ واجب ہے، اور جس نے روزے رکھے اس پر بھی واجب ہے۔

مسئلہ: صدقۂ فطر میں اگر گیہوں یا گیہوں کا آٹا یا گیہوں کا ستو دے۔ تو اسّی روپے کے سیر یعنی انگریزی تول سے آدھی چھٹانک اوپر پونے دو سیر بلکہ احتیاط کے لئے پورے دو سیر یا کچھ اور زیادہ دے دینا چاہیئے۔ کیونکہ زیادہ ہونے میں کچھ حرج نہیں ہے بلکہ بہتر ہے۔ اور جَو یا جَو کا آٹا دے تو اس کا دونا دینا چاہیئے۔ مسئلہ: اگر گیہوں اور جَو کے سوا کوئی اور اناج دیا جیسے چنا، جوار، تو اتنا کہ اس کی قیمت اتنے گیہوں یا اتنے جَو کے برابر ہو جائے جتنے اوپر بیان ہوئے ہیں۔

مسئلہ: اگر گیہوں اور جو نہیں دئے بلکہ اتنے گیہوں اور جَو کی قیمت دے دے تو سب سے بہتر ہے۔ مسئلہ: ایک آدمی کا صدقۂ فطر ایک ہی فقیر کو دیدے یا تھوڑا تھوڑا کر کے کئی فقیروں کو دیدے، دونوں باتیں جائز ہیں۔

مسئلہ: اگر کئی آدمیوں کا صدقۂ فطر ایک ہی فقیر کو دیدیا تو یہ بھی درست ہے۔

قُربانی کا بیان

قربانی کرنے کا بڑا ثواب ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قربانی کے دنوں سے زیادہ کوئی چیز اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔ ان دنوں میں یہ نیک کام سب نیکیوں سے بڑھ کر ہے اور قربانی کرتے وقت یعنی ذبح کرتے وقت خون کا جو قطرہ زمین پر گرتا ہے تو زمین تک پہنچنے سے پہلے ہی اللہ تعالےٰ کے پاس مقبول ہو جاتا ہے، اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قربانی کے جانور کے بدن پر جتنے بال ہوتے ہیں ہر ہر بال کے بدلے میں ایک ایک نیکی لکھی جاتی ہے، پس اگر کسی پر قربانی کرنا واجب بھی نہ ہو تب بھی اتنے بے حساب ثواب کے لالچ سے قربانی کر دینا چاہیئے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ نے مالدار اور امیر بنایا ہو تو مناسب ہے کہ جہاں اپنی طرف سے قربانی کرے تو جو رشتہ دار مر گئے

ہوں، جیسے ماں باپ وغیرہ ان کی طرف سے بھی قربانی کر دے کہ اُن کی رُوح کو اتنا بڑا ثواب پہنچ جائے، حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے آپ کی بیبیوں کی طرف سے، اپنے پیر وغیرہ کی طرف سے کر دے، نہیں تو کم سے کم اتنا ضرور کر دے کہ اپنی طرف سے قربانی کرے کیونکہ مالدار پر تو واجب ہے، اگر اس نے قربانی نہ کی تو اس سے بڑھ کر بدنصیب اور محروم کون ہوگا اور گناہ رہا سو الگ، جب قربانی کا جانور قبلہ رخ لٹا دے تو پہلے یہ دُعا پڑھے:

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ	میں اس اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں جس نے زمین
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا	آسمان کو پیدا کیا ہے، میں سب سے الگ ہوا خدا کی عبادت
وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۝ اِنَّ صَلٰوتِیْ	کرتا ہوں اور مشرکین میں سے نہیں ہوں، میری نماز
وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ	اور میری قربانی اور میرا مرنا جینا سب اللہ کیلئے ہے
الْعٰلَمِیْنَ ۝ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِکَ	جس کا کوئی شریک نہیں ہے اور مجھے اس کا حکم دیا گیا
اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ۝	ہے اور میں اس کے فرمانبردار لوگوں میں سے ہوں
اَللّٰهُمَّ مِنْکَ وَلَکَ ۔	الٰہی! میں تیری خوشنودی کیلئے یہ قربانی کرتا ہوں۔

پھر بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کے ذبح کرے اور ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْهُ مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ	الٰہی! تو میری قربانی قبول فرما جس طرح تو نے اپنے
حَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ وَّخَلِیْلِکَ اِبْرٰهِیْمَ	حبیب محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے خلیل
عَلَیْهِمَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ	(حضرت) ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قربانی قبول فرمائی ہے

مسئلہ: جس پر صدقۂ فطر واجب ہے اس پر بقرعید کے دنوں میں قربانی کرنا بھی واجب ہے، اور اگر اتنا مال نہ ہو جتنے کے ہونے سے صدقۂ فطر واجب ہوتا ہے تو اس پر قربانی واجب نہیں ہے لیکن پھر بھی اگر کر دے تو بہت ثواب پائے گا۔

مسئلہ: مسافر پر قربانی کرنا واجب نہیں۔

مسئلہ: بقراعید کی دسویں تاریخ سے لے کر بارھویں تاریخ کی شام تک قربانی کرنے کا وقت ہے۔ چاہے جس دن قربانی کرے، لیکن قربانی کرنے کا سب سے بہتر دن بقرعید کا دن ہے، پھر گیارھویں تاریخ، پھر بارھویں تاریخ۔

مسئلہ: بقر عید کی نماز ہونے سے پہلے قربانی کرنا درست نہیں ہے جب لوگ نماز پڑھ چکیں تب کرے، البتہ اگر کوئی کسی گاؤں میں رہتا ہو تو وہاں فجر کی نماز کے بعد بھی قربانی کرنا درست ہے شہر اور قصبہ کے رہنے والے نماز کے بعد کریں۔

مسئلہ: اگر کوئی شہر کا رہنے والا اپنی قربانی کا جانور کسی گاؤں میں بھیج دے تو اس کی قربانی نماز سے پہلے بھی درست ہے، اگرچہ وہ خود شہر ہی میں موجود ہو، لیکن جب قربانی دیہات میں بھیج دی تو نماز سے پہلے قربانی کرنا درست ہو گیا ذبح ہو جانے کے بعد اس کو منگوا لے اور گوشت کھالے۔

مسئلہ: بارھویں تاریخ کے سورج ڈوبنے سے پہلے پہلے قربانی کرنا درست ہے، جب سورج ڈوب گیا تو اب قربانی کرنا درست نہیں۔

مسئلہ: دسویں سے بارھویں تاریخ تک جب جی چاہے قربانی کرے چاہے دن میں، چاہے رات میں، لیکن رات کو ذبح کرنا بہتر نہیں ہے، شاید کوئی رگ نہ کٹے، اور قربانی درست نہ ہو۔

مسئلہ: دسویں، گیارھویں تاریخ کو سفر میں تھا، پھر بارھویں تاریخ کو سورج ڈوبنے سے پہلے گھر پہنچ گیا یا پندرہ دن کہیں ٹھہرنے کی نیت کر لی تو اب قربانی کرنا واجب ہو گیا، اسی طرح اگر پہلے اتنا مال نہ تھا اس لئے قربانی واجب نہ تھی، پھر بارھویں تاریخ کے سورج ڈوبنے سے پہلے کہیں سے مال مل گیا تو قربانی واجب ہے۔ مسئلہ: اپنی قربانی کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا بہتر ہے، اگر کوئی عورت خود ذبح کرنا نہ جانتی ہو تو کسی اور سے ذبح کرا لے اور ذبح کے وقت وہاں جانور کے سامنے کھڑے ہو جانا بہتر ہے، اور اگر ایسی وجہ ہے کہ پردہ کی وجہ سے سامنے نہیں کھڑی ہو سکتی تو نہ کھڑی ہو، اس میں کچھ حرج نہیں۔

مسئلہ: قربانی کرتے وقت زبان سے نیت پڑھنا اور دعا پڑھنا ضروری نہیں ہے اگر دل میں خیال کر لیا کہ میں قربانی کرتا ہوں اور زبان سے کچھ نہیں پڑھا فقط بسم اللہ، اللہ اکبر کہہ کر ذبح کر دیا تو بھی قربانی درست ہو گئی، لیکن اگر یاد ہو تو وہ دعا پڑھ لینا بہتر ہے جو اوپر بیان ہوئی۔

مسئلہ: قربانی فقط اپنی طرف سے کرنا واجب ہے اولاد کی طرف سے کرنا واجب نہیں۔ بلکہ اگر نابالغ اولاد مالدار بھی ہو تب بھی اس کی طرف سے کرنا واجب نہیں، نہ اس کے مال میں سے۔

مسئلہ: گائے، بھینس، اونٹ میں اگر سات آدمی شریک ہو کر قربانی کریں تو بھی درست ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کم نہ ہو، اور سب کی نیت قربانی کرنے کی یا عقیقہ کی ہو، صرف گوشت کھانے کی نہ ہو، اگر کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کم ہوگا تو کسی کی قربانی درست نہ ہوگی۔

مسئلہ: قربانی کے لئے کسی نے گائے خریدی اور خریدتے وقت یہ نیت کی کہ اگر اور کوئی مل گیا تو اس کو بھی اس گائے میں شریک کرلیں گے اور قربانی کریں گے۔ اس کے بعد کچھ اور لوگ گائے میں شریک ہو گئے تو یہ درست ہے اور اگر خریدتے وقت اس کی نیت شریک کرنے کی نہ تھی بلکہ پوری گائے اپنی طرف سے قربانی کرنے کا ارادہ تھا تو اب اس میں کسی اور کا شریک کرنا بہتر تو نہیں ہے لیکن اگر کسی کو شریک کرلیا تو دیکھنا چاہیئے جس نے شریک کیا ہے وہ امیر ہے کہ اس پر قربانی واجب ہے یا غریب ہے کہ جس پر قربانی واجب نہیں، اگر امیر ہے تو درست ہے اور اگر غریب ہے تو درست نہیں۔ مسئلہ: اگر قربانی کا جانور کہیں گم ہو گیا اس لئے دوسرا خریدا، پھر وہ پہلا مل گیا، تو اگر امیر آدمی کو ایسا اتفاق پڑا تو ایک ہی جانور کی قربانی اس پر واجب ہے، اور اگر غریب آدمی کو ایسا اتفاق ہوا تو دونوں کی قربانی واجب ہوگی۔ مسئلہ: سات آدمی بھینس میں شریک ہوئے تو گوشت بانٹتے وقت اٹکل سے نہ بانٹیں، بلکہ خوب ٹھیک ٹھیک تول کر بانٹیں۔ نہیں تو اگر کوئی حصہ کم زیادہ رہے گا تو سود ہو جائے گا اور گناہ ہوگا۔

مسئلہ: بکری سال بھر سے کم کی درست نہیں، جب پورے سال بھر کی ہو تب قربانی درست ہے، اور گائے بھینس دو برس سے کم کی درست نہیں، پورے دو برس کی ہو چکیں، تب قربانی درست ہے، اونٹ پانچ برس سے کم کا درست نہیں، اور دُنبہ یا بھیڑ اگر اتنا موٹا تازہ ہو کہ سال بھر کا معلوم ہوتا ہو تو سال بھر

سے کم کے دنبہ اور بھیڑ کی قربانی بھی درست ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو سال بھر کا ہونا چاہیئے۔

مسئلہ: جو جانور، اندھا یا کانا ہو، ایک آنکھ کی تہائی روشنی یا اس سے زیادہ جاتی رہی ہو یا ایک کان تہائی یا تہائی سے زیادہ کٹ گیا ہو یا تہائی دُم یا تہائی سے زیادہ کٹ گئی ہو تو اس جانور کی قربانی درست نہیں۔

مسئلہ: جو جانور اتنا لنگڑا ہے کہ فقط تین پاؤں سے چلتا ہے، چوتھا پاؤں رکھا ہی نہیں جاتا یا چوتھا پاؤں رکھتا تو ہے لیکن اس سے چل نہیں سکتا اس کی بھی قربانی درست نہیں، اور اگر چلتے وقت وہ پاؤں زمین پر ٹیک کر چلتا ہے اور چلنے میں اس سے سہارا لگتا ہے لیکن لنگڑا کر چلتا ہے تو اس کی قربانی درست ہے۔

مسئلہ: اتنا دُبلا بالکل مریل جانور جس کی ہڈیوں میں بالکل گودا نہ ہو، اس کی قربانی درست نہیں ہے، اور اگر اتنا دُبلا نہ ہو تو دُبلے ہونے سے کچھ نہیں اس کی قربانی درست ہے لیکن موٹے تازے جانور کی قربانی کرنا زیادہ بہتر ہے۔

مسئلہ: جس جانور کے دانت بالکل نہ ہوں اس کی قربانی درست نہیں اور اگر کچھ دانت گر گئے لیکن جتنے گر گئے ہیں ان سے زیادہ باقی ہیں تو اس کی قربانی درست ہے۔ **مسئلہ:** جس جانور کے پیدائش ہی سے کان نہیں ہیں اس کی بھی قربانی درست نہیں ہے اور اگر کان تو ہیں لیکن بالکل ذرا ذرا سے چھوٹے چھوٹے ہیں اس کی قربانی درست ہے۔ **مسئلہ:** جس جانور کے پیدائش ہی سے سینگ نہیں یا سینگ تو تھے لیکن ٹوٹ گئے، اس کی قربانی درست ہے، البتہ اگر بالکل جڑ سے ٹوٹ گئے ہوں تو قربانی درست نہیں۔

مسئلہ: خصّی یعنی بدھیا بکرے اور مینڈھے کی قربانی درست ہے۔

مسئلہ: اگر جانور قربانی کے لئے خرید لیا تب کوئی ایسا عیب پیدا ہو گیا جس سے قربانی درست نہیں تو اس کے بدلے دوسرا جانور خرید کر قربانی کرے، ہاں اگر غریب آدمی ہو جس پر قربانی کرنا واجب نہیں تو اس کے واسطے درست ہے کہ اسی جانور کی قربانی کر دے۔ **مسئلہ:** قربانی کا گوشت آپ کھائے اور اپنے رشتے ناطے کے لوگوں کو دے، اور فقیروں، محتاجوں کو خیرات کرے اور بہتر

یہ ہے کہ کم سے کم تہائی حصہ خیرات کرے۔ خیرات میں تہائی سے کمی نہ کرے لیکن اگر کسی نے تھوڑا ہی گوشت خیرات کیا تو بھی کوئی گناہ نہیں ہے۔

مسئلہ: قربانی کی کھال یا تو یوں ہی خیرات کر دے یا بیچ کر اس کی قیمت خیرات کر دے، وہ قیمت ایسے لوگوں کو دے جن کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے اور قیمت میں جو پیسے ملے ہیں بعینہ وہی پیسے خیرات کرنا چاہئیں اگر وہ پیسے کسی کام میں خرچ کر ڈالے اور اتنے ہی پیسے اور اپنے پاس سے دیدئے تو بری بات ہے مگر ادا ہو جائیں گے **مسئلہ:** اس کھال کی قیمت کو مسجد کی مرمت یا اور کسی نیک کام میں لگانا درست نہیں خیرات ہی کرنا چاہیئے۔

مسئلہ: اگر کھال کو اپنے کام میں لائے، جیسے اس کی مشک یا ڈول یا جانماز بنوالی یہ بھی درست ہے **مسئلہ:** کچھ گوشت یا چربی یا چھچھڑے قصائی کو مزدوری میں نہ دے بلکہ مزدوری اپنے پاس سے الگ دے۔

مسئلہ: قربانی کی رسی جھول وغیرہ سب چیزیں خیرات کر دے۔

مسئلہ: کسی پر قربانی واجب نہیں تھی لیکن اس نے قربانی کی نیت سے جانور خرید لیا، تو اس جانور کی قربانی واجب ہو گی۔

مسئلہ: کسی پر قربانی واجب تھی، لیکن قربانی کے تینوں دن گذر گئے اور اس نے قربانی نہیں کی تو ایک بکری یا بھیڑ کی قیمت خیرات کر دے اور اگر بکری خرید لی تھی تو وہی بعینہ خیرات کر دے۔

مسئلہ: جس نے قربانی کرنے کی منت مانی، پھر وہ کام ہو گیا جس کے واسطے منت مانی تھی تو اب قربانی واجب ہے چاہے مالدار ہو یا نہ ہو، اور منت کی قربانی کا سب گوشت فقیروں کو خیرات کر دے، نہ آپ کھائے نہ امیروں کو دے، جتنا آپ کھایا ہو یا امیروں کو دیا ہو اتنا پھر خیرات کرنا پڑے گا۔

مسئلہ: اپنی خوشی سے کسی مُردے کو ثواب پہنچانے کے لئے قربانی کرے تو اس کے گوشت میں سے خود کھانا، کھلانا، بانٹنا سب درست ہے، جس طرح اپنی قربانی کا حکم ہے۔ **مسئلہ:** لیکن اگر کوئی مُردہ وصیت کر گیا ہو کہ میرے ترکہ

میں سے میری طرف سے قربانی کی جائے اور اسی کے مال سے قربانی کی گئی تو اس قربانی کے تمام گوشت وغیرہ کا خیرات کرنا واجب ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص یہاں موجود نہیں اور دوسرے شخص نے اس کی طرف سے بغیر اس کے کہے قربانی کر دی تو یہ قربانی صحیح نہیں ہوئی اور اگر کسی جانور میں کسی غائب کا حصّہ بغیر اس کے کہے تجویز کر لیا تو اور حصّہ داروں کی قربانی بھی صحیح نہ ہو گی۔

مسئلہ: اگر ایک جانور میں کئی آدمی شریک ہیں اور وہ سب گوشت کو آپس میں تقسیم نہیں کرتے بلکہ ایک جا ہی فقراء واحباب کو تقسیم کرنا یا پکا کر کھلانا چاہیں تو یہ بھی جائز ہے۔ اگر تقسیم کریں گے تو اس میں برابری ضروری ہے۔

مسئلہ: قربانی کی کھال کی قیمت کسی کو اُجرت میں دینا جائز نہیں کیونکہ اس کا خیرات کرنا ضروری ہے مسئلہ: قربانی کا گوشت کافر کو دینا جائز ہے بشرطیکہ اُجرت میں نہ دیا جائے مسئلہ: اگر کوئی جانور گابھن ہو تو اُس کی قربانی جائز ہے پھر اگر بچہ زندہ نکلے تو اُس کو بھی ذبح کر دے۔

عقیقہ کا بیان

مسئلہ: جس کے کوئی لڑکا یا لڑکی پیدا ہو تو بہتر ہے کہ ساتویں دن اس کا نام رکھ دے۔ اور عقیقہ کر دے۔ عقیقہ کر دینے سے بچے کی سب الابلا دُور ہو جاتی ہے اور آفتوں سے حفاظت رہتی ہے۔

مسئلہ: عقیقہ کا قاعدہ یہ ہے کہ اگر لڑکا ہو تو دو بکری یا دو بھیڑ اور لڑکی ہو تو ایک بکری یا ایک بھیڑ ذبح کرے یا قربانی کی گائے میں لڑکے کے واسطے دو حصّے اور لڑکی کے واسطے ایک حصّہ لے اور سر کے بال منڈوا دے اور بالوں کے برابر چاندی یا سونا تول کر خیرات کر دے اور لڑکے کے سر میں زعفران لگا دے۔

مسئلہ: اگر ساتویں دن عقیقہ نہ کرے تو جب کرے ساتویں دن ہونے کا خیال بہتر ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ جس دن بچہ پیدا ہوا ہو اس کے ایک دن پہلے عقیقہ کر دے یعنی اگر جمعہ کو پیدا ہو تو جمعرات کو عقیقہ کرے، چاہے جب

کرے وہ حساب سے ساتواں دن پڑے گا

مسئلہ: یہ جو دستور ہے کہ جس وقت بچہ کے سر پر اُسترا رکھا جائے اور نائی سر مونڈنا شروع کرے فوراً اسی وقت بکری ذبح ہو، یہ محض مہمل رسم ہے، شریعت سے جائز ہے، چاہے سر مونڈنے کے بعد ذبح کرے یا پہلے ذبح کرے تب سر مونڈے۔ **مسئلہ:** جس جانور کی قربانی جائز نہیں اس کا عقیقہ بھی درست نہیں اور جس کی قربانی درست ہے اس کا عقیقہ بھی درست ہے۔

مسئلہ: عقیقہ کا گوشت چاہے کچا تقسیم کرے چاہے پکا کر بانٹے چاہے دعوت کر کے کھلاوے سب درست ہے۔ **مسئلہ:** ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی وغیرہ سب کو کھانا درست ہے۔ **مسئلہ:** کسی کو زیادہ توفیق نہیں اس لئے اس نے لڑکے کی طرف سے ایک ہی بکری کا عقیقہ کیا تو اس کا بھی کچھ حرج نہیں جائز ہے اور اگر بالکل عقیقہ ہی نہ کرے تو بھی کچھ حرج نہیں۔

مسئلہ: جب عقیقہ کا جانور ذبح کرنا چاہیں تو پہلے یہ دُعا پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ هٰذِهٖ عَقِيْقَةُ ابْنِىْ فُلَانٍ دَمُهَا بِدَمِهٖ وَلَحْمُهَا بِلَحْمِهٖ وَعَظْمُهَا بِعَظْمِهٖ وَجِلْدُهَا بِجِلْدِهٖ وَشَعْرُهَا بِشَعْرِهٖ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا فِدَآءً لِّابْنِىْ مِنَ النَّارِ اِنِّىْ وَجَّهْتُ وَجْهِىَ لِلَّذِىْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○ اِنَّ صَلٰوتِىْ وَنُسُكِىْ وَمَحْيَاىَ وَمَمَاتِىْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ○ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ	اے اللہ میں اپنے اس بچے کے صدقہ میں یہ جانور تیرے نام پر ذبح کرتا ہوں جس کے خون کے عوض خون، گوشت کے عوض گوشت ہڈیوں کے عوض ہڈیاں، کھال کے عوض کھال بال کے عوض بال، اے اللہ میرے بیٹے کو دوزخ کی آگ سے بچانے کا یہ جانور کا فدیہ قبول فرما میں نے اپنی توجہ ہر طرف سے صرف اس طرف لگا دی ہے جس نے زمین و آسمان پیدا کئے ہیں اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔ بلا میری نماز، میری قربانی، میری موت و زندگی اللہ رب العالمین کے واسطے ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور مجھے تو

وَ لَکَ اسی کا حکم دیا گیا ہے اور حکم ماننے والوں میں میں پہلا آدمی ہوں۔ اے اللہ یہ صدقہ فدیہ تیری ہی طرف سے تیرے ہی لئے ہے۔ پھر بسم اللہ واللہ اکبر کہہ کر ذبح کرے۔

کتاب الحج

حج کا بیان

جس شخص کے پاس ضرورت سے زائد اتنا خرچ ہو کہ سواری پر متوسط گذران سے کھاتا پیتا چلا جائے اور حج کر کے چلا آئے اس کے ذمہ حج فرض ہو جاتا ہے اور حج کی بڑی بزرگی آئی ہے، چنانچہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو حج گناہوں اور خرابیوں سے پاک ہو اس کا بدلہ بجز بہشت کے اور کچھ نہیں، اسی طرح عمرہ کرنے پر بھی بڑے ثواب کا وعدہ فرمایا گیا ہے، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حج و عمرہ دونوں کے دونوں گناہوں کو اس طرح دُور کرتے ہیں جیسے بھٹی لوہے کے میل کو دور کر دیتی ہے اور جس کے ذمہ حج فرض ہو اور وہ نہ کرے اس کے لئے بڑی وعید آئی ہے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس شخص کے پاس کھانے پینے اور سواری کا اتنا انتظام ہو جس سے وہ بیت اللہ شریف تک جا سکے اور پھر وہ حج نہ کرے تو کچھ تعجب نہیں کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر مرے اور یہ بھی فرمایا کہ حج کا ترک کرنا اسلام کا طریق نہیں ہے۔

مسئلہ: عمر بھر میں ایک مرتبہ حج کرنا فرض ہے اگر کئی حج کئے تو ایک فرض ہوا اور سب نفل ہیں اور ان کا بھی بڑا ثواب ہے۔ **مسئلہ:** جوانی سے پہلے لڑکپن میں اگر کوئی حج کیا ہے اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے، اگر مالدار ہے تو جوان ہونے کے بعد پھر حج کرنا فرض ہے اور جو حج لڑکپن میں کیا ہے وہ نفل ہے۔

مسئلہ: اندھے پر حج فرض نہیں چاہے جتنا مالدار ہو۔

مسئلہ: جب کسی پر حج فرض ہوگیا تو فوراً اسی سال حج کرنا واجب ہے بلاعذر دیر کرنا اور یہ خیال کرنا کہ ابھی عمر بڑی ہے پھر کسی سال حج کرلیں گے درست نہیں ہے۔ پھر دو چار برس کے بعد بھی اگر حج کرلیا تو ادا ہوگیا لیکن گنہگار رہا۔

مسئلہ: اگر کوئی عورت حج کرنے جائے تو راستے میں اس کے شوہر کا یا کسی محرم کا ساتھ ہونا بھی ضروری ہے بغیر اس کے حج کے لئے جانا درست نہیں ہے۔

مسئلہ: اگر وہ محرم نابالغ ہو یا بددین ہو کہ ماں بہن وغیرہ سے بھی اس پر اطمینان نہیں تو اس کے ساتھ جانا درست نہیں۔ مسئلہ: جب کوئی محرم قابلِ اطمینان ساتھ جانے کے لئے مل جائے تو اب حج کو جانے سے شوہر کا روکنا درست نہیں ہے اور اگر شوہر روکے بھی تو اس کی نہ مانے اور چلی جائے۔

مسئلہ: جو لڑکی ابھی جوان نہیں ہوئی لیکن جوانی کے قریب ہوچکی ہے اس کو بھی بغیر شرعی محرم کے جانا درست نہیں اور غیر محرم کے ساتھ جانا بھی درست نہیں ہے۔

مسئلہ: جو محرم اس کو حج کرانے کے لئے جائے اس کا سارا خرچ اسی پر واجب ہے کہ جو کچھ خرچ ہوئے۔ مسئلہ: اگر ساری عمر ایسا محرم نہ ملا جس کے ساتھ سفر کرے تو حج نہ کرنے کا گناہ نہ ہوگا لیکن مرتے وقت یہ وصیت کر جانا واجب ہے کہ میری طرف سے حج کرا دینا، مرجانے کے بعد اس کے وارث اسی کے مال میں سے کسی آدمی کو خرچ دے کر بھیجیں کہ وہ جا کر مردے کی طرف سے حج کر آئے اس سے اس کے ذمہ کا حج اتر جائے گا اور اس حج کو جو دوسرے کی طرف سے کیا جاتا ہے، حج بدل کہتے ہیں۔ مسئلہ: اگر کسی کے ذمے حج فرض تھا اور اس نے سستی سے دیر کردی، پھر وہ اندھا ہوگیا یا ایسا بیمار ہوگیا کہ سفر کے قابل نہ رہا تو اس کو بھی حج بدل کی وصیت کرنی چاہیئے۔ مسئلہ: اگر اتنا مال چھوڑ کر مرا کہ قرض وغیرہ دے کر تہائی مال سے حج بدل کر سکتے ہیں، تب تو وارث پر اس کی وصیت کا پورا کرنا واجب ہے اور اگر مال تھوڑا ہے کہ ایک تہائی میں سے حج بدل نہیں ہوسکتا تو اس کا ولی حج نہ کرائے۔

مسئلہ: اگر وہ حج بدل کی وصیّت کر کے مرگیا، لیکن مال کم تھا اس لئے تہائی مال میں حج بدل نہ ہو سکا اور تہائی سے زیادہ لگانے کو وارثوں نے خوشی سے منظور نہ کیا اس لئے حج نہیں کرایا گیا تو اس بیچارے پر کوئی گناہ نہیں۔

مسئلہ: بغیر وصیت کئے اس کے مال میں سے حج بدل کرانا درست نہیں ہے۔ ہاں اگر سب وارث خوشی سے منظور کرلیں تو جائز ہے مگر نابالغ کی اجازت کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔ مسئلہ: اگر یہ عورت عدت میں ہو تو عدت چھوڑ کر حج کو جانا درست نہیں۔ مسئلہ: جس کے پاس مکہ کی آمد و رفت کے لائق خرچ ہو اور مدینہ کا خرچ نہ ہو جانا فرض نہیں یہ بالکل غلط خیال ہے۔

حج کرنے کا طریقہ اور مسائل

عمرہ: خانہ کعبہ زیارت اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا جو احرام کے ساتھ ہو۔

حج: عرفات پر وقوف کرنا اور طوافِ زیارت کرنا جو احرام کے ساتھ ایک وقت معیّن پر ہو۔

قِران: عمرہ اور حج کا مجموعہ جو ایک ہی احرام سے لگاتار کیا جائے۔

تمتع: عمرہ اور حج کا مجموعہ جو دو احرام سے الگ الگ ادا کیا جائے

امام اعظمؒ کے نزدیک سب سے افضل قرآن ہے، پھر تمتع پھر افراد۔

حج کے شرائط
(۱) احرام، بغیر احرام کے کوئی فعل حج کا صحیح نہیں۔
(۲) زمان، تمام ارکان ایام حج میں ادا ہوں۔
(۳) مکان، مسجد حرام و صفا و مروہ، عرفات۔

حج کے فرائض
(۱) احرام باندھنا (۲) عرفات میں وقوف۔
(۳) طوافِ زیارت۔

حج کے واجبات
(۱) میقات سے احرام باندھنا (۲) صفا، مروہ کے درمیان سعی کرنا (۳) زوالِ آفتاب سے ڈوبنے کے

کے تھوڑی دیر کے بعد تک عرفات میں وقوف کرنا (۴) وقوف مزدلفہ، (۵) سر منڈوانا (۶) رمی جمار کرنا (۷) طوافِ وداع (۸) طوافِ زیارت (۹) رمی جمار کو ذبح پر مقدم کرنا (۱۰) ہدی کا ذبح کرنا (۱۱) ہدی کے ذبح کو حلق پر مقدم کرنا۔ (۱۲) ہدی کو ایام نحر میں ذبح کرنا۔

حج کے سُنن (۱) طواف قدوم (۲) امام کا خطبہ پڑھنا، ساتویں تاریخ کو مکہ میں، نویں کو بعد زوال کے عرفات میں، گیارھویں کو مسجد نمرہ میں (۳) مکہ سے منیٰ کی جانب آٹھویں تاریخ کو بعد نماز فجر نکلنا (۴) پانچ نمازیں منیٰ میں پڑھنا (۵) عرفہ کی شب میں منیٰ میں رہنا (۶) عرفہ کے دن طلوع آفتاب کے بعد منیٰ سے عرفات جانا (۷) منیٰ سے مکہ واپس ہوتے ہوئے محصب میں ذرا ٹھہرنا۔

مستحبات (۱) سفرِ حج کی ایک قربانی کرنا (۲) مکہ میں داخل ہونے کے وقت غسل کرنا (۳) مزدلفہ میں جانے کے وقت غسل کرنا۔

احرام باندھنا جب میقات پر پہنچے تو احرام باندھ لے یعنی نہا دھو کر ایک چادر اور تہمد پہن کر دو رکعت نفل پڑھے اور جا نماز پر بیٹھے اور سر کھولے اور حج بیت اللہ کی نیت کر دے اور تلبیہ کہے۔

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَا	حاضر ہوں اے اللہ حاضر ہوں، حاضر ہوں
شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ	نہیں کوئی شریک تیرا۔ حاضر ہوں تیرے
وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا	لئے سب تعریف ہے اور تیری ہی نعمتیں
شَرِیْکَ لَکَ	سب ہیں اور تیرا ہی ملک ہے اور تیرا کوئی

شریک نہیں۔ بس احرام بندھ گیا۔

مسئلہ: گھر سے احرام باندھ کر چلنا افضل ہے ہندوستانیوں کے لئے میقات یلملم ہے۔ **مسئلہ:** اگر کوئی شخص بیہوش ہو تو دوسرا اس کی طرف سے احرام باندھ سکتا ہے۔ **مسئلہ:** تلبیہ کے الفاظ بجنسہ ادا ہونے چاہئیں ان الفاظ میں کمی بیشی نہ کی جائے۔

تلبیہ کہنے کے اوقات (۱) ہر نماز کے بعد (۲) جب ایک دوسرے سے ملاقات کرے (۳) جب اوپر چڑھے یا نیچے اُترے

(۴) جب تشتر سواروں کو آتے جاتے دیکھے (۵) جب سواری پر سوار ہو یا اترے (۶) ہر روز صبح کے وقت۔ **مسئلہ**: احرام باندھنے کے بعد (۱)، رفث فسوق اور جلال (یعنی گالی گلوچ لڑائی جھگڑے) سے پرہیز کرے (۲) جانور کا شکار نہ کرے (۳) کرتہ پائجامہ، قبا، عمامہ، ٹوپی اور موزے نہ پہنے (۵) مرد سر اور منہ کو نہ ڈھانکے اور عورت صرف منہ نہ ڈھانکے (۶) خوشبودار تیل استعمال نہ کرے۔ (۷) بدن کے بال نہ مونڈے، ناخن نہ کترے۔ **مسئلہ**: اگر ممکن ہو تو زمینِ حرم میں پیدل چلے، اور بڑی عاجزی سے قدم اُٹھائے اور اس طرح چلے، اور بڑی عاجزی سے قدم اٹھائے اور اس طرح چلے جیسے کوئی عاجز مسکین آدمی شہنشاہ کے دربار میں حاضر ہوتا ہے۔

مسئلہ: مسجد حرام میں باب السّلام سے داخل ہونا بہتر ہے، بہت عاجزی سے لبیک کہتا ہوا داخل ہو اور اس مقام کی عظمت و جلال دل میں قائم کرے۔ اگر کوئی مزاحمت کرے تو اس سے بہت نرمی سے پیش آئے۔ بہتر یہ ہے کہ ننگے پاؤں داخل ہو۔ **مسئلہ**: جب خانہ کعبہ کو دیکھے تو دعا مانگے پھر طواف کرے۔

مسئلہ: جب حجرِ اسود کی طرف جائے تو دونوں ہاتھ کانوں تک اُٹھائے اور تکبیر و تہلیل کہے پھر ہاتھ چھوڑے جس طرح نماز میں تکبیر تحریمہ کرتے ہیں۔

مسئلہ: حجرِ اَسْوَد کو بوسہ دے، اس طرح کہ دونوں ہاتھ حجرِ اَسْوَد پر رکھ کر دونوں ہونٹوں کو حجرِ اسود پر لگائے۔

مسئلہ: اگر ہجوم زیادہ ہو تو عورت کے واسطے حجرِ اَسْوَد کو بوسہ دینا ضروری نہیں۔ **مسئلہ**: خانۂ کعبہ کے گرد چکر کرنے کو طواف کہتے ہیں پہلے نیت کرے، ہر چکر حجرِ اسود سے شروع کر کے حجرِ اسود ہی پر ختم کرے۔

مسئلہ: اپنے سیدھے ہاتھ کی طرف طواف سے شروع کرے کہ حطیم اور خانہ کعبہ بیچ میں رہے۔ **مسئلہ**: طواف کے پہلے تین چکروں میں اضطباع اور رمل کرے۔ **مسئلہ**: طواف سے فارغ ہو کر مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھے، پھر دعا مانگے۔ **مسئلہ**: صفا جانے سے پہلے زمزم کے پاس آئے اور اس کا پانی پیٹ بھر کر پیئے اور باقی پانی کنوئیں میں ڈال دے اور دُعا مانگے پھر ملتزم کے پاس آئے

اور اس کو بوسہ دے اس کے بعد صفا و مروہ کی سعی کرے۔

مسئلہ: کوہِ صفا پر چڑھے تو سعی کی نیت کرلے، صفا پر اس قدر اونچا چڑھے کہ خانۂ کعبہ دکھائی دینے لگے۔ **مسئلہ:** کوہِ صفا پر منہ قبلہ کی طرف کرے اور درود شریف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر بھیجے اور دونوں ہاتھ اٹھاکر خدائے تعالیٰ سے حاجت چاہے۔ **مسئلہ:** سعی صفا سے شروع کرے تاکہ سات پھیروں کے بعد سعی مروہ پر ختم ہو۔ **مسئلہ:** میلین، اخضرین کے درمیان دوڑ کر چلے۔

مسئلہ: مروہ پر بھی اتنا اونچا چڑھے کہ خانۂ کعبہ کو دیکھ سکے اور خانہ کعبہ کی طرف منہ کرے۔ سعی میں تلبیہ کہتا رہے۔

مسئلہ: سعی کے بعد چاہیئے کہ مسجد میں جائے اور دو رکعت نماز پڑھے۔

مسئلہ: قیام مکہ میں جس قدر نیکی ہوسکے کرے، کیونکہ وہاں ایک نیکی کا ثواب ایک لاکھ گنا ہوتا ہے، اور گناہوں سے پرہیز کرے۔

مسئلہ: قیام مکہ میں مسجدِ حرام میں بیٹھ کر کم ازکم ایک قرآن شریف ختم کرے۔

مسئلہ: آٹھویں تاریخ کو حج کے واسطے احرام باندھیں، صبح کی نماز آفتاب نکلنے کے بعد منیٰ کی طرف روانہ ہوں۔

مسئلہ: نویں تاریخ کو بعد نمازِ فجر سب حاجی منیٰ سے عرفات کو جائیں۔

مسئلہ: مسجدِ نمرہ میں امام منبر پر آجائے اور اذان کے بعد کھڑے ہوکر دو خطبے پڑھے۔ اس خطبے میں لوگوں کو وقوف، رمی جمار، قربانی، حلق سر اور طوافِ زیارت کے احکام سنائے۔ **مسئلہ:** جب امام خطبہ سے فارغ ہو تو مؤذن اقامت کہے اور ظہر اور عصر کی نماز ملاکر ظہر کے وقت میں پڑھے، اس طرح کہ ظہر کے دو فرض کے بعد مؤذن دوسری اقامت کہے اور عصر کی نماز پڑھی جائے۔

مسئلہ: ان دونوں نمازوں میں فاصلہ نہ دینا چاہیئے۔ درمیان میں نفل بھی نہ پڑھے۔ ان دونوں نمازوں کو جمع کرنا سنت ہے۔

مسئلہ: نمازِ عصر کے بعد سب موقف کی طرف روانہ ہوں جبل رحمت کے پاس وقوف کرنا بہتر ہے۔ موقف میں تلبیہ برابر کہتے رہیں۔

مسئلہ: امام کو چاہیئے کہ جبلِ رحمت کے قریب قبلہ کی طرف منہ کرکے اونٹ پر کھڑا ہو، اور دُعا مانگے، اور سب آدمی بھی اپنے لئے اور اپنے عزیز و اقارب کے لئے دعا مانگیں اور دل میں عہد کریں کہ آئندہ گناہ نہ کریں گے۔

مسئلہ: غروب آفتاب کے بعد امام سب آدمیوں کو لے کر مزدلفہ کی طرف چلے۔ مزدلفہ میں جبل قزح کے پاس اترنا افضل ہے، وادیٔ محرم میں نہ ٹھہرے۔

مسئلہ: عشاء کے وقت اذان و اقامت کے بعد امام دونوں نمازیں مغرب اور عشاء کی جمع کرکے پڑھائے، ان دونوں نمازوں کے درمیان نہ نفل پڑھے نہ فاصلہ کرے۔ مسئلہ: عشاء کے بعد تمام رات جاگتا رہے، نماز اور تلاوتِ قرآن اور دُعا میں مصروف رہے کیونکہ یہ شب لیلۃ القدر سے افضل ہے۔

مسئلہ: امام کو چاہیئے کہ عید کے روز مزدلفہ سے صبح کے وقت سورج نکلنے سے پہلے مع حاجیوں کے منیٰ کی طرف کوچ کرے۔

مسئلہ: منیٰ میں آج پہلے رمی جمرہ عقبہ کرے اس کے بعد قربانی کرے، قربانی کے بعد سر منڈائے یا بال کتروائے لیکن سر منڈانا بہتر ہے۔ عورت کو صرف انگلی کے ایک پورے کے برابر بال کتروانے چاہئیں۔

مسئلہ: ۱۰ ذی الحجہ آج ہی سر منڈوانے کے بعد مکہ معظمہ جاکر طوافِ زیارت کرے اور واپس منیٰ آجائے۔

مسئلہ: طوافِ زیارت کے بعد سب چیزیں جائز ہیں، جماع بھی درست ہے اور خوشبو کا استعمال بھی جائز ہے۔

مسئلہ: ۱۱/۱۲/۱۳ تاریخ کو منیٰ میں قیام کرے اور تینوں دن تمام جمروں کی رمی کرتا رہے اس کے بعد منیٰ سے کوچ کرے۔

مسئلہ: اب مکہ معظمہ میں آکر طواف الصدر یا طواف الوداع ادا کرے اس طواف میں رمل نہ کرے۔ مسئلہ: طوافِ وداع کے بعد چاہِ زمزم پر آکر اپنے ہاتھ سے پانی نکال کر پیئے، اس کے بعد ملتزم پر آئے اور اس کو بوسہ دے۔

مسئلہ: اب کعبہ شریف کی طرف منہ کئے ہوئے الٹے پاؤں چلے اور کعبہ

کی جدائی پر حسرت کرتا اور روتا چلے اور اسی طرح مسجد حرام سے باہر جائے۔

حجِ بدل

مسئلہ: جس کی طرف سے حج کیا جائے وہ ایسا شخص ہو کہ خود حج کرنے سے عاجز ہو، اور مالدار ہو۔ **مسئلہ:** جس کی طرف سے حج کیا جائے اسی کی طرف سے احرام کے وقت حج کی نیت کی جائے اور اسی کے مال سے حج کیا جائے۔

مسئلہ: حج کے واسطے نائب ایسے شخص کو مقرر کیا جائے جو خود حج کر چکا ہو۔

مسئلہ: غیر کی طرف سے حج کرنے والے کو اس غیر کی جانب سے اتنا خرچ ملنا چاہیئے کہ مکہ تک جانے اور واپس آنے تک کافی ہو۔

مسئلہ: میت کے تہائی مال میں سے حج کرایا جائے۔

عورتوں کے افعالِ حج

مسئلہ: اگر عورت حالتِ احرام میں حائض ہو جائے تو غسل کرے اور پھر احرام باندھے اور تمام افعال حج کے کرے سوائے طواف کے۔

مسئلہ: وقوف عرفات سے پہلے اگر عورت حائض ہو جائے تو چاہیئے کہ غسل کر کے احرام حج کا باندھے اور تمام افعال حج کے کرے، سوائے طواف کے کہ وہ حیض سے پاک ہونے کے بعد کرے۔ **مسئلہ:** طواف زیارت کے موقع پر اگر حالتِ حیض یا نفاس کی پیش آجائے یا بیمار ہو جائے تو پاک ہونے کے بعد طواف کرے۔ **مسئلہ:** طوافِ وداع کے موقع پر اگر عورت حائض ہو جائے اور گھر واپس جانا ضروری ہو تو طوافِ وداع کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

مسئلہ: عورت کو احرام میں سیا ہوا، اور رنگا ہوا لباس پہننا جائز ہے مگر خوشبو سے نہ رنگا ہو، موزے، دستانے، قمیص، اوڑھنی، حریر اور زیور پہننا بھی جائز ہے۔

مسئلہ: عورت احرام میں سر ڈھانکے اور منہ کھلا رکھے۔

مسئلہ: عورت سعی۔ صفا و مروہ کے وقت نہ دوڑے اگر ہجوم ہو تو صفا

اور مردہ پر بھی نہ چڑھے۔ مسئلہ: عورت کے واسطے سر منڈانا حرام ہے قصر کرائے۔

حج کرنے سے رُک جانا

مسئلہ: محرم اگر بیمار ہو جائے یا دشمن کا خوف ہو یا عورت کا خاوند راستے میں فوت ہو جائے یا راستے میں خرچ جاتا رہے یا کرائے کا جانور ہلاک ہو جائے تو وہ شخص محصر ہے۔ مسئلہ: محصر احرام سے اس طرح باہر ہو کہ ایک ہدی کا جانور کسی شخص کے ہاتھ بھیج دے کہ حرم میں ذبح کرے یا قیمت بھیج دے کہ وہاں ہدی خرید کر ذبح کی جائے ذبح کا دن اور وقت مقرر کرے کہ اس کے بعد گھر بیٹھے ہی احرام اُتار دے، حلق یا قصر کی ضرورت نہیں۔ مسئلہ: سال آئندہ محصر کو اس کے بدلے ایک حج اور ایک عمرہ کرنا چاہیئے۔

مسئلہ: اگر محرم عید کی صبح تک وقوف عرفات نہ کر سکے تو حج فوت ہو جاتا ہے۔

مسئلہ: جب حج فوت ہو جائے تو لازم ہے کہ طواف خانہ کعبہ، سعی صفا و مروہ کی کر کے احرام اتار دے اور یہ حج آئندہ سال میں کرے اور قربانی واجب نہیں۔

مسئلہ: ہدی کے تین جانور ہیں سب سے افضل اونٹ ہے پھر گائے، بیل، پھر بھیڑ بکری۔ مسئلہ: ہدی پر سواری نہ کرنی چاہیئے، نہ اس کی کوئی چیز کام میں لائی جائے۔

مسئلہ: ہدی کا دودھ نہ نکالنا چاہیئے۔ اگر نکالے تو اس کو خیرات کر دے۔

مسئلہ: ہدی کے اگر بچہ پیدا ہو تو اس کو خیرات کر دے یا ساتھ ہی ذبح کر دے۔

مسئلہ: اونٹ کو نحر کرنا افضل ہے اور گائے، بکری کو ذبح کرنا افضل ہے۔

مسئلہ: حج کی قربانی بقر عید کی قربانی سے نہ کرے۔

مسئلہ: ہدی کا گوشت کھانا مالک کو درست ہے۔ ہدی کے گوشت کو مساکین پر تقسیم کرنا چاہیئے جس طرح قربانی کا گوشت تقسیم کرتے ہیں۔

جزا اور کفّارہ

مسئلہ: ممنوعاتِ احرام یا ممنوعاتِ افعالِ حج میں سے کوئی بھی اگر بلا عذر کیا جائے تو جزا لازم ہو گی اور اگر بعذر شرعی کیا جائے تو کفارہ لازم ہو گا۔

مسئلہ: جزا میں مقررہ قربانی یا صدقہ دیا جائے گا اور کفارہ میں مقررہ قربانی یا صدقہ یا روزہ جو چاہے اختیار ہے۔

شکار کی جزاء

(۱) جو جانور شکار کیا ہے اس کے بدلے ہدی خرید کر خیرات کرے ورنہ اس کی قیمت خیرات کرے۔

(۲) جو جانور شکار کیا ہے، اس کی جزا میں روزہ رکھے۔

جوں یا ٹڈی مارنے کی جزاء

چاہیئے کہ صدقہ دے، چاہے تھوڑا ہی ہو مثلاً ایک کف طعام

مسئلہ: صاحب احرام یا بے احرام کسی محرم کا سر مونڈے تو مونڈنے والے کو صدقہ دینا ہوگا اور منڈوانے والے کو قربانی۔

مسئلہ: بال اکھاڑنے یا کاٹنے یا کسی ردا سے صاف کرنے کا حکم مثل مونڈنے کے ہے۔ مسئلہ: اگر ہاتھ پیر کے ناخن کاٹے تو قربانی دینا ہوگی۔

مسئلہ: اگر سلے ہوئے کپڑے بلا عذر ایک دن پہنے تو قربانی دینا ہوگی۔

مسئلہ: اگر سلا ہوا، اور خوشبو میں رنگا ہوا کپڑا مرد پہنے تو دو قربانی دینا ہوں گی اور عورت پہنے تو ایک، کیونکہ وہ سلا ہوا پہن سکتی ہے۔

مسئلہ: اگر خوشبو کا استعمال کیا، خوشبو لگائی یا خوشبو دار تیل استعمال کیا تو کفارہ لازم ہوگا، اگرچہ دوا کے طور پر ہی استعمال کیا ہو۔

مسئلہ: خوشبو لگانے سے جو جزا لازم ہوئی ہے اگر وہ دے دی گئی تو اس خوشبو کی چیز کو علیحدہ کر دینا چاہیئے۔ مسئلہ: اگر احرام باندھنے کے بعد سے وقوف عرفات تک کسی وقت جماع کیا تو عمرہ فاسد ہو گیا، اگر اس کے بعد کیا تو فاسد نہ ہوگا۔

مسئلہ: اگر کسی کو حالتِ احرام میں احتلام ہو جائے تو غسل کرے۔

مسئلہ: اگر عورت کا بوسہ لیا یا اس کو شہوت سے ہاتھ لگایا تو قربانی لازم آئے گی۔ مسئلہ: محرم حدودِ حرم میں یا غیر حرم میں شکار کرے تو جزا دینا ہوگی اور بے احرام صرف حدودِ حرم میں شکار کرے تو تاوان لازم ہے۔

مسئلہ: خشکی کے جانوروں کا شکار حرام ہے، دریائی جانوروں کا حلال ہے۔
مسئلہ: اگر محرم شکار کرے دانستہ یا بھول کر تو اس کی جزا دینا ہو گی۔
مسئلہ: اگر محرم بوجہ بھوک کے شکار کرنے پر مجبور ہو جائے اور شکار کرے تب بھی اس کو جزا دینا ہو گی۔ **مسئلہ:** درندہ جانور کے شکار میں ایک بکری جزا دی جاتی ہے۔ **مسئلہ:** اگر کوئی درندہ جانور محرم پر حملہ کرے اور مدافعت میں اس کو مار ڈالے تو کچھ جزا لازم نہیں۔ **مسئلہ:** اگر حرم کے جانور کا دودھ نکالے تو اس کی قیمت کے موافق جزا دینا ہو گی۔ **مسئلہ:** اگر کسی شکاری جانور کے انڈے کو توڑے تو اس کی قیمت بھی دینا لازم ہو گی۔ **مسئلہ:** اگر محرم شکار خریدے یا فروخت کرے تو بیع باطل ہے۔

زیارتِ مدینہ کا بیان

اگر گنجائش ہو تو حج سے پہلے یا حج کے بعد مدینہ منورہ حاضر ہو کر حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک اور مسجد نبوی کی زیارت سے برکت حاصل کرے اس کی نسبت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی اس کو وہی برکت ملے گی جیسے میری زندگی میں کسی نے میری زیارت کی اور یہ بھی فرمایا ہے کہ جو شخص خالی حج کرے اور میری زیارت کو نہ آئے اس نے میرے ساتھ بڑی بے مروتی برتی اور اس مسجد کے حق میں آپ نے فرمایا کہ جو شخص اس میں ایک نماز پڑھے اس کو پچاس ہزار نمازوں کے برابر ثواب ملے گا۔

حدیث: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے میری مسجد میں چالیس نمازیں ادا کیں اور کوئی نماز قضا نہ کی تو وہ نفاق اور دوزخ کے عذاب سے بری کر دیا گیا۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مساجد میں صرف تین ہی مسجدیں ایسی ہیں جن کی زیارت کے لئے سفر کیا جا سکتا ہے، ایک مسجد حرام، اور دوسرے میری مسجد یعنی مسجد نبوی، تیسرے مسجد اقصیٰ یعنی بیت المقدس کی مسجد۔ **حدیث:** حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی مدینہ میں مر سکتا ہے، اس کو مدینہ میں مرنا چاہیئے۔ قیامت کے دن میں مدینہ میں مرنے والوں کی شفاعت کروں گا۔

کتاب النکاح

نکاح کا بیان

مسئلہ: نکاح بھی اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے۔ دین اور دنیا دونوں کے کام اس سے درست ہو جاتے ہیں۔ آدمی گناہ سے بچتا ہے۔ دل ٹھکانے ہو جاتا ہے۔ نیت خراب اور ڈانواڈول نہیں ہونے پاتی۔ مسئلہ: نکاح فقط دو لفظوں سے بندھ جاتا ہے جیسے کسی نے گواہوں کے روبرو کہا میں نے اپنی لڑکی قدسیہ کا نکاح تمہارے ساتھ کیا، اس نے کہا میں نے قبول کیا بس نکاح بندھ گیا اور دونوں میاں بیوی ہو گئے۔

مسئلہ: کسی نے کہا اپنی فلانی لڑکی کا نکاح میرے ساتھ کر دو۔ اس نے کہا میں نے اس کا نکاح تمہارے ساتھ کر دیا تو نکاح ہو گیا چاہے پھر وہ یوں کہے کہ میں نے قبول کیا یا نہ کہے، بہرحال نکاح ہو گیا۔ مسئلہ: اگر خود عورت وہاں موجود ہو اور اشارہ کر کے یوں کہہ دے کہ میں نے اس کا نکاح تمہارے ساتھ کر دیا، وہ کہے کہ میں نے قبول کیا تب بھی نکاح ہو گیا۔ نام لینے کی ضرورت نہیں اور اگر وہ خود موجود نہ ہو تو اس کا بھی نام لے اور اس کے باپ کا نام بھی اتنے زور سے لے کہ گواہ سُن لیں۔

مسئلہ: نکاح ہونے کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ کم از کم دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کے سامنے کیا جائے اور وہ لوگ اپنے کانوں سے نکاح ہوتے اور ایجاب و قبول کے دونوں لفظ کہتے سُنیں تب نکاح ہوگا، نیز وہ مرد اور عورتیں مسلمان ہوں اور بالغ بھی ہوں۔ مسئلہ: اگر کوئی مرد نہ ہو، صرف عورتیں ہی عورتیں ہیں تب بھی نکاح درست نہیں ہے چاہے دس بارہ کیوں نہ ہوں، دو عورتوں کے ساتھ ایک مرد ہونا چاہیئے۔

مسئلہ: بہتر یہ ہے کہ بڑے مجمع میں نکاح کیا جائے، جیسے نماز جمعہ کے بعد جامع مسجد میں یا اور کہیں تاکہ نکاح کی خوب شہرت ہو جائے اور چھپ چھپا کے نکاح نہ کرے لیکن اگر کوئی ایسی ضرورت پڑ گئی کہ بہت سے آدمی جمع نہ ہو سکیں تو خیر کم سے کم

دو مرد یا ایک مرد، دو عورتیں ضرور موجود ہوں جو اپنے کانوں سے نکاح ہوتے سُنیں۔

مسئلہ: اگر مرد بھی جوان ہے اور عورت بھی جوان ہے تو وہ دونوں اپنا نکاح خود کر سکتے ہیں۔ دو گواہوں کے سامنے ایک کہہ دے کہ میں نے اپنا نکاح تیرے ساتھ کیا دوسرا کہے میں نے قبول کیا بس نکاح ہو گیا۔ **مسئلہ**: اگر کسی نے اپنا نکاح خود نہیں کیا بلکہ کسی سے کہہ دیا کہ تم میرا نکاح کسی سے کر دو، یا یوں کہا کہ میرا نکاح فلاں سے کر دو، اور اس نے دو گواہوں کے سامنے کر دیا تب بھی نکاح ہو گیا۔ اب اگر وہ انکار کرے تب بھی کچھ نہیں ہو سکتا۔

جن لوگوں سے نکاح کرنا حرام ہے اُن کا بیان

مسئلہ: اپنی اولاد کے ساتھ اور پوتی پڑپوتی، اور نواسی وغیرہ کے ساتھ نکاح درست نہیں ہے اور باپ، دادا، پردادا، نانا اور پرنانا وغیرہ سے بھی درست نہیں۔

مسئلہ: اپنے بھائی اور ماموں اور چچا اور بھتیجے، بھانجے کے ساتھ نکاح درست نہیں اور شرع بھائی وہ ہے جو ایک ماں باپ سے ہوں یا ان دونوں کا باپ ایک ہو، اور ماں دو ہوں یا دونوں کی ماں ایک ہو اور باپ دو ہوں، اور جس کا باپ بھی الگ ہو اور ماں بھی الگ ہو، وہ بھائی نہیں اس سے نکاح درست ہے۔

مسئلہ: داماد کے ساتھ بھی نکاح درست نہیں ہے چاہے لڑکی کی رخصتی ہو چکی ہو، اور دونوں میاں بی بی ایک ساتھ رہے ہوں یا ابھی رخصتی نہ ہوئی ہو، ہر طرح حرام ہے۔ **مسئلہ**: کسی کا باپ مر گیا اور ماں نے دوسرا نکاح کیا لیکن ابھی اس کے گھر رہنے نہ پائی تھی کہ مر گئی یا اس نے طلاق دے دی تو اس سوتیلے باپ سے نکاح کرنا درست ہے ہاں اگر ماں اس کے پاس رہ چکی ہے تو اس سے نکاح درست نہیں۔

مسئلہ: سوتیلی اولاد سے نکاح کرنا درست نہیں یعنی ایک مرد کے کئی بیبیاں ہیں تو سوت کی اولاد سے کسی طرح نکاح درست نہیں چاہے اپنے میاں کے پاس رہ چکی ہو یا نہ رہی ہو ہر طرح نکاح حرام ہے۔

مسئلہ: خسر اور خسر کے باپ دادا کے ساتھ بھی نکاح درست نہیں۔

مسئلہ: جب اپنی بہن نکاح میں رہے تب تک بہنوئی سے نکاح درست نہیں البتہ اگر بہن مرگئی یا اس نے چھوڑ دیا اور عدت پوری ہو چکی تو اب بہنوئی سے نکاح درست ہے اور طلاق کی عدت پوری ہونے سے پہلے نکاح درست نہیں۔

مسئلہ: ایک مرد کا نکاح ایک عورت سے ہوا تو اب جب تک وہ عورت اس کے نکاح میں رہے اُس کی پھوپھی اور اُس کی خالہ اور بھتیجی، بھانجی کا نکاح اس مرد سے نہیں ہو سکتا۔ **مسئلہ:** جن دو عورتوں میں ایسا رشتہ ہو کہ اگر ان دونوں عورتوں میں کوئی مرد ہوتی تو آپس میں دونوں کا نکاح نہ ہو سکتا ایسی عورتیں ایک ساتھ ایک مرد کے نکاح میں نہیں رہ سکتیں، جب ایک مر جائے یا طلاق مل جائے اور عدت گذر جائے تب دوسری عورت اس مرد سے نکاح کرے۔

مسئلہ: ایک عورت ہے اور اس کی سوتیلی لڑکی ہے، یہ دونوں ایک ساتھ اگر کسی مرد سے نکاح کر لیں تو درست ہے۔ **مسئلہ:** سگا ماموں نہیں ہے بلکہ کسی رشتہ سے ماموں لگتا ہے، تو اس سے نکاح درست ہے، اسی طرح اگر کسی دور کے رشتہ سے چچا یا بھانجا یا بھتیجہ ہوتا ہے، اس سے بھی نکاح درست ہے۔ ایسے ہی اگر اپنا بھائی نہیں ہے بلکہ چچازاد بھائی ہے یا ماموں زاد یا پھوپھی زاد یا خالہ زاد بھائی ہے اس سے بھی نکاح درست ہے۔ **مسئلہ:** لے پالک کا شرع میں کچھ اعتبار نہیں۔ لڑکا بنانے سے سچ مچ وہ لڑکا نہیں ہو جاتا اس لئے متبنیٰ سے نکاح درست ہے۔

مسئلہ: اسی طرح اگر دو بہنیں سگی نہ ہوں، ماموں زاد یا چچازاد یا پھوپھی زاد یا خالہ زاد بہنیں ہوں تو وہ دونوں ایک ساتھ ہی ایک مرد سے نکاح کر سکتی ہیں، ایسی بہن کے رہتے ہوئے بھی بہنوئی سے نکاح درست ہے۔ یہی حال پھوپھی اور خالہ وغیرہ کا ہے اگر کوئی دُور کا رشتہ نکلتا ہو، تو پھوپھی بھتیجی اور خالہ بھانجی کا ایک ساتھ ہی ایک مرد سے نکاح درست ہے۔ **مسئلہ:** جتنے رشتے نسب کے اعتبار سے حرام ہیں وہ رشتے دودھ پینے کے اعتبار سے بھی حرام ہیں۔ دودھ پلانے والی ماں کے شوہر سے نکاح درست نہیں کیونکہ وہ اس کا باپ ہوا، اور دودھ شریکی بھائی سے نکاح درست نہیں جس کو اس نے دودھ پلایا ہے، اس سے اور اس کی اولاد سے نکاح درست نہیں، کیونکہ وہ اس کی اولاد ہوئی

دودھ کے حساب سے ماموں، بھانجا، چچا، بھتیجہ سب سے نکاح حرام ہے۔

مسئلہ: دودھ شریکی دو بہنیں ہوں تو دونوں بہنیں ایک ساتھ ایک مرد کے نکاح میں نہیں رہ سکتیں، غرضکہ جو حکم اوپر بیان ہو چکا دودھ کے رشتوں میں بھی وہی حکم ہے۔

مسئلہ: مسلمان عورت کا نکاح مسلمان مرد کے سوا اور کسی مذہب والے مرد سے درست نہیں۔ **مسئلہ:** کسی عورت کے میاں نے طلاق دیدی یا مر گیا تو جب تک طلاق کی عدت یا مرنے کی عدت پوری نہ ہو چکے تب تک دوسرے مرد سے نکاح کرنا درست نہیں۔

مسئلہ: جس عورت کا نکاح دوسرے کسی مرد سے ہو چکا ہو تو اب بے طلاق لئے اور عدت پوری کئے کسی دوسرے مرد سے نکاح درست نہیں۔

مسئلہ: جس مرد کے نکاح میں چار عورتیں ہوں اب اس سے پانچویں عورت کا نکاح درست نہیں اور ان چار میں سے اگر ایک کو طلاق دے دی تو جب تک طلاق کی عدت پوری نہ ہو چکے کوئی اور عورت اس سے نکاح نہیں کر سکتی۔

مسئلہ: سنی لڑکی کا نکاح شیعہ مرد کے ساتھ بہت سے عالموں کے فتوی میں درست نہیں۔ **مسئلہ:** کسی مرد نے کسی عورت کے ساتھ زنا کیا تو اب اس عورت کی ماں اور اس عورت کی اولاد کو اس مرد سے نکاح کرنا درست نہیں۔

مسئلہ: کسی عورت نے جوانی کی خواہش کے ساتھ بدنیتی سے کسی مرد کو ہاتھ لگایا تو اس عورت کی ماں اور اولاد کو اس مرد سے نکاح کرنا جائز نہیں۔ اسی طرح اگر کسی مرد نے کسی عورت پر ہاتھ ڈالا تو وہ مرد اس کی ماں اور اولاد پر حرام ہو گیا۔

مسئلہ: رات کو اپنی بیوی کو جگانے کے لئے اٹھا مگر غلطی سے لڑکی پر ہاتھ پڑ گیا یا ساس پر ہاتھ پڑ گیا اور بی بی سمجھ کر جوانی کی خواہش کے ساتھ اس کو ہاتھ لگایا تو اب وہ مرد اپنی بیوی پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو گیا، اب کوئی صورت جائز ہونے کی نہیں ہے اور لازم ہے کہ یہ مرد اپنی عورت کو طلاق دیدے۔

مسئلہ: کسی لڑکے نے اپنی سوتیلی ماں پر بدنیتی سے ہاتھ ڈال دیا تو اب وہ عورت اپنے شوہر پر بالکل حرام ہو گئی۔ اب کسی صورت سے حلال نہیں ہو سکتی، اور اگر سوتیلی ماں نے سوتیلے لڑکے کے ساتھ ایسا کیا تب بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ: جس عورت کا شوہر نہ ہو اور اس کو بدکاری سے حمل ہو اس کا نکاح بھی درست ہے لیکن بچہ پیدا ہونے سے پہلے صحبت کرنا درست نہیں البتہ جس نے زنا کیا تھا اگر اسی سے نکاح ہوا تو صحبت بھی درست ہے۔

ولی کا بیان

لڑکی اور لڑکے کے نکاح کرنے کا جس کو اختیار ہوتا ہے اس کو ولی کہتے ہیں۔

مسئلہ: لڑکی اور لڑکے کا ولی سب سے پہلے اس کا باپ ہے، اگر باپ نہ ہو، تو دادا وہ نہ ہو تو پردادا، اگر ان میں سے کوئی نہ ہو تو سگا بھائی۔ سگا بھائی نہ ہو تو سوتیلا یعنی باپ کا شریک بھائی، پھر بھتیجا، پھر بھتیجے کا لڑکا، پھر بھتیجے کا پوتا، یہ بھی نہ ہوں تو سگا چچا، پھر سوتیلا چچا یعنی باپ کا سوتیلا بھا سوتیلا بھائی، پھر سگے چچا کا لڑکا، پھر اس کا پوتا، پھر سوتیلے چچا کا لڑکا اور پوتا۔ یہ کوئی نہ ہوں تو باپ کا چچا ولی ہے، پھر اس کی اولاد اگر باپ کا چچا اور اس کے لڑکے، پوتے، کوئی نہ ہوں تو دادا کا چچا، پھر اس کے لڑکے پوتے پھر پڑپوتے وغیرہ یہ کوئی نہ ہوں تو ماں ولی ہے۔ پھر دادی، پھر نانی، پھر نانا، پھر حقیقی بہن، پھر سوتیلی بہن جو باپ شریک ہو پھر جو بھائی بہن ماں شریک ہوں پھر پھوپھی پھر ماموں پھر خالہ وغیرہ۔ **مسئلہ:** نابالغ شخص کسی کا ولی نہیں ہو سکتا اور کافر کسی مسلمان کا ولی نہیں ہو سکتا اور مجنوں، پاگل بھی کسی کا ولی نہیں ہو سکتا۔

مسئلہ: بالغ یعنی جوان عورت خود مختار ہے، چاہے نکاح کرے یا نہ کرے اور جس کے ساتھ جی چاہے کرے کوئی شخص اس سے زبردستی نہیں کر سکتا اگر وہ خود اپنا نکاح کسی سے کرلے تو نکاح ہو جائے گا چاہے ولی کو خبر ہو یا نہ ہو، اور ولی چاہے خوش ہو، چاہے ناخوش، ہر طرح نکاح درست ہے۔ ہاں البتہ اگر اپنے میل میں نکاح نہیں کیا، اپنے سے کم ذات والے سے نکاح کرلیا اور ولی ناخوش ہے تو فتویٰ اس پر ہے کہ نکاح درست نہ ہوگا، اور اگر نکاح تو اپنے میل ہی میں کیا لیکن جتنا مہر اس کے ددھیالی خاندان میں باندھا جاتا ہے جس کو شرع میں مہر مثل کہتے ہیں اس سے بہت کم پر نکاح کرلیا تو ان صورتوں میں نکاح تو ہو گیا، اس کا ولی اس نکاح کو تڑوا سکتا

ہے۔ مسلمان حاکم سے فریاد کرے وہ نکاح توڑ دے لیکن اس فریاد کا حق اس ولی کو ہے جس کا ذکر ماں سے پہلے آیا ہے یعنی باپ سے لے کر دادا کے چچا کے بیٹے پوتوں تک۔

مسئلہ: کسی ولی نے جوان لڑکی کا نکاح بے اس سے پوچھے اور بے اجازت لئے کر دیا تو وہ نکاح اس کی اجازت پر موقوف ہے اگر وہ لڑکی اجازت دے تو نکاح ہو گیا اور اگر وہ راضی نہ ہو اور اجازت نہ دے تو نہیں ہوا۔

مسئلہ: جوان کنواری لڑکی سے ولی نے آ کر کہا کہ میں تمہارا نکاح فلاں کے ساتھ کئے دیتا ہوں یا کر دیا ہے اس پر وہ چپ ہو رہی یا مسکرا دی یا رونے لگی تو بس یہی اجازت ہے، اب وہ ولی نکاح کر دے تو صحیح ہو جائے گا یا کر چکا تھا تو صحیح ہو گیا یہ بات نہیں ہے کہ جب زبان سے کہے تب ہی اجازت سمجھی جائے جو لوگ زبردستی کر کے زبان سے قبول کراتے ہیں بُرا کرتے ہیں۔

مسئلہ: ولی نے اجازت لیتے وقت شوہر کا نام نہیں لیا نہ اس کو پہلے سے معلوم ہے تو ایسے وقت چپ رہنے سے رضامندی ثابت نہ ہو گی اور اجازت نہ سمجھیں گے بلکہ نام و نشان بتلانا ضروری ہے جس سے لڑکی اتنا سمجھ جائے کہ یہ فلانا شخص ہے۔ اسی طرح اگر مہر نہیں بتایا اور مہر مثل سے بہت کم پر نکاح پڑھ دیا تو بدون اجازت عورت سے نکاح نہ ہو گا۔ اس لئے قاعدے کے موافق پھر اجازت لینی چاہیئے۔

مسئلہ: اگر وہ لڑکی کنواری نہیں ہے بلکہ ایک نکاح پہلے ہو چکا ہے یہ دوسرا نکاح ہے اس سے اس کے ولی نے اجازت لی اور پوچھا تو فقط چپ رہنے سے اجازت نہ ہو گی بلکہ زبان سے کہنا چاہیئے اگر اس نے زبان سے نہیں کہا فقط چپ رہنے سے نکاح کر دیا تو نکاح موقوف رہا بعد میں اگر وہ زبان سے منظور کر لے تو نکاح ہو گیا اور اگر منظور نہ کرے تو نہیں ہوا۔ **مسئلہ:** باپ کے ہوتے ہوئے چچا، بھائی وغیرہ کسی اور ولی نے کنواری لڑکی سے اجازت مانگی تو اب فقط چپ رہنے سے اجازت نہ ہو گی بلکہ زبان سے اجازت دے تب اجازت ہو گی۔ ہاں اگر باپ ہی نے ان کو اجازت لینے کے واسطے بھیجا تھا تو فقط چپ رہنے سے اجازت ہو جائے گی، خلاصہ یہ ہے کہ جو ولی سب سے مقدم ہو، اور شرع سے اس کو پوچھنے کا حق ہو تو جب وہ خود یا اس کا بھیجا ہوا آدمی اجازت

لے تب چپ رہنے سے اجازت ہوگی اور اگر حق تھا دادا کا اور پوچھا بھائی نے یا حق تو تھا بھائی کا اور پوچھا چچا نے تو ایسے وقت چپ رہنے سے اجازت نہ ہوگی۔

مسئلہ: یہی حکم لڑکے کا ہے اگر جوان ہو تو اس پر زبردستی نہیں کر سکتے، اور ولی بے اس کی اجازت کے نکاح نہیں کر سکتا اگر بے پوچھے نکاح کر دے گا تو اجازت پر موقوف رہے گا اور اگر اجازت دے دی تو ہو گیا نہیں تو نہیں ہوا، البتہ اتنا فرق ہے کہ لڑکے کے فقط چپ رہنے سے اجازت نہیں ہوتی زبان سے کہنا اور بولنا چاہیئے۔

مسئلہ: اگر لڑکی یا لڑکا نابالغ ہو تو وہ خود مختار نہیں ہے بغیر ولی کے اس کا نکاح نہیں ہوتا اگر اس نے بے ولی کے اپنا نکاح کر لیا یا کسی اور نے نکاح کر دیا تو ولی کی اجازت پر موقوف ہے۔ اگر ولی اجازت دے گا تو نکاح ہوگا ورنہ نہیں ہوگا اور ولی کو اس کے نکاح کرنے نہ کرنے کا پورا اختیار ہے جس سے چاہے کر دے، نابالغ لڑکے اور لڑکیاں اس نکاح کو اس وقت رد نہیں کر سکتے چاہے وہ نابالغ لڑکی کنواری ہو یا پہلے کوئی اور نکاح ہو چکا ہو اور رخصتی بھی ہو چکی ہو، دونوں کا ایک حکم ہے۔

مسئلہ: نابالغ لڑکی یا لڑکے کا نکاح اگر باپ یا دادا نے کیا ہے تو جوان ہونے کے بعد بھی اس نکاح کو رد نہیں کر سکتے چاہے اپنے میل میں کیا ہو یا بے میل کم ذات والے سے کر دیا ہو اور چاہے مہر مثل پر نکاح کیا ہو یا اس سے بہت کم پر نکاح کر دیا ہو ہر طرح نکاح صحیح ہے اور جوان ہونے کے بعد بھی وہ کچھ نہیں کر سکتے۔

مسئلہ: قاعدے سے جس ولی کو نابالغہ کے نکاح کرنے کا حق ہے وہ پردیس میں ہے اور اتنی دور ہے کہ اگر اس کا انتظار کریں اور اس سے مشورہ لیں تو یہ موقع ہاتھ سے جاتا رہے گا اور پیغام دینے والا اتنا انتظار نہ کرے گا اور پھر ایسی جگہ مشکل سے ملے گی تو ایسی صورت میں اس کے بعد والا ولی بھی نکاح کر سکتا ہے۔ اگر اس نے بے اس کے پوچھے نکاح کر دیا تو نکاح ہو گیا اور اگر اتنی دور نہ ہو تو بغیر اس کی رائے لئے دوسرے ولی کو نکاح نہ کرنا چاہیئے۔ اگر کرے گا تو اس ولی کی اجازت پر موقوف رہے گا۔ جب وہ اجازت دے گا تب صحیح ہوگا۔

کون آدمی اپنے برابر اور اپنے میل کے ہیں اور کون نہیں؟

مسئلہ: شرع میں اس کا بڑا خیال کیا گیا ہے کہ بے میل اور بے جوڑ نکاح نہ کیا جائے یعنی لڑکی کا نکاح کسی ایسے مرد سے مت کرو جو اس کے برابر درجے کا اور اس کی ٹکر کا نہیں ہے۔ **مسئلہ:** برابری کئی قسم کی ہوتی ہے۔ ایک تو نسب میں برابر ہونا، دوسرے مسلمان ہونے میں، تیسرے دینداری میں، چوتھے عمر میں، پانچویں پیشے میں۔ **مسئلہ:** نسب میں برابری تو یہ ہے کہ شیخ، سیّد، انصاری اور علوی یہ سب ایک دوسرے کے برابر ہیں یعنی اگرچہ سیّدوں کا رتبہ اوروں سے بڑھ کر ہے لیکن اگر سیّد کی لڑکی شیخ کے یہاں بیاہ گئی تو یہ نہ کہیں گے کہ اپنے میل میں نکاح نہیں ہوا بلکہ یہ بھی میل ہی ہے۔ **مسئلہ:** نسب میں اعتبار باپ کا ہے۔ ماں کا کچھ اعتبار نہیں اگر باپ سیّد ہے تو لڑکا بھی سیّد ہے، اگر باپ شیخ ہے تو لڑکا بھی شیخ ہے ماں چاہے جیسی ہو، اگر کسی سیّد نے کوئی باہر کی عورت گھر میں ڈال لی اور اس سے نکاح کر لیا تو لڑکے سیّد ہوئے اور باعتبار شرع کے سب ایک ہی میل کے کہلائیں گے۔

مسئلہ: مغل، پٹھان سب ایک قوم ہیں اور شیخوں اور سیّدوں کی ٹکر کے نہیں اگر شیخ یا سیّد کی ان کے ہاں بیاہی گئی تو کہیں گے کہ بے میل اور گھٹ کر نکاح ہوا۔

مسئلہ: مسلمان ہونے میں برابری کا اعتبار فقط مغل، پٹھان وغیرہ اور قوموں میں ہے۔ شیخوں، سیّدوں، علویوں اور انصاریوں میں اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے تو جو شخص خود مسلمان ہو گیا اور اس کا باپ کافر تھا وہ شخص اس عورت کے برابر نہیں جو خود بھی مسلمان ہے اور اس کا باپ بھی مسلمان تھا اور جو شخص خود بھی مسلمان ہے اور اس کا باپ بھی مسلمان ہے لیکن اس کا دادا مسلمان نہیں وہ اس عورت کے برابر نہیں، جس کا دادا بھی مسلمان ہے۔ **مسئلہ:** دینداری کا مطلب یہ ہے کہ ایسا شخص جو دین کا پابند نہیں، لُچّا، شہدا، شرابی، بدکار آدمی، نیک بخت، پارسا، دین دار عورت کے برابر نہ سمجھا جائے گا۔ **مسئلہ:** مال میں برابری کے یہ معنی ہیں کہ بالکل مُفلس، محتاج، مالدار عورت کے برابر کا نہیں ہے اور اگر وہ بالکل مفلس نہیں بلکہ جتنا

مہر پہلی رات کو دینے کا دستور ہے اتنا مہر دے سکتا ہے تو اپنے میل اور برابری کا ہے اگرچہ سارا مہر نہ دے سکے اور یہ ضروری نہیں ہے کہ جتنے مالدار لڑکی والے ہیں لڑکا بھی اتنا ہی مالدار ہو یا اس کے قریب قریب مالدار ہو۔

مسئلہ: پیشے میں برابری یہ ہے کہ جلاہے، درزی کے میل اور جوڑ کے نہیں۔ اسی طرح نائی دھوبی وغیرہ بھی درزی کے برابر کے نہیں۔

مسئلہ: دیوانہ پاگل آدمی ہوشیار سمجھ دار عورت کے میل کا نہیں۔

مہر کا بیان

مسئلہ: نکاح میں چاہے مہر کا کچھ ذکر کرے، چاہے نہ کرے ہر حال میں نکاح ہو جائے گا لیکن مہر دینا پڑے گا بلکہ اگر کوئی یہ شرط کر لے کہ ہم مہر نہ دیں گے، بے مہر کا نکاح کرتے ہیں تب بھی مہر دینا پڑے گا۔

مسئلہ: کم سے کم مہر کی مقدار پونے تین روپیہ بھر چاندی ہے اور زیادہ کی کوئی حد نہیں چاہے جتنا مقرر کرے لیکن مہر کا زیادہ بڑھانا اچھا نہیں، سو اگر کسی نے فقط ایک روپیہ بھر چاندی یا ایک روپیہ یا ایک اٹھنی مقرر کر کے نکاح کیا تب بھی پونے تین روپے بھر چاندی دینا پڑے گی، شریعت میں اس سے کم مہر نہیں ہو سکتا اور اگر رخصتی سے پہلے طلاق دے دے تو صرف اس کا آدھا دے۔

مسئلہ: اگر نکاح کے وقت مہر کا بالکل ذکر نہیں کیا گیا کہ کتنا ہے یا اس شرط پر نکاح کیا کہ بغیر مہر کے نکاح کرتا ہوں کچھ مہر نہ دوں گا پھر دونوں میں سے کوئی مر گیا یا ویسی تنہائی و یکجائی ہو گئی، جو شرع میں معتبر ہے تب بھی مہر دلایا جائے گا اور اس صورت میں مہر مثل دینا ہوگا، اور اگر اس صورت میں جیسی تنہائی سے پہلے مرد نے طلاق دے دی تو مہر پانے کی مستحق نہیں ہے بلکہ فقط ایک جوڑا کپڑا پائے گی اور یہ جوڑا دینا مرد پر واجب ہے، نہ دے گا تو گنہگار ہوگا۔

مسئلہ: مرد کی جیسی حیثیت ہو ویسے ہی کپڑے دینا چاہئیں اگر معمولی غریب آدمی ہو تو سوتی کپڑا، اور بہت غریب آدمی نہیں لیکن بہت امیر بھی نہیں تو ٹسر کے

اور جو بہت امیر و کبیر ہو تو عمدہ ریشمی کپڑے دینا چاہئیں لیکن ہر حال میں یہ خیال رہے کہ اس جوڑے کی قیمت مہر مثل کے آدھے سے نہ بڑھے اور ایک روپیہ چھ آنے بھر چاندی کے جتنے دام ہوں اس سے کم قیمت بھی نہ ہونی چاہیئے۔

مسئلہ: نکاح کے وقت تو کچھ مہر مقرر نہیں کیا گیا لیکن نکاح کے بعد میاں بی بی دونوں نے اپنی کچھ مقرر کر لیا تو اب مہر مثل نہ دیا جائے گا بلکہ دونوں نے اپنی خوشی سے جتنا مقرر کر لیا ہے وہی دلایا جائے گا۔ البتہ اگر ویسی تنہائی و یکجائی ہونے سے پہلے ہی طلاق مل گئی تو اس صورت میں مہر پانے کی مستحق نہیں ہے بلکہ صرف وہی ایک جوڑا کپڑا ملے گا۔

مسئلہ: سو روپے یا ہزار روپے اپنی حیثیت کے موافق مہر مقرر کیا پھر شوہر نے اپنی خوشی سے کچھ مہر اور بڑھا دیا اور کہا کہ ہم سو روپے کی جگہ ڈیڑھ سو دیں گے تو جتنے روپے زیادہ دینے کو کہے وہ بھی واجب ہو گئے نہ دے گا تو گنہ گار ہوگا اور اگر ویسی تنہائی و یکجائی سے پہلے طلاق مل گئی تو جس قدر اصل مہر تھا اسی کا آدھا دیا جائے گا جتنا بعد میں بڑھایا تھا اس کو شمار نہ کریں گے، اسی طرح عورت نے اپنی خوشی و رضامندی سے اگر کچھ معاف کر دیا تو جتنا معاف کیا ہے اتنا معاف ہو گیا اب اس کے پانے کی مستحق نہیں ہے۔

مسئلہ: اگر شوہر نے کچھ دباؤ ڈال کر، دھمکا کر، دق کر کے مہر معاف کرا لیا تو اس معاف کرانے سے معاف نہیں ہوا، اب بھی اس کے ذمے ادا کرنا واجب ہے۔

مسئلہ: مہر میں روپیہ، پیسہ، سونا، چاندی کچھ مقرر نہیں کیا بلکہ کوئی گاؤں یا کوئی باغ یا کچھ زمین مقرر ہوئی تو یہ بھی درست ہے جو باغ مقرر کیا ہے وہی دینا پڑے گا۔

مسئلہ: جہاں کہیں پہلی ہی رات کو سب مہر دے دینے کا دستور ہو وہاں اوّل ہی رات سارا مہر لے لینے کا عورت کو اختیار ہے، اگر اوّل دن نہ مانگا تو جب مانگے تب مرد کو دینا واجب ہے دیر نہیں کر سکتا۔

مسئلہ: ہندوستان میں دستور ہے کہ مہر کا لین دین طلاق کے بعد یا مر جانے کے بعد ہوتا ہے کہ جب طلاق مل جاتی ہے تب عورت مہر کا دعویٰ کرتی ہے، یا مرد مر گیا اور کچھ مال چھوڑ گیا تو اس مال میں سے لے لیتی ہے اور اگر عورت مر گئی تو اس کے وارث مہر کے دعوے دار ہوتے ہیں اور جب تک میاں بی بی ساتھ رہتے ہیں تب تک نہ کوئی

دیتا ہے نہ وہ مانگتی ہے تو ایسی جگہ اس دستور کی وجہ سے طلاق ملنے سے پہلے مہر کا دعویٰ نہیں کر سکتی۔ **مسئلہ:** مہر کی نیت سے شوہر نے کچھ دیا تو جتنا دیا ہے اتنا مہر ادا ہو گیا۔ دیتے وقت عورت سے یہ بتلانا ضروری نہیں ہے کہ میں مہر دے رہا ہوں۔

مسئلہ: مرد نے کچھ دیا لیکن عورت تو کہتی ہے کہ یہ چیز تم نے مجھ کو یوں ہی دی مہر میں نہیں دی اور مرد کہتا ہے کہ یہ میں نے مہر دیا ہے تو مرد کی بات کا اعتبار کیا جائے گا البتہ کھانے پینے کی کوئی چیز تھی تو اس کو مہر نہ سمجھیں گے۔

مسئلہ: کسی نے دس روپے یا بیس یا سو یا ہزار اپنی حیثیت کے موافق کچھ مہر مقرر کیا اور بی بی کو رخصت کرا لایا اور اس سے صحبت کی یا صحبت تو نہیں کی لیکن تنہائی میں میاں بی بی کسی ایسی جگہ رہے جہاں صحبت کرنے سے روکنے والی اور منع کرنے والی کوئی بات نہ تھی تو پورا مہر جتنا مقرر کیا ہے ادا کرنا واجب ہے اور اگر ایسی کوئی بات نہیں ہوئی تھی کہ لڑکا یا لڑکی مر گئی تب بھی پورا مہر دینا واجب ہے اور اگر ایسی کوئی بات نہیں ہوئی اور مرد نے طلاق دے دی تو آدھا مہر دینا واجب ہے۔ **مسئلہ:** شوہر نامرد ہے لیکن دونوں میاں بیوی میں ویسی تنہائی ہو چکی تب بھی پورا مہر پائے گی۔ **مسئلہ:** کسی نے اپنی بیوی سمجھ کر غلطی سے کسی غیر عورت سے صحبت کر لی، تو اس کو بھی مہر مثل دینا پڑے گا، اور اس صحبت کو زنا نہیں کہیں نہ کچھ گناہ ہو گا بلکہ اگر پیٹ رہ گیا تو اس لڑکے کا نسب بھی ٹھیک ہے اس کے نسب میں کچھ دھبا نہیں ہے اور اس کو حرامی کہنا درست نہیں اور جب معلوم ہو گیا کہ یہ میری عورت نہ تھی تو اب اس عورت سے الگ رہے۔ اب صحبت کرنا درست نہیں اور اس عورت کو بھی عدت بیٹھنا واجب ہے اب بغیر عدت پوری کیئے اپنے میاں کے پاس رہنا اور میاں کا صحبت کرنا درست نہیں۔

مسئلہ: جتنے مہر پیشگی دینے کا دستور ہے اگر اتنا مہر پیشگی نہ دیا تو عورت کو اختیار ہے کہ جب تک اتنا مہر نہ پائے تب تک مرد کو ہم بستر نہ ہونے دے اور اگر ایک دفعہ صحبت کر چکا ہے تب بھی اختیار ہے کہ اب دوسری دفعہ یا تیسری دفعہ قابو نہ پانے دے اور اگر وہ اپنے ساتھ پردیس لے جانا چاہے تو بے اتنا مہر لیئے پردیس نہ جائے۔

مہرِ مثل کا بیان

خاندانی مہر یعنی مہرِ مثل کا مطلب یہ ہے کہ اس عورت کے باپ کے گھرانے میں کوئی دوسری عورت دیکھو جو اس کے مثل ہو یعنی یہ اگر کم عمر ہے تو وہ بھی نکاح کے وقت کم عمر ہو، اگر یہ خوبصورت ہے تو وہ بھی خوبصورت ہو اس کا نکاح کنوارے پن میں ہوا، اور اس کا نکاح بھی کنوارے پن میں ہوا ہو، نکاح کے وقت جتنی مالدار یہ ہے اتنی ہی مالدار وہ بھی تھی جس دیس کی یہ رہنے والی ہے اسی دیس کی وہ بھی ہے اگر یہ دیندار، ہوشیار، سلیقہ دار، پڑھی لکھی ہو تو وہ بھی ایسی ہی ہو، غرض جس وقت اس کا نکاح ہوا ہے اس وقت ان باتوں میں وہ بھی اس کے مثل تھی جس کا اب نکاح ہوا تو جو مہر اس کا مقرر ہوا تھا اس کا مقرر ہوا تھا وہی اس کا مہرِ مثل ہے۔

کافروں کے نکاح کا بیان

مسئلہ: کافر لوگ اپنے اپنے مذہب کے اعتبار سے جس طریقہ سے نکاح کرتے ہوں، شریعت اس کو بھی معتبر رکھتی ہے اور اگر وہ دونوں ایک ساتھ مسلمان ہو جائیں تو اب نکاح دہرانے کی کچھ ضرورت نہیں وہی نکاح اب بھی باقی ہے۔

مسئلہ: اگر دونوں میں سے ایک مسلمان ہو گیا، دوسرا نہیں ہوا، تو نکاح جلتا رہا اب میاں بیوی کی طرح رہنا سہنا درست نہیں ہے۔

بیبیوں میں برابری کرنے کا بیان

مسئلہ: جس کے کئی بیبیاں ہوں تو مرد پر واجب ہے کہ سب کو برابر رکھے جتنا ایک عورت کو دیا ہے، دوسری بھی اتنی ہی کی دعویدار ہو سکتی ہے۔ اگر ایک کے پاس ایک رات رہا تو دوسری کے پاس بھی ایک رات رہے۔ اس کے پاس دو یا تین راتیں رہا تو اس کے پاس بھی دو یا تین راتیں رہے۔ جتنا مال زیور کپڑے اس کو دیئے اتنے ہی دوسری عورت بھی دعویدار ہے۔ **مسئلہ:** جس کا نیا نکاح ہوا اور جو پرانی

دونوں کا حق برابر ہے، کچھ فرق نہیں ہے۔

مسئلہ: برابری فقط رات کے رہنے میں ہے دن کے رہنے میں برابری ہونا ضروری نہیں اگر دن میں ایک کے پاس زیادہ رہا اور دوسری کے پاس کم رہا تو کچھ حرج نہیں اور رات میں برابری واجب ہے۔ اگر ایک کے پاس مغرب کے بعد ہی آگیا اور دوسری کے پاس عشاء کے بعد آیا تو گناہ ہوا۔ البتہ جو شخص رات کو نوکری میں رہتا ہو، اور دن کو گھر میں رہتا ہو جیسے چوکیدار پہرے دار اس کے لئے دن کو برابری کا حکم ہے۔

مسئلہ: ایک عورت سے زیادہ محبت ہے اور دوسری سے کم تو اس میں کچھ گناہ نہیں کیوں کہ دل اپنے اختیار کا نہیں ہوتا **مسئلہ:** سفر میں جاتے وقت برابری واجب نہیں جس کو جی چاہے ساتھ لے جائے اور بہتر یہ ہے کہ قرعہ ڈال لے جس کا نام نکلے اس کو لے جائے تاکہ کوئی اپنے جی میں ناخوش نہ ہو۔

مسئلہ: صحبت کرنے میں برابری کرنا واجب نہیں ہے یعنی اگر ایک کی باری میں صحبت کی ہے تو دوسری کی باری میں بھی صحبت کرے یہ ضروری نہیں ہے۔

دودھ پینے اور پلانے کا بیان

مسئلہ: جب بچہ پیدا ہو تو ماں پر دودھ پلانا واجب ہے۔ البتہ اگر باپ مالدار ہو اور کوئی انا تلاش کر سکے تو ماں کو دودھ نہ پلانے میں کچھ گناہ بھی نہیں۔

مسئلہ: کسی اور لڑکے کو بغیر ماں کی اجازت لئے دودھ درست نہیں۔ ہاں البتہ اگر کوئی بچہ بھوک کے مارے تڑپتا ہو، اور اس کے ضائع ہو جانے کا ڈر ہو تو ایسے وقت بے اجازت بھی دودھ پلا دے **مسئلہ:** زیادہ سے زیادہ دودھ پلانے کی مدت دو برس ہے۔ دو برس کے بعد دودھ پلانا حرام ہے بالکل درست نہیں۔

مسئلہ: اگر بچہ کچھ کھانے پینے لگا اور اس وجہ سے دو برس سے پہلے رشتے نسب کے اعتبار سے حرام ہیں وہ رشتے دودھ کے اعتبار سے بھی حرام ہو جاتے ہیں اگر ڈھائی برس کے اندر اندر بھی دودھ پیا ہو تب بھی نکاح درست نہیں البتہ ڈھائی برس کے بعد دودھ پیا ہو تو اس کا بالکل اعتبار نہیں سب کے نزدیک نکاح درست ہے۔

مسئلہ: جب بچے کے حلق میں دودھ چلا گیا تو سب رشتے حرام ہو گئے چاہے تھوڑا دودھ گیا ہو یا بہت۔

مسئلہ: اگر بچہ نے چھاتی سے دودھ نہیں پیا بلکہ اس نے اپنا دودھ نکال کر اس کے حلق میں ڈال دیا تو اس سے بھی سب رشتے حرام ہو گئے اور اگر کان میں ڈالا تو اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔ مسئلہ: اگر عورت کا دودھ پانی میں یا کسی دوا میں ملا کر بچہ کو پلایا تو دیکھو دودھ زیادہ ہے یا پانی، یا دونوں برابر، اگر دودھ زیادہ ہو یا دونوں برابر ہوں تو جس عورت کا دودھ ہے وہ ماں ہو گئی اور سب رشتے حرام ہو گئے اور اگر دوا یا پانی زیادہ ہے تو اس کا کچھ اعتبار نہیں وہ عورت ماں نہیں بنی۔

مسئلہ: عورت کا دودھ بکری یا گائے کے دودھ میں مل گیا اور بچہ نے پی لیا تو دیکھو زیادہ کون ہے، اگر عورت کا دودھ زیادہ ہو یا دونوں برابر ہوں تو سب رشتے حرام ہو گئے اور جس عورت کا دودھ ہے یہ بچہ اس کی اولاد بن گیا اور اگر بکری یا گائے کا دودھ زیادہ ہے تو اس کا کچھ اعتبار نہیں، ایسا سمجھیں گے کہ گویا اس نے پیا ہی نہیں۔ مسئلہ: مُردہ عورت کا دودھ دوہ کر کسی بچہ کو پلا دیا تو اس سے بھی سب رشتے حرام ہو گئے۔ مسئلہ: دو لڑکوں نے ایک بکری یا ایک گائے کا دودھ پیا تو اس سے کچھ نہیں ہوتا وہ آپس میں بھائی بہن نہیں ہوئے۔

مسئلہ: جوان مرد نے اپنی بیوی کا دودھ پی لیا تو وہ حرام نہیں ہوئی البتہ بہت گناہ ہوا، کیونکہ دو برس کے بعد دودھ پینا بالکل حرام ہے۔

مسئلہ: ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے دونوں نے ایک ہی عورت کا دُودھ پیا ہے تو ان میں نکاح نہیں ہو سکتا خواہ ایک ہی زمانہ میں پیا ہو یا ایک نے پہلے، دوسرے نے کئی برس بعد، دونوں کا ایک حکم ہے۔

مسئلہ: ایک لڑکی نے باقر کی بیوی کا دودھ پیا تو اس لڑکی کا نکاح نہ تو باقر سے ہو سکتا ہے نہ اس کے باپ دادا کے ساتھ، نہ باقر کی اولاد کے ساتھ بلکہ باقر کی جو اولاد دوسری بیوی سے ہے اس سے بھی درست نہیں۔

مسئلہ: عباس نے خدیجہ کا دودھ پیا، اور خدیجہ کا شوہر قادر ہے۔

ایک دوسری بی بی زینب تھی جس کو طلاق مل چکی ہے تو اب زینب بھی عباس سے نکاح نہیں کر سکتی کیونکہ عباس زینب کے میاں کی اولاد ہے، اور میاں کی اولاد سے نکاح درست نہیں، اسی طرح اگر عباس اپنی عورت کو چھوڑ دے تو وہ عورت قادر کے ساتھ نکاح نہیں کر سکتی، کیونکہ وہ اس کا خسر ہوا، اور قادر کی بہن اور عباس کا نکاح نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ دونوں پھوپھی بھتیجے ہوئے، چاہے وہ قادر کی سگی بہن ہو یا دودھ شریک بہن دونوں کا ایک حکم ہے، البتہ عباس کی بہن سے قادر نکاح کر سکتا ہے۔ **مسئلہ:** عباس کی ایک بہن ساجدہ ہے، ساجدہ نے ایک عورت کا دودھ پیا۔ لیکن عباس نے نہیں پیا، تو اس دودھ پلانے والی عورت کا نکاح عباس سے ہو سکتا ہے۔ **مسئلہ:** عباس کے لڑکے نے زاہدہ کا دودھ پیا تو زاہدہ کا نکاح عباس سے ہو سکتا ہے۔

مسئلہ: قادر اور ذاکر دو بھائی ہیں اور ذاکر کی ایک دودھ شریک بہن ہے تو قادر کے ساتھ اس کا نکاح ہو سکتا ہے البتہ ذاکر کے ساتھ نہیں ہو سکتا۔

مسئلہ: عورت کا دودھ کسی دوا میں ڈالنا جائز نہیں اور اگر ڈال دیا تو اب اس کا کھانا اور لگانا جائز نہیں بلکہ حرام ہے۔ اسی طرح دوا کے لئے آنکھ میں یا کان میں دودھ ڈالنا بھی جائز نہیں۔ خلاصہ یہ کہ عورت کے دودھ سے کسی طرح کا نفع اُٹھانا اور اس کو اپنے کام میں لانا درست نہیں۔

طلاق کا بیان

مسئلہ: جو شوہر جوان ہو چکا ہو، اور دیوانہ پاگل نہ ہو اس کے طلاق دینے سے طلاق پڑ جائے گی اور جو لڑکا ابھی جوان نہیں ہوا، اور دیوانہ پاگل جس کی عقل ٹھیک نہیں، ان دونوں کے طلاق دینے سے طلاق نہیں پڑتی۔

مسئلہ: سوتے ہوئے آدمی کے منہ سے نکلا کہ تجھ کو طلاق ہے۔ یا یوں کہہ دیا کہ میری بیوی کو طلاق تو اس بڑبڑانے سے طلاق نہ پڑے گی۔

مسئلہ: کسی نے زبردستی کسی سے طلاق دلوا دی، بہت مارا، کوٹا، دھمکایا

کہ طلاق دے دے نہیں تو تجھ کو مار ڈالوں گا۔ اس مجبوری سے اس نے طلاق دے دی تب بھی طلاق پڑ گئی۔ **مسئلہ:** کسی نے شراب وغیرہ کے نشے میں اپنی بیوی کو طلاق دے دی جب ہوش آیا تو پشیمان ہوا تب بھی طلاق پڑ گئی، اسی طرح غصے میں طلاق دینے سے بھی طلاق پڑ جاتی ہے۔

مسئلہ: شوہر کے سوا کسی اور کو طلاق دینے کا اختیار نہیں ہے البتہ اگر شوہر نے کہہ دیا ہو کہ تو اس کو طلاق دیدے تو وہ بھی دے سکتا ہے۔

طلاق دینے کا بیان

مسئلہ: طلاق دینے کا اختیار فقط مرد کو ہی ہے جب مرد نے طلاق دے دی تو پڑ گئی، عورت کا اس میں کچھ بس نہیں چاہے منظور کرے چاہے نہ کرے، ہر طرح طلاق ہو گئی اور عورت اپنے مرد کو طلاق نہیں دے سکتی۔

مسئلہ: مرد کو فقط تین طلاق دینے کا اختیار ہے اس سے زیادہ کا اختیار نہیں۔ اگر چار یا پانچ طلاقیں دیدے تب بھی تین ہی طلاقیں ہوئیں۔

مسئلہ: جب مرد نے زبان سے کہہ دیا کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی اور اتنی زور سے کہا کہ خود ان الفاظ کو سن لیا بس اتنا کہتے ہی طلاق پڑ گئی، چاہے کسی کے سامنے کہے، چاہے تنہائی میں، اور چاہے بیوی سنے یا نہ سنے ہر حال میں طلاق ہو گئی۔ **مسئلہ:** طلاق تین قسم کی ہے۔ (۱) ایک تو ایسی طلاق جس میں نکاح بالکل ٹوٹ جاتا ہے اور اب بے نکاح کیئے اس کے پاس رہنا جائز نہیں۔ اگر پھر اسی کے ساتھ رہنا چاہے اور مرد بھی اس کے رکھنے پر راضی ہو تو پھر سے نکاح کرنا ضروری نہیں بے نکاح کیئے بھی اس کو رکھ سکتا ہے۔ پھر میاں بی بی کی طرح رہنے لگیں تو درست ہے۔ البتہ اگر مرد طلاق دینے کے بعد بھی اس پر قائم رہا اور اس سے نہیں پھرا تو جب طلاق کی عدت گزر جائے گی تب نکاح ٹوٹ جائے گا، اور عورت جدا ہو جائے گی، اور جب تک عدت نہ گزرے تب تک رکھنے نہ رکھنے دونوں باتوں کا اختیار ہے۔ ایسی طلاق کو رجعی طلاق کہتے ہیں۔ البتہ اگر تین طلاقیں

دیدیں تو اب اختیار نہیں۔ **مسئلہ:** طلاق دینے کی دو قسمیں ہیں، ایک یہ کہ صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ میں نے تجھ کو طلاق دیدی یا یوں کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔ غرض کہ ایسی صاف بات کہہ دی جس میں طلاق دینے کے سوا کوئی اور معنی نہیں نکل سکتے ایسی طلاق کو صریح طلاق کہتے ہیں۔ دوسری قسم یہ کہ صاف لفظ نہیں کہے ایسے گول گول لفظ کہے جن سے طلاق کا مطلب بھی نکل سکتا ہے اور طلاق کے سوا اور دوسرے معنی بھی نکل سکتے ہیں، جیسے کوئی کہے کہ میں نے تجھ کو دُور کر دیا تو اس کا مطلب ایک تو یہ ہے کہ میں نے تجھ کو طلاق دے دی، دوسرا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ طلاق نہیں دی لیکن اب تجھ کو اپنے پاس نہیں رکھوں گا۔ ہمیشہ اپنے میکے میں پڑی رہ تیری خبر نہ لونگا یا یوں کہے کہ مجھ سے تجھ سے کچھ مطلب نہیں تو مجھ سے جُدا ہوگئی، میں نے تجھ کو الگ کر دیا، جُدا کر دیا، میرے گھر سے چلی جا نکل جا، ہٹ دُور ہو، اپنے ماں باپ کے سر جا کے بیٹھ، اپنے گھر جا میرا تیرا نباہ نہ ہو گا، اسی طرح کے اور الفاظ جن میں دونوں مطلب نکل سکتے ہیں ایسی طلاق کو کنایہ کہتے ہیں۔

مسئلہ: اگر صاف صاف لفظوں میں طلاق دی تو زبان سے نکلتے ہی طلاق پڑ گئی، چاہے طلاق دینے کی نیت ہو، چاہے نہ ہو بلکہ ہنسی اور دل لگی میں کہا ہو، ہر طرح ہو گئی، اور صاف لفظوں میں طلاق دینے سے تیسری قسم کی طلاق پڑتی ہے یعنی عدت کے ختم ہونے تک اس کے رکھنے نہ رکھنے کا اختیار ہے اور ایک مرتبہ کہنے سے ایک ہی طلاق پڑے گی نہ دو پڑیں گی نہ تین، البتہ اگر تین دفعہ کہے یا یوں کہے کہ تجھ کو تین طلاق دیں تو تین طلاقیں پڑیں۔

مسئلہ: کسی نے ایک طلاق دی تو جب تک عورت عدت میں رہے تب تک دوسری اور تیسری طلاق اور دینے کا اختیار رہتا ہے اگر دے گا تو پڑ جائے گی۔

مسئلہ: کسی نے یوں کہا کہ تجھ کو طلاق دیدوں گا تو اس سے طلاق نہیں ہوئی اسی طرح اگر کسی بات پر یوں کہا کہ اگر فلاں کا کام کرے گی تو طلاق دیدوں گا، تب بھی طلاق نہیں ہوئی چاہے وہ کام کرے چاہے نہ کرے، ہاں اگر یوں کہہ دے کہ فلانا کام کرے تو طلاق ہے تو اس کے کر لینے سے طلاق پڑ جائے گی۔

مسئلہ: کسی نے اپنی بیوی کو طلاقاً کہہ کر پکارا تب بھی طلاق پڑ گئی اگرچہ

ہنسی میں کہا ہو۔ مسئلہ: کسی نے کہا جب تو لکھنو جائے تو تجھ کو طلاق ہے تو جب تک لکھنو نہ جائے گی طلاق نہ پڑے گی۔ جب وہاں جائے گی تب پڑ جائے گی۔

مسئلہ: اور اگر صاف صاف طلاق نہیں دی بلکہ گول گول الفاظ کہے اور اشارہ کنایہ سے طلاق دی تو ان لفظوں کے کہنے کے وقت اگر طلاق دینے کی نیت تھی تو طلاق ہو گئی، اور اول قسم کی یعنی بائن طلاق ہوئی اب بے نکاح کیے نہیں کہ سکتا، اور اگر طلاق کی نیت نہ تھی بلکہ دوسرے معنی کے اعتبار سے کہا تھا تو طلاق نہیں ہوئی۔ البتہ قرینہ سے معلوم ہو جائے کہ طلاق ہی دینے کی نیت تھی اب وہ جھوٹ بکتا ہے تو اب عورت اس کے پاس نہ رہے اور یہی سمجھے کہ مجھے طلاق مل گئی جیسے بیوی نے غصہ میں کہا کہ میرا تیرا نباہ نہ ہوگا، مجھ کو طلاق دیدے، اس نے کہا اچھا میں نے چھوڑ دیا تو یہاں عورت یہی سمجھے کہ مجھے طلاق دیدی۔ مسئلہ: کسی نے تین دفعہ کہا تجھ کو طلاق، طلاق، طلاق تو تینوں طلاقیں پڑ گئیں یا گول الفاظ میں تین مرتبہ کہا تب بھی تین پڑ گئیں۔

رخصتی سے پہلے طلاق ہو جانے کا بیان

مسئلہ: ابھی میاں کے پاس نہ جانے پائی تھی کہ اس نے طلاق دیدی یا رخصتی تو ہو گئی لیکن ابھی میاں بی بی میں ویسی تنہائی نہیں ہونے پائی جو شرع میں معتبر ہے۔ تنہائی ویکجائی ہونے سے پہلے ہی طلاق دیدی، تو طلاق بائن پڑی چاہے صاف لفظوں میں دی یا گول لفظوں میں۔ ایسی عورت کو جب طلاق دی جائے تو پہلی قسم یعنی طلاق بائن پڑتی ہے اور ایسی عورت کے لئے طلاق کی عدت بھی کچھ نہیں ہے، طلاق ملنے کے بعد فوراً دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے اور ایسی عورت کو ایک طلاق دینے کے بعد اب دوسری تیسری طلاق دینے کا بھی اختیار نہیں اگر دے گا تو نہ پڑے گی۔ البتہ اگر پہلے ہی دفعہ یوں کہہ دے کہ تجھ کو دو طلاقیں یا تین طلاق تو جتنی دی ہیں سب پڑ گئیں اور اگر یوں کہا کہ تجھ کو طلاق ہے، طلاق ہے تب بھی ایسی عورت کو ایک ہی طلاق پڑے گی۔

مسئلہ: اگر میاں بیوی میں تنہائی ویکجائی ہو چکی ہو یا ابھی نہ ہوئی ہو ایسی عورت کو صاف صاف لفظوں میں طلاق دینے سے طلاق رجعی پڑتی ہے۔ جس میں

بے نکاح کئے بھی رکھ لینے کا اختیار ہوتا ہے اور گول لفظوں سے بائن طلاق پڑتی ہے عدت بھی بیٹھنا پڑے گی بغیر عدت پوری کئے دوسرے شخص سے نکاح نہیں کرسکتی اور عدت کے اندر اس کا مرد دوسری اور تیسری طلاق بھی دے سکتا ہے۔

تین طلاق دینے کا بیان

مسئلہ: اگر کسی نے اپنی عورت کو تین طلاقیں دیدیں تو اب وہ عورت اس مرد کے لئے حرام ہو گئی۔ اب اگر پھر سے نکاح کرلے تب بھی عورت کو اس مرد کے پاس رہنا حرام ہے اور یہ نکاح نہیں ہوا چاہے صاف لفظوں میں تین طلاقیں دی ہوں یا گول لفظوں میں سب کا ایک حکم ہے۔

مسئلہ: تین طلاقیں ایک دم سے دیدیں جیسے یوں کہہ دیا۔ تجھ کو تین طلاق یا یوں کہا کہ تجھ کو طلاق ہے، طلاق ہے، طلاق ہے۔ یا الگ کرکے تین طلاق دیں جیسے ایک آج دی، ایک کل، ایک پرسوں، یا ایک اس مہینے میں، ایک دوسرے مہینے میں، ایک تیسرے مہینے میں یعنی عدت کے اندر اندر تینوں طلاقیں دیدیں، سب کا ایک حکم ہے، اور صاف لفظوں میں طلاق دے کر پھر روک رکھنے کا اختیار اس وقت ہوتا ہے جب تین دن کے اندر تینوں طلاقیں دیدیں۔ سب کا ایک حکم ہے اور صاف لفظوں میں طلاق دیکر پھر روک رکھنے کا اختیار اس وقت ہوتا ہے جب تین طلاقیں نہ دے فقط ایک یا دو دے، جب تین طلاقیں دیدیں تو اب کچھ نہیں ہو سکتا۔

مسئلہ: کسی نے اپنی عورت کو ایک طلاق رجعی دی پھر میاں راضی ہو گیا اور روک رکھا، پھر دو چار برس میں کسی بات پر غصہ آیا تو ایک طلاق رجعی اور دیدی جس میں روک رکھنے کا اختیار ہوتا ہے پھر جب غصہ اترا تو روک رکھا اور نہیں چھوڑا، یہ دو طلاقیں ہو چکیں۔ اب اس کے بعد اگر کبھی ایک طلاق اور دیدے گا تو تین پوری ہو جائیں گی۔ اور اس کا وہی حکم ہو گا کہ بے دوسرا خاوند کئے اس مرد سے نکاح نہیں ہو سکتا، اسی طرح اگر کسی نے طلاق بائن دی جس میں روک رکھنے کا اختیار نہیں ہوتا نکاح ٹوٹ جاتا ہے پھر پشیمان ہوا، اور میاں بیوی نے راضی ہو کر پھر سے نکاح پڑھوا لیا کچھ زمانہ کے بعد پھر

غصہ آیا اور ایک طلاق بائن دے دی اور غصہ اترنے کے بعد پھر نکاح پڑھوالیا یہ دو طلاقیں ہوئیں، اب تیسری دفعہ اگر طلاق دے گا تو پھر وہی حکم ہے کہ بے دوسرا خاوند کیئے اس سے نکاح نہیں کر سکتی۔

مسئلہ: (تین طلاق کے بعد) اگر پھر اسی مرد کے ساتھ رہنا چاہے اور نکاح کرنا چاہے تو اس کی فقط ایک صورت ہے وہ یہ کہ پہلے کسی اور مرد سے نکاح کر کے ہم بستر ہو، پھر وہ دوسرا مرد جب مرجائے یا طلاق دے دے تو عدت پوری کر کے پہلے خاوند سے نکاح کر سکتی ہے، بے دوسرا خاوند کیئے پہلے خاوند سے نکاح نہیں کر سکتی اگر دوسرا خاوند تو کیا لیکن ابھی وہ صحبت نہ کرنے پایا تھا کہ مرگیا یا صحبت کرنے سے پہلے ہی طلاق دے دی تو اس کا کچھ اعتبار نہیں پہلے مرد سے جب ہی نکاح ہو سکتا ہے کہ جب دوسرے مرد نے صحبت بھی کی ہو بغیر اس کے پہلے مرد سے نکاح درست نہیں۔

مسئلہ: اگر دوسرے مرد سے اس شرط پر نکاح ہوا کہ صحبت کر کے عورت کو چھوڑ دے گا تو اس اقرار لینے کا اعتبار نہیں اس کو اختیار ہے چاہے چھوڑے یا نہ چھوڑے اور جب جی چاہے چھوڑے اور یہ اقرار کر کے نکاح کرنا بہت گناہ اور حرام ہے اگر اس نکاح کے بعد دوسرے خاوند نے صحبت کر کے چھوڑ دیا یا مرگیا تو پہلے خاوند کے لئے حلال ہو جائے گی۔

کسی شرط پر طلاق دینے کا بیان

مسئلہ: نکاح کرنے سے پہلے کسی عورت کو کہا اگر میں تجھ سے نکاح کروں تو تجھ کو طلاق ہے تو جب اس عورت سے نکاح کرے گا تو نکاح کرتے ہی طلاق بائن پڑ جائے گی اب بے نکاح کیئے اس کو نہیں رکھ سکتا اور اگر یوں کہا ہو کہ اگر تجھ سے نکاح کروں تو تجھ پر دو طلاق بائن اور اگر تین طلاق کو کہا تھا تو تینوں پڑ گئیں اب طلاق مغلظہ ہو گئی۔

مسئلہ: نکاح ہوتے ہی جب طلاق اس پر پڑ گئی تو اس نے اسی عورت سے پھر نکاح کر لیا تو اب اس دوسرے نکاح کرنے سے طلاق نہ پڑے گی، ہاں اگر یوں کہا ہو کہ جتنی دفعہ تجھ سے نکاح کروں ہر مرتبہ تجھ کو طلاق ہے، تو جب نکاح کرے گا ہر دفعہ طلاق پڑ جایا کرے گی، اب اس عورت کو رکھنے کی کوئی صورت نہیں، دوسرا

خاوند کرکے اگر اس مرد سے نکاح کرے گی تب بھی طلاق پڑ جائے گی

مسئلہ: کسی نے کہا جس عورت سے نکاح کروں اس کو طلاق دوں تو جس عورت سے نکاح کرے گا اس پر طلاق پڑ جائے گی۔

مسئلہ: اگر اپنی بیوی سے کہا اگر فلانا کام کرے تو تجھ کو طلاق، اگر تو میرے پاس سے جائے تو تجھ کو طلاق، اگر تو اس گھر میں جائے تو تجھ کو طلاق یا کسی اور بات کے ہونے پر طلاق دی تو جب وہ کام کرے گی تب طلاق پڑ جائے گی اگر نہ کرے گی تو نہ پڑے گی اور طلاق رجعی پڑے گی جس میں بے نکاح بھی روک رکھنے کا اختیار ہوتا ہے۔ البتہ اگر گول گول لفظ کہتا ہے جیسے یوں کہے اگر فلانا کام کرے گی تو مجھ سے تجھ سے کوئی واسطہ نہیں تو جب وہ کام کرے گی تب طلاق بائن پڑے گی بشرطیکہ مرد نے اس لفظ کے کہتے وقت طلاق کی نیت کی ہو **مسئلہ:** اگر یوں کہا اگر فلانا کام کرے تو تجھ کو دو طلاقیں یا تین طلاق تو جتنی طلاقیں کہیں اتنی پڑیں گی۔

مسئلہ: عورت نے گھر سے باہر جانے کا ارادہ کیا مرد نے کہا کہ ابھی مت جاؤ، عورت نہ مانی اس پر مرد نے کہا کہ اگر تو باہر جائے تو تجھ کو طلاق ہے تو اس کا حکم یہ ہے کہ ابھی باہر جائے گی تو طلاق پڑے گی اور اگر ابھی نہ گئی کچھ دیر میں گئی تو طلاق نہ پڑیگی کیونکہ اس کا مطلب یہ تھا کہ ابھی نہ جاؤ پھر جانا۔ یہ مطلب نہیں کہ عمر بھر کبھی نہ جانا۔

بیمار کے طلاق دینے کا بیان

مسئلہ: بیماری کی حالت میں کسی نے اپنی عورت کو طلاق دیدی پھر عورت کی عدت ابھی ختم نہ ہونے پائی تھی کہ اسی میں وہ مر گیا تو شوہر کے مال میں سے جتنا بیوی کا حصہ ہوتا ہے اتنا عورت کو بھی ملے گا، چاہے ایک طلاق دی ہو یا دو، تین اور چاہے طلاق رجعی دی ہو یا بائن، سب کا ایک حکم ہے اگر عدت ختم ہو چکی تھی تب وہ مرا تو حصہ نہ پائے گی اسی طرح اگر مرد اسی بیماری میں نہیں مرا بلکہ اس سے اچھا ہو گیا تھا۔ پھر بیمار ہو گیا اور مر گیا تب بھی حصہ نہ پائے گی۔ چاہے عدت ختم ہو چکی ہو یا نہ ہوئی ہو۔

مسئلہ: عورت نے طلاق مانگی تھی اس لئے مرد نے طلاق دیدی تب بھی

عورت حصہ پانے کی مستحق نہیں چاہے عدت کے اندر مرے یا عدت کے بعد۔ دونوں کا ایک حکم ہے۔ **مسئلہ:** بیماری کی حالت میں عورت سے کہا کہ اگر تو گھر سے باہر جائے تو تجھ کو بائن طلاق ہے۔ پھر عورت باہر گئی اور طلاق بائن پڑ گئی تو اس صورت میں حصہ نہ پائے گی کہ اس نے خود ایسا کام کیوں کیا جس سے طلاق پڑی اور اگر یوں کہا کہ اگر تو کھانا کھائے تو تجھ کو طلاق بائن ہے۔ یا یوں کہا کہ اگر تو نماز پڑھے تو تجھ کو طلاق بائن ہے ایسی صورت میں اگر وہ عدت کے اندر مر جائے گا تو عورت کو حصہ ملے گا کیونکہ عورت کے اختیار سے طلاق نہیں پڑی۔ کھانا کھانا اور نماز پڑھنا تو ضروری ہے۔

مسئلہ: کسی بھلے چنگے آدمی نے کہا کہ جب تو گھر سے باہر نکلے تو تجھ کو طلاق بائن ہے پھر جس وقت وہ گھر سے باہر نکلی اس وقت وہ بیمار تھا اور اسی بیماری میں عدت کے اندر مر گیا تب بھی حصہ نہ پائے گی۔

مسئلہ: تندرستی کے زمانہ میں کہا جب تیرا باپ پردیس سے آئے تو تجھ کو طلاق بائن ہے۔ جب وہ پردیس سے آیا اس وقت مرد بیمار تھا اور اسی بیماری میں مر گیا تو حصہ نہ پائے گی اور اگر بیماری کی حالت میں یہ کہا ہو، اور اسی بیماری میں عدت کے اندر مر گیا تو حصہ پائے گی۔

طلاق رجعی میں رجعت کر لینے کا بیان

مسئلہ: جب کسی نے رجعی ایک یا دو طلاقیں دیں تو عدت ختم ہونے سے پہلے پہلے مرد کو اختیار ہے کہ اس کو روک رکھے پھر سے نکاح کرنے کی ضرورت نہیں اور چاہے عورت راضی ہو یا نہ ہو اس کو کچھ اختیار نہیں ہے اور اگر تین طلاقیں دیدیں تو اس کا حکم اوپر بیان ہو چکا ہے۔ اس میں اختیار نہیں ہے۔

مسئلہ: رجعت کر لینے یعنی روک رکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ یا تو صاف صاف زبان سے کہہ دے کہ میں تجھ کو پھر سے رکھے لیتا ہوں، تجھ کو نہ چھوڑوں گا، یا یوں کہہ دے کہ میں اپنے نکاح میں تجھ کو رجوع کرتا ہوں، یا عورت سے نہیں کہا کسی اور سے کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو پھر سے رکھ لیا اور طلاق سے باز آیا بس اتنا کہنے

سے پھر وہ اس کی بیوی ہو گئی۔

مسئلہ: جب عورت کو روک رکھنا منظور ہو تو بہتر ہے کہ دو چار لوگوں کو گواہ بنالے کہ شاید کبھی کچھ جھگڑا پڑے تو کوئی مکر نہ سکے اگر کسی کو گواہ نہ بنایا یا تنہائی میں ایسا کرلیا تب بھی صحیح ہے مطلب تو حاصل ہی ہو گیا۔

مسئلہ: اگر عورت کی عدت گزر چکی تب ایسا کرنا چاہا تو کچھ نہیں ہو سکتا اب اگر عورت منظور کرے اور راضی ہو تو پھر سے نکاح کرنا پڑے گا، بے نکاح کئے نہیں رکھ سکتا۔ اگر وہ رکھے بھی تو عورت کو اس کے پاس رہنا درست نہیں۔

مسئلہ: جس عورت کو ایک یا دو طلاق رجعی ملی ہوں جس میں مرد کو طلاق سے باز آنے کا اختیار ہوتا ہے ایسی عورت کو مناسب ہے کہ خوب بناؤ سنگار کرکے رہا کرے کہ شاید مرد کا جی اس کی طرف جھک پڑے اور رجعت کرلے اور مرد کا قصد اگر باز آنے کا نہ ہو تو اس کو مناسب ہے کہ جب گھر میں آئے کھانس کھنکار کے آئے کہ وہ اپنا بدن کچھ کھلا ہو تو ڈھک لے اور کسی بے موقعہ جگہ نگاہ نہ پڑے، اور جب عدت پوری ہو چکے تو عورت کہیں اور جگہ جاکے رہے۔

مسئلہ: اگر ابھی رجعت نہ کی ہو تو اس عورت کو اپنے ساتھ سفر میں لے جانا جائز نہیں اور اس عورت کو اس کے ساتھ جانا بھی درست نہیں۔

مسئلہ: جس عورت کو ایک طلاق یا دو طلاق بائن دے دیں جس میں روک رکھنے کا اختیار نہیں ہوتا اس کا حکم یہ ہے کہ اگر کسی اور مرد سے نکاح کرنا چاہے تو عدت کے بعد نکاح کرے، عدت کے اندر نکاح درست نہیں اور خود اسی سے نکاح منظور ہو تو عدت کے اندر بھی ہو سکتا ہے۔

مسئلہ: رجعت کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ زبان سے تو کچھ کہا نہیں لیکن اس سے صحبت کرلی یا اس کا بوسہ لیا، پیار کیا یا جوانی کی خواہش کے ساتھ اس کو ہاتھ لگایا تو ان سب صورتوں میں پھر وہ اس کی بیوی ہو گئی پھر سے نکاح کرنے کی ضرورت نہیں۔ **مسئلہ:** جس عورت کو حیض آتا ہو اس کے لئے طلاق کی عدت تین حیض ہیں۔ جب تین حیض پورے ہو چکیں تو عدت گذر چکی۔ جب یہ بات معلوم

ہو گئی تو اب سمجھو کہ تیسرا حیض پورے دس دن آیا ہے تب جس وقت خون بند ہوا اور دس روز پورے ہوئے اس وقت عدت ختم ہو گئی اور روک رکھنے کا جو اختیار مرد کو تھا جاتا رہا۔ چاہے عورت نہا چکی ہو یا ابھی نہیں نہائی ہو اس کا کچھ اعتبار نہیں۔ اور اگر تیسرا حیض دس دن سے کم آیا اور خون بند ہو گیا لیکن ابھی عورت نے غسل نہیں کیا اور نہ کوئی نماز اس کے اوپر واجب ہوئی تو اب بھی مرد کا اختیار باقی ہے۔ اب بھی اپنے قصد سے باز آئے گا تو پھر اس کی بیوی بن جائے گی۔ البتہ اگر اس نے خون بند ہونے پر غسل کر لیا تو غسل تو نہیں کیا لیکن ایک نماز کا وقت گذر گیا یعنی ایک نماز کی قضا اس کے ذمے واجب ہو گئی ان دونوں صورتوں میں مرد کا اختیار جاتا رہا۔ اب بے نکاح کئے نہیں رکھ سکتا۔

مسئلہ: جس عورت سے ابھی صحبت نہ کی ہو خواہ تنہائی ہو چکی ہو اس کو ایک طلاق دینے سے روک رکھنے کا اختیار نہیں رہتا کیونکہ اس کو جو طلاق دی جائے بائن پڑتی ہے۔ **مسئلہ:** اگر دونوں ایک جگہ تنہائی میں تو رہے لیکن مرد کہتا ہے کہ میں نے صحبت نہیں کی پھر اس اقرار کے بعد طلاق دیدی تو اب طلاق سے باز آنے کا اختیار اس کو نہیں۔

بیوی کے پاس نہ جانے کی قسم کھانے کا بیان

مسئلہ: جس نے قسم کھالی اور یوں کہہ دیا کہ خدا کی قسم اب صحبت نہ کروں گا خدا کی قسم تجھ سے کبھی صحبت نہ کروں گا، قسم کھاتا ہوں کہ تجھ سے صحبت نہ کروں گا، یا کسی اور طرح کہا تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر اس نے صحبت نہ کی تو چار مہینے گذرنے پر عورت پر طلاق بائن پڑ جائے گی۔ اب بے نکاح کئے میاں بی بی کی طرح نہیں رہ سکتے اور اگر چار مہینے کے اندر ہی اندر اس نے قسم توڑ ڈالی اور صحبت کر لی تو طلاق نہ پڑے گی البتہ قسم توڑنے کا کفارہ دینا پڑے گا۔ ایسی قسم کھانے کو شرع میں ایلاء کہتے ہیں۔

مسئلہ: ہمیشہ کے لئے صحبت نہ کرنے کی قسم نہیں کھائی بلکہ چار مہینے کے لئے قسم کھائی اور یوں کہا خدا کی قسم چار مہینے تک تجھ سے صحبت نہ کروں گا تو اس سے ایلاء ہو گیا اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر چار مہینے تک صحبت نہ کرے گا تو طلاق بائن پڑ جائے

گی اور اگر چار مہینے سے پہلے صحبت کرے تو قسم کا کفارہ دے۔

مسئلہ: اگر چار مہینے سے کم کے لئے قسم کھائی تو اس کا کچھ اعتبار نہیں اس سے ایلاء نہ ہوگا۔ چار مہینے سے ایک دن بھی کم کر کے قسم کھائے تب بھی ایلاء نہ ہوگا۔ البتہ جتنے دنوں کی قسم کھائی ہے اتنے دنوں سے پہلے صحبت کرے گا تو قسم توڑنے کا کفارہ دینا پڑے گا اور اگر صحبت نہ کی تو عورت کو طلاق نہ پڑے گی اور قسم بھی پوری رہے گی۔ **مسئلہ:** کسی نے فقط چار مہینے کے لئے قسم کھائی پھر اپنی قسم نہیں توڑی اس لئے چار مہینے کے بعد طلاق پڑ گئی اور طلاق کے بعد پھر اسی مرد سے نکاح ہو گیا تو اب اس نکاح کے بعد اگر چار مہینے تک صحبت نہ کرے تو کچھ حرج نہیں اب کچھ نہ ہوگا۔

مسئلہ: اگر عورت کو طلاق بائن دیدی پھر اس سے صحبت نہ کرنے کی قسم کھالی تو ایلاء نہیں ہوا اب پھر سے نکاح کرنے کے بعد اگر صحبت نہ کرے تو طلاق نہ پڑے گی لیکن جب صحبت کرے گا تو قسم توڑنے کا کفارہ دینا پڑے گا۔ اگر طلاق رجعی دے دینے کے بعد عدت کے اندر ایسی قسم کھائی تو ایلاء ہو گیا۔ اب اگر رجعت کرے اور صحبت نہ کرے تو چار مہینے کے بعد طلاق پڑ جائے گی اور اگر صحبت کرے تو قسم کا کفارہ دے۔

مسئلہ: خدا کی قسم نہیں کھائی بلکہ یوں کہا اگر تجھ سے صحبت کروں تو تجھ کو طلاق ہے۔ تب بھی ایلاء ہو گیا۔ صحبت کرے گا تو رجعی طلاق پڑ جائے گی اور قسم کا کفارہ اس صورت میں دینا پڑے گا اور اگر صحبت نہ کی تو چار مہینے کے بعد طلاق بائن پڑ جائے گی۔

بیوی کو ماں کے برابر کہنے کا بیان

کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ تو میری ماں کے برابر ہے۔ یا یوں کہا کہ تو میرے لئے ماں کی برابر ہے، تو میرے حساب سے ماں کے برابر ہے، اب تو میرے نزدیک ماں کے مثل ہے، ماں کی طرح ہے، تو دیکھو اس کا کیا مطلب ہے۔ اگر یہ مطلب لیا کہ تعظیم میں بزرگی میں ان کے برابر ہے یا یہ مطلب لیا کہ تو بالکل بڑھیا ہے عمر میں میری ماں کے برابر ہے۔ تب تو اس کے کہنے سے کچھ نہیں ہوا۔ اسی طرح اگر اس نے کہتے وقت کچھ نیت نہیں کی اور کچھ مطلب نہیں لیا یوں ہی بک دیا تب بھی کچھ نہیں ہوا اور اگر اس

کہنے سے طلاق دینے اور چھوڑنے کی نیت کی ہے تو اس کو طلاق بائن پڑ گئی اور اگر طلاق دینے کی بھی نیت نہیں تھی اور عورت کو چھوڑنا بھی مقصود نہیں تھا بلکہ مطلب فقط اتنا ہے کہ اگرچہ تو میری بیوی ہے، اپنے نکاح سے تجھ کو الگ نہیں کرتا لیکن اب تجھ سے صحبت نہ کروں گا۔ تجھ سے صحبت کرنے کو اپنے اوپر حرام کر لیا۔ بس روٹی کپڑا لے اور پڑی رہ، اس کو شرع میں ظہار کہتے ہیں۔ اس کا حکم یہ ہے کہ وہ عورت رہے گی تو اسی کے نکاح میں لیکن مرد جب تک اس کا کفارہ نہ ادا کرے تب تک صحبت کرنا یا جوانی کی خواہش کے ساتھ ہاتھ لگانا، منہ چومنا، پیار کرنا حرام ہے۔ جب تک اس کا کفارہ نہ دے گا تب تک وہ عورت حرام رہے گی، چاہے جتنے برس گزر جائیں۔ جب مرد کفارہ دیدے تو دونوں میاں بی بی کی طرح رہیں پھر سے نکاح کرنے کی ضرورت نہیں اور اس کا کفارہ اسی طرح دیا جاتا ہے جس طرح روزہ توڑنے کا کفارہ دیا جاتا ہے۔

مسئلہ: اگر کفارہ دینے سے پہلے ہی صحبت کر لی تو بڑا گناہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ سے توبہ استغفار کرے اور اب سے پکا ارادہ کرے کہ اب بے کفارہ دیئے پھر کبھی صحبت نہ کروں گا اور عورت کو چاہیئے کہ جب تک مرد کفارہ نہ دے تب تک اس کو اپنے پاس نہ آنے دے۔ **مسئلہ:** اگر بہن کی برابر یا بیٹی یا پھوپھی یا اور کسی ایسی عورت کے برابر کہا جس کے ساتھ نکاح ہمیشہ ہمیشہ حرام ہوتا ہے تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ: کسی نے کہا کہ تو میرے لئے سوٗر کے برابر ہے تو اگر طلاق دینے اور چھوڑنے کی نیت تھی تب تو طلاق پڑ گئی اور اگر ظہار کی نیت کی تو کچھ نہیں ہوا، اسی طرح اگر کچھ نیت نہیں کی ہو تب بھی کچھ نہیں ہوا۔

مسئلہ: اگر ظہار میں چار مہینے یا اس سے زیادہ مدّت صحبت نہ کی اور کفارہ نہ دیا تو طلاق نہیں پڑی اس سے ایلاء نہیں ہوتا۔

مسئلہ: جب تک کفارہ نہ دے تب تک دیکھنا، بات چیت کرنا حرام نہیں البتہ پیشاب کی جگہ کو دیکھنا درست نہیں۔

مسئلہ: اگر ہمیشہ کے لئے ظہار نہیں کیا بلکہ کچھ مدّت مقرر کر دی جیسے یوں کہا، سال بھر کے لئے یا چار مہینے کے لئے تو میرے لئے ماں کے برابر ہے۔ تو جتنی مدّت

مقرر کی ہے اتنی مدت تک ظہار رہے گا اور اگر اس مدّت کے اندر صحبت کرنا چاہے تو کفارہ دے اور اگر اس مدت کے بعد صحبت کرے تو کچھ نہ دینا پڑے گا عورت حلال ہو جائیگی۔

مسئلہ: ظہار کا لفظ اگر کئی دفعہ کہے جیسے دو دفعہ یا تین دفعہ یہی کہا کہ تو میرے لئے ماں کے برابر ہے۔ تو جتنی دفعہ کہا ہے اتنے کفارے دینے پڑیں گے۔ البتہ اگر دوسری اور تیسری مرتبہ کہنے سے خوب مضبوط اور پکّے ہو جانے کی نیت کی ہو نئے سرے سے ظہار کرنا مقصود نہ ہو تو ایک ہی کفارہ دے۔

مسئلہ: اگر کئی عورتوں سے ایسا کہا تو جتنی بیبیاں ہوں اتنے کفارے دے۔

مسئلہ: اگر برابر کا لفظ نہیں کہا نہ مثل اور طرح کا لفظ کہا بلکہ یوں کہا کہ تو میری ماں ہے۔ یا یوں کہا کہ تو میری بہن ہے تو اس سے کچھ نہیں ہوا، عورت حرام نہیں ہوئی لیکن ایسا کہنا بُرا اور گناہ ہے۔

مسئلہ: اگر یوں کہا کہ تو میرے لئے ماں کی طرح حرام ہے۔ تو اگر طلاق دینے کی نیت ہو تو طلاق پڑے گی اور اگر ظہار کی نیت کی ہو یا کچھ نیت نہ کی ہو تو ظہار ہو جائے گا۔ کفارہ دے کر صحبت کرنا درست ہے۔

کفّارہ کا بیان

مسئلہ: ظہار کا کفارہ اسی طرح ہے جس طرح روزہ توڑنے کا کفارہ ہے۔ دونوں میں کچھ فرق نہیں۔ **مسئلہ:** طاقت ہو تو ساٹھ روزے لگاتار رکھے۔ بیچ میں کوئی روزہ چھوٹنے نہ پائے، اور جب تک روزے ختم نہ ہو چکیں تب تک عورت سے صحبت نہ کرے۔ اگر روزے ختم ہونے سے پہلے اسی عورت سے صحبت کرلی تو اب سب روزے پھر سے رکھے چاہے دن کو اس عورت سے صحبت کی ہو یا رات کو اور چاہے قصداً ایسا کیا ہو یا بھولے سے، سب کا ایک ہی حکم ہے۔

مسئلہ: اگر شروع مہینے یعنی پہلی تاریخ سے روزے رکھنا شروع کئے تو پورے دو مہینے روزے رکھ لے چاہے پورے ساٹھ دن ہوں اور تیس دن کا مہینہ ہو یا اس سے کم دن ہوں۔ دونوں طرح کفارہ ادا ہو جائے گا اور اگر پہلی

تاریخ سے روزے رکھنا نہیں شروع کیے تو پورے ساٹھ دن روزے رکھے۔

مسئلہ: اگر روزے کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو دو وقت کھانا کھلائے یا کچا اناج دیدے۔ اگر سب فقیروں کو ابھی نہیں کھلا چکا تھا کہ بیچ میں صحبت کرلی تو گناہ تو ہوا مگر اس صورت میں کفارہ دہرانا نہ پڑے گا۔

مسئلہ: کسی کے ذمے ظہار کے دو کفارے تھے۔ اس نے ساٹھ مسکینوں کو چار چار سیر گیہوں دے دیئے اور یہ سمجھا کہ ہر کفارے سے دو دو سیر دیتا ہوں۔ اس لئے دونوں کفارے ادا ہو گئے تب بھی ایک ہی کفارہ ادا ہوا۔ دوسرا کفارہ پھر دے اور اگر ایک کفارہ روزہ توڑنے کا تھا دوسرا ظہار، اس میں ایسا کیا تو دونوں ادا ہو گئے۔

لعان کا بیان

مسئلہ: جب کوئی اپنی بیوی کو زنا کی تہمت لگائے یا جو لڑکا پیدا ہوا اس کو کہے کہ یہ میرا لڑکا نہیں ہے، نہ معلوم کس کا ہے تو اس کا حکم یہ ہے کہ عورت قاضی اور شرعی حاکم کے پاس جائے اور فریاد کرے تو حاکم دونوں سے قسم لے پہلے شوہر سے اس طرح کہلائے۔ میں خدا کو گواہ کرکے کہتا ہوں کہ جو تہمت میں نے اس کو لگائی ہے اس میں میں سچا ہوں۔ چار دفعہ شوہر اسی طرح کہے، پھر پانچویں دفعہ کہے اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو۔ جب مرد پانچویں دفعہ کہہ چکے تو عورت چار دفعہ اس طرح کہے، میں خدا کو گواہ کرکے کہتی ہوں کہ اس نے جو تہمت مجھے لگائی ہے اس تہمت میں یہ جھوٹا ہے اور پانچویں مرتبہ کہے اگر اس تہمت کے لگانے میں یہ سچا ہو تو مجھ پر خدا کا غضب لوٹے۔ جب دونوں قسم کھالیں تو حاکم دونوں میں جدائی کرادے گا اور ایک طلاق بائن پڑ جائے گی اور اب یہ لڑکا باپ کا نہ کہا جائے گا۔ ماں کے حوالے کر دیا جائے گا اسی قسما قسمی کو شرع میں لعان کہتے ہیں۔

خُلع کا بیان

مسئلہ: اگر میاں بیوی میں کسی طرح کا نباہ نہ ہو سکے اور مرد طلاق بھی

نہ دیتا ہو تو عورت کو جائز ہے کہ کچھ مال دے کر یا اپنا مہر دے کر اپنے مرد سے کہے کہ اتنا روپیہ لے کر میری جان چھوڑ دے۔ اس کے جواب میں مرد کہے میں نے چھوڑ دی تو اس سے عورت پر ایک طلاق بائن پڑ گئی۔ روک رکھنے کا اختیار مرد کو نہیں ہے البتہ اگر مرد نے اسی جگہ بیٹھے بیٹھے جواب نہیں دیا بلکہ اُٹھ کھڑا ہوا یا مرد تو نہیں اُٹھا عورت اُٹھ کھڑی ہوئی تب مرد نے کہا اچھا میں نے چھوڑ دی تو اس سے کچھ نہیں ہوا۔ جواب و سوال دونوں ایک ہی جگہ ہونے چاہئیں۔ اس طرح جان چھڑانے کو شرع میں خُلع کہتے ہیں۔ **مسئلہ:** مرد نے کہا میں نے تجھ سے خُلع کیا، عورت نے کہا میں نے قبول کر لیا تو خلع ہو گیا۔ البتہ اگر عورت نے اسی جگہ جواب نہ دیا ہو، وہاں سے کھڑی ہو گئی ہو یا عورت نے قبول ہی نہیں کیا تو کچھ نہیں ہوا لیکن عورت اگر اپنی جگہ بیٹھی رہی اور مرد یہ کہہ کر اُٹھ کر کھڑا ہوا، اور عورت نے اس کے اُٹھنے کے بعد قبول کیا تب بھی خلع ہو گیا۔

مسئلہ: مرد نے فقط اتنا کہا کہ میں نے تجھ سے خلع کیا اور عورت نے قبول کر لیا روپے پیسے کا ذکر نہ مرد نے کیا نہ عورت نے تب بھی جو حق مرد کا عورت پر ہے اور جو حق عورت کا مرد پر ہے سب معاف ہو گیا۔ اگر مرد کے ذمے مہر باقی ہے تو وہ بھی معاف ہو گیا اور اگر عورت پا چکی ہے تو خیر، اب اس کا پھیرنا واجب نہیں۔ البتہ عدت ختم ہونے تک روٹی کپڑا اور رہنے کا گھر ابھی دینا پڑے گا۔ ہاں اگر عورت نے کہہ دیا ہو کہ عدت کا روٹی کپڑا اور رہنے کا گھر بھی تجھ سے نہ لوں گی تو وہ بھی معاف ہو گیا۔

مسئلہ: اور اگر اس کے ساتھ کچھ مال کا بھی ذکر کر دیا جیسے یوں کہا سنو روپے کے عوض میں نے تجھ سے خلع کیا پھر عورت نے قبول کر لیا تو خلع ہو گیا۔ اب عورت کے ذمے سنو روپے دینے واجب ہو گئے۔ اپنا مہر پا چکی ہو تب بھی سنو روپے دینے پڑیں گے اور اگر مہر ابھی نہ پایا ہو تب بھی دینے پڑیں گے اور مہر بھی نہ ملے گا کیونکہ وہ بوجہ خلع معاف ہو گیا۔ **مسئلہ:** خلع میں اگر قصور مرد کا ہو تو مرد کو روپیہ اور مال لینا یا جو مہر مرد کے ذمے ہے اس کے عوض میں خلع کرنا بڑا گناہ اور حرام ہے۔ اگر کچھ مال لے لیا تو اس کو اپنے خرچ میں لانا بھی حرام ہے۔ اگر عورت ہی کا قصور ہو تو جتنا مہر دیا ہے اس سے زیادہ نہ لینا چاہیے۔ بس مہر ہی کے عوض میں خلع کر لے

اگر مہر سے زیادہ لے لیا تو بھی خیر، بیچا تو ہوا لیکن کچھ گناہ نہیں۔

مسئلہ: عورت خلع کرنے پر راضی نہ تھی مرد نے اس پر زبردستی کی اور خلع کرنے پر مجبور کیا یعنی مار پیٹ کر، دھمکا کر خلع کیا تو طلاق پڑ گئی، لیکن مال عورت پر واجب نہیں اگر مرد کے ذمے مہر باقی ہو تو وہ بھی معاف نہیں ہوا۔

مسئلہ: مرد نے کہا میں نے سو روپے کے عوض میں طلاق دیدی تو عورت کے قبول کرنے پر موقوف ہے اگر نہ قبول کرے تو نہ پڑے گی اور اگر قبول کرے تو ایک طلاق بائن پڑ گئی لیکن اگر جگہ بدل جانے کے بعد قبول کیا تو طلاق نہیں پڑی۔

مسئلہ: عورت نے کہا کہ تین سو روپے کے عوض میں مجھ کو تین طلاق دیدے۔ اس پر مرد نے ایک ہی طلاق دی تو فقط ایک سو روپیہ مرد کو ملے گا۔ اور اگر دو طلاقیں دیں تو دو سو روپے اگر تینوں دیدیں تو پورے تین سو روپے عورت سے دلا دیئے جائیں گے۔ اور سب صورتوں میں طلاق بائن پڑے گی کیونکہ مال کا بدلہ ہے۔

شوہر کے لاپتہ ہو جانے کا بیان

جس کا شوہر بالکل لاپتہ ہو گیا ہو، معلوم نہیں زندہ ہے یا مر گیا۔ تو عورت اپنا دوسرا نکاح نہیں کر سکتی بلکہ انتظار کرتی رہے کہ شاید آجائے، جب انتظار کرتے کرتے اتنی مدّت گذر جائے کہ شوہر کی عمر نوّے برس کی ہو جائے تو اب حکم لگا دیں گے کہ وہ مر گیا ہو گا۔ سو اگر عورت ابھی جوان ہو اور نکاح کرنا چاہے تو شوہر کی عمر نوّے برس کی ہونے کے بعد عدت پوری کر کے نکاح کر سکتی ہے مگر شرط یہ ہے کہ اس لاپتہ مرد کے مرنے کا حکم کسی شرعی حاکم نے لگایا ہو[1]۔

عدّت کا بیان

مسئلہ: جب کسی کا میاں طلاق دیدے یا خلع وایلا وغیرہ کسی اور طرح سے نکاح ٹوٹ جائے یا شوہر مر جائے تو ان سب صورتوں میں تھوڑی مدّت

[1] اس کے متعلق جدید شرعی فتویٰ کتاب کے شروع میں ملاحظہ فرمائیں۔

تک عورت کو ایک گھر میں رہنا پڑتا ہے۔ جب تک یہ مدت ختم نہ ہو جائے تب تک کہیں اور نہیں جا سکتی نہ کسی اور مرد سے اپنا نکاح کر سکتی ہے۔ جب وہ مدت پوری ہو جائے تو جو جی چاہے کرے۔ اس مدت کے گذرنے کو عدت کہتے ہیں۔

مسئلہ: اگر میاں نے طلاق دیدی تو تین حیض آنے تک شوہر ہی کے گھر میں جس میں طلاق ملی ہے وہیں بیٹھی رہے اس گھر سے باہر نہ نکلے نہ دن کو نہ رات کو، نہ کسی دوسرے سے نکاح کرے۔ جب پورے تین حیض ختم ہو گئے تو عدت پوری ہو گئی۔ اب جہاں جی چاہے جائے۔ مرد نے خواہ ایک طلاق دی ہو یا دو، تین طلاقیں دی ہوں، اور طلاق بائن دی ہو یا رجعی سب کا ایک حکم ہے۔

مسئلہ: اگر چھوٹی لڑکی کو طلاق مل گئی جس کو ابھی حیض نہیں آتا یا اتنی بڑھیا ہے کہ اب حیض آنا بند ہو گیا ہے ان دونوں کی عدت تین مہینے ہے۔ تین مہینے بیٹھی رہے۔ اس کے بعد اختیار ہے جو چاہے کرے۔

مسئلہ: کسی لڑکی کو طلاق مل گئی اس نے مہینوں کے حساب سے عدت شروع کی پھر عدت کے اندر ہی ایک یا دو مہینے کے بعد حیض آگیا تو اب پورے تین حیض آنے تک بیٹھی رہے۔ جب تک تین حیض پورے نہ ہوں عدت ختم نہ ہو گی۔

مسئلہ: اگر کسی کو پیٹ ہے اور اسی زمانے میں طلاق مل گئی تو بچہ پیدا ہونے تک بیٹھی رہے۔ یہی اس کی عدت ہے۔ جب بچہ پیدا ہو گیا تو عدت ختم ہو گئی۔ طلاق ملنے کے تھوڑی دیر بعد میں بچہ پیدا ہو گیا تب بھی عدت ختم ہو گئی۔

مسئلہ: اگر کسی نے حیض کے زمانے میں طلاق دیدی تو جس حیض میں طلاق دی ہے اس حیض کا کچھ اعتبار نہیں، اس کو چھوڑ کر تین حیض اور پورے کرے۔

مسئلہ: طلاق کی عدت اس عورت پر ہے جس کو صحبت کے بعد طلاق ملی ہو یا صحبت تو ابھی نہیں ہوئی مگر میاں بیوی میں تنہائی و یکجائی ہو چکی ہے، تب طلاق ملی ہو۔ **مسئلہ:** عدت کے اندر کھانا کپڑا، اسی مرد کے ذمہ واجب ہے جس نے طلاق دی۔ **مسئلہ:** کسی نے اپنی عورت کو طلاق بائن دی یا تین طلاقیں دے دیں، پھر عدت کے اندر دھوکہ میں اس سے صحبت کر لی تو اب اس دھوکہ کی صحبت کی وجہ سے

ایک عدت اور واجب ہوگئی اب تین حیض اور پورے کرے، جب تین حیض اور گذر جائیں گے تو دونوں عدتیں ختم ہو جائیں گی۔

مسئلہ: مرد نے طلاق بائن دے دی اور جس گھر میں عدت بیٹھی ہے اسی میں وہ بھی رہتا ہے تو خوب اچھی طرح پردہ باندھ کر آڑ کرلے۔

موت کی عدت کا بیان

مسئلہ: کسی کا شوہر مر گیا تو وہ چار مہینے اور دس دن تک عدت بیٹھے۔ شوہر کے مرتے وقت جس گھر میں رہا کرتی تھی اسی گھر میں رہنا چاہیئے باہر نکلنا درست نہیں۔ البتہ اگر کوئی غریب عورت ہے جس کے پاس گذارے کے موافق خرچ نہیں۔ اس نے کھانے پکانے وغیرہ کی نوکری کرلی تو اس کو باہر جانا اور نکلنا درست ہے لیکن رات کو اپنے ہی گھر میں رہا کرے، چاہے صحبت ہو چکی ہو، یا نا ہو چکی ہو، اور چاہے حیض آتا ہو یا نہ آتا ہو۔ سب کا ایک حکم ہے البتہ اگر وہ عورت پیٹ سے تھی اس حالت میں شوہر مرا تو بچہ ہونے تک عدت بیٹھے۔ اب مہینوں کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔ اگر مرنے سے دو چار گھڑی بعد بچہ پیدا ہو گیا تب بھی عدت ختم ہو گئی گھر بھر میں جہاں جی چاہے رہے۔

مسئلہ: اگر کسی کا شوہر چاند کی پہلی تاریخ کو مرا، اور عورت کو حمل نہیں تو چاند کے حساب سے چار مہینے دس دن پورے کرے اور اگر پہلی تاریخ کو نہیں مرا ہے تو ہر مہینہ تیس تیس دن کا لگا کر چار مہینے دس دن پورے کرنا چاہیئے اور طلاق کی عدت کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر حیض نہیں آتا نہ پیٹ ہے اور چاند کی پہلی تاریخ کو طلاق مل گئی تو چاند کے حساب سے تین مہینے پورے کرلے، چاہے اُنتیس کا چاند ہو یا تیس کا اور اگر پہلی تاریخ کو طلاق نہیں ملی ہے تو ہر مہینہ تیس دن کا لگا کر تین مہینے پورے کرے۔

مسئلہ: کسی نے اپنی بیماری میں طلاق بائن دے دی اور طلاق کی عدت ابھی پوری نہ ہونے پائی تھی کہ وہ مر گیا تو دیکھو طلاق کی عدت بیٹھنے میں زیادہ دن لگیں گے یا موت کی عدت پوری کرنے میں۔ جس عدت میں زیادہ دن لگیں گے وہ عدت پوری کرے اور اگر بیماری میں طلاق رجعی دی ہے اور ابھی عدت طلاق نہ گزری تھی کہ شوہر مر گیا تو

اس پر وفات کی عدت لازم ہے۔

مسئلہ: کسی کا شوہر مر گیا مگر اس کو خبر نہیں ملی، چار مہینے دس دن گذر چکنے کے بعد خبر آئی تو اس کی عدت پوری ہو چکی، جب سے خبر ملی ہے تب سے عدت بیٹھنا ضروری نہیں۔ اسی طرح اگر شوہر نے طلاق دے دی مگر اس کو نہ معلوم ہوا، بہت دنوں کے بعد خبر ملی جتنی عدت اس کے ذمے تھی وہ خبر ملنے سے پہلے ہی گذر چکی تو اس کی بھی عدت پوری ہو گئی اب عدت بیٹھنا واجب نہیں۔

مسئلہ: کسی کام کے لئے گھر سے باہر کہیں گئی تھی یا اپنی پڑوسن کے گھر گئی تھی کہ اتنے میں اس کا شوہر مر گیا۔ اب فوراً وہاں سے چلی آئے اور جس گھر میں رہتی تھی وہیں رہے۔ **مسئلہ:** بعض جگہ دستور ہے کہ شوہر کے مرنے کے سال بھر تک عدت کے طور پر بیٹھی رہے یہ بالکل حرام ہے۔

سوگ کرنے کا بیان

عورت جب تک عدت میں رہے تب تک نہ تو گھر سے باہر نکلے نہ اپنا دوسرا نکاح کرے، نہ کچھ بناؤ سنگار کرے یہ سب باتیں اس پر حرام ہیں۔ اس سنگار نہ کرنے اور میلے کچیلے رہنے کو سوگ کہتے ہیں۔

مسئلہ: جب تک عدت ختم نہ ہو تب تک خوشبو لگانا، کپڑے بسانا، زیور پہننا، پھول پہننا، سرمہ لگانا، پان کھا کر منہ لال کرنا، مسی ملنا، سر میں تیل ڈالنا، کنگھی کرنا، مہندی لگانا، اچھے کپڑے پہننا، ریشمی اور رنگے ہوئے بہاردار کپڑے پہننا یہ سب باتیں حرام ہیں۔

مسئلہ: سر میں درد ہونے کی وجہ سے تیل ڈالنے کی ضرورت پڑے تو جس میں خوشبو نہ ہو وہ تیل ڈالنا درست ہے۔ اسی طرح دوا کے لئے سرمہ لگانا بھی ضرورت کے وقت درست ہے۔ ضرورت کے وقت کنگھی کرنا بھی درست ہے۔ جیسے کسی نے سر ملا یا جوں پڑ گئی لیکن پٹی نہ جمائے، نہ باریک کنگھی سے کنگھی کرے جس میں بال چکنے ہو جاتے ہیں بلکہ موٹے دندانے والی کنگھی کرے کہ خوبصورتی نہ آنے پائے۔

مسئلہ: سوگ کرنا ایسی عورت پر واجب ہے جو بالغ ہو۔ نابالغ لڑکی پر واجب نہیں اس کو یہ سب باتیں درست ہیں البتہ گھر سے باہر نکلنا اور دوسرا نکاح کرنا اس کو بھی درست نہیں۔ **مسئلہ:** شوہر کے علاوہ کسی اور کے مرنے پر سوگ کرنا درست نہیں البتہ اگر شوہر منع نہ کرے تو اپنے عزیز اور رشتے دار کے مرنے پر بھی تین دن تک بناؤ سنگار چھوڑ دینا درست ہے اس سے زیادہ بالکل حرام ہے۔

روٹی کپڑے کا بیان

مسئلہ: بیوی کا روٹی کپڑا مرد کے ذمہ واجب ہے، عورت چاہے کتنی ہی مالدار ہو مگر خرچ مرد ہی کے ذمے ہے اور رہنے کے لئے گھر دینا بھی مرد کے ذمہ ہے۔

مسئلہ: جتنے زمانے تک شوہر کی اجازت سے اپنے ماں باپ کے گھر رہے اتنے زمانے کا روٹی کپڑا بھی مرد سے لے سکتی ہے۔

مسئلہ: عورت بیمار پڑ گئی تو بیماری کے زمانے کا روٹی کپڑا پانے کی مستحق ہے چاہے مرد کے گھر بیمار پڑے یا اپنے میکے میں، لیکن اگر بیماری کی حالت میں مرد نے بلایا پھر بھی نہیں آئی تو اب اس کے پانے کی مستحق نہیں رہی اور بیماری کی حالت میں فقط روٹی کپڑے کا خرچ ملے گا۔ دوا، علاج، حکیم، ڈاکٹر کا خرچ مرد کے ذمے واجب نہیں اپنے پاس سے خرچ کرے، اگر مرد دیدے تو اس کا احسان ہے۔

مسئلہ: عورت حج کرنے گئی تو اتنے زمانے کا روٹی کپڑا مرد کے ذمے نہیں البتہ اگر مرد بھی ساتھ ہو تو اس زمانے کا خرچ بھی ملے گا لیکن روٹی کپڑے کا جتنا خرچ گھر میں ملتا تھا اتنا ہی پانے کی مستحق ہے جو کچھ زیادہ لگے اپنے پاس سے لگائے اور ریل وجہاز وغیرہ کا خرچ بھی مرد کے ذمے نہیں ہے۔

مسئلہ: روٹی کپڑے میں دونوں کی رعایت کی جائے گی اگر دونوں مالدار ہوں تو امیروں کی طرح روٹی کپڑا ملے گا اور اگر دونوں غریب ہوں تو غریبوں کی طرح اور مرد غریب ہو اور عورت امیر ہو یا عورت غریب ہے اور مرد امیر تو ایسا روٹی کپڑا دے کہ امیری سے کم ہو، اور غریبی سے بڑھا ہوا ہو۔

مسئلہ: عورت اگر بیمار ہے کہ گھر کا کاروبار نہیں کرسکتی یا ایسے بڑے گھر کی ہے کہ اپنے ہاتھ سے پیسنے کوٹنے کھانا پکانے کا کام نہیں کرسکتی بلکہ عیب سمجھتی ہے تو پکا پکایا کھانا دیا جائے گا اور اگر دونوں باتوں میں سے کوئی بات نہ ہو تو گھر کا سب کام کاج اپنے ہاتھ سے کرنا واجب ہے یہ سب کام خود کرے مرد کے ذمے فقط اتنا ہے کہ چولھا، چکی کچا اناج، لکڑی، کھانے پینے کے برتن لادے وہ اپنے ہاتھ سے پکائے اور کھائے۔

رہنے کے لئے گھر ملنے کا بیان

مسئلہ: مرد کے ذمے یہ بھی واجب ہے کہ بیوی کے رہنے کے لئے کوئی ایسی جگہ دے جس میں شوہر کا کوئی رشتہ دار نہ رہتا ہو، بالکل خالی ہو تاکہ میاں بیوی بالکل بے تکلفی سے رہ سکیں البتہ اگر عورت خود سب کے ساتھ رہنا گوارا کرے تو ساجھے کے گھر میں رکھنا درست ہے **مسئلہ:** گھر میں سے ایک جگہ عورت کو الگ کردے کہ وہ اپنا مال و اسباب حفاظت سے رکھے اور خود اس میں رہے سہے اور اس کی قفل و کنجی اپنے پاس رکھے کسی اور کو اس میں دخل نہ ہو فقط عورت ہی کے قبضے میں رہے تو بس حق ادا ہو گیا **مسئلہ:** جس طرح عورت کو اختیار ہے کہ اپنے لئے کوئی الگ گھر مانگے جس میں مرد کا کوئی رشتے دار نہ رہنے پائے فقط عورت کے قبضے میں رہے اسی طرح مرد کو اختیار ہے کہ جس گھر میں عورت رہتی ہے وہاں اس کے رشتے داروں کو نہ آنے دے، نہ ماں کو، نہ باپ کو، نہ بھائی کو، نہ اور کسی رشتہ دار کو۔

مسئلہ: عورت اپنے ماں باپ کو دیکھنے کے لئے ہفتہ میں ایک دفعہ جاسکتی ہے اور ماں باپ کے سوا اور محرم رشتہ داروں سے ملنے کے لئے سال بھر میں ایک دفعہ، اس سے زیادہ کا اختیار نہیں۔ اسی طرح اس کے ماں باپ بھی ہفتہ میں فقط ایک مرتبہ یہاں آسکتے ہیں **مسئلہ:** اگر باپ بہت بیمار ہے اور اس کا کوئی خبر لینے والا نہیں تو ضرورت کے موافق وہاں روز جایا کرے۔ اگر باپ بے دین کافر ہو تب بھی یہی حکم ہے بلکہ اگر شوہر منع بھی کرے تب بھی جانا چاہیئے لیکن شوہر کے منع کرنے پر جانے سے روٹی کپڑے کا حق نہ رہے گا۔

مسئلہ: جس عورت کو طلاق مل گئی وہ بھی عدت تک روٹی، کپڑا، رہنے کا گھر پانے کا مستحق ہے البتہ جس کا خاوند مر گیا اس کو روٹی، کپڑا، اور گھر ملنے کا حق نہیں، ہاں اس کو میراث سب چیزوں میں ملے گی۔

لڑکے کے حلالی ہونے کا بیان

مسئلہ: جب کسی شوہر والی عورت کے اولاد ہوگی تو وہ اسی شوہر کی اولاد کہلائے گی، کسی پر یہ شبہ رکھنا کہ یہ لڑکا اس کے شوہر کا نہیں ہے بلکہ فلانے کا ہے درست نہیں اور اس لڑکے کو حرامی کہنا بھی درست نہیں، اگر اسلامی حکومت ہو تو ایسا کہنے والے کو کوڑے لگائے جائیں۔ **مسئلہ:** حمل کی مدت کم سے کم چھ مہینے ہے اور زیادہ سے زیادہ دو برس، چھ مہینے سے پہلے بچہ پیدا نہیں ہوتا اور زیادہ سے زیادہ دو برس پیٹ میں رہ سکتا ہے اس سے زیادہ پیٹ میں نہیں رہ سکتا۔

مسئلہ: شریعت کا قاعدہ ہے کہ جب تک ہو سکے تب تک لڑکے کو حرامی نہ کہیں گے جب بالکل مجبوری ہو جائے تب حرامی ہونے کا حکم لگائیں گے اور عورت کو گنہگار ٹھہرائیں گے۔ **مسئلہ:** کسی کا شوہر مر گیا تو مرنے کے وقت سے اگر دو برس کے اندر لڑکا پیدا ہوا تو وہ حرامی نہیں بلکہ شوہر کا لڑکا ہے۔

مسئلہ: نکاح کے بعد چھ مہینے سے کم میں لڑکا پیدا ہوا تو وہ حرامی ہے۔ اور پورے چھ مہینے یا اس سے زیادہ مدت میں ہوا تو وہ شوہر کا ہے، اس پر بھی شبہ کرنا گناہ ہے البتہ اگر شوہر انکار کرے اور کہے کہ میرا نہیں ہے تو لعان کا حکم ہوگا۔

مسئلہ: نکاح ہو گیا لیکن ابھی رخصتی نہیں ہوئی تھی کہ لڑکا پیدا ہو گیا۔ تو وہ لڑکا شوہر ہی سے ہے حرامی نہیں ہے اور اس کا حرامی کہنا درست نہیں اگر شوہر کا نہ ہو تو انکار کرے اور انکار کرنے پر لعان کا حکم ہوگا۔

اولاد کی پرورش کا بیان

مسئلہ: میاں بیوی میں جدائی ہو گئی اور طلاق مل گئی اور گود میں بچہ ہے

تو اس کی پرورش کا حق ماں کو ہے۔ باپ اس کو نہیں چھین سکتا لیکن لڑکے کا سارا خرچ باپ ہی کو دینا پڑے گا، اور اگر ماں خود پرورش نہ کرے بلکہ باپ کے حوالے کر دے تو باپ کو لینا پڑے گا، عورت کو زبردستی نہیں دے سکتا۔

مسئلہ: اگر ماں نہ ہو یا ہے لیکن اس نے بچہ لینے سے انکار کر دیا تو پرورش کا حق نانا اور نانی کو ہے، اس کے بعد دادی، یہ بھی نہ ہو تو سگی بہنوں کو حق ہے کہ وہ اپنے بھائی کی پرورش کریں۔ سگی بہنیں نہ ہوں تو سوتیلی بہنیں، مگر جو بہنیں ایسی ہوں کہ ان کی اور اس بچہ کی ماں ایک ہو وہ پہلے ہیں اور جو بہنیں ایسی ہوں کہ ان کا اور اس بچہ کا باپ ایک ہو وہ پیچھے ہیں، پھر خالہ، پھر پھوپھی۔

مسئلہ: بچہ کے رشتہ داروں میں سے اگر کوئی عورت بچہ کی پرورش کے لئے نہ ملے تو اب باپ زیادہ مستحق ہے پھر دادا وغیرہ، اسی ترتیب سے جو ہم ولی نکاح کے بیان میں ذکر کر چکے ہیں۔ **مسئلہ:** لڑکا جب تک سات برس کا نہ ہو تب تک پرورش کا حق رہتا ہے، جب سات برس کا ہو گیا تو اب باپ اس کو زبردستی لے سکتا ہے، اب اس کو روکنے کا حق نہیں ہے۔

قسم کھانے کا بیان

مسئلہ: کسی نے قسم کھائی کہ کبھی تیرے گھر نہ جاؤں گا، پھر اس کے دروازے کی دہلیز پر کھڑا ہوا یا دروازے کے چھجے کے نیچے کھڑا ہو گیا اندر نہیں گیا تو قسم نہیں ٹوٹی اور اگر دروازے کے اندر چلا گیا تو قسم ٹوٹ گئی۔

مسئلہ: کسی نے قسم کھائی کہ اس گھر میں نہ جاؤں گا پھر جب وہ گھر گر کر کھنڈر ہو گیا تب اس میں گیا تو قسم ٹوٹ گئی اور اگر بالکل میدان ہو گیا، زمین برابر ہو گئی اور گھر کا نشان بالکل مٹ گیا یا اس کا کھیت بن گیا یا مسجد بنائی گئی یا باغ بنایا گیا، تب اس میں گیا تو قسم نہیں ٹوٹی۔ **مسئلہ:** قسم کھائی کہ اس گھر میں نہ جاؤں گا، پھر جب وہ گر گیا اور پھر سے بنوا لیا گیا تب اس میں گیا تو قسم ٹوٹ گئی۔

مسئلہ: قسم کھائی کہ اس گھر میں نہ رہوں گا اس کے بعد فوراً اس گھر سے

اسباب اٹھائے جانے کا بندوبست کرنا شروع کر دیا تو قسم نہیں ٹوٹی اور اگر فوراً نہیں شروع کیا کچھ دیر ٹھہر گیا تو قسم ٹوٹ گئی۔ **مسئلہ:** قسم کھائی کہ یہ دودھ نہیں پیوں گا، پھر وہی دودھ جما کر دہی بنالیا تو اس کے کھانے سے قسم نہ ٹوٹے گی۔

مسئلہ: قسم کھائی کہ گوشت نہ کھاؤں گا پھر مچھلی کھائی یا کلیجی یا اوجھڑی کھائی تو قسم نہیں ٹوٹی۔ **مسئلہ:** قسم کھائی کہ روٹی نہ کھاؤں گا تو اس دیس میں جن چیزوں کی روٹی کھائی جاتی ہے نہ کھانا چاہیئے نہیں تو قسم ٹوٹ جائے گی۔

مسئلہ: کسی لڑکی نے قسم کھائی کہ اس لڑکی سے کبھی نہ بولوں گی پھر جب وہ جوان ہو گئی یا بڑھیا ہو گئی تب بولی تو قسم ٹوٹ گئی۔

مسئلہ: کسی عورت نے قسم کھائی کہ کبھی تیرا منہ نہ دیکھوں گی یا تیری صورت نہ دیکھوں گی تو مطلب یہ ہے کہ تجھ سے میل جول نہ رکھوں گی اگر کہیں دور سے صورت دیکھ لی تو قسم نہیں ٹوٹی۔ **مسئلہ:** قسم کھائی کہ اس چارپائی یا اس تخت پر نہ بیٹھوں گا۔ پھر اس پر دری یا قالین وغیرہ کچھ بچھا کر بیٹھ گیا تو قسم ٹوٹ گئی۔

دین سے پھر جانے کا بیان

مسئلہ: اگر خدانخواستہ کوئی عورت اپنے دین و ایمان سے پھر گئی تو تین دن کی مہلت دی جائے گی، اور جو اس کو شبہ پڑا ہو تو اس شبہ کا جواب دے دیا جائے گا، اگر اتنی مدت میں مسلمان ہو گئی تو خیر نہیں تو ہمیشہ کے لئے قید کر دیں گے جب توبہ کرے گی تب چھوڑیں گے اگر مرد کافر ہو جائے گا تو تین دن کے بعد اس کو قتل کر دیں گے۔

مسئلہ: جب کسی نے کفر کا کلمہ زبان سے نکالا تو ایمان جاتا رہا اور جتنی نیکیاں اور عبادت اس نے کی تھی سب اکارت گئی، نکاح ٹوٹ گیا اگر فرض حج کر چکا ہے تو وہ بھی اکارت گیا، اب اگر توبہ کر کے پھر مسلمان ہوا تو اپنا نکاح پھر سے پڑھوائے اور پھر دوسرا حج کرے۔ **مسئلہ:** اسی طرح اگر کسی عورت کا شوہر بے دین ہو جائے تو تو بھی نکاح جاتا رہا، اب وہ جب تک توبہ کر کے پھر سے نکاح نہ کرے عورت اس سے کچھ واسطہ نہ رکھے۔ **مسئلہ:** جب کفر کا کلمہ زبان سے نکالا تو ایمان جاتا رہا اگر ہنسی

دل لگی کی کوئی بات کفر کی کہے اور دل میں نہ ہو تب بھی یہی حکم ہے۔ جیسے کسی نے کہا کیا خدا کو اتنی قدرت نہیں جو فلانا کام کر دے، اس کا جواب دیا ہاں نہیں ہے تو اس کے کہنے سے کافر ہو گیا۔ **مسئلہ:** کسی نے کہا اُٹھو نماز پڑھو، جواب دیا کون اُٹھک بیٹھک کرے یا روزے رکھنے کو کسی نے کہا تو جواب دیا کون بھوکا مرے یا روزہ وہ رکھے جس کے گھر کھانا نہ ہو یہ سب کفر ہے۔ **مسئلہ:** اس کو کوئی گناہ کرتے دیکھ کر کسی نے کہا خدا سے نہیں ڈرتا جواب دیا ہاں نہیں ڈرتا تو کافر ہو گیا۔

مسئلہ: کسی نے نماز پڑھنا شروع کی اتفاق سے اس پر کوئی مصیبت پڑ گئی اس نے کہا یہ سب نماز ہی کی نحوست ہے تو کافر ہو گیا۔

مسئلہ: کسی کا لڑکا مر گیا، اس نے یوں کہا یا اللہ یہ ظلم مجھ پر کیوں کیا مجھے کیوں ستایا تو اس کے کہنے سے کافر ہو گیا۔

مسئلہ: کسی نے یوں کہا کہ اگر خدا بھی مجھ سے کہے تو یہ کام نہ کروں یا یوں کہا جبرئیل ؑ بھی اُتر آئیں تو ان کا کہنا نہ کروں تو کافر ہو گیا۔

ذبح کرنے کا بیان

مسئلہ: ذبح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جانور کا منہ قبلہ کی طرف کر کے تیز چھری ہاتھ میں لے کر بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر اس کے گلے کو کاٹے، یہاں تک کہ چار رگیں کٹ جائیں، ایک نرخرہ جس سے سانس لیتا ہے، دوسری وہ رگ جس سے دانہ پانی جاتا ہے اور دو شہ رگیں جو نرخرے کے دائیں بائیں ہوتی ہیں، اگر ان چار میں سے تین ہی رگیں کٹیں تب بھی درست ہے اس کا کھانا حلال ہے اور اگر دو ہی رگیں کٹیں تو وہ جانور مُردار ہے اور اُس کا کھانا درست نہیں ہے۔

مسئلہ: ذبح کے وقت بسم اللہ قصداً نہیں کہا تو وہ مُردار ہے اور اس کا کھانا حرام ہے اور اگر بھول جائے تو کھانا درست ہے۔

مسئلہ: کند چھری سے ذبح کرنا مکروہ اور منع ہے اسی طرح ٹھنڈا ہونے سے پہلے اس کی کھال کھینچنا، ہاتھ پاؤں توڑنا اور کاٹنا بھی مکروہ ہے۔

مسئلہ: ذبح کرنے میں مرغی کا گلا کٹ گیا تو اس کا کھانا درست ہے مکروہ بھی نہیں، البتہ اتنا ذبح کر دینا مکروہ ہے مرغی مکروہ نہیں۔

مسئلہ: مسلمان کا ذبح کرنا بہرحال درست ہے، چاہے عورت ذبح کرے یا مرد، چاہے پاک ہو یا ناپاک، اور کافر کا ذبح کیا ہوا جانور حرام ہے۔

حلال وحرام چیزوں کا بیان

مسئلہ: جو جانور اور پرندے شکار کر کے کھاتے ہیں یا ان کی غذا فقط گندگی ہے تو ان کا کھانا جائز نہیں، جیسے شیر، بھیڑیا، گیدڑ، بلی، کتا، بندر، شکرا، باز، گدھ وغیرہ اور جو ایسے نہ ہوں جیسے طوطا، مینا، فاختہ، چڑیا، بٹیر، مرغابی، کبوتر، نیل گائے، ہرن، بطخ، خرگوش وغیرہ سب جائز ہیں۔ مسئلہ: بجو، گوہ، کچھوا، بھیڑ، خچر، گدھا، گدھی کا گوشت کھانا، اور گدھی کا دودھ پینا درست نہیں، گھوڑے کا کھانا جائز ہے لیکن بہتر نہیں۔ دریائی جانوروں میں سے فقط مچھلی حلال ہے، باقی سب حرام ہیں۔

مسئلہ: مچھلی اور ٹڈی کو بغیر ذبح کئے ہوئے بھی کھانا درست ہے۔ ان کے سوا اور کوئی جاندار چیز بغیر ذبح کئے کھانا درست نہیں۔ جب کوئی چیز مر گئی تو حرام ہو گئی۔ ان کے سوا اور کوئی جاندار چیز بغیر ذبح کئے کھانا درست نہیں۔ جب کوئی چیز مر گئی تو حرام ہو گئی۔ مسئلہ: جو مچھلی مر کر پانی کے اوپر الٹی تیرنے لگے اس کا کھانا درست نہیں۔

مسئلہ: اوجھڑی کھانا حلال ہے، نہ حرام ہے نہ مکروہ۔

مسئلہ: کسی چیز میں چیونٹیاں مر گئیں تو نکالے بغیر کھانا جائز نہیں اگر ایک آدھ چیونٹی حلق میں چلی گئی تو مردار کھانے کا گناہ ہوا، بعضے بچے بلکہ بڑے بھی گولر کے اندر کے بھنگے سمیت گولر کھا جاتے ہیں اور یوں سمجھتے ہیں کہ اس کے کھانے سے آنکھیں نہیں آتیں یہ حرام ہے۔ مردار کھانے کا گناہ ہوتا ہے۔

مسئلہ: جو مرغی گندی پلیدی چیزیں کھاتی پھرتی ہوں اس کو تین دن رکھ کر ذبح کرنا چاہیے۔ بغیر بند کئے کھانا مکروہ ہے۔

نشہ کی چیزوں کا بیان

مسئلہ: جتنی شرابیں ہیں سب حرام ہیں اور نجس ہیں تاڑی کا بھی یہی حکم ہے، دوا کے لئے بھی ان کا پینا درست نہیں بلکہ جس دوا میں ایسی چیزیں پڑی ہوں، اس کا لگانا بھی درست نہیں۔ **مسئلہ:** شراب کے سوا اور جتنے نشے ہیں جیسے افیون، جائفل، زعفران وغیرہ ان کا یہ حکم ہے کہ دوا کے لئے اتنی مقدار کھا لینا درست ہے کہ بالکل نشہ نہ آئے اور اس دوا کا لگانا بھی درست ہے جس میں یہ چیزیں پڑی ہوں اور اتنا کھانا کہ نشہ ہو جائے حرام ہے۔ **مسئلہ:** تاڑی اور شراب کے سرکہ کا کھانا درست ہے۔

مسئلہ: بعضی عورتیں بچوں کو افیون دے کر لٹا دیتی ہیں کہ نشہ میں پڑے رہیں روئیں دھوئیں نہیں، یہ حرام ہے۔

چاندی سونے کے برتنوں کا بیان

مسئلہ: مرد عورت دونوں کو سونے چاندی کے برتنوں میں کھانا پینا جائز نہیں بلکہ ان کی چیزوں کا کسی طرح استعمال کرنا درست نہیں جیسے چاندی سونے کے چمچے سے کھانا پینا، خلال سے دانت صاف کرنا، گلاب پاش سے گلاب چھڑکنا، سرمہ دانی یا سلائی سے سرمہ لگانا، عطر دان سے عطر لگانا، خاصدان میں پان رکھنا ان کی پیالی سے تیل لگانا، جس پلنگ کے پائے چاندی کے ہوں ان پر لیٹنا بیٹھنا، چاندی سونے کی آرسی میں منہ دیکھنا یہ سب حرام ہیں، البتہ عورت کو آرسی کا زینت کے لئے پہنے رہنا درست ہے۔ مگر منہ ہرگز نہ دیکھے غرض سونے چاندی کی چیز کا کسی طرح استعمال کرنا درست نہیں۔

لباس اور پردہ کا بیان

مسئلہ: چھوٹے لڑکوں کو کڑے ہنسلی وغیرہ کوئی زیور اور ریشمی کپڑا پہنانا مخمل پہنانا جائز نہیں، اسی طرح ریشمی اور سونے چاندی کا تعویذ بنا کر پہنانا اور

کسم و زعفران کا رنگا ہوا کپڑا پہنانا بھی درست نہیں، غرض جو چیزیں مردوں کو حرام ہیں وہ لڑکوں کو بھی نہ پہنانا چاہیئے۔ البتہ اگر بانا سوت کا ہو اور تانا ریشمی ایسا کپڑا لڑکوں کو پہنانا جائز ہے، اسی طرح اگر کسی مخمل کا رواں ریشم کا نہ ہو تو وہ بھی درست ہے اور یہ سب مردوں کو بھی درست ہے اور گوٹہ لچکا لگا کر کپڑے پہنانا بھی درست ہے۔ لیکن وہ لچکا چار انگل سے زائد چوڑا نہ ہونا چاہیئے۔

مسئلہ: بیچی کا مدار ٹوپی یا اور کوئی کپڑا لڑکوں کو اس وقت جائز ہے۔ جب بہت گھنا کام نہ ہو، اگر اتنا زیادہ کام ہے کہ ذرا دور سے دیکھنے سے سب کام ہی کام معلوم ہوتا ہے کپڑا بالکل دکھائی نہیں دیتا تو اس کا پہنانا جائز نہیں، یہی حال ریشمی کام کا ہے کہ اگر اتنا گھنا ہو تو لڑکوں کو پہنانا جائز نہیں۔

مسئلہ: بہت باریک کپڑا جیسے ململ، جالی، آب رواں ان کا پہننا اور ننگے رہنا دونوں برابر ہیں، حدیث شریف میں آیا ہے کہ بہتیری کپڑے پہننے والیاں قیامت کے دن ننگی سمجھی جائیں گی اور کرتہ دوپٹہ دونوں باریک ہوں تو یہ اور بھی غضب ہے۔

مسئلہ: عورت کو مردانہ جوتہ پہننا اور مردانی صورت بنانا جائز نہیں حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔

مسئلہ: عورتوں کو زیور پہنانا جائز ہے لیکن زیادہ نہ پہننا بہتر ہے۔ جس نے دنیا میں نہ پہنا اس کو آخرت میں بہت ملے گا اور بجتا زیور پہننا درست نہیں اور بجتا زیور چھوٹی لڑکی کو بھی پہنانا جائز نہیں، سونے چاندی کے علاوہ اور کسی چیز کا زیور پہننا بھی درست ہے، جیسے پیتل، گلٹ، رانگا وغیرہ۔ مگر انگوٹھی سونے چاندی کے علاوہ اور کسی چیز کی درست نہیں۔

مسئلہ: عورت کو سارا بدن سر سے پیر تک چھپائے رکھنے کا حکم ہے۔ غیر محرم کے سامنے کھولنا درست نہیں، البتہ بوڑھی عورت کو صرف منہ اور ہتھیلی اور ٹخنے سے نیچے پیر کھولنا درست ہے، باقی اور بدن کا کھولنا درست نہیں۔ ماتھے پر سے اکثر دوپٹہ سرک جاتا ہے اور اسی طرح غیر محرم کے سامنے آجاتی ہیں یہ جائز نہیں، غیر محرم کے سامنے ایک بال بھی نہ کھولنا چاہیئے، بلکہ جو بال کنگھی میں ٹوٹتے ہیں اور

کٹے ہوئے ناخن بھی کسی ایسی جگہ ڈالے کہ کسی غیر محرم کی نگاہ نہ پڑے نہیں تو گنہگار ہوگی، اسی طرح اپنے بدن یعنی ہاتھ پیر وغیرہ کسی عضو کو بھی نامحرم مرد کے بدن سے لگانا درست نہیں۔ **مسئلہ:** جوان عورت کو غیر مرد کے سامنے اپنا منہ کھولنا درست نہیں نہ ایسی جگہ کھڑی ہو جہاں کوئی دوسرا دیکھ سکے، اسی سے معلوم ہوگیا کہ نئی دلہن کی منہ دکھائی کا جو دستور ہے کہ کنبے کے سارے مرد آکر منہ دیکھتے ہیں یہ ہرگز جائز نہیں اور بڑا گناہ ہے۔ **مسئلہ:** اپنے محرم کے سامنے منہ اور سر اور سینہ اور بانہیں اور پنڈلی کھل جائے تو گناہ نہیں اور پیٹ اور ران ان کے سامنے بھی نہ کھولنا چاہیئے۔

مسئلہ: ناف سے لے کر زانوؤں سے نیچے تک کسی عورت کے سامنے بھی کھولنا درست نہیں، بعض عورتیں ننگی ہوکر دوسری عورتوں کے سامنے نہاتی ہیں۔ یہ بڑی بے غیرتی کی بات ہے۔

مسئلہ: زمانہ حمل وغیرہ میں اگر دائی سے پیٹ ملوانا ہو تو ناف سے نیچے بدن کا کھولنا درست نہیں، دوپٹہ وغیرہ ڈال لینا چاہیئے، بلا ضرورت دائی کو دکھانا درست نہیں **مسئلہ:** جتنے بدن کا دیکھنا جائز نہیں وہاں ہاتھ لگانا بھی جائز نہیں اس لئے نہاتے وقت اگر بدن بھی نہ کھولے تب بھی نائن وغیرہ سے رانیں ملوانا درست نہیں، اگرچہ کپڑے کے اندر ہاتھ ڈال کر ملے، البتہ اگر نائن اپنے ہاتھ میں کیسہ پہن کر کپڑے کے اندر ہاتھ ڈال کر ملے تو جائز ہے۔

مسئلہ: کافر عورتیں جیسے اہیرن تنبولن، کنجڑن، دھوبن، بھنگن، چماری وغیرہ جو گھروں میں آجاتی ہیں ان کا یہ حکم ہے کہ جتنا پردہ نامحرم مرد سے ہے اتنا ہی ان عورتوں سے بھی واجب ہے، سوائے منہ اور گٹے تک ہاتھ اور ٹخنے تک پیر کے اور کسی ایک بال کا کھولنا بھی درست نہیں۔

مسئلہ: عورت کو اپنے شوہر سے کسی جگہ کا پردہ نہیں ہے اور تم کو اس کے سامنے اور اس کو تمہارے سامنے سارے بدن کا کھولنا درست ہے مگر بے ضرورت ایسا کرنا اچھا نہیں **مسئلہ:** اپنے پیر کے سامنے آنا ایسا ہی ہے جیسے کسی غیر محرم کے سامنے آنا اس لئے یہ بھی جائز نہیں، اسی طرح جو نامحرم رشتے ہیں جیسے دیور، جیٹھ، بہنوئی،

تندوئی، چچازاد بھائی، ماموں زاد بھائی وغیرہ یہ سب شرع میں غیر ہیں ان سب سے گہرا پردہ ہونا چاہیئے۔ **مسئلہ:** بعضی عورتیں منہیار سے چوڑیاں پہنتی ہیں۔ یہ بڑی بیہودہ بات ہے۔

متفرقات

ہر ہفتہ نہادھو کر ناف سے نیچے اور بغل وغیرہ کے بال دُور کر کے بدن کو صاف سُتھرا کرنا مستحب ہے۔ ہر ہفتہ نہ ہو تو پندرھویں دن سہی۔ زیادہ سے زیادہ چالیس دن، اس سے زیادہ کی اجازت نہیں اگر چالیس دن گذر گئے اور بال صاف نہ کئے تو گناہ ہوا۔

مسئلہ: کسی جاندار چیز کو آگ میں جلانا درست نہیں، جیسے بھڑوں کا بھونکنا کھٹمل وغیرہ پکڑ کر آگ میں ڈال دینا یہ سب ناجائز ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے اگر مجبوری ہو کہ بغیر پھونکے کام نہ چلے گا تو پھر بھڑوں کا پھونک دینا یا چارپائی میں کھولتا پانی ڈال دینا درست ہے۔

مسئلہ: کسی بات کی شرط بدنا جائز نہیں البتہ اگر ایک ہی طرف سے ہو تو درست ہے۔

مسئلہ: جب کوئی دو آدمی چپکے چپکے باتیں کرتے ہوں تو ان کے پاس نہ جانا چاہیئے۔ چھپ کر ان کی باتوں کو سننا بڑا گناہ ہے، حدیث شریف میں آیا ہے جو کوئی دوسروں کی بات کی طرف کان لگائے اور ان کو ناگوار ہو تو قیامت کے دن اس کے کان میں گرم گرم سیسہ ڈالا جائے گا۔ **مسئلہ:** شوہر کے ساتھ جو باتیں ہوں، جو کچھ معاملہ پیش آیا ہو، کسی اور سے کہنا بڑا گناہ ہے۔ **مسئلہ:** اسی طرح کسی کے ساتھ ہنسی مذاق کرنا کہ اس کو ناگوار ہو یا تکلیف ہو درست نہیں۔

مسئلہ: پچیسی، چوسر، تاش وغیرہ کھیلنا درست نہیں اور اگر بازی بد کر کھیلے تو یہ صریح جُوا ہے اور حرام ہے۔ **مسئلہ:** جب لڑکا لڑکی دس برس کے ہو جائیں تو لڑکوں کو ماں بہن وغیرہ کے پاس اور لڑکیوں کو بھائی اور باپ کے پاس لٹانا درست نہیں البتہ اگر لڑکا باپ کے پاس اور لڑکی ماں کے پاس لیٹے تو جائز ہے۔

مسئلہ: جب کسی کو چھینک آئے تو الحمد للہ کہہ لینا چاہیئے اور جب الحمد للہ کہہ لیا تو سننے والے پر اس کے جواب میں یرحمک اللہ کہنا واجب ہے، نہ کہے

گا تو گنہگار ہوگا اور یہ بھی خیال رکھو کہ اگر چھینکنے والا عورت یا لڑکی ہے تو کاف کا زیر کہو اور اگر مرد یا لڑکا ہے تو کاف کا زبر کہو، پھر چھینکنے والا اس کے جواب میں یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَ لَکُمْ کہے لیکن چھینکنے والے کے ذمہ واجب نہیں بلکہ بہتر ہے۔

مسئلہ: چھینک کے بعد الحمد للّٰہ کہتے کئی آدمیوں نے سنا تو سب کو یَرْحَمُکَ اللّٰہُ کہنا واجب نہیں اگر ان میں سے ایک کہہ دے تو سب کی طرف سے ادا ہو جائے گا لیکن اگر کسی نے جواب نہ دیا تو سب گنہگار ہوں گے۔

مسئلہ: اگر کوئی بار بار چھینکے اور الحمد للّٰہ کہے تو فقط تین بار یَرْحَمُکَ اللّٰہُ کہنا واجب ہے اس کے بعد کہنا واجب نہیں۔

مسئلہ: جب حضور صلی اللّٰہ علیہ وسلم کا نام مبارک لے یا پڑھے یا سنے تو درود شریف پڑھنا واجب ہو جاتا ہے اگر نہ پڑھا تو گناہ ہوا لیکن اگر ایک جگہ کئی دفعہ نام لیا تو ہر مرتبہ درود شریف پڑھنا واجب نہیں ایک ہی دفعہ پڑھ لینا کافی ہے البتہ اگر جگہ بدل جانے کے بعد پھر نام لیا یا سنا تو پھر درود شریف پڑھنا واجب ہوگیا۔

مسئلہ: بچوں کی بابری وغیرہ بنوانا درست اور جائز نہیں یا تو سارا سر منڈوا دو یا سارے سر پر بال رکھو۔ **مسئلہ:** عورتوں کو بھی السلام علیکم اور مصافحہ کرنا ثواب ہے اس کو رواج دینا چاہیئے۔ آپس میں مصافحہ کیا کریں ہر دو عورت سب کے لئے اس کا حکم ہے۔ **مسئلہ:** جہاں تم مہمان جاؤ کسی فقیر وغیرہ کو روٹی کھانا مت دو میزبان سے پوچھے بغیر دینا گناہ ہے۔

کوئی چیز پڑی پانے کا بیان

مسئلہ: کہیں راستے گلی میں یا بغل میں کوئی مہمانداری ہوئی تھی یا وعظ کہلوایا تھا، سب کے جانے کے بعد کچھ ملا یا اور کہیں چیز پڑی پائی تو اس کو خود لے لینا درست نہیں حرام ہے اگر اٹھائے تو اس نیت سے اٹھائے کہ اس کے مالک کو تلاش کر کے دیدوں گا۔ **مسئلہ:** اگر کوئی چیز پائی اور اس کو نہ اٹھایا تو گناہ نہیں اگر یہ ڈر ہوا کہ اگر میں نہ اٹھاؤں گا تو کوئی اور لے لے گا اور جس کی چیز ہے اس کو نہ ملے گی تو

اس کا اٹھا لینا اور مالک کو پہنچانا واجب ہے۔

مسئلہ: جب کسی نے پڑی ہوئی چیز اُٹھالی تو اب مالک کا تلاش کرنا اور تلاش کرکے دیدینا اس کے ذمّہ ہوگیا، اب اگر وہیں ڈال دیا یا اُٹھاکر اپنے گھر میں لے آیا لیکن مالک کو تلاش نہیں کیا تو گنہگار ہوا۔ **مسئلہ:** بہت تلاش کرنے اور مشہور کرنے کے بعد جب بالکل مایوسی ہوجائے کہ اب اس کا کوئی والی وارث نہ ملے گا تو اس چیز کو خیرات کردے اپنے پاس نہ رکھے البتہ اگر وہ خود ہی محتاج ہو تو خود ہی رکھ لے اپنے کام میں لائے۔ **مسئلہ:** پالتو کبوتر یا طوطا، مینا یا کوئی اور چڑیا اس کے گھر میں آگئی اور اس نے اس کو پکڑ لیا تو مالک کو تلاش کرکے پہنچانا واجب ہوگیا خود لے لینا حرام ہے۔

مسئلہ: باغ میں آم، امرود پڑے ہیں تو ان کو بلا اجازت اُٹھانا اور کھانا حرام ہے۔ **مسئلہ:** کسی مکان یا جنگل میں کوئی خزانہ یا گڑا ہوا مال نکل آیا تو اس کا بھی وہی حکم ہے جو پڑی ہوئی چیز کا حکم ہے، خود لے لینا جائز نہیں، تلاش و کوشش کے بعد اگر پتہ نہ چلے تو خیرات کردے اور غریب ہو تو خود بھی لے سکتا ہے۔

وقف کا بیان

مسئلہ: اپنی کوئی جائداد جیسے مکان باغ، گاؤں وغیرہ خدا کی راہ میں فقیروں، غریبوں، مسکینوں کے لئے وقف کردیا کہ اس گاؤں کی سب آمدنی فقیروں محتاجوں پر صرف کردی جائے یا باغ کے سب پھل پھول غریبوں کو دیدئے جائیں، اس مکان میں مسکین لوگ رہا کریں کسی اور کے کام نہ آئے تو اس کا بڑا ثواب ہے، جتنے نیک کام ہیں مرنے سے ختم ہوجاتے ہیں لیکن یہ ایسا نیک کام ہے کہ جب تک وہ جائیداد قائم رہے گی برابر قیامت تک اس کا ثواب ملتا رہے گا، جب تک فقیروں کو نفع ملتا رہے گا، برابر نامۂ اعمال میں ثواب لکھا جائے گا۔

مسئلہ: جس چیز کو وقف کیا ہے اب وہ چیز اس کی نہیں رہی اللہ تعالیٰ کی ہوگئی۔ اب اس کو بیچنا، کسی کو دینا درست نہیں، اب اس میں کوئی بھی شخص دخل نہیں دے سکتا۔ جس بات کے لئے وقف ہے وہی کام اس سے لیا جائے گا اور کچھ نہیں ہوسکتا۔

مسئلہ: مسجد کی کوئی چیز جیسے اینٹ، گارا، چونہ، لکڑی، پتھر وغیرہ کوئی چیز اپنے کام میں لانا درست نہیں چاہے کتنی نکمی ہو گئی ہو لیکن گھر کے کام میں نہ لانا چاہیئے۔ بلکہ اس کو بیچ کر مسجد کے خرچ میں لگا دینا چاہیئے۔

مسئلہ: وقف میں یہ شرط ٹھہرالینا بھی درست ہے کہ جب تک میں زندہ ہوں اس وقف کی آمدنی خواہ سب کی سب یا آدھی تہائی اپنے خرچ میں لایا کروں گا پھر میرے بعد فلاں نیک جگہ خرچ ہوا کرے یا پہلے میری اولاد کو اتنا دیا جایا کرے پھر جو بچے وہ اس نیک جگہ میں خرچ ہو جائے یہ بھی درست ہے۔

بالوں کے متعلق احکام

مسئلہ: پورے سر پر بال رکھنا نرمہ گوش تک یا کسی قدر اس سے نیچے سنت ہیں اور کتروانا بھی درست ہے مگر سب کتروانا اور آگے کی طرف کسی حد تک بڑے رکھنا جیسا کہ آج کل فیشن ہے جائز نہیں، اور اسی طرح کچھ حصہ منڈوانا کچھ رہنے دینا درست نہیں۔ مسئلہ: عورت کو سر منڈوانا، یا بال کتروانا حرام ہے۔ حدیث شریف میں لعنت آئی ہے۔ مسئلہ: لبوں کا کتروانا اس قدر کہ لب کے برابر ہو جائے سنت ہے اور نہ منڈوانے میں احتیاط ہے۔ مسئلہ: مونچھ دونوں طرف سے دراز رہنے دینا درست ہے۔ بشرطیکہ لبیں دراز نہ ہوں۔ مسئلہ: داڑھی منڈوانا اور کتروانا حرام ہے۔ البتہ ایک مشت سے جو زائد ہو اس کو کتروا دینا درست ہے اور چاروں طرف سے سڈول اور برابر کر لینا بھی درست ہے۔

مسئلہ: رخسار کی طرف جو بال بڑھ جائیں ان کا خط بنوانا درست ہے۔

مسئلہ: حلق کے بال نہ منڈوانا چاہیئے۔ مگر امام ابو یوسف کے نزدیک اس میں کچھ مضائقہ نہیں۔ مسئلہ: لب زیریں کے بال منڈوانے کو فقہا نے بدعت لکھا ہے اس لئے نہ چاہیئے۔ گدی کے بال بنوانا بھی مکروہ ہے۔

مسئلہ: بغرض زینت سفید بال کا چننا ممنوع ہے۔

مسئلہ: ناک کے بال اکھیڑنا نہ چاہیئے، بلکہ قینچی سے کتر ڈالنا چاہیئے۔

مسئلہ: سینہ اور پشت کے بال بنانا جائز ہے مگر خلافِ آداب اور غیر اولیٰ ہے۔

مسئلہ: موئے زیرِ ناف مرد کے لئے اُسترے سے دور کرنا بہتر ہے مونڈتے وقت ابتدا زیرِ ناف کے نیچے سے کرے اور دوا لگا کر زائل کرنا بھی جائز ہے اور عورت کے لئے موافق سُنّت یہ ہے کہ چٹکی یا چمٹی سے دور کرے اُسترہ نہ لے۔

مسئلہ: موئے زیرِ بغل میں اولیٰ یہ ہے موچنے وغیرہ سے دُور کئے جائیں اور اُسترے سے منڈوانا بھی جائز ہے **مسئلہ:** پیر کے ناخن دُور کرنا بھی سنّت ہے۔

مسئلہ: ہاتھ کے ناخن اس ترتیب سے کتروانا بہتر ہے دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت سے شروع کرے اور چھنگلیا تک کٹوائے پھر بائیں ہاتھ کی چھنگلیا سے شروع کرے اور دائیں انگوٹھے پر ختم کرے اور پیر کی انگلیوں میں دائیں چھنگلیا سے شروع کرے اور بائیں چھنگلیا پر ختم کرے، اس کے خلاف بھی درست ہے۔

مسئلہ: کٹے ہوئے ناخن اور بال دفن کر دینا چاہئیں یا کسی محفوظ جگہ ڈال دے مگر نجس، گندی جگہ نہ ڈالے۔

مسئلہ: ناخن کا دانت سے کاٹنا مکروہ ہے اس سے برص کی بیماری ہو جاتی ہے۔

مسئلہ: حالتِ جنابت میں بال بنانا، ناخن کاٹنا، موئے زیرِ ناف وغیرہ دُور کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: ہر ہفتہ میں ایک مرتبہ موئے زیرِ ناف، موئے بغل، لبیں، ناخن وغیرہ دُور کرنا افضل ہے اور سب سے بہتر جمعہ کا دن ہے۔ ہر ہفتہ نہ ہو تو پندرھویں دن سہی، انتہا درجہ چالیسویں دن، اس کے بعد رخصت نہیں اگر چالیس دن گزر گئے تو گنہگار ہوگا۔

کتاب البیوع

بیچنے اور مول لینے کا بیان

مسئلہ: جب ایک شخص نے کہا کہ میں نے یہ چیز اتنے داموں میں بیچ دی اور دوسرے نے کہا کہ میں نے لے لی تو وہ چیز بک گئی اور جس نے مول لی ہے وہی اس کا مالک بن گیا اور اس بک جانے کو بیع کہتے ہیں۔

مسئلہ: یہ بیچنے اور مول لینے کا حکم اس وقت ہے کہ دونوں طرف سے یہ بات چیت ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے ہوئی ہو اور اگر درمیان میں جگہ بدل گئی تو خرید فروخت صحیح نہ ہوگی۔ **مسئلہ:** کسی نے کہا کہ یہ چیز آٹھ آنے کو دیدو، اس نے کہا میں نے دیدی اس سے بیع نہیں ہوئی البتہ اس کے بعد اگر خریدنے والے نے پھر کہہ دیا کہ میں نے لے لی تو بک گئی۔ **مسئلہ:** کسی نے کہا کہ یہ چیز ایک آنہ کو میں نے لے لی اس نے کہا لے لو تو بیع ہوگئی۔ **مسئلہ:** کسی نے بے پوچھے گچھے چار امرود ٹوکری سے نکالے اور مالک کے ہاتھ پر دو پیسے رکھ دیئے اس نے خوشی سے دام لے لئے تو بیع ہوگئی چاہے زبان سے کسی نے کچھ نہ کہا ہو۔ **مسئلہ:** کسی نے کہا کہ یہ سب چیزیں چار آنہ کو بیچیں تو خریدار کو اختیار نہیں کہ بے اس کی منظوری کے بعض چیزیں لے لے اور بعض چھوڑ دے، ہاں اگر ہر چیز کی قیمت الگ الگ تبلادے تو جو چیز چاہے خرید سکتا ہے۔

مسئلہ: بیچنے اور مول لینے میں یہ بھی ضروری ہے کہ جو سودا خریدے ہر طرح سے معاملہ صاف کرلے کوئی بات ایسی گول مول نہ رکھے جس سے جھگڑا پڑے اور قیمت بھی صاف صاف مقرر اور طے ہو جانا چاہیئے اگر دونوں میں سے ایک بات بھی اچھی طرح معلوم اور طے نہ ہوگی تو بیع صحیح نہ ہوگی۔

مسئلہ: کسی نے ایک روپیہ کی کوئی چیز خریدی، خریدار کہتا ہے کہ پہلے چیز دو تب روپیہ دوں گا اور مالک کہتا ہے کہ تم پہلے روپیہ دو تب چیز دوں گا،

تو پہلے دام دلوائے جائیں گے تب وہ چیز اس کو دلوائیں گے۔

قیمت کے معلوم ہونے کا بیان

مسئلہ: کسی نے مٹھی بند کر کے کہا کہ جتنے دام میرے ہاتھ میں ہیں اتنے کی فلانی چیز دے دو اور معلوم نہیں کہ ہاتھ میں کیا ہے تو ایسی بیع درست نہیں۔

مسئلہ: کسی شہر میں دو قسم کے روپے چلتے ہیں تو یہ بھی بتلا دے کہ فلاں روپے کے بدلہ میں یہ چیز لیتا ہوں، اگر یہ نہ بتایا تو جس روپے کا زیادہ رواج ہے، وہی دینا پڑے گا۔ اگر دونوں کا رواج برابر ہے تو بیع فاسد ہوگی۔

مسئلہ: کسی نے کہا کہ آپ یہ چیز لے لیں جو دام ہوں گے آپ سے واجبی لے لئے جائیں گے۔ بھلا آپ سے زیادہ لوں گا۔ یا یہ کہا کہ میں قیمت پھر بتلا دوں گا، یا اس طرح کہا کہ جو آپ کا جی چاہے دے دینا میں انکار نہ کروں گا تو ان سب صورتوں میں بیع فاسد ہے۔ **مسئلہ:** کوئی دوکاندار مقرر ہے، جس چیز کی ضرورت پڑتی ہے اس کی دوکان سے آجاتی ہے۔ قیمت معلوم نہیں کی جاتی اور مہینہ پر حساب کر دیا جاتا ہے یہ بھی درست ہے۔ **مسئلہ:** کسی نے ایک روپیہ کا کچھ خریدا تو اختیار ہے کہ روپیہ دے یا اٹھنیاں یا چونیاں، ہاں اگر ایک روپے کے پیسے دے تو فروخت کرنے والے کو اختیار ہے کہ چاہے پیسے لے یا نہ لے۔

سودا معلوم ہونے کا بیان

مسئلہ: اناج غلہ وغیرہ سب چیزوں میں اختیار ہے چاہے تول کے حساب سے لے یا یوں ہی مول کر کے لے لے مثلاً گیہوں ایک ڈھیری ایک روپیہ میں خریدی ڈھیری میں چاہے جتنے گیہوں نکلیں سب اسی کے ہیں۔

مسئلہ: اُپلے، آم، امرود، نارنگی وغیرہ میں بھی اختیار ہے کہ گنتی کے حساب سے لے یا ویسے ڈھیر کا مول کر کے لے۔ **مسئلہ:** اگر آم کا ایک ٹوکرا ایک روپے میں اس شرط پر خریدا کہ اس میں چار سو آم ہیں، پھر جب گنے گئے تو تین سو ہی نکلے تو خریدار

کو اختیار ہے کہ لے یا نہ لے اگر لے گا تو ایک روپیہ پورا نہ دینا پڑے گا بلکہ چار آنے سیکڑہ کے حساب سے دام دینے ہوں گے۔

مسئلہ: اگر کوئی دوپٹہ یا کوئی اور ایسا کپڑا خریدا کہ اس میں سے کچھ پھاڑ ڈالیں تو نکما اور خراب ہو جائے گا اور خریدتے وقت یہ شرط کی تھی کہ یہ اڑھائی گز کا ہے پھر جب ناپا تو کم نکلا تو دام کم نہ ہوں گے پورے دینے پڑیں گے، ہاں خریدار کو اختیار ہے کہ چاہے لے یا نہ لے اور اگر کچھ زیادہ نکلا تو وہ بھی اسی کا ہے اس کے بدلے میں دام زیادہ دینے پڑیں گے۔ **مسئلہ:** اگر رات کو دو ریشمین ازار بند ایک روپیہ کے لئے جب صبح کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک ان میں سوتی ہے، دونوں کی بیع جائز نہیں ہوئی، دوبارہ پھر سے بات چیت کر کے خریدے۔

اُدھار لینے کا بیان

مسئلہ: کسی نے اگر کوئی سودا خریدلیا اور کہا کہ دام پھر دیدوں گا تو درست ہے اور اگر یوں کہا کہ میں اس شرط سے خریدتا ہوں کہ دام پھر دوں گا تو بیع فاسد ہوگئی۔

مسئلہ: کسی نے خریدتے وقت یوں کہا کہ فلاں چیز ہم کو دیدو جب خرچ آئے گا تب دام لے لینا یا یوں کہا کہ جب میرا بھائی آئے گا تب دیدوں گا تو یہ بیع فاسد ہوگئی کچھ نہ کچھ مدت مقرر کر کے لینا چاہیئے۔ **مسئلہ:** نقد روپوں پر ایک روپے کے بیس سیر گیہوں بکتے ہیں مگر کسی کو اُدھار لینے کی وجہ سے پندرہ سیر گیہوں دیئے تو یہ بیع درست ہے مگر اسی وقت معلوم ہونا چاہیئے کہ اُدھار لے گا۔

مسئلہ: اگر دکاندار نے خریدار سے یوں کہا کہ اگر نقد لوگے تو ایک روپیہ کے بیس سیر گیہوں ہوں گے اور اگر اُدھار لوگے تو پندرہ سیر ہوں گے یہ جائز نہیں۔

پھیر دینے کی شرط کر لینے کا بیان

مسئلہ: خریدتے وقت کہہ دیا کہ ایک دن یا دو تین دن ہم کو لینے نہ لینے کا اختیار ہے، جی چاہے گا تو لیں گے نہیں تو پھیر دیں گے، تو یہ درست ہے۔

اس کو خیارِ شرط کہتے ہیں۔

مسئلہ: کسی نے کہا کہ تین دن تک مجھ کو لینے نہ لینے کا اختیار ہے پھر تین دن گذر گئے اور اس نے کچھ جواب نہیں دیا نہ وہ چیز پھیری تو اب پھیرنے کا اختیار نہیں رہا وہ چیز لینی پڑے گی۔ مسئلہ: تین دن سے زیادہ کی شرط درست نہیں ہے۔

بغیر دیکھے ہوئے چیز خریدنے کا بیان

مسئلہ: کسی نے کوئی چیز بے دیکھے ہوئے خرید لی تو یہ بیع درست ہے لیکن جب دیکھے تو اس کو اختیار ہے پسند ہو تو رکھے نہیں تو پھیر دے اگرچہ اس میں کوئی عیب بھی نہ ہو۔ مسئلہ: کسی نے بے دیکھے اپنی چیز بیچ ڈالی تو اس بیچنے والے کو دیکھنے کے بعد پھیر لینے کا اختیار نہیں۔ مسئلہ: اگر کوئی چیز کھانے پینے کی خریدی تو اس میں فقط دیکھ لینے سے اختیار نہ جائے گا بلکہ چکھنا بھی چاہیے۔

سودے میں عیب نکل آنے کا بیان

مسئلہ: جب کوئی چیز بیچے تو واجب ہے کہ جو کچھ اس میں عیب و خرابی ہو سب بتلا دے، نہ بتلانا اور دھوکہ دے کر بیچ ڈالنا حرام ہے۔

مسئلہ: جب خرید چکا تو دیکھا اس میں کوئی عیب ہے تو اب اس خریدنے والے کو اختیار ہے چاہے رکھ لے اور لے چاہے پھیر دے لیکن اگر رکھ لے تو پورے دام دینا پڑیں گے، اس عیب کے عوض میں کچھ دام کاٹ لینا درست نہیں ہاں اگر بیچنے والا راضی ہو جائے تو کم کر کے دام دینا درست ہے۔

مسئلہ: اگر کپڑا خریدنے کے بعد قطع کر لیا تب عیب معلوم ہوا تو اب پھیر نہیں سکتا البتہ دام کم کر دیئے جائیں گے لیکن اگر بیچنے والا کہے کہ مجھے قطع کیا ہوا اور اپنے اپنے دام لے لو میں دام کم نہیں کرتا تو اس کو اختیار ہے خریدار انکار نہیں کر سکتا، اور قطع کر کے سی بھی لیا تھا پھر عیب معلوم ہوا تو اب عیب کے بدلے دام کم کر دیئے جائیں گے، بیچنے والا اس صورت میں اپنا کپڑا واپس نہیں لے سکتا۔

مسئلہ: کسی نے انڈے خریدے، جب توڑے تو سب گندے نکلے، تو سارے دام پھیر سکتا ہے اور اگر بعضے گندے نکلے اور بعضے اچھے تو گندوں کے دام پھیر سکتا ہے۔ مسئلہ: اگر خریدنے کے بعد عیب معلوم ہوا لیکن پھر بھی اس سے کام لینے لگے اور استعمال کرنے لگے تو پھیرنے کا اختیار نہیں رہتا ہے۔

مسئلہ: بیچتے وقت اس نے کہہ دیا کہ خوب دیکھ بھال لو اگر اس میں کچھ عیب نکلے یا خراب ہو تو میں ذمہ دار نہیں۔ اس کہنے پر اس نے لے لیا تو اب چاہے جتنے عیب اس میں نکلیں پھیرنے کا اختیار نہیں ہے اور اس طرح بیچنا بھی درست ہے۔

بیع باطل اور فاسد وغیرہ کا بیان

مسئلہ: جو بیع شرع میں بالکل غیر معتبر اور لغو ہو، اور ایسا سمجھیں کہ خریدا اور بیچا ہی نہیں اس کو بیع باطل کہتے ہیں اس کا حکم یہ ہے کہ خریدنے والا اس کا مالک نہیں ہوا، اس لئے خریدنے والے کو نہ تو خود استعمال کرنا جائز ہے نہ کسی کو دینا جائز ہے اور جو بیع تو ہو گئی ہو لیکن اس میں کچھ خرابی آگئی ہے اس کو بیع فاسد کہتے ہیں اس کا حکم یہ ہے کہ جب تک خریدنے والے کے قبضہ میں نہ آجائے تب تک اس کی ملک میں نہیں آتی اور جب قبضہ کر لیا تو ملک میں تو آگئی لیکن حلال طیب نہیں ہے اس لئے اس کو اپنے استعمال میں لانا درست نہیں بلکہ ایسی بیع کا توڑ دینا واجب ہے اور اگر بیع نہیں توڑی بلکہ کسی اور کے ہاتھ وہ چیز بیچ ڈالی تو گناہ ہوا لیکن اس دوسرے خریدنے والے کے لئے اس کا کھانا پینا اور استعمال کرنا جائز ہے۔

مسئلہ: زمینداروں کے یہاں جو دستور ہے کہ تالاب کی مچھلیاں بیچ دیتے ہیں یہ بیع باطل ہے، جب تک شکار کر کے مچھلیاں پکڑی نہ جائیں تب تک اُن کا کوئی مالک نہیں ہے اور جو کوئی پکڑے وہی اُن کا مالک بن جاتا ہے۔

مسئلہ: کسی کی زمین میں خود بخود گھاس آگئی تو یہ گھاس بھی کسی کی ملک نہیں ہے۔ جس کا جی چاہے کاٹ لے جائے، نہ اس کا بیچنا درست ہے اور نہ کاٹنے سے کسی کو منع کرنا درست ہے البتہ اگر بویا ہو یا پانی دے کر سینچا ہو تو اس کی ملک

ہو جائے گی۔ اب بیچنا بھی جائز ہے اور لوگوں کو منع کرنا بھی درست ہے۔

مسئلہ: جانور کے پیٹ میں جو بچہ ہے، پیدا ہونے سے پہلے اس بچہ کا بیچنا باطل ہے اور اگر پورا جانور بیچ دیا تو درست ہے لیکن اگر یہ کہہ دیا کہ بچہ جب پیدا ہو تو وہ میرا ہے تو یہ بیع فاسد ہے۔

مسئلہ: جانور کے تھن میں جو دودھ بھرا ہے، دوہنے سے پہلے اس کا بیچنا باطل ہے اسی طرح بھیڑ دنبہ وغیرہ کے بال جب تک کاٹ نہ لے تب تک بالوں کا بیچنا ناجائز اور باطل ہے۔ **مسئلہ:** کسی نے اس شرط پر مکان بیچا کہ ایک مہینہ تک ہم خود اس میں رہیں گے، یا یہ شرط ٹھہرا دی کہ اتنے مہینے تک تم ہم کو قرض دے دو یا یہ شرط کی کہ یہ چیز ہمارے گھر تک پہنچا دینا تو یہ سب بیع فاسد ہے۔

مسئلہ: اگر کچھ اناج گھی تیل وغیرہ نرخ طے کر کے خریدا تو دیکھو اس بیع ہونے کے بعد اس نے تمہارے سامنے تول کر دیا ہے یا سامنے نہیں تولا بلکہ کہا کہ تم جاؤ ہم تول کر گھر بھیج دیتے ہیں یا پہلے سے تولا ہوا رکھا تھا اس نے اسی طرح تولا ہوا اٹھا لیا پھر نہیں تولا تو یہ تین صورتیں ہوئیں۔ پہلی صورت کا حکم یہ ہے کہ گھر میں لا کر اب اس کا تولنا ضروری نہیں بغیر تولے بھی اس کا کھانا پینا بیچنا وغیرہ سب صحیح ہے اور دوسری اور تیسری صورت کا حکم یہ ہے کہ جب تک خود نہ تول لے تب تک اس کا کھانا بیچنا وغیرہ کچھ درست نہیں، اگر بے تولے بیچ دیا تو بیع فاسد ہو گئی۔

مسئلہ: بیچنے سے پہلے اس نے تول کر تم کو دکھایا اس کے بعد تم نے خرید لیا اور پھر اس نے نہیں تولا تو اس صورت میں بھی خریدنے والے کو پھر تولنا ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ: کوئی مرغی یا بکری گائے وغیرہ مر گئی تو اس کی بیع حرام اور باطل ہے بلکہ اس مری چیز کو بھنگی یا چمار کو کھانے کے لئے دینا بھی جائز نہیں ویسے ہی پھینک دینے کے لئے اٹھوا دے۔ **مسئلہ:** جس گھر میں شہد کا چھتہ لگا ہے وہی اس کا مالک ہے کسی غیر کو اس کا توڑنا اور لینا درست نہیں۔

نفع لیکر یا دام کے دام پر بیچنے کا بیان

مسئلہ: ایک چیز ہم ایک روپیہ کو خریدی تھی

تو اب اپنی چیز کا ہم کو اختیار ہے چاہے ایک ہی روپیہ کو بیچ ڈالیں اور چاہے دس بیس روپے کو بیچیں اس میں کوئی گناہ نہیں لیکن اگر معاملہ اس طرح طے ہوا کہ اس نے کہا ایک آنہ روپیہ منافع لے کر ہمارے ہاتھ بیچ ڈالو اس پر تم نے کہا اچھا ہم نے روپیہ پیچھے ایک آنہ نفع پر بیچا تو اب اکنی روپیہ سے زیادہ نفع لینا جائز نہیں اسی طرح اگر تم نے یہ کہا کہ یہ چیز ہم تم کو خرید کے دام پر دیں گے کچھ نفع نہ لیں گے تو اب کچھ نفع لینا درست نہیں۔

مسئلہ: کسی سودے کا یوں مول کیا کہ اکنی روپیہ کے نفع پر بیچ ڈالو، اس نے کہا اچھا تم وہی دے دو لیکن ابھی اس نے یہ نہیں بتلایا کہ چیز کتنے کی خریدی ہے تو دیکھو اگر اسی جگہ اُٹھنے سے پہلے وہ اپنی خرید کے دام بتلا دے تب تو یہ بیع صحیح ہے اور اگر اسی جگہ نہ بتلائے بلکہ یہ کہے کہ آپ لے جائیے حساب دیکھ کر بتلا دیا جائے گا یا اور کچھ کہے تو وہ بیع فاسد ہے۔ **مسئلہ:** لینے کے بعد اگر معلوم ہوا کہ اس نے چالاکی کی ہے اور اپنی خرید غلط بتلائی ہے اور نفع وعدے سے زیادہ لیا ہے تو خریدنے والے کو کم دام دینے کا اختیار نہیں ہے البتہ یہ اختیار ہے کہ اگر لینا منظور نہ ہو تو واپس کر دے۔

مسئلہ: کوئی چیز تم نے اُدھار خریدی تو اب جب تک دوسرے خریدنے والے کو یہ نہ بتلا دو کہ بھائی ہم نے یہ چیز اُدھار لی ہے بے خبر کئے ہوئے اس کو نفع پر بیچنا یا خرید کے دام پر بیچنا ناجائز ہے۔ **مسئلہ:** ایک کپڑا ایک روپیہ کا خریدا پھر چار آنے دے کر اس کو رنگوایا یا اس کو دھلوایا یا سلوایا تو اب ایسا سمجھیں گے کہ سوا روپے کو اس نے مول لیا۔ لہٰذا اب سوا روپیہ اس کی اصلی قیمت ظاہر کر کے نفع لینا درست ہے مگر یوں نہ کہے کہ سوا روپیہ کو میں نے لیا ہے بلکہ یوں کہے کہ سوا روپیہ میں یہ چیز مجھ کو پڑی ہے، تاکہ جھوٹ نہ ہونے پائے۔

سُودی لین دین کا بیان

سودی لین دین کا بڑا بھاری گناہ ہے قرآن مجید اور حدیث شریف میں اس کی بڑی بُرائی آئی ہے اور اس سے بچنے کی بڑی زبردست تاکید کی گئی ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود دینے والے اور لینے والے اور بیچ میں پڑ کے

سود دلانے سودی دستاویز لکھنے والے گواہ شاہد وغیرہ سب پر لعنت فرمائی ہے اور فرمایا ہے کہ سود دینے والا اور لینے والا گناہ میں دونوں برابر ہیں۔

مسئلہ: ہندوستان کے رواج سے سب چیزیں چار قسم کی ہیں۔ ایک تو خود سونا چاندی یا ان کی بنی ہوئی چیز دوسرے اس کے سوا وہ چیزیں جو تول کر بکتی ہیں جیسے اناج، غلہ، لوہا، تانبہ، روٹی، ترکاری وغیرہ تیسرے وہ چیزیں جو گز سے ناپ کر بکتی ہیں جیسے کپڑا، چوتھے وہ جو گنتی کے حساب سے بکتی ہیں جیسے انڈے، آم، امرود، نارنگی، بکری، گائے، گھوڑا وغیرہ ان سب چیزوں کا الگ الگ حکم سمجھ لو۔

چاندی سونا اور اس کی چیزوں کا بیان

مسئلہ: چاندی، سونا خریدنے کی کئی صورتیں ہیں ایک تو یہ کہ چاندی کو چاندی سے اور سونے کو سونے سے خریدا جیسے ایک روپے کی چاندی خریدنا منظور ہے یا اشرفی سے سونا خریدا غرض کہ دونوں طرف ایک ہی قسم کی چیز ہے تو ایسے وقت دو باتیں واجب ہیں۔ ایک تو یہ کہ دونوں طرف کی چاندی یا دونوں طرف کا سونا برابر ہو، دوسرے یہ کہ جدا ہونے سے پہلے ہی پہلے دونوں طرف سے لین دین ہو جائے، کچھ ادھار باقی نہ رہے، اگر دونوں باتوں میں سے کسی بات کے خلاف ہوا تو سودا ہو گیا۔ مثلاً ایک روپے کی چاندی تم نے لی تو وزن میں ایک روپے کے برابر لینا چاہیئے۔ اگر روپے بھر سے کم لی یا اس سے زیادہ لی تو یہ سود ہو گیا، اسی طرح اگر تم نے روپیہ تو دے دیا لیکن اس نے چاندی ابھی نہیں دی تھوڑی دیر میں تم سے الگ ہو کر دینے کا وعدہ کیا، اسی طرح تم نے بھی روپیہ نہیں دیا چاندی اُدھار لے لی تو یہ بھی سود ہے۔

مسئلہ: دوسری صورت یہ ہے کہ دونوں طرف ایک قسم کی چیز نہیں بلکہ ایک طرف چاندی اور ایک طرف سونا ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ وزن کا برابر ہونا ضروری نہیں ہے ایک روپے کا چاہے جتنا سونا ملے جائز ہے۔ اسی طرح ایک اشرفی کی چاہے جتنی چاندی ملے جائز ہے لیکن جُدا ہونے سے پہلے ہی لین دین ہو جانا کچھ اُدھار نہ رہنا یہاں بھی واجب ہے۔

مسئلہ: زیادہ آسان بات یہ ہے کہ دونوں آدمی جتنے چاہیں روپے رکھیں اور جتنی چاہے چاندی رکھیں مگر دونوں آدمی ایک ایک پیسہ بھی شامل کریں اور یوں کہہ دیں کہ ہم اس چاندی اور اس پیسے کو اس روپے اور اس پیسے کے بدلے لیتے ہیں۔ سارے بکھیڑوں سے بچ جاؤ گے۔

جو چیزیں تُل کر بکتی ہیں اُن کا بیان

مسئلہ: جیسے اناج، گوشت، لوہا، تانبہ، ترکاری، نمک وغیرہ اس قسم کی چیزوں میں سے اگر ایک چیز کو اسی قسم کی چیز سے بیچنا اور بدلنا چاہو مثلاً گیہوں دے کر دوسرے گیہوں لئے یا آٹے کے عوض آٹا غرض کہ دونوں طرف ایک ہی قسم کی چیز ہو تو اس میں بھی ان دو باتوں کا خیال رکھنا واجب ہے ایک تو یہ کہ دونوں طرف بالکل برابر ہو ذرا بھی کسی طرف کمی بیشی نہ ہو ورنہ سود ہو جائے گا۔ دوسری طرف یہ کہ اسی وقت ہاتھ در ہاتھ لین دین اور قبضہ ہو جائے گا، ورنہ سود ہو جائے گا۔

مسئلہ: اگر ایسی چیزوں میں جو تول کر بکتی ہیں ایک طرح کی چیز نہ ہو جیسے گیہوں دے کر دھان لئے یا جو، چنا، جوار، نمک، گوشت، ترکاری وغیرہ کوئی اور چیز لی غرضیکہ ادھر اور چیز ہے اُدھر اور چیز ہے، دونوں طرف ایک چیز نہیں تو اس صورت میں دونوں کا وزن برابر ہونا واجب نہیں، سیر بھر گیہوں دے کر چاہے آٹھ سیر دھان وغیرہ لے لو سب جائز ہے البتہ وہ دوسری بات یہاں بھی واجب ہے کہ سامنے رہتے رہتے دونوں طرف سے لین دین ہو جائے۔ اگر ایسا نہ کیا تو سود کا گناہ ہو گا۔

مسئلہ: اگر اس قسم کی چیز جو تول کر بکتی ہے، روپیہ پیسے سے خریدی یا کپڑے وغیرہ کسی ایسی چیز سے بدلی ہے جو تول کر نہیں بکتی بلکہ گز سے ناپ کر بکتی ہے یا گنتی سے بکتی ہے مثلاً ایک تھان کپڑا دے کر گیہوں وغیرہ لئے یا گیہوں چنے دے کر امرود نارنگی ناشپاتی، انڈے ایسی چیزیں لیں جو گن کر بکتی ہیں تو اس صورت میں ان دونوں باتوں میں سے کوئی بات بھی واجب نہیں۔ ایک پیسہ کے بدلے چاہے جتنے گیہوں، آٹا، ترکاری خریدے گیہوں، چنے دے کر چاہے جتنے امرود، نارنگی وغیرہ لے اور چاہے اسی وقت اس جگہ

رہتے ہوئے لین دین ہو جائے چاہے الگ ہونے کے بعد ہر طرح درست ہے۔

بیع سلم کا بیان

فصل کے کٹنے سے پہلے یا کٹنے کے بعد کسی کو دس روپے دیئے اور یوں کہا کہ دو مہینے کے بعد فلانے مہینے کی فلاں تاریخ میں ہم تم سے ان دس روپیے کے گیہوں لیں گے اور نرخ اسی وقت طے کر لیا کہ روپے کے پندرہ سیر یا روپے کے بیس سیر کے حساب سے لیں گے تو یہ بیع درست ہے۔ جس مہینہ کا وعدہ ہوا ہے اس مہینے میں اس کو اسی نرخ پر گیہوں دینے پڑیں گے چاہے بازار میں گراں بکیں یا سستے بازار کے بھاؤ کا کچھ اعتبار نہیں اس بیع کو سلم کہتے ہیں لیکن اس کے جائز ہونے کی کئی شرطیں ہیں۔ پہلی شرط یہ ہے کہ گیہوں وغیرہ کی کیفیت خوب صاف صاف اس طرح بتلا دے کہ لیتے وقت دونوں میں جھگڑا نہ پڑے مثلاً کہہ دے کہ فلاں قسم کا گیہوں دینا بہت پتلا نہ ہو، نہ پالا مارا ہوا ہو عمدہ ہو خراب نہ ہو۔ اس میں کوئی چیز جو، چنے، مٹر وغیرہ نہ ملی ہو، خوب سوکھے ہوں گیلے نہ ہوں۔ اگر اس وقت صرف اتنا کہہ دیا کہ دس روپے کے گیہوں دے دینا تو یہ ناجائز ہوا، یا یوں کہا کہ ان دس روپیوں کے دھان دے دینا یا چاول دے دینا اس کی قسم کچھ نہ بتلائی یہ سب ناجائز ہے۔ دوسری شرط یہ ہے کہ نرخ بھی اسی وقت طے کرے کہ روپیے کے پندرہ سیر یا بیس سیر کے حساب سے لیں گے اگر یوں کہا کہ اس وقت جو بازار کا بھاؤ ہو اس حساب سے ہم کو دینا یا اس سے دو سیر زیادہ دینا تو یہ جائز نہیں تیسری شرط یہ ہے کہ جتنے روپوں کے گیہوں لینے ہوں اسی وقت بتلا دو کہ ہم دس روپیے یا بیس روپیے کے لیں گے، اگر یہ نہیں بتلایا یا یونہی گول مول کہہ دیا کہ تھوڑے روپیے کے ہم بھی لیں گے تو یہ صحیح نہیں، چوتھی شرط یہ ہے کہ اسی وقت اسی جگہ رہتے رہتے سب روپیے دے دے اگر معاملہ کرنے کے بعد الگ ہو کر پھر روپیے دیئے تو وہ معاملہ ختم ہو گیا اب پھر سے طے کرنا چاہیے۔ پانچویں شرط یہ ہے کہ اپنے لینے کی مدت کم سے کم ایک مہینہ مقرر کرے کہ ایک مہینے کے بعد فلاں تاریخ کو گیہوں لیں گے۔ مہینے سے کم مدت مقرر کرنا صحیح نہیں اور زیادہ چاہے

جتنی مدت مقرر کرے جائز ہے لیکن دن، تاریخ، مہینہ سب مقرر کر دے تاکہ بعد میں جھگڑا نہ پڑے۔ اگر دن تاریخ اور مہینہ مقرر نہ کیا بلکہ یوں کہا کہ جب فصل کٹے گی تب دے دینا تو یہ صحیح نہیں چھٹی شرط یہ ہے کہ یہ بھی مقرر کرے کہ فلاں جگہ وہ گیہوں دینا یعنی اسی شہر میں یا کسی دوسرے شہر میں جہاں لینا ہو وہاں پہنچانے کے لئے کہدے کہ ہمارے گھر پہنچا دینا غرضیکہ جو منظور ہو صاف بتلادے اگر یہ نہیں بتلایا تو صحیح نہیں اگر ان شرطوں کے موافق کیا تو بیع سلم درست ہے ورنہ درست نہیں۔

مسئلہ: گیہوں وغیرہ غلہ کے علاوہ اور جو چیزیں ایسی ہوں کہ ان کی کیفیت بیان کر کے مقرر کر دی جائے کہ لیتے وقت کچھ جھگڑا ہونے کا ڈر نہ رہے ان کی بیع سلم بھی درست ہے جیسے انڈے، اینٹیں، کپڑا۔ **مسئلہ:** بیع سلم کے صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ جس وقت معاملہ کیا ہے اس وقت سے لیکر لینے اور وصول پانے کے زمانے تک وہ چیز بازار میں ملتی رہے نایاب نہ ہو، اگر اس درمیان میں وہ چیز بالکل نایاب ہو جائے کہ اس شہر اور ملک کے بازاروں میں نہ ملے گو دوسری جگہ بہت مصیبت جھیل کر منگوا سکے تو یہ بیع باطل ہوگئی۔

شفعہ کا بیان

مسئلہ: جس وقت شفیع کو خبر بیع کی پہنچی اگر فوراً منہ سے نہ کہا کہ میں شفعہ لوں گا تو شفعہ باطل ہو جائے گا پھر اس شخص کو دعویٰ کرنا جائز نہیں حتیٰ کہ شفیع کے پاس خط پہنچا اور اس کے شروع میں یہ خبر لکھی ہے کہ فلاں مکان فروخت ہوا اور اس وقت اس نے زبان سے نہ کہا کہ میں شفعہ لوں گا یہاں تک کہ تمام خط پڑھ گیا اور پھر کہا کہ میں شفعہ لوں گا تو اس کا شفعہ باطل ہو گیا۔

مسئلہ: اگر شفیع نے کہا کہ مجھ کو اتنا روپیہ دو تو اپنے حق شفعہ سے دستبردار ہو جاؤں، تو اس صورت میں چونکہ اپنا حق ساقط کرنے پر رضامند ہو گیا اس لئے شفعہ ساقط ہو گیا لیکن چونکہ یہ رشوت ہے اس لئے روپیہ لینا دینا حرام ہے۔

مسئلہ: اگر ہنوز حاکم نے شفعہ نہیں دلایا تھا کہ شفیع مر گیا اس کے وارثوں

کو شفعہ نہ پہنچے گا اور اگر خریدار مر گیا تو شفعہ باقی رہے گا۔ **مسئلہ**: شفیع کو خبر پہنچی کہ اس قدر قیمت کو مکان بکا ہے اس نے دستبرداری کی۔ پھر معلوم ہوا کہ کم قیمت کو بکا ہے اُس وقت شفعہ لے سکتا ہے، اسی طرح پہلے سُنا تھا کہ فلاں شخص خریدار ہے پھر سُنا کہ نہیں دوسرا خریدار ہے یا پہلے سُنا تھا کہ نصف بکا ہے پھر معلوم ہوا کہ پورا بکا ہے۔ ان صورتوں میں پہلی دستبرداری سے شفعہ باطل نہ ہو گا۔

قرض لینے کا بیان

مسئلہ: جو چیز ایسی ہو کہ اسی طرح کی چیز تم دے سکتے ہو اس کا قرض لینا درست ہے جیسے اناج، انڈے، گوشت وغیرہ اور جو چیز ایسی ہو کہ اس طرح کی چیز دینا مشکل ہے تو اس کا قرض لینا درست نہیں جیسے امرود، نارنگی، بکری، مرغی وغیرہ۔

مسئلہ: جس زمانے میں روپئے کے دس سیر گیہوں ملتے تھے اس وقت تم نے پانچ سیر گیہوں قرض لئے پھر گیہوں سستے ہو گئے اور روپئے کے بیس سیر ملنے لگے تو تم کو وہی پانچ سیر دینے پڑیں گے اسی طرح اگر گراں ہو گئے ہیں تب بھی یہی گیہوں دینے پڑیں گے جتنے دیئے گئے تھے۔ **مسئلہ**: جیسے گیہوں تم نے دیئے تھے اس نے ان سے اچھے گیہوں ادا کئے تو اس کا لینا جائز ہے یہ سود نہیں مگر قرض دینے کے وقت یہ کہنا درست نہیں کہ ہم ان سے اچھے لیں گے البتہ وزن میں زیادہ نہیں ہونا چاہیئے۔ خوب ٹھیک ٹھیک تول کر لینا دینا چاہیئے اگر کچھ جھکتا تول دیا تو کچھ ڈر نہیں۔

مسئلہ: کسی سے کچھ روپیہ یا غلہ اس وعدے پر قرض لیا کہ ایک مہینے یا پندرہ دن کے بعد ہم ادا کر دیں گے اور اس نے منظور کر لیا تب یہ مدت کا بیان ناجائز ہے۔ اگر اس کو اس وقت سے پہلے ضرورت پڑے اور تم سے مانگے یا بے ضرورت ہی مانگے تم کو ابھی ادا کرنا پڑے گا۔

کسی کی ذمہ داری کر لینے کا بیان

مسئلہ: نعیم کے ذمہ کسی کے روپے یا پیسے ہوتے تھے تم نے اس کی ذمہ داری

کرلی کہ اگر یہ نہ دے گا تو ہم سے لے لینا یا یوں کہا کہ ہم اس کے ذمہ دار ہیں اور اس حقدار نے تمہاری ذمہ داری منظور بھی کرلی تو اب اس کی ادائیگی تمہارے ذمہ واجب ہو گئی اگر نعیم نہ دے تو تم کو دینا پڑیں گے اور اس حقدار کو اختیار ہے کہ جس سے چاہے تقاضہ کرے، چاہے تم سے، چاہے نعیم سے۔ اب جب تک نعیم اپنا قرض ادا نہ کرے یا معاف نہ کرائے تب تک برابر تم ذمہ دار رہو گے۔ البتہ اگر وہ حقدار تمہاری ذمہ داری معاف کر دے اور کہہ دے کہ اب تم سے کچھ مطلب نہیں ہم تم سے تقاضہ نہ کریں گے تو اب تمہاری ذمہ داری نہیں رہی اور اگر تمہاری ذمہ داری کے وقت ہی اس حقدار نے منظور نہ کیا اور کہا کہ تمہاری ذمہ داری کا ہمیں اعتبار نہیں یا اور کچھ کہا تو تم ذمہ دار نہیں **مسئلہ:** نابالغ لڑکا یا لڑکی اگر کسی کی ذمہ داری کرے تو درست نہیں۔

کسی کو وکیل کر دینے کا بیان

مسئلہ: جس کام کو آدمی خود کر سکتا ہے اس میں یہ بھی اختیار ہے کہ کسی اور سے کہہ دے کہ تم ہمارا یہ کام کر دو جیسے بیچنا، مول لینا، کرایہ پر لینا دینا، نکاح کرنا وغیرہ نوکر کو بازار سودا لینے بھیجا یا نوکر کے ذریعہ سے کوئی چیز بکوائی یا یکہ تانگہ کرایہ پر منگوایا جس سے یہ کام کرایا گیا ہے، شریعت میں اس کو وکیل کہتے ہیں۔

مسئلہ: تم نے نوکر سے گوشت منگوایا وہ اُدھار لے آیا تو وہ گوشت والا تم سے تقاضا نہیں کر سکتا اسی نوکر سے تقاضہ کرے اور نوکر تم سے تقاضہ کرے گا اسی طرح اگر کوئی چیز تم نے بکوائی تو خریدنے والے سے تم کو تقاضہ کرنے اور دام وصول کرنے کا حق نہیں ہے۔ اس نے جس سے چیز پائی ہے اسی کو دام بھی دے گا اور اگر وہ خود تم کو دام دے دے تب بھی جائز ہے۔

وکیل کے برطرف کر دینے کا بیان

وکیل کے موقوف اور برطرف کرنے کا تم کو ہر وقت اختیار ہے مثلاً تم نے کسی سے کہا تھا کہ ہمیں ایک بکری کی ضرورت ہے کہیں مل جائے تو لے لینا پھر موقوف کر دیا

کہ اب نہ لینا۔ تو اب اس کو لینے کا اختیار نہیں۔ اگر اب لے گا تو اسی کے سر پڑے گی۔

مسئلہ: اگر خود اس کو منع نہیں کیا بلکہ خط بھیج کر اطلاع کر دی کہ اب نہ لینا تب بھی وہ برطرف ہو گیا۔

کاروبار میں شرکت کا بیان

مسئلہ: تم نے تجارت کے لیے کسی کو روپے دیئے کہ اس سے تجارت کرو جو کچھ نفع ہو گا وہ ہم تم بانٹ لیں گے۔ یہ جائز ہے۔ اس کو مضاربت کہتے ہیں لیکن اس کی کئی شرطیں ہیں۔ اگر ان شرطوں کے موافق ہو تو صحیح ہے نہیں تو ناجائز اور فاسد ہے۔ شرطیں حسب ذیل ہیں۔

(۱) جتنا روپیہ دینا ہو وہ بتلا دو، اور اس کو تجارت کے لئے دے بھی دو۔ اپنے پاس نہ رکھو۔ اگر روپیہ اس کے حوالہ نہ کیا اپنے پاس ہی رکھا تو یہ معاملہ فاسد ہے۔

(۲) نفع بانٹنے کی صورت ہی طے کر لو اور بتلا دو کہ تم کو کتنا ملے گا اور اس کو کتنا ملے گا؟ اگر یہ بات طے نہیں ہوئی بس اتنا ہی کہا کہ نفع ہم تم بانٹ لیں گے تو فاسد ہے۔

(۳) نفع تقسیم کرنے کو اس طرح طے نہ کرو کہ جس قدر نفع ہو، اس میں سے دس روپے ہمارے باقی تمہارے، یا دس روپے تمہارے باقی ہمارے بلکہ یوں طے کرو کہ آدھا ہمارا، آدھا تمہارا، یا ایک حصہ اس کا دو حصے اُس کے یا ایک کا باقی دوسرے کے غرض یہ کہ نفع کی تقسیم حصوں کے اعتبار سے کرنا چاہیئے جو کچھ نقصان ہو گا وہ مالک کے ذمہ ہے اسی کا روپیہ گیا۔

شرکت کا بیان

شرکت دو طرح کی ہے۔ ایک شرکت املاک ہو جاتی ہے جیسے ایک شخص مر گیا اور اس کے ترکہ میں چند وارث شریک ہیں یا روپیہ ملا کر دو شخصوں نے ایک چیز خریدلی یا ایک شخص نے دو شخصوں کو کوئی چیز ہبہ کر دی۔ اس کا حکم یہ ہے کہ کسی کو کوئی

تصرف بلا اجازت دوسرے شریک کے جائز نہیں۔ دوسری شرکت عقود ہے یعنی دو شخصوں نے باہم معاہدہ کیا کہ ہم تم شرکت میں تجارت کریں گے۔ اس شرکت کے اقسام احکام یہ ہیں۔ **مسئلہ:** ایک قسم شرکت عقود کی شرکت عنان کہلاتی ہے یعنی دو شخصوں نے تھوڑا تھوڑا روپیہ بہم پہنچا کر اتفاق کیا کہ اس کا کپڑا یا غلہ خرید کر تجارت کریں اس میں یہ شرط ہے کہ دونوں کا راس المال نقد ہو۔ اگر ایک کا نقد اور دوسرے کا غیر نقد ہو تو شرکت صحیح نہ ہوگی۔ **مسئلہ:** ایک قسم کی شرکت عقود کی شرکتِ صنایع کہلاتی ہے اور شرکت بھی کہتے ہیں جیسے دو درزی یا دو رنگریز باہم معاہدہ کر لیں کہ جو کام جس کے پاس آئے اس کو قبول کرے اور جو مزدوری ملے وہ آپس میں آدھوں آدھ یا تین تہائی یا چوتھائی وغیرہ کے حساب سے بانٹ لیں یہ جائز ہے۔

مسئلہ: جو کام ایک نے لے لیا، دونوں پر لازم ہو گیا۔ مثلاً ایک شریک نے ایک کپڑا سینے کے لئے لیا تو صاحبِ فرمائش جس طرح اس پر تقاضہ کر سکتا ہے دوسرے شریک سے بھی سلوا سکتا ہے۔ اسی طرح جیسے یہ کپڑا سینے والا مزدوری مانگ سکتا ہے دوسرا بھی مزدوری لے سکتا ہے اور جس طرح اس کو مزدوری دینے سے مالک سبکدوش ہو جاتا ہے اسی طرح اگر دوسرے شریک کو دیدی تو بھی بری الذمہ ہو سکتا ہے۔

ساجھے کی چیز تقسیم کرنے کا بیان

دو آدمیوں نے مل کر بازار سے گیہوں منگائے۔ تو اب تقسیم کرتے وقت دونوں کا موجود ہونا ضروری ہے۔ دوسرا حصہ دار موجود نہ ہو تب بھی ٹھیک ٹھیک تول کر اس کا حصہ الگ کر کے اپنا حصہ الگ کر لینا درست ہے۔ جب اپنا حصہ الگ کر لیا تو کھاؤ پیو یا کسی کو دے دو جو چاہو کرو سب جائز ہے۔ اسی طرح گھی، تیل، انڈے وغیرہ کا بھی یہی حکم ہے۔ غرض کہ جو چیز ایسی ہو کہ اس میں کچھ فرق نہ ہوتا ہو جیسے انڈے انڈے سب برابر ہیں یا گیہوں کے دو حصے کئے تو جیسے یہ حصہ ویسا وہ حصہ دونوں برابر ہیں، ایسی سب چیزوں کا یہی حکم ہے کہ دوسرے کے موجود نہ ہونے پر بھی حصہ بانٹ لینا درست ہے لیکن دوسرے نے ابھی اپنا حصہ نہیں لیا تھا کہ کسی طرح جاتا رہا پھر وہ نقصان

دونوں کا ہوگا اور جن چیزوں میں فرق ہوا کرتا ہے جیسے امرود، نارنگی وغیرہ ان کا حکم یہ ہے کہ جب تک دونوں حصہ دار موجود نہ ہوں، حصہ بانٹ کر لینا درست نہیں ہے۔

امانت رکھنے رکھانے کا بیان

مسئلہ: کسی نے کوئی چیز تمہارے پاس امانت رکھی اور وہ تم نے لے لی تو اب اس کی حفاظت کرنا تم پر واجب ہوگیا۔ اگر حفاظت میں کمی اور غفلت کی اور وہ چیز ضائع ہوگئی تو اس کا تاوان دینا پڑے گا۔ البتہ اگر حفاظت میں کوتاہی نہیں ہوئی پھر بھی کسی وجہ سے جاتی رہی مثلاً چوری ہوگئی یا گھر میں آگ لگ گئی اور اس میں جل گئی تو اس کا تاوان وہ نہیں لے سکتا بلکہ امانت رکھتے وقت یہ اقرار کرلیا کہ اگر جاتی رہی تو میں ذمہ دار ہوں مجھ سے دام لینا، تب بھی اس کو تاوان لینے کا حق نہیں، یوں اپنی خوشی سے دیدو وہ اور بات ہے۔ **مسئلہ:** کسی نے کہا میں ذرا کام سے جاتا ہوں میری چیز رکھ لو تم نے کہا اچھا رکھ دو یا تم کچھ نہیں بولے وہ تمہارے پاس رکھ کر چلا گیا تو امانت ہوگئی۔ البتہ اگر تم نے کہہ دیا کہ میں نہیں جانتا اور کسی کے پاس رکھ دو یا اور کچھ کہہ کر انکار کردیا پھر بھی رکھ کر چلا گیا تو اب وہ چیز تمہاری امانت میں نہیں ہے البتہ اگر اس کے چلے جانے کے بعد تم نے اٹھا کر رکھ لی تو امانت ہو جائے گی۔

مسئلہ: جس کے پاس کوئی امانت ہو اس کو اختیار ہے کہ خود اپنی حفاظت میں رکھے یا اپنے کسی رشتہ دار کے پاس رکھدے جو ایک ہی گھر میں اس کے ساتھ رہتے ہوں جن کے پاس اپنی چیز بھی ضرورت کے وقت رکھ دیتا ہو لیکن اگر کوئی دیانت دار نہ ہو تو اس کے پاس رکھنا درست نہیں، ضائع ہو جانے پر تاوان دینا پڑے گا اور ایسے رشتہ دار کے سوا کسی اور کے پاس بھی پرائی امانت کا رکھنا بغیر مالک کی اجازت کے درست نہیں۔ **مسئلہ:** گھر میں آگ لگ گئی تو ایسے وقت غیر کے پاس بھی پرائی امانت کا رکھا دینا جائز ہے لیکن جب وہ عذر جاتا رہے تو فوراً لے لینا چاہیئے۔ اگر اب واپس نہ لے گا تو تاوان دینا پڑے گا۔ اسی طرح مرتے وقت اگر کوئی اپنے گھر کا آدمی موجود نہ ہو تو پڑوسی کے سپرد کر دینا درست ہے۔

مسئلہ: اگر کسی نے کچھ روپے پیسے امانت رکھائے تو بعینہ ان ہی روپوں پیسوں کا حفاظت سے رکھنا واجب ہے نہ تو اپنے روپوں میں ان کا ملانا جائز ہے اور نہ ان کا خرچ کرنا جائز ہے۔ یہ نہ سمجھو کہ روپیہ روپیہ سب برابر ہے لاؤ اس کو خرچ کر ڈالیں جب مانگے گا تو اپنا روپیہ دے دیں گے۔ البتہ اگر اس نے اجازت دے دی تو ایسی صورت میں خرچ کرنا درست ہے لیکن اس کا حکم یہ ہے کہ اگر وہی روپیہ تم الگ رہنے دو تب وہ روپیہ امانت سمجھا جائے گا اگر جاتا رہا تو تاوان نہ دینا پڑے گا۔ اگر تم نے اجازت لے کر خرچ کر دیا تو اب وہ تمہارے ذمے قرض ہو گیا امانت نہیں رہا، لہٰذا اب بہر حال تم کو دینا پڑے گا۔

مسئلہ: کسی نے بکری یا گائے وغیرہ امانت رکھائی تو اس کا دودھ پینا یا کسی طرح اس سے کام لینا درست نہیں۔ البتہ اجازت سے یہ سب جائز ہے۔ بلا اجازت جتنا دودھ لیا ہے اس کے دام دینا پڑیں گے۔

مسئلہ: جب وہ امانت مانگے تو فوراً اس کو دے دینا واجب ہے بلا عذر نہ دینا اور دیر کرنا جائز نہیں کسی نے اپنی امانت مانگی، تم نے کہا بھائی اس وقت ہاتھ خالی نہیں کل لے لینا اس نے کہا اچھا کل ہی سہی تب تو خیر کچھ حرج نہیں اور اگر وہ کل کے لینے پر راضی نہ ہوا اور نہ دینے سے خفا ہو کر چلا گیا تو اب وہ چیز امانت نہیں رہی۔ اب اگر جاتی رہے گی تو تاوان دینا پڑے گا۔

مانگی ہوئی چیز کا بیان

کسی سے کوئی کپڑا یا زیور یا چارپائی برتن وغیرہ کوئی چیز کچھ دن کے لئے مانگ لی کہ ضرورت ہے۔ ضرورت نکل جانے پر دے جائیں گے تو اس کا حکم بھی امانت کی طرح ہے۔ اب اس کو اچھی طرح حفاظت سے رکھنا واجب ہے۔ اگر باوجود حفاظت کے جاتی رہے تو جس کی چیز ہے اس کو تاوان لینے کا حق نہیں ہے بلکہ اگر تم نے اقرار بھی کر لیا ہے کہ اگر جائے گی تو ہم سے لینا، تب بھی تاوان لینا درست نہیں البتہ اگر حفاظت نہ کی اس وجہ سے جاتی رہی تو تاوان دینا پڑے گا اور مالک کو ہر وقت اختیار ہے

جب چاہے اپنی چیز لے لے تمہیں انکار کرنا درست نہیں۔ اگر مانگنے پر نہ دی تو پھر ضائع ہو جانے پر تاوان دینا پڑے گا۔

کسی کو کچھ دینے کا بیان

مسئلہ: تم نے کسی کو کوئی چیز دی اور اس نے منظور کر لیا یا منہ سے کچھ نہیں کہا بلکہ تم نے اس کے ہاتھ پر رکھ دی اور اس نے لے لی تو اب وہ چیز اس کی ہو گئی۔ اب تمہاری نہیں رہی بلکہ وہی اس کا مالک ہے۔ اس کو شرع میں ہبہ کہتے ہیں لیکن اس کی کئی شرطیں ہیں۔ ایک تو اس کے حوالہ کر دینا اور اس کا قبضہ کر لینا۔ اگر تم نے کہا کہ یہ ہم نے تم کو دیدی، اس نے کہا ہم نے لے لی لیکن ابھی تم نے اس کے حوالے نہیں کی تو یہ دینا صحیح نہیں ہوا۔ ابھی تک وہ چیز تمہاری ہی ملک ہے۔ البتہ اگر اس نے اس چیز پر اپنا قبضہ کر لیا تو اب قبضہ کر لینے کے بعد اس کا مالک بنا۔

مسئلہ: بند صندوق میں کچھ کپڑے دیئے ہیں لیکن اس کی کنجی نہیں دی تو قبضہ نہیں ہوا، جب کنجی دو گے تب قبضہ ہو گا، اس وقت اس کا مالک بنے گا۔

مسئلہ: اگر کسی کو آدھی یا تہائی یا چوتھائی چیز دو، پوری نہ دو تو اس کا حکم یہ ہے کہ دیکھو وہ کس قسم کی چیز ہے۔ آدھی بانٹ دینے کے بعد بھی کام کی رہے گی یا نہ رہے گی۔ اگر بانٹ دینے کے بعد کام کی نہ رہے جیسے کہ چکی، چوکی، پلنگ، پتیلی، لوٹا، کٹورا، پیالہ، صندوق، جانور وغیرہ۔ ایسی چیزوں کو بغیر تقسیم کئے بھی آدھی، تہائی جو کچھ دینا منظور ہو، دینا جائز ہے۔ اگر وہ قبضہ کر لے تو جتنا جتنا حصہ تم نے دیا ہے اس کا مالک بن گیا اور وہ چیز ساجھے میں ہو گئی اور اگر وہ چیز ایسی ہے کہ تقسیم کرنے کے بعد بھی کام کی رہے گی جیسے زمین، گھر، کپڑے کا تھان، جلانے کی لکڑی، اناج غلہ، دودھ، دہی وغیرہ تو بغیر تقسیم کئے ان کا دینا صحیح نہیں ہے۔ اگر تم نے کسی سے کہا کہ ہم نے اس برتن کا آدھا گھی تم کو دے دیا۔ وہ کہے ہم نے لے لیا تو یہ دینا صحیح نہیں ہوا بلکہ اگر وہ برتن پر بھی قبضہ کر لے تب بھی اس کا مالک نہیں ہوا۔ ابھی سارا گھی تمہارا ہی ہے۔ ہاں اس کے بعد اگر اس میں کا آدھا گھی الگ کر کے اس کے حوالے

کر دو تو اب البتہ اس کا مالک ہو جائے گا۔ **مسئلہ:** ایک تھان یا ایک مکان یا باغ وغیرہ دو آدمیوں نے مل کر آدھا آدھا خریدا تو جب تک تقسیم نہ کر لو تب تک آدھا حصہ کسی کو دینا صحیح نہیں۔ **مسئلہ:** نابالغ لڑکا یا لڑکی اپنی چیز کسی کو دے دے تو اس کا دینا صحیح نہیں ہے اور اس کی چیز لینا بھی ناجائز ہے۔

بچّوں کو دینے کا بیان

کسی تقریب میں چھوٹے بچوں کو جو کچھ دیا جاتا ہے اس سے جس بچے کو دینا مقصود نہیں ہوتا بلکہ ماں باپ کو دینا مقصود ہوتا ہے۔ اس لئے وہ سب نیوتہ بچے کی ملک نہیں بلکہ ماں باپ اس کے مالک ہیں جو چاہیں سو کریں البتہ اگر کوئی شخص خاص بچہ ہی کو کوئی چیز دے تو پھر وہی بچہ اس کا مالک ہے۔ اگر بچہ قبضہ نہ کرے یا قبضہ کرنے کے لائق نہ ہو، اگر باپ ہو تو اس کے قبضہ کر لینے سے اور اگر باپ نہ ہو تو دادا کے قبضہ کر لینے سے بچہ مالک ہو جائے گا۔ اگر باپ دادا موجود نہ ہوں تو بچہ جس کی پرورش میں ہے اس کو قبضہ کرنا چاہیئے اور باپ دادا کے ہوتے ماں، نانی، دادی وغیرہ اور کسی کا قبضہ کرنا معتبر نہیں ہے۔ **مسئلہ:** جو چیز ہو اپنی سب اولاد کو برابر دینا چاہیئے لڑکا لڑکی سب کو برابر دے۔ اگر کبھی کسی کو زیادہ دے تو بھی خیر کچھ حرج نہیں لیکن جسے کم دیا اس کو نقصان دینا مقصود نہ ہو، نہیں تو کم دینا درست نہیں۔ **مسئلہ:** جو چیز نابالغ کی ملک ہو اس کا حکم یہ ہے کہ اسی بچے کے کام میں لگانا چاہیئے۔ کسی کو اپنے کام میں لگانا جائز نہیں، خود ماں باپ بھی اپنے کام میں نہ لائیں۔ نہ کسی بچے کے کام میں لائیں۔

دے کر پھیر لینے کا بیان

مسئلہ: کچھ دے کر پھیر لینا بڑا گناہ ہے لیکن کوئی واپس لے لے اور جس کو دی تھی وہ اپنی خوشی سے دے بھی دے تو اب پھر اس کا مالک بن جائے گا مگر بعضی باتیں ایسی ہیں جن سے پھیر لینے کا اختیار بالکل نہیں رہتا۔ مثلاً تم نے کسی کو بکری دی اس کو کھلا پلا کر خوب موٹا تازہ کیا، تو اسے پھیر لینے کا اختیار نہیں ہے یا کسی کو زمین

دی۔ اس نے گھر بنایا یا باغ لگایا تو اب پھیر لینے کا اختیار باقی ہے لیکن اگر پھیرے تو صرف بکری پھیر سکتا ہے وہ بچے نہیں لے سکتا۔

کرایہ پر لینے کا بیان

مسئلہ: جب تم نے مہینہ بھر کے لئے گھر کرایہ پر لیا اور اپنے قبضہ میں کر لیا تو مہینہ کے بعد کرایہ دینا پڑے گا چاہے اس میں رہنے کا اتفاق ہوا ہو یا خالی پڑا رہا ہو کرایہ بہر حال واجب ہے۔ **مسئلہ:** درزی کپڑا سی کر یا رنگریز رنگ کر یا دھوبی کپڑا دھو کر لایا تو اس کو اختیار ہے کہ جب تک تم سے اس کی مزدوری نہ لے تب تک تم کو کپڑا نہ دے بغیر مزدوری دیئے اس سے زبردستی لینا درست نہیں، اور اگر کسی مزدور سے غلہ کا ایک بورا ایک آنے کے پیسہ پر اٹھوایا تو اپنی مزدوری مانگنے کے لئے تمہارا غلہ نہیں روک سکتا کیونکہ وہاں سے لانے کی وجہ سے غلہ میں کوئی بات پیدا نہیں ہوئی اور پہلی صورت میں ایک نئی بات کپڑے میں پیدا ہو گئی **مسئلہ:** اگر کسی نے یہ شرط کر لی کہ میرا کپڑا تم ہی سینا، تم ہی رنگنا، تم ہی دھونا تو وہ دوسرے کو نہیں دے سکتا خود ہی کرے اور اگر یہ شرط نہیں کی تو کسی اور سے بھی وہ کام کرا سکتا ہے۔

اجارۂ فاسدہ کا بیان

مسئلہ: اگر مکان کرایہ پر لیتے وقت کچھ مدت نہیں بیان کی کہ کتنے دن کے لئے روپیہ دیا ہے یا کرایہ نہیں مقرر کیا یوں ہی لے لیا یا یہ شرط کر لی کہ جو کچھ اس میں گر جائے گا وہ بھی ہم اپنے پاس ہی سے بنوا دیا کریں گے یا کسی کو گھر اس وعدہ پر دیا کہ اس کی مرمت کرا دیا کرے اور اس کا یہی کرایہ ہے۔ یہ سب اجارۂ فاسدہ ہے، اور اگر یوں کہہ دے کہ تم اس گھر میں رہو اور مرمت کرا دیا کرو کرایہ کچھ نہیں تو یہ رعایتیں اور جائز ہے **مسئلہ:** کسی نے یہ کہہ کر مکان کرایہ پر لیا کہ دو روپیہ ماہوار کرایہ دیا کریں گے تو ایک ہی مہینے کے لئے اجارہ صحیح ہوا مہینے کے بعد مالک کو اس میں سے اٹھا دینے کا اختیار ہے۔ پھر جب دوسرے مہینہ میں تم رہ پڑے تو ایک ہی مہینہ کا

اجارہ اب صحیح ہو گیا۔ اسی طرح ہر مہینے میں نیا اجارہ ہوتا رہے گا۔ البتہ اگر یہ بھی کہہ دے کہ چار مہینے یا پانچ مہینے رہوں گا تو جتنی مدت بتلائی ہے اتنی مدت تک اجارہ صحیح ہوا۔ اس سے پہلے مالک تم کو نہیں اٹھا سکتا۔

اجارہ توڑ دینے کا بیان

مسئلہ: کوئی گھر کرایہ پر لیا وہ بہت ٹپکتا ہے یا کچھ حصہ اس کا گر پڑا، اور کوئی ایسا عیب نکل آیا جس سے اب رہنا مشکل ہے تو اجارہ کا توڑ دینا درست ہے اور اگر بالکل ہی گر پڑا تو خود ہی اجارہ ٹوٹ گیا۔ تمہارے توڑنے اور مالک کے راضی ہونے کی ضرورت نہیں رہی۔ **مسئلہ:** جب کرائے پہ لینے والے اور دینے والے میں سے کوئی مر جائے تو اجارہ ٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی ایسا عذر پیدا ہو جائے کہ اجارے کو توڑنا پڑے تو مجبوری کے وقت توڑ دینا صحیح ہے مثلاً کہیں جانے کے لئے تانگہ کو کرایہ پر لیا پھر رائے بدل دی اب جانے کا ارادہ نہیں رہا تو اجارہ توڑنا صحیح ہے۔ **مسئلہ:** یہ جو دستور ہے کہ کرایہ طے کر کے اس کو بیعانہ دے دیتے ہیں، اگر جانا ہوا تو پھر اس کو پورا کرایہ دیتے ہیں اور بیعانہ اس کرایہ میں مجرا ہو جاتا ہے اور جو جانا نہ ہوا تو وہ بیعانہ ہضم کر لیتا ہے واپس نہیں دیتا۔ یہ درست نہیں۔ بلکہ اس کو واپس دینا چاہیئے۔

تاوان لینے کا بیان

مسئلہ: رنگریز، دھوبی، درزی وغیرہ کسی پیشہ ور سے کوئی کام کرایا تو وہ چیز جو اس کو دی ہے اس کے پاس امانت ہے۔ اگر چوری ہو جائے یا کسی اور طرح بلا قصد مجبوری سے ضائع ہو جائے تو ان سے تاوان لینا درست نہیں البتہ اگر اس نے اس طرح گندی کی کہ کپڑا پھٹ گیا یا عمدہ ریشمی کپڑا بھٹی پر چڑھا دیا اور وہ خراب ہو گیا تو اس کا تاوان لینا درست ہے، اور اگر کپڑا کھو یا گیا اور وہ کہتا ہے کہ معلوم نہیں کیونکر گیا اور کیا ہوا۔ اس کا لینا بھی درست ہے اور اگر وہ کہے کہ میرے یہاں

چوری ہو گئی اس میں جاتا رہا تو تاوان لینا درست نہیں۔

مسئلہ: کسی مزدور کو گھی، تیل وغیرہ پہنچانے کو کہا اس سے راستے میں گر پڑا تو اس کا تاوان لینا جائز ہے۔ مسئلہ: بچے کھلانے پر جو نوکر ہے، اس کی غفلت سے اگر بچہ کا زیور یا اور کچھ جاتا رہا تو اس کا تاوان لینا درست نہیں۔

بلا اجازت کسی کی چیز لے لینے کا بیان

مسئلہ: کسی کی چیز زبردستی لے لینا یا پیٹھ پیچھے اس کی بغیر اجازت کے لے لینا بڑا گناہ ہے۔ بعض عورتیں اپنے شوہر یا اور کسی عزیز کی چیز بلا اجازت لے لیتی ہیں یہ بھی درست نہیں ہے۔ جو چیز بلا اجازت لے لی ہے تو اگر وہ چیز ابھی موجود ہو تو بعینہ وہی پھیر دینا چاہیئے اور اگر خرچ ہو گئی ہو تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر ایسی چیز تھی کہ اس کے مثل بازار میں مل سکتی ہے جیسے غلہ، گھی، تیل، روپیہ، پیسہ تو جیسی چیز لی ہے ویسی ہی چیز منگا کر دے دینا واجب ہے، اور اگر کوئی ایسی چیز لے کر ضائع کر دی کہ اس کے مثل ملنا مشکل ہے تو اس کی قیمت دینا پڑے گی جیسے مرغی، بکری، امرود، نارنگی وغیرہ۔

مسئلہ: چارپائی کا ایک آدھ پایہ ٹوٹ گیا یا پٹی یا چول ٹوٹ گئی یا اور کوئی چیز لی تھی وہ خراب ہو گئی تو خراب ہونے سے جتنا نقصان ہوا ہو دینا پڑے گا۔

مسئلہ: پرائے روپے سے بلا اجازت تجارت کی تو اس سے جو نفع ہوا اس کا لینا درست نہیں بلکہ اصل روپے مالک کو واپس دے اور جو کچھ نفع ہوا اس کو ایسے لوگوں کو خیرات کر دے جو بہت محتاج ہوں۔ مسئلہ: کسی کا نگینہ لے کر انگوٹھی پر رکھ لیا تو اب اس کی قیمت پڑے گی۔ انگوٹھی توڑ کر نگینہ نکلوا دینا واجب نہیں۔

مسئلہ: سوئی، دھاگہ، پان، تمباکو، کتھا، چھالیاں وغیرہ کسی کی چیز بغیر اجازت لینا درست نہیں ہے اور جو لیا ہے اس کے دام دینا واجب ہیں یا پھر اس سے کہہ کر معاف کرا لے۔

گروی رکھنے کا بیان

مسئلہ: تم نے کسی سے دس روپے قرض لئے اور اعتبار کے لئے اپنی کوئی

چیز اس کے پاس رکھ دی کہ تم کو اعتبار نہ ہو تو میری یہ چیز اپنے پاس رکھ لو۔ جب روپیہ ادا کر دوں گا تو اپنی چیز واپس لے لوں گا تو یہ جائز ہے۔ **مسئلہ:** جب تم نے کوئی چیز گروی رکھ دی تو اب بغیر قرضہ ادا کئے اپنی چیز مانگنے اور واپس لینے کا حق نہیں ہے۔

مسئلہ: جو چیز تمہارے پاس کسی نے گروی رکھی تو اب اس چیز کا کام میں لانا، اس سے کسی طرح کا نفع اٹھانا، ایسے باغ کے پھل کھانا، ایسی زمین کا غلّہ یا روپیہ لے کر کھانا یا ایسے گھر میں رہنا درست نہیں ہے۔

مسئلہ: اگر بکری، گائے وغیرہ گروی رکھی ہو تو اس کا دودھ، بچہ وغیرہ جو جو کچھ ہو، جس کے پاس گروی ہے اس کو لینا درست نہیں وہ بھی مالک ہی کے ہیں۔ دودھ کو بیچ کر دام بھی گروی میں شامل کر دے۔ جب وہ تمہارا قرض ادا کر دے تو گروی کی چیز اور یہ دام سب واپس کر دو اور کھلائی کے دام کاٹ لو۔

منّت ماننے کا بیان

مسئلہ: کسی کام پر عبادت کی بات کی کوئی منّت مانی پھر وہ کام پورا ہو گیا جس کے واسطے منّت مانی تھی۔ تو اب منّت کا پورا کرنا واجب ہے۔ اگر منّت پوری نہ کرو گے تو بہت گناہ ہوگا لیکن اگر کوئی واہیات منّت ہو جس کا شرع میں کچھ اعتبار نہیں تو اس کا پورا کرنا واجب نہیں۔

مسئلہ: کسی نے کہا یا اللہ! اگر میرا فلانا کام ہو جائے تو پانچ روزے رکھوں گا تو جب کام ہو جائے گا پانچ روزے رکھنا پڑیں گے۔ لگاتار رکھے یا ایک، ایک، دو، دو کر کے پورے کرے اور اگر یہ کہا کہ پانچوں روزے لگاتار رکھوں گا تو سب لگاتار رکھنا پڑیں گے اگر بیچ میں ایک روزہ بھی چھوٹ جائے گا تو پھر سے رکھنا پڑینگے۔

مسئلہ: اگر یوں کہا کہ جمعہ کا روزہ رکھوں گا یا محرم کی پہلی تاریخ سے دسویں تاریخ تک روزے رکھوں گا تو خاص جمعہ کو روزہ رکھنا واجب نہیں، اور محرم کی ان ہی تاریخوں میں روزہ رکھنا واجب نہیں جب چاہے دس روزے رکھ لے لیکن لگاتار رکھنا پڑیں گے، چاہے محرم میں رکھے، چاہے کسی مہینے میں سب جائز

ہے۔ اسی طرح اگر یہ کہا اگر میرا کام ہو جائے تو کل ہی روزہ رکھوں گا تب بھی اختیار ہے جب چاہے رکھے۔ **مسئلہ:** کسی نے منت مانی کہ میری کھوئی ہوئی چیز مل جائے تو آٹھ رکعت نماز پڑھوں گا، تو اس کے مل جانے پر آٹھ رکعت نماز پڑھنا پڑے گی۔ چاہے ایک دم سے آٹھوں رکعت کی نیت باندھے یا چار چار رکعت کی نیت باندھے یا دو دو کی، سب اختیار ہے۔ **مسئلہ:** اگر یوں منت مانی کہ دس مسکین کو کھانا کھلاؤں گا، اگر دل میں کچھ خیال کیا کہ ایک وقت یا دو وقت کھلاؤں گا تب تو اسی طرح کھلائے، اور اگر کچھ خیال نہیں تو دو وقت دس مسکین کو کھلائے اور اگر کچا اناج دے تو اس میں بھی یہی بات ہے کہ اگر دل میں کچھ خیال تھا کہ اتنا اتنا ہر ایک کو دوں گا تو اسی قدر دے اور اگر کچھ خیال نہ تھا تو ہر ایک کو اتنا دے کہ جتنا ہم نے صدقۂ فطر میں بیان کیا ہے۔ **مسئلہ:** اسی طرح اگر منت مانی کہ جامع مسجد یا مکہ میں نماز پڑھوں گا تو اختیار ہے جہاں چاہے پڑھے۔ **مسئلہ:** کسی عورت نے یہ منت مانی کہ فلانا کام اگر ہو جائے تو مولود پڑھواؤں گی تو منت کی فلانی بات ہو جائے تو فلانے مزار پر چادر چڑھاؤں گی، یہ منت بھی نہیں ہوئی، یا مسجد میں گلگلے چڑھانے اور اللہ میاں کا طاق بھرنے کی منت مانی، یا بڑے پیر کی گیارھویں کی منت مانی تو یہ منت صحیح نہیں ہوئی اس کا پورا کرنا واجب نہیں۔

مسئلہ: یہ منت مانی کہ فلاں مسجد جو ٹوٹی پڑی ہے اس کو بنوا دوں گا، یا فلانا پل بندھوا دوں گا تو یہ منت بھی صحیح نہیں ہے اسکے ذمے کچھ واجب نہیں ہوا۔

قسم کھانے کا بیان

مسئلہ: بے ضرورت بات بات میں قسم کھانا بُری بات ہے۔ سچی بات پر بھی قسم نہ کھانا چاہیئے۔ **مسئلہ:** جس نے اللہ تعالیٰ کی قسم کھائی اور یوں کہا اللہ کی قسم خدا کی قسم، عزت و جلال کی قسم، خدا کی بزرگی اور بڑائی کی قسم تو قسم ہو گئی۔ اب اس کے خلاف کرنا درست نہیں۔ اگر خدا کا نام نہیں لیا فقط اتنا کہہ دیا میں قسم کھاتا ہوں کہ فلانا کام نہ کروں گا تب بھی قسم ہو گئی۔

مسئلہ: قرآن کی قسم، کلام اللہ کی قسم، کلام مجید کی قسم کھا کر کوئی بات کہی تو قسم ہوگئی اور اگر کلام مجید کو ہاتھ میں لے کر یا اس پر ہاتھ رکھ کر کوئی بات کہی لیکن قسم نہیں کھائی تو قسم نہیں ہوئی۔ مسئلہ: یوں کہا کہ اگر فلانا کام کروں تو بے ایمان ہو کر مروں، مرتے وقت ایمان نصیب نہ ہو، بے ایمان ہو جاؤں یا اس طرح کہا کہ فلانا کام کروں تو مسلمان نہیں، تو قسم ہوگئی۔ اس کے خلاف کرنے سے کفّارہ دینا پڑے گا، اور ایمان نہ جائے گا۔

مسئلہ: خدا کے سوا کسی اور کی قسم کھانے سے قسم نہیں ہوتی۔ جیسے رسول اللہ کی قسم، کعبہ کی قسم، اپنی آنکھوں کی قسم، اپنے بچے کی قسم، اپنی جوانی کی قسم، اپنے ہاتھ پیروں کی قسم، اپنے باپ کی قسم، اپنے بچے کی قسم، اپنے پیاروں کی قسم، تمہارے سر کی قسم، تمہاری جان کی قسم، تمہاری قسم، اپنی قسم، اس طرح قسم کھا کر اس کے خلاف کرے تو کفارہ نہ دینا پڑے گا۔ مسئلہ: کسی دوسرے کی قسم دلانے سے قسم نہیں ہوتی، جیسے کسی نے تم سے کہا تمہیں خدا کی قسم یہ کام ضرور کرو، تو یہ قسم نہیں ہوئی، اس کے خلاف کرنا درست ہے۔ مسئلہ: قسم کھا کر اس کے ساتھ ہی انشاء اللہ کا لفظ کہہ دیا۔ خدا کی قسم فلانا کام انشاء اللہ نہ کروں گا تو قسم نہیں ہوئی۔

مسئلہ: اگر ایسی بات پر قسم کھائی جو ابھی نہیں ہوئی بلکہ آئندہ ہوگی۔ جیسے خدا کی قسم آج پانی برسے گا، خدا کی قسم آج میرا بھائی آئے گا، پھر وہ نہیں آیا اور پانی نہیں برسا تو کفارہ دینا پڑے گا۔

مسئلہ: کسی نے گناہ کرنے کی قسم کھائی کہ خدا کی قسم آج فلانے کی چیز چُرا کر لاؤں گا، خدا کی قسم آج نہ پڑھوں گا، خدا کی قسم اپنے ماں باپ سے کبھی نہ بولوں گا تو ایسی قسم کا توڑ دینا واجب ہے اور قسم توڑنے کا کفارہ دیدے نہیں تو گناہ ہوگا۔

قسم کے کفّارے کا بیان

مسئلہ: اگر کسی نے قسم توڑ ڈالی تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ دس محتاجوں کو دو وقت کھانا کھلا دے یا کچا اناج دیدے اور ہر فقیر کو انگریزی تول سے آدھی

چھٹانک اوپر پونے دو سیر گیہوں دینا چاہیے بلکہ احتیاطاً پورے دو سیر دیدے اور اگر جَو دے تو اس کے دُگنے دے باقی اور سب ترکیب فقیروں کو کھلانے کی وہی ہے جو روزے کے کفارہ میں بیان ہو چکی یا فقیروں کو کپڑا پہنادے۔ ہر فقیر کو اتنا بڑا کپڑا دے جس سے بدن کا حصہ ڈھک جائے، جیسے چادر یا بڑا لانبا کرتا دیدیا تو کفارہ ادا ہوگیا لیکن وہ کپڑا بہت پرانا نہ ہونا چاہیے، اگر ہر فقیر کو ایک لنگی یا فقط ایک پاجامہ دے دیا تو کفارہ ادا نہیں ہوا، اگر لنگی کے ساتھ کرتہ بھی ہو تو ادا ہوگیا ان دونوں میں اختیار ہے چاہے کپڑا دے چاہے کھانا کھلائے ہر طرح کفارہ ادا ہوگیا، اور یہ حکم جو بیان ہوا جب ہے کہ مرد کو کپڑا دے اور اگر کسی غریب عورت کو کپڑا دیا تو اتنا بڑا کپڑا ہونا چاہیئے کہ سارا بدن ڈھک جائے اور اس سے نماز پڑھ سکے۔ اس سے کم ہوگا تو کفارہ ادا نہ ہوگا۔ **مسئلہ:** کسی نے کئی مرتبہ قسم کھائی جیسے ایک دفعہ کہا خدا کی قسم فلانا کام نہ کروں گا۔ اس کے بعد پھر کہا خدا کی قسم فلانا کام نہ کروں گا اسی دن یا اس کے دوسرے دن یا تیسرے دن غرض اسی طرح تین مرتبہ کہا یا یوں کہا کہ خدا کی قسم، اللہ کی قسم، کلام اللہ کی قسم فلانا کام ضرور کروں گا پھر وہ قسم توڑ دی تو ان سب قسموں کا ایک ہی کفارہ دیدے۔ **مسئلہ:** کسی کے ذمہ قسموں کے بہت کفارے ہو گئے تو بقول مشہور ہر ایک کا الگ کفارہ دینا چاہیے۔

وصیت کا بیان

مسئلہ: یہ کہنا کہ میرے مرنے کے بعد میرا اتنا مال فلاں آدمی کو یا فلاں کام میں دے دینا، یہ وصیت ہے چاہے تندرستی میں کہے، چاہے بیماری میں پھر چاہے اس بیماری میں مرجائے یا تندرست ہو جائے اور اسی طرح جس طرح بیماری میں شفا ہو جائے اس میں بھی درست ہے، بیماری میں مرجائے وہ وصیت ہے۔

مسئلہ: اگر کسی کے ذمے نمازیں یا روزے یا زکوٰۃ یا قسم و روزے وغیرہ کا کفارہ باقی رہ گیا اور اتنا مال بھی موجود ہو تو مرتے وقت اس کے لئے وصیت کرنا ضروری اور واجب ہے۔ اسی طرح اگر کسی کا قرض ہو یا کچھ امانت اس کے پاس

رکھی ہو، اس کی وصیت کر دینا بھی واجب ہے، نہ کرے گا تو گنہگار ہو گا اور کچھ رشتہ دار اگر غریب ہوں جن کو شرع سے کچھ میراث نہ پہنچتی ہو اور اس کے پاس بہت مال و دولت ہے تو ان کو کچھ دلا دینا اور وصیت کر جانا مستحب ہے، اور باقی لوگوں کے لئے وصیت کرنے نہ کرنے کا اختیار ہے۔ **مسئلہ:** مرنے کے بعد مُردے کے مال میں سے پہلے تو اس کے گور و کفن کا سامان کریں پھر جو کچھ بچے اس سے قرضہ ادا کر دیں اگر مُردے کا سارا مال قرضہ ادا کرنے میں لگ جائے تو سارا مال قرضے میں لگا دیں گے وارثوں کو کچھ نہ ملے گا۔ اس لئے قرضہ ادا کرنے کی وصیت پر بہر حال عمل کریں گے۔ اگر سب مال اس وصیت کی وجہ سے خرچ ہو جائے تب بھی کچھ پرواہ نہ کریں بلکہ اگر وصیت بھی کر جائے تب بھی قرضہ پہلے ادا کر دیں گے اور قرض کے سوا اور چیزوں کی وصیت کا اختیار فقط تہائی مال میں ہوتا ہے یعنی جتنا مال چھوڑا ہے اس کی تہائی میں سے اگر وصیت پوری ہو جائے تب تو وصیت کو پورا کریں گے اور تہائی مال سے زیادہ لگانا وارثوں کے ذمہ واجب ہے۔

مسئلہ: جس شخص کو میراث میں مال ملنے والا ہو، جیسے باپ، ماں، شوہر، بیٹا وغیرہ اس کے لئے وصیت کرنا صحیح نہیں، اور جس رشتہ دار کا اس کے مال میں کچھ حصہ نہ ہو، یا رشتہ داری نہ ہو، کوئی غیر ہو اس کے لئے وصیت کرنا درست ہے لیکن تہائی مال سے زیادہ دلانے کا اختیار نہیں۔ **مسئلہ:** نابالغ کی وصیت درست نہیں۔

مسئلہ: ایسی بیماری کی حالت جس میں بیمار مر جائے اپنا قرض معاف کرنے کا اختیار نہیں ہے اگر کسی وارث پر قرض آتا تھا اس کو معاف کر دیا تو معاف نہیں ہوا۔ اگر سب وارث یہ معافی منظور کریں اور بالغ ہوں تب معاف ہو گا اور اگر کسی نے معاف نہیں کیا تو تہائی مال سے جتنا زیادہ ہو گا معاف نہ ہو گا۔ اکثر دستور ہے کہ بی بی مرتے وقت اپنا مہر معاف کر دیتی ہے، یہ معاف کرنا صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ: مر جانے کے بعد اس کے مال میں سے گور و کفن کرو۔ جو کچھ بچے تو سب سے پہلے اس کا قرض ادا کرنا چاہیئے، بی بی کا مہر بھی قرضہ میں شامل ہے۔ اسی طرح لڑکیوں کا حصہ بھی ضرور دینا چاہیئے۔ شرع سے اُن کا بھی حق ہے۔

مسئلہ: مُردے کے مال میں سے لوگوں کی مہمان داری آنے والوں کی

خاطر مدارات، کھلانا پلانا، صدقہ خیرات وغیرہ کچھ کرنا جائز نہیں۔ اسی طرح مرنے کے بعد سے دفن کرنے تک جو کچھ اناج وغیرہ فقیروں کو دیا جاتا ہے۔ مُردے کے مال میں سے اس کا دینا بھی حرام ہے، مُردے کو ہرگز ثواب نہیں پہنچتا۔ بلکہ ثواب سمجھنا سخت گناہ ہے کیونکہ اب یہ سب مال وارثوں کا ہے اس کا بانٹ دینا ایسا ہی ہے جیسا غیر کا مال چُرا کے دے دینا سب مال وارثوں کو بانٹ دینا چاہیئے۔

موت اور اُس کے متعلقات

فرمایا رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کثرت سے موت کو یاد کیا کرو۔ اس لئے کہ موت کا یاد کرنا گناہوں کو دُور کرتا ہے اور دُنیائے مذموم سے بیزار کرتا ہے۔ جب آخرت کی طلب اور وہاں کی نعمتوں کی خواہش اور وہاں کے عذاب دردناک کا خوف ہوگا تو یہ ضروری ہوگا کہ نیک اعمال میں ترقی کرے گا معاصی سے بچے گا جس دُنیا کی مذمت کی جاتی ہے اس سے وہ چیزیں مُراد ہیں جو حق تعالیٰ سے غافل کریں پس معلوم ہوا کہ موت کی یاد اور اس کا دھیان رکھنا اور اس عظیم الشان سفر کے لئے توشہ تیار کرنا ہر عاقل پر لازم ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ جو ہر جمعہ کو والدین (والد یا والدہ) کی قبر کی زیارت کرے اس کی مغفرت کی جائے گی، اور وہ خدمت گزار والدین کا لکھ دیا جائے گا (نامہ اعمال میں) مگر قبر کا طواف کرنا یا بوسہ لینا منع ہے خواہ کسی نبی کی قبر ہو یا ولی کی ہو قبروں پر جاکر اول سلام کرے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ یَغْفِرُ اللہُ لَنَا وَلَکُمْ وَاَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاِثْرِ اور قبلہ کی طرف پُشت کرے، اور میّت کی جانب منہ کرکے قرآن مجید پڑھے جس قدر ہو سکے۔ احادیث میں ہے کہ جو شخص قبروں پر گزرے اور سورۂ اخلاص گیارہ بار پڑھ کر مُردوں کو بخشے۔ یا سورۂ الحمد شریف اور سورۂ اخلاص اور سورۂ تکاثر پڑھ کر اس کا ثواب

اہلِ قبرستان کو بخشے یا سورۂ یٰسین قبرستان میں پڑھے تو مُردوں کے عذاب میں اللہ تعالیٰ تخفیف فرمائے گا، اور پڑھنے والے کو بشمار اُن مُردوں کے ثواب ملے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عملِ خیر کی توفیق عطا فرمائے اور ایمان پر خاتمہ کرے۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ط وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِہٖ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ط

ہماری اُردو مطبوعات

ایمان کی باتیں	۵—۰۰	تعلیم الدین	۴—۰۰
اسلام کی باتیں	۵—۰۰	نماز مترجم	۳—۰۰
اسلام میں عورت کا مقام	۴—۵۰	تجہیز و تکفین کے مستند احکام	۲—۵۰
اسلام کی بہادر بیٹیاں	۴—۰۰	حضرت ایوب انصاریؓ	۲—۵۰
اُمت کی مائیں	۴—۰۰	جدید مترجم اعمالِ قرآنی	۵—۰۰
اسلامی معاشرت	۴—۰۰	جنت کی کنجی	۹—۰۰
اسلام کا عالمگیر پیغام	۸—۰۰	جنت کی ضمانت	۳—۰۰
اصلاح الرسوم	۵—۰۰	حیات المسلمین	۴—۰۰
ایسٹ انڈیا کمپنی اور باغی علماء	۴—۰۰	حکایتوں کا گلدستہ	۵—۰۰
از بلا	۴—۰۰	حقوق البیت	۲—۵۰
پردہ کی باتیں	۴—۰۰	حج کی باتیں	۴—۰۰
پہلی تقریر سیرت	۶—۵۰	خدا کی باتیں	۶—۵۰
پیغمبرِ عالم ﷺ	۱۵—۰۰	خدا کا آخری پیغام	۲—۰۰
تقاریر احمد سعیدؒ	۴—۰۰	دین کی باتیں	۱۲—۵۰
حضرت انس رضؓ	۲—۵۰	دوزخ کا کھٹکا	۸—۰۰

اسلام میں عورت کا مقام

اِس زمانے میں جب کہ ہر طرف ترقی کا چرچا ہے اور حقوق دیئے جانے کی بحث زور شور سے جاری ہے تو قدرتی طور پر سوال پیدا ہوتا ہے۔ اس صنفِ نازک کو سب سے اونچا کس نے اُٹھایا ہے اور کس نے اس کو حقیقی حقوق دیئے ہیں۔ اس موضوع پر حضرت مولانا عبد الصمد صاحب رحمانی نائب امیر شریعت بہار نے تمام مذاہب کو ایک پلہ میں اور اسلام کے دیے ہوئے حقوق دوسرے پلہ میں رکھ کر فیصلہ آپ کے جواب دینے پر چھوڑ دیا ہے۔ اب آپ اس کتاب کا ملاحظہ فرمائیں اور دیکھیں کہ کس کا پلہ بھاری ہے۔

قیمت مجلد ۵۰/۴ روپے علاوہ محصول ڈاک

پیغمبرِ عالم

یہ سوال کہ خدائے عالم کی جانب سے پیغمبرِ عالم بن کر کون مبعوث ہوا۔ کس نے اتنی بڑی ذمہ داری کا دعویٰ کیا اور کس نے اس فریضہ کو انجام دیا۔ اگر تاریخ عالم کے سامنے پیش کیا جائے۔ مذاہب عالم کے صحیفوں سے پوچھا جائے انبیاء کرامؑ کے معصوم گروہ کے ایک ایک فرد کے گفتار و کردار سے اس کی شہادت طلب کی جائے تو اس کا جواب صرف ایک ہوگا وہ مقدس ذات جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے حضرت مولانا عبد الصمد صاحب رحمانی نائب امیر شریعت علمی دنیا میں کسی تعارف کے محتاج نہیں آپ مصنف سے زیادہ محقق واقع ہوئے ہیں سیرت نبوی پر قلم اُٹھانے کی آپکے اندر پوری صلاحیت موجود ہے سیرۃ النبی صلعم سے متعلق کوئی واقعہ اس کتاب میں نظر انداز نہیں کیا گیا۔ اس کتاب کا مطالعہ آپکو بڑی بڑی کتابوں کے مطالعہ سے بے نیاز کر دے گا ضرور پڑھیے۔ قیمت مجلد ۲۰/- علاوہ محصول ڈاک۔

جدید مترجم اعمالِ قرآنی

یہ پہلا اڈیشن ہے اور اس کا فخر صرف "دینی بک ڈپو" کو حاصل ہے جس نے زرِ کثیر خرچ کر کے اس ترتیب کو قائم کرایا اور پوری آیت کو مع حوالہ اور ترجمہ کے آپ کی خدمت میں پیش کیا تاکہ لوگ کم سے کم وقت میں قرآن کریم سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کر سکیں مکمل تعویذات اور نقش حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے لکھے ہوئے آپ کو اس میں ملیں گے۔

صفحات تقریباً ۲ سو۔ قیمت: مجلد ۵ روپے، علاوہ محصول ڈاک۔

اصلاح الرسوم

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے اس کتاب میں ہر بات ہر رسم کو اسلام کی کسوٹی پر کسا ہے اور جو چیز کسوٹی پر پوری نہیں اُتری تو لوگوں کو بتایا ہے کہ یہ چیز کھوٹی ہے اور کھوٹی چیز کو کھری سمجھ کر خریدنا نادانی ہے۔

۵۶ اصفحات: قیمت مجلد ۵ روپے، علاوہ محصول ڈاک۔

تعلیم الدین

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی عام فہم تصنیف ہے، جس کی تعلیم ابتدائی بچوں اور بچیوں کے لئے نہایت ضروری ہے۔ عقائد، تصدیقات، شرک، قبروں پر بدعتیں، ایمانی درجے، گناہ کے نقصانات وغیرہ کو حدیث و قرآن کی روشنی میں وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

قیمت مجلد: ۴ روپے، علاوہ محصول ڈاک۔

اعظم گڈھ جیل میں خدا کی باتیں

کم وبیش آٹھ سو احادیث کا یہ ترجمہ ہے جو حضرت مولانا نے سلیس اور عام فہم اُردو میں کیا ہے۔ بعض مقامات پر احادیث کے مطالب کی توضیح بھی فرمادی ہے۔ یہ کتاب مولانا کی ایک دینی خدمت کے علاوہ قید خانہ کی یادگار بھی ہے۔ کتاب کا نام "خدا کی باتیں" رکھا ہے۔ قیمت مجلد ۸ روپے علاوہ محصولڈاک۔

مشکل کشا

سحبان الہند حضرت مولانا نے تمام مصروفیتوں اور طویل علالت کے باوجود حضرت مولانا نے سینکڑوں کتابوں کے مطالعہ کے بعد قلم اُٹھایا اور ایک بہت بڑا ذخیرہ عربی سے اُردو میں منتقل کردیا۔ یعنی اوپر عربی میں دُعا ہے اور نیچے اس کا عام فہم بامحاورہ اردو ترجمہ ہے۔ وظیفہ پڑھنے کے اوقات اور شمار وغیرہ کو بھی شامل کردیا ہے۔

قیمت مجلد: ۶ روپے، علاوہ محصولڈاک

ماہِ رمضان

اس میں روزہ اور اعتکاف، شب قدر وغیرہ کا مفصل بیان ہے اس کے مطالعہ سے آپ کو یہ بھی معلوم ہوسکے گا کہ کن کن چیزوں کا روزہ کی حالت میں حرام ہے اور کن کن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور کس حالت میں قضا واجب ہوتی ہے اور کس میں نہیں۔

قیمت مجلد: ۴ روپے، علاوہ محصولڈاک

اسلامی معاشرت

کم وبیش دوسو کے قریب عنوان قائم کرکے مصنف نے قلم اُٹھایا ہے اور اس مختصر کتاب میں اسلامی تعلیم کے ذخیرہ کو جمع کردیا ہے اس کی ترتیب بھی مفتی انتظام اللہ شہابی صاحب نے فرمائی ہے قیمت: ۶ روپے۔

سفرنامۂ اسیرِ مالٹا

ہندوستان کے مشہور عالم بے بدل حضرت شیخ الہند اور حضرت کے مریدین کا تاریخی اور بے مثل سفرنامہ ہے۔ قیمت مجلد: ۸ روپے، علاوہ محصولڈاک۔

ہے ان تمام احادیث کو مختلف عنوانات کے ماتحت جمع کر دیا ہے۔ دوزخ کے کھٹکا میں تقریباً ۱۸۸۴ حدیثوں کا ترجمہ ہے۔ دوزخ کے کھٹکے کے متعلق یہ کہا جاسکتا ہے کہ اُردو میں آج تک اتنا بڑا ذخیرہ ترہیب کا سوائے اس کتاب کے اور کسی ہیں نہیں ملے گا۔ قیمت مجلد ۸ روپے علاوہ محصولڈاک۔

رسُولؐ کی باتیں اس کتاب میں تقریباً بیس عنوان ہیں جس میں توحید، رسالت، قرآن، قیامت، عالم برزخ، قبر کا حساب، نکیرین کی پوچھ گچھ، تقدیر، کتب آسمانی اور ملائکہ علم کے فضائل، طہارت کا صحیح طریقہ، مسواک کی شرعی اہمیت، غرض یہ ہے ہر عنوان کے تحت میں اس کی مناسبت سے احادیث کو جمع کیا گیا ہے جو حدیث جس جگہ سے لی گئی ہے اس کا حوالہ بھی دیا گیا ہے۔ آپ کے لئے اس کتاب کا مطالعہ بہت ضروری ہے، نہ صرف آپ کے لئے بلکہ آپ کے بچے اور بچیوں کے لئے بھی اس قسم کی سہل اُردو کی مذہبی کتابوں کا مطالعہ ضروری ہے۔ قیمت مجلد: ۵ روپے، علاوہ محصولڈاک۔

پہلی تقریر سیرت مولانا کی یہ وہ مشہور تقریر ہے جو آپ نے اٹاوہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ مقدسہ پر کی تھی۔ مولانا کی اس تقریر کو جو مقبولیت حاصل ہوئی ہے وہ محتاج بیان نہیں اس کا چھٹا ایڈیشن بھی قریب الختم ہے۔ قیمت مجلد: ۲ روپے، علاوہ محصولڈاک۔

دوسری تقریر سیرت مولانا کی یہ دوسری تقریر سیرت وہ ہے جو آپ نے ناگپور میں کی تھی۔ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور آپ کی تبلیغی مشکلات اور مخالفین کے درد انگیز مظالم اور آپ کے صبر و تحمل کا دیگر انبیاء سابقین سے مقابلہ، اس قدر دلچسپ اور دلکش پیرایہ میں بیان کیا ہے جو دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ قیمت مجلد: ۵۰۔ ۸ روپے، علاوہ محصولڈاک۔

تقاریر حضرت مولانا احمد سعید صاحبؒ سابق ناظم جمعیۃ علماء ہند کی اب سے چالیس سال پہلے کی تقاریر کا یہ مجموعہ ہے۔ یہ

انقلابی تقاریر جنہوں نے ہندوستان میں ایک انقلاب برپا کر دیا اور ہر شخص اپنی جگہ پر یہ سمجھنے پر مجبور ہو گیا کہ ہندوستان کی آزادی ہمارا پیدائشی حق ہے۔ قیمت مجلد ۴ روپے، علاوہ محصول ڈاک۔

رسول اللہ صلعم یہ آقائے نامدار جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مختصر مگر جامع اور عام فہم سوانح عمری ہے، اردو زبان اس قدر سہل ہے کہ معمولی پڑھا لکھا آدمی اور چھوٹے بچے بچیاں آسانی کے ساتھ پڑھ اور سمجھ سکتے ہیں۔ قیمت مجلد ۴ روپے، علاوہ محصول ڈاک۔

صلوٰۃ وسلام حضرت مولانا نے قرآن حکیم اور احادیث صحیحہ کی وہ تمام ہدایات یکجا جمع فرما دی ہیں جو درود و سلام کے فضائل پر مشتمل ہیں۔ اس قسم کا مجموعہ اردو میں آج تک نہیں پیش کیا گیا۔

قیمت مجلد: ۴ روپے، علاوہ محصول ڈاک۔

پردہ کی باتیں یہ حضرت سحبان الہند مولانا احمد سعید صاحبؒ سابق ناظم جمعیۃ علماء ہند کی اُن تقاریر کا مجموعہ ہے جو آپ نے مختلف موضوعات پر آل انڈیا ریڈیو پر کیں جس کو ریڈیو سننے والے حضرات نے بہت پسند کیا۔ قیمت مجلد: ۴ روپے، علاوہ محصول ڈاک۔

شوکت آرا بیگم یہ حضرت سحبان الہند مولانا احمد سعید صاحبؒ کا ایک مذہبی ناول ہے جو آپ نے اب سے چالیس سال قبل لکھا تھا۔ شوکت آرا بیگم کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس کتاب کا ہر گھر میں ہونا ضروری ہے۔ حضرت مولانا نے اس ناول میں کوئی مذہبی بحث نہیں چھوڑی ہے۔ یہاں تک شادی بیاہ کا طریقہ اور ہندوستان دار الحرب ہے کہ دار السلام بینک سے مسلمان سود لے سکتے ہیں اور اگر لے لیں تو اس کو ضرورت پر خرچ کرنا جائز ہے کہ نہیں۔ بہر کیف شوکت آرا بیگم ناول پڑھنے کے قابل ہے اُمید ہے کہ آپ اس ناول کو منگا کر ضرور ملاحظہ فرمائیں گے۔ قیمت مجلد: ۴ روپے، علاوہ محصول ڈاک۔